مولانا وسیّدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فریضۂ جہاد فی سبیل اللہ کے موضوع پر

ایک ہزار مرفوع.... احادیثِ مبارکہ کا مجموعہ

اَلفِیۃُ

الجہادِ فی سبیلِ اللہ

تالیف

مولانا محمد مسعود ازہر

اعداد و تقدیم

دار البیان

جلد اوّل

مکتبۂ عرفان لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

اَلْفِیَۃُ الْجِہَادِ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ

تالیف

حضرۃ مولانا محمد مسعود ازہر

اشاعت
۱
جُمادی الاوّل ۱۴۴۶
نومبر 2024

تعداد ۵۰۰۰

صفحات ۵۱۲

قیمت نٹ ۱۰۰۰ روپے

ناشر
مکتبہ عرفان

ہماری مطبوعات ملنے کے پتے

جامع مسجد رشیدیہ ٹینکی سٹاپ ملیر کراچی
0336-3353813

مکتبۃ الایمان دکان نمبر ۱۳۱، ندیم ٹریڈ سینٹر، محلّہ جنگی
عقب قصہ خوانی بازار پشاور 0321-9013592

مکتبہ ابن مسعودؓ، مدرسہ عبداللہ بن مسعودؓ، چشمہ جات نزد
کمپنی باغ کوہاٹ 0321-5782621

مکتبہ عثمان رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ، نزد بندھن شادی ہال،
کوثر کالونی بہاولپور 0321-6837145

اسٹاکسٹ مکتبہ ابن مبارک
اردو بازار۔ لاہور
0321-4066827

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم
صلّ علی محمّد و علی آل محمّد
کما صلّیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم
انّک حمید مّجید

اللّٰھم
بارک علی محمّد و علی آل محمّد
کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم
انّک حمید مّجید

اجمالی فہرست

۱ تعارف ۷

۲ مُقدّمہ ۱۴

۳ کتابُ فضائلِ الجہاد
جہاد کی فضیلت کا بیان ۲۵

۴ کتابُ الشَّہادۃ والشُّہداء
شہادت اور شہداء کا بیان ۹۹

۵ کتابُ حُکمِ الجہاد
حکمِ جہاد کا بیان ۱۴۳

۶ کتابُ جہادِ البحرِ
بحری جہاد کا بیان ۱۷۵

۷ کتابُ آلاتِ الحرب
جنگی آلات کا بیان ۱۸۷

۸ کتابُ احکامِ الجہاد
جہادِ فی سبیل اللہ کے احکام کا بیان ۲۳۳

اجمالی فہرست

⑨ كتاب الأمان والصلح على الجزية — ۳۴۶
امان دینے اور جزیہ پر صلح کرنے کا بیان

⑩ كتاب بشارات القتال والفتوح في المستقبل — ۳۸۵
مستقبل کے قتال اور فتوحات کی بشارتیں

⑪ كتاب الإمام المهدي رضي الله عنه وجهاده وزمانه — ۴۳۵
حضرت سیّدنا ”امام المہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ“.... ان کے جہاد اور ان کے زمانہ کا بیان

⑫ فهرسة المصادر والمراجع — ۴۹۴

⑬ فہرست کتاب — ۵۰۱

تعارف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ① الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ② مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ③ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ④ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ⑤ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ⑦ (آمین)

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا۔

سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ، أَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ۔

حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَّرَسُوْلًا وَّبِالْقُرْآنِ حَكَمًا وَّإِمَامًا

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔

اَللّٰهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ۔

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَ أَنَا عَبْدُكَ وَ أَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَ وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَ أَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَإِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَ الصَّلَوَاتُ وَ الطَّيِّبَاتُ...... اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ...... اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ، وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

اما بعد!

- اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس مبارک کتاب کی توفیق ملی...... وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔
- کتاب کا نام ''اَلْفِيَةُ الْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِ الله'' ہے...... اور یہ خالص ''حدیث شریف'' کی کتاب ہے...... اس میں ''جہاد فی سبیل اللہ'' کے موضوع پر...... حضور اقدس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک ہزار مرفوع احادیث جمع کی گئی ہیں۔
- عربی زبان میں ایک ہزار کو ''الف'' کہتے ہیں...... ''الفية'' یعنی ایک ہزار کا مجموعہ...... اب تک ''الفية'' کے نام سے جو کتابیں لکھی گئی ہیں...... وہ ایک ہزار اشعار پر مشتمل ہیں...... اسی وجہ سے اہل فن کے نزدیک...... ''الفية'' اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں کسی ایک موضوع پر ایک ہزار اشعار ہوں...... سب سے مشہور ''الفية ابن مالك رحمہ اللہ'' ہے...... یہ ''کافیہ'' کی شرح ہے...... اور اس کا موضوع ''علم نحو'' ہے...... اسی طرح ایک کتاب ''الفية ابن معطی'' ہے...... یہ نحو، صرف اور علم خط وکتابت کے

موضوع پر ہے...... علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ’’علم حدیث‘‘ پر ایک کتاب لکھی ہے...... اس کا نام ’’الفیۃ السیوطی فی علم الحدیث‘‘ ...... اور ’’نظم الدرر فی علم الاثر‘‘ ہے...... یہ نوسوستر (۹۷۰) اشعار پر مشتمل ہے...... اصول حدیث پر ایک کتاب ’’الفیۃ العراقی‘‘ بھی معروف ہے...... اس میں ایک ہزار تین اشعار ہیں...... اسی طرح ابن سینا رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ...... ’’الفیۃ فی اصول الطب‘‘ بھی شائع ہو چکی ہے...... الغرض ’’الفیۃ‘‘ کے نام سے...... حدیث، فقہ، مناقب، طب اور تصوف وغیرہ ہر موضوع پر کتابیں موجود ہیں...... اور وہ تمام کتابیں ’’اشعار‘‘ پر مبنی ہیں...... اسی لیے یہ بات معروف ہو چکی ہے کہ ’’الفیۃ‘‘ وہ کتاب ہوتی ہے جس میں کسی موضوع پر ایک ہزار اشعار موجود ہوں۔

- ’’اَلْفِیَۃُ الْجِہَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ‘‘ میں ’’اشعار‘‘ نہیں ہیں...... بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ’’ایک ہزار احادیث مبارکہ‘‘ ہیں...... ’’اہل فن‘‘ سے معذرت کہ ان کی اصطلاح سے یہ بات ہٹ کر ہے...... مگر سب جانتے ہیں کہ...... اس میں کوئی حرج نہیں...... عرفی اصطلاحات...... عرف کے ساتھ بدلتی رہتی ہیں...... ’’اَلْفِیَۃُ الْجِہَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ‘‘ کا نام دو دہائیوں سے دل میں بسا ہوا تھا...... حضرت آقا محمد مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی...... ایک ہزار جہادی احادیث مبارکہ...... اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ...... اب یہ وجد آفرین نام...... وجود میں آرہا ہے۔

- قرآن مجید کی ’’آیاتِ جہاد‘‘ پر کام چل رہا تھا...... حالات کچھ سخت تھے...... اور بظاہر سخت تر ہوتے جا رہے تھے...... دل میں ’’خدمت جہاد‘‘ کے کچھ نقشے تھے...... گمنامی کے سفر میں ایک کاغذ پر...... چند کتابوں کے نام لکھ لیے کہ...... اللہ تعالیٰ نے موقع عطاء فرمایا تو ان پر کام کریں گے، ان شاء اللہ...... اور اگر نہ کر سکے تو یہ فہرست کسی کے لیے ان کتابوں پر کام کی ’’ترغیب‘‘ بن جائے گی، ان شاء اللہ...... ان کتابوں میں پہلا نام ’’اَلْفِیَۃُ الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ‘‘ کا تھا...... ’’مطالعۂ جہاد‘‘ اور ’’فضائل جہاد (مختصر)‘‘ کی تالیف کے دوران...... الحمدللہ ’’احادیث جہاد‘‘ کے ساتھ...... پرکیف طویل لمحات گزر چکے تھے...... اندازہ تھا کہ ایک ہزار احادیث مبارکہ اس موضوع پر ضرور مل جائیں گی...... ’’فضائل جہاد (مختصر)‘‘ کی تالیف کے زمانے سفر بہت ہوتے تھے تو...... اکثر ’’کتب حدیث‘‘ میں سے ان کی ’’کتاب الجہاد‘‘ کا عکس لے کر...... ان کی الگ جلدیں بنوالی تھیں...... تاکہ ’’اسفار‘‘ میں ساتھ رکھنا آسان ہو...... ارادہ تھا کہ ’’فضائل جہاد‘‘ کو دس جلدوں میں مکمل کیا جائے گا...... پہلی جلد شائع ہوئی تو حالات بدل گئے...... اُن

حالات میں...... ترجمہ اور تسہیل و تشریح کے ذریعہ...... ’’فضائل جہاد (کامل)‘‘ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تیار ہوگئی...... پھر جب آزادی ملی تو رخ ’’فتح الجواد‘‘ کی طرف ہوگیا...... مگر دل میں جذبہ زندہ رہا کہ...... ’’حدیث شریف‘‘ کی خدمت کا بھی اللہ تعالیٰ موقع عطاء فرمائیں۔

- کاغذ پر ’’اَلْفِیَۃُ الْجِہَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللہ‘‘ کا نام لکھے بیس برس یا کچھ زیادہ کا عرصہ گزر گیا...... مگر خواب تشنہ رہا...... بالآخر اللہ تعالیٰ نے ’’دارالبیان‘‘ کی نعمت عطاء فرمائی...... اور احادیث مبارکہ کو جمع کرنے کا کام شروع ہوگیا۔
- کام بڑا بھی تھا...... اور مشکل بھی...... مگر اللہ تعالیٰ جب رحمت فرماتے ہیں تو...... اسباب جڑتے چلے جاتے ہیں...... حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ نے بڑی برکت رکھی ہے...... ایسی برکت جو بے شمار برکات کا مجموعہ ہے...... بس قسمت کھل جائے اور انسان...... ادب کے ساتھ ’’حدیث شریف‘‘ کی خدمت کے لیے جم کر بیٹھ جائے...... پھر جو کچھ ہوتا ہے اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا...... پہاڑوں جیسی مشکلات دور ہو جاتی ہیں...... بیماریاں راستہ روکنا چھوڑ دیتی ہیں...... اور وقت میں حیرت انگیز وسعت آجاتی ہے...... اور انسان گویا کہ کسی اور جہان میں پہنچ جاتا ہے۔
- احادیث مبارکہ جمع ہو چکی تھیں...... اب کتاب بنانے کا کام تھا...... اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی...... بس یوں سمجھیں کہ ہاتھ پکڑ لیا...... اور کام پر بٹھا دیا...... سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللہِ الْعَظِیْمِ۔
- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سب کے نبی، رسول، رہنما، محسن اور مولا و آقا ہیں...... ان کی ’’احادیث مبارکہ‘‘ ہم سب کے لیے ہیں...... انہوں نے جو فرمایا...... جو سمجھایا...... ہم میں سے ہر ایک اس کا مخاطب ہے...... یہ خوش نصیبی کا وہ مقام ہے...... جس میں سارے امتی برابر ہیں...... پہلے والے بھی، بعد والے بھی...... اہل بھی، نااہل بھی۔

’’احادیث مبارکہ‘‘ سے آنکھیں ٹکرائیں تو...... دل میں ایک ایسا سرور اترا...... جس کی معلوم نہیں کب سے تڑپ تھی...... سچ پوچھیں تو زندگی کے بہترین دنوں میں سے...... یہ چند دن بھی تھے...... جن میں زندگی آسان تھی...... اور پر لطف اور حسین تھی...... ہر حدیث شریف سیدھی دل میں اترتی تھی...... الحمدللہ ’’جہاد‘‘ کی محبت میں اضافہ ہوا...... جہاد پر شرح صدر میں ترقی ہوئی...... جہاد کی ادنیٰ خدمت کا موقع ملنے پر...... اپنی قسمت اچھی لگنے لگی...... اور دل میں وہ سچی امیدیں اور بڑھ گئیں...... جو ’’غلبہ اسلام‘‘ کے بارے

میں...... ہر مسلمان کو تسلی دیتی ہیں۔

- ایک خیال جو دل کو خوشی سے مست کر دیتا تھا...... وہ اس کام کے دوران حاوی رہا کہ...... اب بے شمار مسلمانوں کے گھر میں...... ''آیات جہاد'' کی الگ کتاب...... اور ''احادیث جہاد'' کی الگ کتاب موجود ہوگی...... فریضۂ جہاد کے انکار کے دور میں...... یہ کسی مسلمان کے گھر کے لیے...... کتنی بڑی برکت ہوگی کہ...... وہ حالات سے نہیں گھبرایا...... اس نے جبر و تشدد کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالے...... اور اس نے دین میں کوئی کمی برداشت یا گوارہ نہیں کی...... وہ ''آیات جہاد'' کو سر آنکھوں پر رکھے بیٹھا ہے...... اور ''احادیث جہاد'' کو بھی سر آنکھوں پر جگہ دیتا ہے...... دنیا جو کچھ بھی بن جائے...... بات تو اللہ اور رسول ہی کی چلنی ہے...... لوگ جو کہتے ہیں کہتے رہیں...... کامیابی تو اللہ اور رسول کے راستے پر ہی ملنی ہے۔
- اس کتاب میں اگر ہر طرح کی روایات کو جمع کر دیا جاتا...... تب تو یہ تعداد...... دو تین ہزار تک پہنچ سکتی تھی...... مگر اس تالیف میں اس بات کا التزام کیا گیا کہ...... احادیث مبارکہ صرف پہلے تین طبقے کی کتب سے لی جائیں...... اور صرف مرفوع احادیث مبارکہ کو اس مجموعہ میں شامل کیا جائے...... فریضۂ جہاد کا مقام دیکھیں کہ ان التزامات کے باوجود...... ایک ہزار سے زائد روایات الحمدللہ جمع کر لی گئی ہیں۔
- کوشش کی ہے کہ...... مسلمان ''جہاد'' کو اپنے آقا و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک الفاظ اور اعمال سے سمجھیں...... اس لیے ''احادیث مبارکہ'' کی تشریح زیادہ نہیں لکھی...... صرف ضرورت کے مقام پر...... مختصر تشریح پر اکتفاء کیا گیا ہے...... البتہ آخری زمانے کے جہاد میں...... حضرت سیدنا امام محمد بن عبداللہ المہدی...... رضی اللہ عنہ...... کے باب کو قدرے تفصیل سے لکھا گیا ہے...... اس کی کیا وجہ بنی؟...... آپ اسی ''باب'' میں یہ وجہ ملاحظہ فرمالیں گے۔
- ایک ہزار احادیث مبارکہ کو...... ایک جلد میں سمونا مشکل تھا...... چنانچہ ایک جلد کا کام مکمل کر کے...... اسی کی تیاری میں لگ گئے...... وہی ''جلد اول'' اب شائع کی جا رہی ہے، ان شاء اللہ...... باقی احادیث مبارکہ دوسری جلد میں آئیں گی، ان شاء اللہ
- اس کتاب کا زیادہ کام...... دارالبیان کے رفقاء نے کیا ہے...... اللہ تعالیٰ ان کو بہترین قبولیت اور دارین کا انعام عطاء فرمائیں...... ان کے اسماء گرامی لکھ رہا ہوں...... تاکہ آپ بھی...... ان کو ''دعاء'' کا ''ہدیہ'' دے سکیں:

۱۔ حضرت مولانا مفتی عبید الرحمٰن صاحب مہتمم جامعۃ الصابر

۲۔ حضرت مولانا حق نواز صاحب

۳۔ حضرت مولانا محمد عمران صاحب

۴۔ حضرت مولانا عبد الستار صاحب

۵۔ حضرت مولانا بلال صاحب

بندہ بھی ان سب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے...... جزاہم اللہ خیرا احسن الجزاء...... ان پانچ حضرات کے علاوہ...... حدیث شریف سے خصوصی شغف رکھنے والے...... نوجوان فاضل...... حضرت مولانا محمد نعمان خلیل صاحب...... وہ بندہ کے لیے...... اس مبارک کام کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نصرت ثابت ہوئے...... اللہ تعالیٰ ان کو خصوصی جزائے خیر، قبولیت، عافیت اور دارین کی برکت عطاء فرمائے...... انہوں نے بہت محنت کی...... اور اس مبارک کام کے ’’محرّک‘‘ بنے رہے۔

- فی الحال یہ کتاب اردو میں شائع کی جا رہی ہے...... اس کے فوراً بعد اسے ان شاء اللہ پہلے ’’عربی‘‘ میں اور پھر ’’انگریزی‘‘ میں بھی شائع کیا جائے گا۔
- آپ سب سے درخواست ہے کہ...... ایک سچے، وفادار اور فدا کار امتی کی طرح...... اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان ’’مبارک احادیث‘‘ کو پڑھیں...... باادب، باوضو اور خود کو ان کا مخاطب سمجھتے ہوئے...... ان شاء اللہ آپ کو اس عمل کی برکت سے بہت کچھ حاصل ہوگا۔
- دعاء فرمادیں کہ...... اللہ تعالیٰ اس عاجزانہ خدمت کو قبول فرمائیں...... اسے امت میں ’’احیائے جہاد‘‘ کا ذریعہ بنائیں...... اور ہمیں دوسری جلد تیار اور شائع کرنے کی...... اپنے فضل سے توفیق عطاء فرمائیں۔
- ’’فتح الجواد‘‘ کی پہلی جلد آئی تھی تو...... والد گرامی حضرت ابا جی...... رحمۃ اللہ علیہ...... حیات تھے...... انہوں نے خود اس کا افتتاح فرمایا تھا...... اور وہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت و رحمت پر اس قدر خوش تھے کہ...... بیان سے باہر ہے...... اللہ تعالیٰ ’’اَلْفِیَۃُ الْجِہَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ‘‘ کے اجر میں...... ان کو پورا پورا حصہ عطاء فرمائیں...... والدہ محترمہ حفظہا اللہ تعالیٰ...... کی سرپرستی اور دعائیں...... الحمد للہ کام کے دوران نصیب رہیں...... اللہ تعالیٰ ان کو دارین میں بہترین بدلہ عطاء فرمائیں۔
- اللہ تعالیٰ کی اس رحمت اور نعمت پر...... اللہ تعالیٰ کا شکر...... بے حد شکر۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ حَمْدًا یُّوَافِیْ نِعَمَہٗ وَیُکَافِئُ مَزِیْدَہٗ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَدَدَ عَفْوِکَ عَنْ خَلْقِکَ...... وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ أَشْھَدُ أَنْ لَّا إِلٰہَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُکَ وَأَتُوْبُ إِلَیْکَ۔

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

محمد مسعود ازہر

لیلۃ ۱۴ ربیع الاوّل ۱۴۴۶ھ
بمطابق
18 ستمبر 2024ء

* * *

مُقَدِّمَہ

یہ مقدمہ چند حدیثی اصطلاحات، حدیث شریف کے فضائل، الفیہ جہاد کے التزامات اور اس سے متعلق دیگر مفید معلومات پر مشتمل ہے۔

حدیث شریف کی تعریف

اَلْحَدِیْثُ النَّبَوِيُّ هُوَ كُلُّ مَا أُضِيْفَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ أَوْ تَقْرِيْرٍ أَوْ صِفَةٍ خَلْقِيَّةٍ أَوْ صِفَةٍ خُلُقِيَّةٍ۔

[شرح البيقونية لمحمد حسن عبد الغفار، ص: ۹]

”ہر وہ روایت جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول، فعل، تقریر یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارکہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کو بیان کیا گیا ہو، وہ حدیث شریف کہلاتی ہے۔“

فائدہ: ”تقریر“ کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی کو کوئی عمل کرتے دیکھا یا سنا ہو اور اس پر خاموشی اختیار فرمائی ہو یا حوصلہ افزائی فرمائی ہو۔

حدیثِ مرفوع کی تعریف

هُوَ مَا أُضِيْفَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً قَوْلًا كَانَ أَوْ فِعْلًا، أَوْ تَقْرِيْرًا۔

[تدريب الراوي، ۱: ۲۰۲، دار طيبة]

”ہر وہ حدیث جس کی نسبت صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کی جائے، خواہ اس کا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول وفعل سے ہو یا تقریر سے، وہ ”حدیث مرفوع“ کہلاتی ہے۔“

حدیثِ متصل کی تعریف

هُوَ مَا اتَّصَلَ إِسْنَادُهٗ مَرْفُوْعًا كَانَ أَوْ مَوْقُوْفًا عَلٰى مَنْ كَانَ۔

[تدريب الراوي، ۱: ۱۲۰، دار طيبة]

”وہ روایت جس کی سند بالکل متصل ہو (یعنی درمیان سے کوئی راوی گرا ہوا نہ ہو) چاہے وہ روایت مرفوع ہو یا کسی صحابی یا تابعی پر موقوف ہو۔“

حدیثِ مسند کی تعریف

”وہ حدیث جو مرفوع بھی ہو اور اس کی سند بھی متصل ہو وہ مسند کہلاتی ہے۔“

[تدريب الراوي، ج:١، ص: ١٩٩، دار طيبة]

حدیثِ موقوف کی تعریف

هُوَ الْمَرْوِيُّ عَنِ الصَّحَابَةِ قَوْلًا لَّهُمْ أَوْ فِعْلًا أَوْ نَحْوَهُ۔

[تدريب الراوي، ج:١، ص: ٢٠٢، دار طيبة]

”وہ روایات جن میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال وافعال اور تقریرات بیان کی گئی ہوں، وہ ”موقوف“ کہلاتی ہیں۔“

حدیثِ مرسل کی تعریف

”ہر وہ حدیث جو تابعی کسی صحابی کے واسطے کے بغیر، براہِ راست حضور ﷺ سے نقل فرمائے، اسے ”حدیث مرسل“ کہتے ہیں۔“

[تدريب الراوي، ج:١، ص: ٢١٩، دار طيبة]

حدیث شریف کے چند فضائل

- قرآن کریم، فرقان حمید کی طرح احادیث مبارکہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کے منور قلب پر اتاری گئی ہیں، اسی لیے انہیں ”وحی خفی“ اور ”وحی غیر متلو“ کہا جاتا ہے۔ سورۃ النجم میں اللہ تعالیٰ کا فرمانِ گرامی ہے:

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ [النجم:۳،۴]

”وہ (یعنی حضور ﷺ) اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے۔ یہ تو خالص وحی ہے جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے۔“

- اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں احادیث مبارکہ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج تک آپ ﷺ کی سیرت طیبہ اور احادیث مبارکہ کتابوں اور امت کے دلوں میں محفوظ ہیں، چنانچہ ”سورۃ الحجر“ کی آیت کریمہ ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ [الحجر:۹]

> "یقیناً ہم نے ذکر (قرآن اور سنت) کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔"

مفسرین کرام اور محدثین عظام نے جس طرح اس آیت کریمہ سے حفاظتِ قرآن کا معنیٰ لیا ہے، وہیں حفاظت حدیث بھی مراد لی ہے۔ اور چونکہ احادیث مبارکہ قرآن کریم کی تفسیر وتوضیح ہیں اور ان کے بغیر قرآن کریم کے معانی کو مکمل طور پر نہیں سمجھا جا سکتا، اس لیے قرآن حمید کے محفوظ ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ احادیث مبارکہ بھی محفوظ ہوں۔

حضرت ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حفاظتِ حدیث کے متعلق ایک شاندار جملہ ہے، جس کا مفہوم یہ ہے:

> "حفاظتِ حدیث سے مراد یہ نہیں کہ احادیث مبارکہ کے نقل میں غلطی نہیں ہوئی، بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان میں غلطی رواج نہیں پا سکی، اور برقرار نہیں رہ سکی، یعنی جب بھی کہیں غلطی ہوئی تو محدثین کرام اور ائمہ جرح وتعدیل نے اس کی اصلاح فرما دی۔"

[آثار الحديث، ج: ١، ص: ٣١٣]

- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث شریف کے طلبہ، اسے پڑھنے پڑھانے، نقل کرنے اور اس سے شغف رکھنے والوں کے لیے خصوصی دعاء فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا فَحَفِظَهٗ حَتّٰى يُبَلِّغَهٗ......الخ

[سنن أبي داوٗد، رقم الحديث: ٣٦٦٠]

> "اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھیں جس نے ہم سے حدیث سنی اور اسے یاد رکھا، یہاں تک کہ اسے دوسروں تک پہنچا دیا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ شاندار اور مقبول دعاء قیامت تک احادیث مبارکہ سے شغف رکھنے والوں کے لیے توشۂ حیات اور ساری زندگی کا روحانی سرمایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نصیب فرما دیں۔

- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی احادیث مبارکہ کو آگے بیان کرنے اور پھیلانے کا حکم فرمایا ہے، چنانچہ حجۃ الوداع کے خطبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَإِنَّهٗ رُبَّ مُبَلِّغٍ يُبَلِّغُهٗ لِمَنْ هُوَ أَوْعٰى لَهٗ......الخ

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٧٠٧٨]

> "حاضرین مجلس (میری احادیث) غائبین تک پہنچا دیں، کیونکہ بہت سے پہنچانے والے اس تک پہنچا دیں گے جو اس کو زیادہ محفوظ رکھنے والا ہوگا۔"

❖ حدیث شریف کا علم تا قیامت جاری رہنے والا ہے، اس کی برکت سے حدیث شریف کا شغف رکھنے والے ہمیشہ موجود رہتے ہیں، اور رہیں گے۔ یہی بات درج ذیل حدیث میں بیان کی گئی ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَسْمَعُونَ وَ يُسْمَعُ مِنْكُمْ وَ يُسْمَعُ مِمَّنْ سَمِعَ مِنْكُمْ۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٣٦٥٩]

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تم (آج) احادیث سنتے ہو، اور (کل) تم سے سنی جائیں گی، اور (بعد ازاں) تم سے سننے والوں سے بھی سنی جائیں گی۔“

یہی وجہ ہے کہ سلسلۂ سند میں جس راوی کا تذکرہ ایک بار آ گیا، تو اس کا نام تا قیامت لیا جاتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے ساتھ مقبول تعلق اور نسبت عطاء فرما دیں۔

چالیس احادیثِ مُبارکہ یاد کرنے کی فضیلت

❖ چالیس احادیث مبارکہ یاد کرنے کی فضیلت متعدد سندوں سے مروی ہے، اگر چہ ان میں ضعف ہے، لیکن کثرت طرق اور محدثین کرام کے تعامل سے اس کا ضعف خفیف ہو جاتا ہے۔ حضرت سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَمْرِ دِينِهِ بَعَثَهُ اللهُ فَقِيهًا، وَ كُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَ شَهِيدًا۔

[شعب الايمان للبيهقي، رقم الحديث: ١٥٩٧]

”جس شخص نے دین کے متعلق چالیس احادیث مبارکہ یاد کر لیں تو اللہ تعالیٰ اسے (کل روز قیامت) فقیہانہ شان سے اٹھائیں گے اور میں قیامت کے دن اس کے لیے سفارشی اور گواہ ہوں گا۔“

اس فضیلت کو حاصل کرنے اور چالیس کے عدد کی تاثیر و برکت کی بناء پر متقدمین و متاخرین علماء کے ہاں اربعینات (چالیس، چالیس احادیث کے مجموعے) جمع کرنے کا تعامل چلتا آ رہا ہے، جن میں سے بعض مجموعے علمی حلقوں میں کافی مقام رکھتے ہیں، جیسے ”الاربعین للنووی“۔

احادیث شریفہ کے فضائل بے شمار ہیں، کیوں کہ یہ حضرت سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں، ہم

نے ان میں سے بطورِ ترغیب چند فضائل بیان کیے ہیں۔

کُتُبِ حدیث کے طبقات اور ان کُتُب کے نام

حضرت شاہ عبد العزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہما اللہ تعالیٰ نے صحت وقوت کے اعتبار سے کتبِ حدیث کے پانچ طبقات لکھے ہیں، جنہیں یہاں ”مقدمہ لامع الدراری“ کے حوالہ سے نقل کیا جاتا ہے:

طبقۂ اولیٰ:

طبقۂ اولیٰ میں وہ کتابیں ہیں، جن میں صرف صحیح احادیث مبارکہ کو بیان کرنے کا التزام کیا گیا ہے۔ اس طبقہ میں وہ تمام کتب شامل کی گئی ہیں جو صحیح کے نام کے ساتھ موسوم ہیں، وہ کتب درج ذیل ہیں:

مؤطا امام مالک، صحیح امام بخاری، صحیح امام مسلم، صحیح امام ابن حبان، مستدرک امام حاکم، المختارۃ لضیاء المقدسی، صحیح امام ابن خزیمہ، صحیح ابی عوانۃ الاسفرائینی، صحیح امام ابن سکن اور المنتقیٰ لابن جارود۔ رحمہما اللہ تعالیٰ جمیعاً

طبقۂ ثانیہ:

طبقۂ ثانیہ میں وہ کتابیں ہیں جن کی احادیث اخذ واستدلال کے قابل ہیں، اگرچہ ساری احادیث صحت کے درجہ کو نہ پہنچی ہوں۔ اور ان کتب کی ضعیف روایات بھی کم از کم حسن درجہ کی ہوتی ہیں۔ اس طبقہ میں یہ کتابیں آتی ہیں:

سنن ابی داوٗد، سنن الترمذی، سنن النسائی، مسند امام احمد بن حنبل۔ رحمہما اللہ تعالیٰ جمیعاً

طبقۂ ثالثہ:

طبقۂ ثالثہ میں وہ کتب ہیں جن میں صحیح، حسن، ضعیف، معروف، شاذ، منکر ہر قسم کی احادیث ملتی ہیں۔ ان کتابوں کی بعض روایتیں قابل استدلال ہیں اور بعض ناقابل استدلال۔ اس طبقہ میں درجِ ذیل کتب کا نام آتا ہے:

سنن ابن ماجہ، مسند ابی داوٗد طیالسی، زیادات ابن امام احمد بن حنبل، مسند ابویعلی الموصلی، مسند البزار، مسند عبد الرزاق، مسند سعید بن منصور، مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ، مسند ابن جریر، تہذیب الآثار لابن جریر، التفسیر لابن جریر، التاریخ لابن جریر، المعجم الکبیر، المعجم الصغیر، المعجم الاوسط، السنن الکبریٰ، السنن الصغریٰ، شعب الایمان، سنن دارقطنی، غرائب دارقطنی، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، تفسیر ابن مردویۃ اور الدر المنثور للسیوطی اور دیگر تمام تفسیریں۔

طبقۂ رابعہ:

طبقہ رابعہ میں وہ کتب آتی ہیں جن کی ہر حدیث پر ضعف کا حکم لگایا جائے گا، بشرطیکہ وہ حدیث صرف اس کتاب میں ہو، اوپر کے طبقات کی کتب میں نہ ہو۔ اس طبقہ میں درجِ ذیل کتب ہیں:

نوادر الاصول للحکیم الترمذی، تاریخ الخلفاء، تاریخ ابن النجار، مسند الفردوس، کتاب الضعفاء للعقیلی، الکامل لابن عدی، تاریخ الخطیب البغدادی، تاریخ ابن عساکر اور ان جیسی دیگر کتب۔

طبقۂ خامسہ:

طبقہ خامسہ میں وہ کتب ہیں، جن میں صرف موضوع (من گھڑت) روایات بیان کی جاتی ہیں۔ اس طبقہ میں درج ذیل کتب قابل ذِکر ہیں:

الموضوعات الکبریٰ لابن الجوزی، تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ لابن عراق، تذکرۃ الموضوعات از شیخ طاہر پٹنی اور ان جیسی دیگر کتب۔

[مقدمة لامع الدراري لشيخ الحديث مولانا زكريا رحمه الله تعالىٰ ، ص: ۱۲۸ تا ۱۳۰، المكتبة الامدادية، مكة المكرمة]

فائدہ ①: محققین علماء اور محدثین و ناقدین نے طبقہ خامسہ کی کتابیں اس لیے نہیں لکھیں کہ ان روایات کو رواج دینا مقصود تھا، بلکہ اس لیے لکھیں تاکہ صحیح اور موضوع روایات میں امتیاز کیا جاسکے اور تاکہ عام اہلِ علم ان سے باخبر ہوکر دھوکے میں آنے سے بچے رہیں، اور اگر کہیں ایسی روایت بیان کی جانے لگے تو اس کی حقیقت واضح کی جاسکے۔

فائدہ ②: کتب احادیث کی یہ طبقاتی تقسیم اور درجہ بندی ان کتابوں کی مجموعی حیثیت سے ہے، ورنہ حدیث مبارک سے شغف رکھنے والے اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ جزوی طور پر چوتھے طبقہ میں صحیح سندوں والی روایات بھی مل سکتی ہیں اور پہلے طبقے کی بعض کتب میں ضعیف روایات بھی پائی جاتی ہیں۔

”اَلْفِیَۂ جہاد“ میں مذکورہ طبقات کی رعایت

مجموعی حوالہ سے ”الفیۂ جہاد“ میں پہلے دو طبقات کی روایات بکثرت لی گئی ہیں، تیسرے طبقہ کی روایات انتہائی کم ہیں، جبکہ چوتھے اور پانچویں طبقے کی کتب سے بالکل تعرض نہیں کیا گیا۔

"الفیۂ جہاد" میں جمع احادیث کے التزامات

روایت نقل کرنے میں اسلوب

- الفیہ جہاد میں صرف حضور ﷺ کی مرفوع متصل (مسند) روایات نقل کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔
- حدیث مبارک کی مکمل سند کی بجائے صرف صحابی کا نام نقل کیا گیا ہے۔
- احادیث مبارکہ مختلف کتب کے تحت منقسم کی گئی ہیں۔ اور ہر کتاب کے تحت متعدد ابواب ہیں۔
- اکثر کتب اور ابواب کے نام محدثین کے کلام سے ماخوذ ہیں۔
- اصولی طور پر سنداً و متناً صحیح احادیث مبارکہ نقل کرنے کا التزام کیا گیا ہے، جبکہ بعض مقامات پر توابع اور شواہد کے طور پر یا کسی باب میں روایات کم ہونے کی وجہ سے قابل بیان ضعیف روایات نقل کی گئی ہیں۔
- ایک روایت صحاح ستہ میں سے جن جن کتب میں ہے، اکثر مقامات میں ان سب کا حوالہ دے دیا گیا ہے۔

روایات پر حکم کا اسلوب ومنہج

- صحیحین کی روایات پر فقط صحیحین کا حوالہ نقل کیا گیا ہے۔
- سنن ابی داؤد کی روایات میں حسبِ ضرورت امام منذری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کیا گیا ہے۔
- سنن الترمذی کی روایات میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا کلام نقل کیا گیا ہے۔
- بقیہ سُنَن کی کتب کی روایات، ان کے رواۃ کی تحقیق یا معاصر محدثین کے کلام کو دیکھنے کے بعد لی گئی ہیں۔ حسبِ ضرورت بعض مقامات میں نشاندہی بھی کر دی گئی ہے:

  اسنادہ صحیح ورجالہ ثقات یا اسنادہ ضعیف۔
- مسند احمد، مسند بزار، مسند دارمی، المعجم الکبیر، المعجم الاوسط، المعجم الصغیر اور ان جیسی دیگر کتب کی روایات پر حسبِ ضرورت علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کیا گیا ہے۔

ہر باب کے تحت روایات کی ترتیب

ہر باب کے تحت روایات درجاتِ کتب اور قوت وصحت کے اعتبار سے رکھی گئی ہیں۔ جن کی ترتیب درج ذیل ہے:

۱ سب سے پہلے متفق علیہ (یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں کی مشترکہ) روایات رکھی گئی ہیں۔

۲ بعد ازاں فقط صحیح بخاری، اور اس کے بعد فقط صحیح مسلم کی روایات رکھی گئی ہیں۔

۳ پھر سنن اربعہ اور دیگر کتب صحاح کی روایات رکھی گئی ہیں، جس کی ترتیب عموماً یہ رہی ہے:
سنن ابی داوٗد۔ سنن ترمذی۔ سنن النسائی۔ سنن ابن ماجۃ۔ صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ وغیرہ۔
(بعض مقامات پر کسی علمی نکتہ کے وجہ سے یہ ترتیب بدلنی پڑی ہے)

۴ بعد ازاں مسند احمد اور دیگر مسانید عشرۃ، معاجمِ ثلاثۃ اور کتب الاجزاء کی روایات رکھی گئی ہیں۔

اَلْفِیَہ جلد اوّل میں احادیث کی تعداد

الفیہ جلد اول میں ۵۳۳ احادیث مبارکہ ہیں۔

جن کتب سے احادیث لی گئی ہیں، ان کے نام

یہاں ان کتب کے نام لکھے جاتے ہیں، جن سے "اَلْفِیَۃُ جِہَاد" میں تخریج کی گئی ہے:

۱	صحیح البخاری	۱۲	شرح معانی الآثار
۲	صحیح مسلم	۱۳	السنن الکبریٰ للبیہقی
۳	سنن أبی داؤد	۱۴	السنن الکبریٰ للنسائی
۴	سنن الترمذی	۱۵	سنن سعید بن منصور
۵	سنن النسائی	۱۶	سنن الدارقطنی
۶	سنن ابن ماجة	۱۷	المستدرك علی الصحیحین
۷	مؤطا امام مالك	۱۸	المعجم الکبیر للطبرانی
۸	صحیح ابن حبان	۱۹	المعجم الاوسط للطبرانی
۹	صحیح ابن خزیمة	۲۰	المعجم الصغیر للطبرانی
۱۰	سنن الدارمی	۲۱	کتاب الجهاد لابن المبارك
۱۱	مسند أحمد	۲۲	المنتقی لابن جارود

۲۳	مسند أبي يعلى الموصلي	۲۹	كشف الأستار للبزار
۲۴	مسند أبي داؤد الطيالسي	۳۰	كتاب الفتن لنُعَيم بن حماد
۲۵	مسند البزار	۳۱	مصنف ابن أبي شيبة
۲۶	مسند مسدد بن سرهد	۳۲	مصنف عبد الرزاق
۲۷	مسند ابن أبي شيبة	۳۳	حلية الأولياء وطبقات الأصفياء
۲۸	المنتخب من مسند عبد بن حميد		

پہلی جلد کی کتب کے نام:

ماقبل میں عرض کیا جا چکا ہے کہ ”الفیۃ جہاد“ مختلف کتب اور ابواب پر مشتمل ہے۔ کتب کی ترتیب میں منطقی ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا گیا، بلکہ اہمیت و ضرورت اور خاص مقاصد کے پیشِ نظر علمی و ترغیبی ترتیب رکھی گئی ہے۔ پہلی جلد میں نو کتابیں ہیں، جن میں سے ہر کتاب کے تحت متعدد ابواب ہیں، یہاں صرف کتب کے نام لکھے جاتے ہیں، جبکہ ابواب کے نام کتاب کی اصل فہرست میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

① كتاب فضائل الجهاد (جہاد کے فضائل کا بیان)
② كتاب فضل الشهادة و الشهداء (شہادت اور شہداء کے فضائل کا بیان)
③ كتاب وجوب الجهاد (فرضیت جہاد کا بیان)
④ كتاب جهاد البحر (بحری جہاد کا بیان)
⑤ كتاب آلات الحرب (جنگی آلات کا بیان)
⑥ كتاب أحكام الجهاد (احکام جہاد کا بیان)
⑦ كتاب الأمن و الصلح على الجزية (امن اور جزیہ پر صلح کرنے کا بیان)
⑧ كتاب بشارات القتال و الفتوح في المستقبل (مستقبل کی جنگوں اور فتوحات کی پیشن گوئیوں کا بیان)
⑨ كتاب الامام المهدي و جهاده و زمانه (حضرت سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ، ان کے جہاد اور ان کے زمانے کا بیان)

دوسری جلد کی کتب کے نام

دوسری جلد درج ذیل کتب پر مشتمل ہے:

۱ كتاب الرباط (پہرہ داری کے فضائل کا بیان)

۲ كتاب الخيل (گھوڑوں کے فضائل کا بیان)

۳ كتاب المغازي (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غزوات کا بیان)

۴ كتاب السرايا (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سرایا کا بیان)

۵ كتاب الغنائم و الفيئ (مالِ غنیمت اور مالِ فئی کا بیان)

۶ كتاب الأُسارى (قیدیوں کے احکامات کا بیان)

۷ كتاب المكاتيب الى الملوك و رؤساء العرب (بادشاہوں اور عرب رؤساء کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعوتی خطوط کا بیان)

۸ كتاب القتال مع أهل البغي و الردة (باغی اور مرتدین سے قتال کا بیان)

کتبِ احادیث اور ان کی روایات کی تعداد

اس فہرست میں ان کتب کے نام اور ان کی روایات کی تعداد لکھی جاتی ہے، جن کے الفاظ کے ساتھ احادیث نقل کی گئی ہیں:

نمبر شمار	کتاب	روایات کی تعداد
۱	صحيح البخاری	۹۸
۲	صحيح مسلم	۸۱
۳	سنن أبي داود	۱۰۱
۴	سنن الترمذی	۴۱
۵	سنن النسائی	۳۵
۶	سنن ابن ماجة	۱۵
۷	مؤطا امام مالك	۱

۸	صحیح ابن حبان	۷
۹	سنن الدارمی	۳
۱۰	مسند أحمد	۶۳
۱۱	مسند أبی یعلیٰ الموصلی	۷
۱۲	مسند أبی داؤد الطیالسی	۲
۱۳	مسند البزار	۷
۱۴	مسند ابن أبی شیبۃ	۱
۱۵	المستدرک علی الصحیحین	۱۳
۱۶	المعجم الکبیر للطبرانی	۲۸
۱۷	المعجم الأوسط للطبرانی	۲۱
۱۸	المعجم الصغیر للطبرانی	۱
۱۹	کشف الأستار للبزار	۳
۲۰	کتاب الفتن	۴
۲۱	مصنف ابن أبی شیبۃ	۱
۲۲	حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء	۱
۲۳	کل تعداد	۵۳۳

از قلم:
محمد نعمان خلیل
۱۶/ ربیع الاوّل ۱۴۴۶ھ
بمطابق
21 ستمبر ۲۰۲۴ء

كتاب فضائلِ الجهاد

جہاد کی فضیلت کا بیان

باب: فضل الغدوة او الروحة في سبيل الله

جہاد فی سبیل اللہ میں ایک صبح یا ایک شام (کچھ وقت) گزارنے کی فضیلت کا بیان

﴿١﴾

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَغَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا-

متفق عليه و اللفظ لمسلم-

[صحيح البخاري، رقم الحديث:٢٧٩٦، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ١٨٨٠، وقد روي هذا الحديث عن عدة من الصحابة من أنس بن مالك، وأبي هريرة، وسهل بن سعد الساعدي، وأبي أيوب وغيرهم رضي الله تعالى عنهم أجمعين]

ترجمہ: حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ کے راستے میں گزری ایک صبح یا ایک شام دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔‘‘

فائدہ: جہاد فی سبیل اللہ میں نکلنے کے بعد ’’اجر عظیم‘‘ کا یہ سلسلہ شروع ہو جاتا ہے...... راستے میں گذرنے والے صبح اور شام، محاذ، مورچے، چھاؤنی اور رباط میں گذرنے والے اور گھر پہنچنے تک واپسی والے صبح و شام سب اس میں شامل ہیں...... اور ہر ’’غدوہ‘‘ یعنی صبح اور ہر ’’روحہ‘‘ یعنی شام کی یہ الگ الگ فضیلت ہے...... کہ ہر صبح بھی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور ہر شام بھی...... یعنی اگر کسی کو دنیا کے سارے مال و اسباب اور نعمتیں دے دی جائیں...... پھر وہ انہیں خیر کے کاموں میں خرچ کر دے...... تب بھی وہ مجاہد کی ایک صبح یا ایک شام کے اجر کو نہیں پہنچ سکے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

﴿٢﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَقَابُ قَوْسٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَ تَغْرُبُ، وَ قَالَ: لَغَدْوَةٌ اَوْ رَوْحَةٌ فِيْ سَبِيْلِ

اللّٰهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَ تَغْرُبُ-

أخرجه البخاري-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۲۷۹۳]

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جنت میں ایک کمان کے برابر جگہ دنیا کی ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام ان سب چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔“

﴿۳﴾

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَرَوْحَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ غَدْوَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا، وَ لَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ مِنَ الجَنَّةِ أَوْ مَوْضِعُ قِيْدٍ - يَعْنِيْ سَوْطَهُ- خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا، وَ لَوْ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ اَهْلِ الجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلٰى اَهْلِ الاَرْضِ لَاَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا، وَ لَمَلَاَتْهُ رِيْحًا، وَ لَنَصِيْفُهَا عَلٰى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا-

أخرجه البخاري و أحمد و اللفظ للبخاري-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۲۷۹۶، ومسند أحمد، رقم الحديث:۱۲۴۳۶]

ترجمہ: حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک شام یا ایک صبح گزار دینا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سب سے بہتر ہے اور کسی کے لیے جنت میں کمان کے برابر یا کوڑے کے برابر جگہ بھی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سے بہتر ہے اور اگر جنت کی کوئی عورت زمین کی طرف جھانک بھی لے تو زمین و آسمان اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ منور ہو جائیں اور خوشبو سے معطر ہو جائیں۔ اس کے سر کا دوپٹہ بھی دنیا اور اس کی ساری چیزوں سے بڑھ کر ہے۔“

فائدہ: آخرت کی دائمی نعمتوں کے مقابلے میں...... دنیا کی فانی نعمتوں کی بے قدری...... اس کا یقین اللہ تعالیٰ جس کو نصیب فرما دیں...... وہ مسلمان جہاد کی طرف لپکتا ہے...... کیونکہ جہاد کا ہر لمحہ...... آخرت کی عظیم نعمتوں کا ذریعہ ہے۔

﴿۴﴾

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ۔

قدأخرجه أبوداؤدوالحاكم في المستدرك وابن جارود في المنتقى واللفظ لأبى داؤد۔

[سنن أبى داؤد:۲۴۸۷، المستدرک:۲۳۹۹وقال:هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه، والمنتقى: ۱۰۳۹]

ترجمہ: حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

”جہاد سے واپس لوٹنا (فضیلت اور ثواب میں) ایسے ہے جیسے جہاد کے لیے جانا۔“

﴿۵﴾

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَ مَنْ سَاَلَ اللهَ الْقَتْلَ مِنْ نَّفْسِهٖ صَادِقًا ثُمَّ مَاتَ اَوْ قُتِلَ فَإِنَّ لَهٗ اَجْرَ شَهِيْدٍ، وَ مَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَإِنَّهَا تَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَغْزَرِ مَا كَانَتْ، لَوْنُهَا لَوْنُ الزَّعْفَرَانِ وَ رِيْحُهَا رِيْحُ الْمِسْكِ، وَ مَنْ خَرَجَ بِهٖ خُرَاجٌ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، فَإِنَّ عَلَيْهِ طَابَعَ الشُّهَدَاءِ۔

قد أخرجه أصحاب السنن و اللفظ لأبى داؤد

[سنن أبى داؤد: ۲۵۴۱، وسنن الترمذي: ۱۶۵۷، وسنن النسائي: ۳۱۴۱ وسنن ابن ماجه:۲۷۹۲]

ترجمہ: حضرت سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

”اگر کسی نے اونٹنی کا دودھ نکالنے کے درمیانی وقفہ کے برابر بھی قتال کیا تو اس کے لیے جنت واجب ہے، اور جس نے اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے شہادت کی دعاء مانگی، پھر وہ فوت ہوگیا، یا قتل کر دیا گیا تو اس کے لیے شہید کا ثواب ہے، اور جسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی زخم آگیا، یا کوئی چوٹ لگ گئی تو قیامت کے دن وہ زخم اسی طرح (تروتازہ) ہوگا جیسے کہ وہ تھا، اس (کے خون) کا رنگ زعفران کا اور خوشبو کستوری کی ہوگی، اور جسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی پھوڑا نکل آیا تو اس پر شہداء جیسی مہر ہوگی۔“

﴿٦﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِعْبٍ فِيْهِ عُيَيْنَةٌ مِّنْ مَّاءٍ عَذْبَةٌ فَاَعْجَبَتْهُ لِطِيْبِهَا، فَقَالَ: لَوِ اعْتَزَلْتُ النَّاسَ فَاَقَمْتُ فِيْ هٰذَا الشِّعْبِ، وَ لَنْ اَفْعَلَ حَتّٰى اَسْتَأْذِنَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: لَاتَفْعَلْ، فَإِنَّ مُقَامَ اَحَدِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ سَبْعِيْنَ عَامًا، اَلَاتُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللهُ لَكُمْ وَ يُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ، اُغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔

قد أخرجه الترمذي۔

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ١٦٥٠، وقال: حديث حسن]

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”ایک صحابی کسی پہاڑی کی گھاٹی سے گزرے، جس میں میٹھے پانی کا ایک چھوٹا سا چشمہ تھا، وہ جگہ اور چشمہ اپنی لطافت کی وجہ سے انہیں بہت پسند آیا، انہوں نے کہا: کاش میں لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر اس گھاٹی میں قیام پذیر ہو جاتا، لیکن میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کرلوں، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ایسا ہرگز مت کیجیے، اس لیے کہ تم میں سے کسی کا (ڈٹ کر تھوڑی دیر) جہاد میں کھڑا ہونا اپنے گھر میں ستر سال نماز پڑھتے رہنے سے بہتر ہے، کیا تم لوگ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بخش دے اور تم کو جنت میں داخل کر دے؟ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو، جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اونٹنی کا دودھ دوہنے کے درمیانی وقفہ کے برابر جہاد کیا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔“

﴿٧﴾

عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ اَمَرَ اَصْحَابَهٗ بِالْغَزْوِ، وَ اَنَّ رَجُلًا تَخَلَّفَ وَ قَالَ لِاَهْلِهٖ: اَتَخَلَّفُ حَتّٰى اُصَلِّيَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ، ثُمَّ اُسَلِّمَ عَلَيْهِ، وَ اُوَدِّعَهٗ، فَيَدْعُوَ لِيْ بِدَعْوَةٍ

تَكُوْنُ شَافِعَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَلَمَّا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ الرَّجُلُ مُسَلِّمًا عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَتَدْرِيْ بِكَمْ سَبَقَكَ اَصْحَابُكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، سَبَقُوْنِيْ بِغَدْوَتِهِمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ! لَقَدْ سَبَقُوْكَ بِاَبْعَدِ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقَيْنِ وَ الْمَغْرِبَيْنِ فِي الْفَضِيْلَةِ۔

قد أخرجه أحمد و الطبراني في المعجم الكبير و اللفظ لأحمد۔

[مسند أحمد: ۱۵۶۲۲، والطبراني في الكبير: ۴۲۳، و قال الهيثمي في مجمع الزوائد: رواه أحمد، وفيه: زبان بن فائد وثقه أبوحاتم و ضعفه جماعة، وبقية رجاله ثقات. انظر: مجمع الزوائد، ج: ۵، ص: ۲۸۴، رقم الحديث: ۹۴۶۵]

ترجمہ: حضرت سیّدنا معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جہاد کے لیے روانہ فرمایا، ان میں سے ایک شخص پیچھے رہ گئے اور انہوں نے اپنے اہل خانہ سے کہا: میں کچھ دیر سے نکلوں گا اور ظہر کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اداء کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کر کے الوداع کہوں گا، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لیے ایسی دعاء فرما دیں جو قیامت میں میرے لیے شفاعت کا ذریعہ ہو، چنانچہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر سے فارغ ہوئے تو اس شخص نے آگے بڑھ کر سلام کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا:

”تمہیں معلوم ہے تمہارے ساتھی تم سے کتنے آگے چلے گئے ہیں؟“

انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! ایک صبح (یعنی آدھا دن)، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! وہ فضیلت میں تم سے دو مشرق اور دو مغرب کے فاصلہ کے بقدر آگے نکل گئے ہیں۔“

﴿۸﴾

عَنْ أَبِيْ رَيْحَانَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: حُرِّمَتْ عَيْنٌ عَلَى النَّارِ سَهِرَتْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

أخرجه النسائي و أحمد و اللفظ للنسائي۔

[سنن النسائي، رقم الحديث: ۳۱۱۴، ومسند أحمد، رقم الحديث: ۱۷۲۱۳]

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

”وہ آنکھ آگ پر حرام کردی گئی ہے جو جہاد میں رات کو جاگے۔“

﴿۹﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً تَخْرُجُ، فَقَالُوْا:يَا رَسُوْلَ اللهِ! نُخْرِجُ اللَّيْلَةَ أَمْ نَمْكُثُ حَتّٰى نُصْبِحَ؟ فَقَالَ: اَ لَا تُحِبُّوْنَ اَنْ تَبِيْتُوْا فِيْ خِرَافٍ مِنْ خِرَافِ الْجَنَّةِ؟

أخرجه الطبراني في الأوسط-

[المعجم الأوسط، رقم الحديث: ٣١٦٠، و قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط عن شيخه بكر بن سهل الدمياطي قال الذهبي: مقارب الحديث، و قال النسائي: ضعيف، وفيه ابن لهيعة أيضا. مجمع الزوائد، ج: ٥، ص: ٢٧٦]

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جہادی دستے کو روانگی کا حکم فرمایا، انہوں نے عرض کیا:

”یارسول اللہ! ہم ابھی رات ہی میں روانہ ہو جائیں یا صبح تک رک جائیں؟“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ تم جنت کے باغوں میں سے کسی باغ میں رات گزارو؟“

❀...❀...❀

باب: افضل العمل الجهاد في سبيل الله

جہاد فی سبیل اللہ کے افضل ترین عمل ہونے کا بیان

﴿۱۰﴾

عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: إِيْمَانٌ بِاللهِ وَ جِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِهِ قُلْتُ: فَاَيُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: اَغْلَاهَا ثَمَنًا وَّ اَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا، قُلْتُ: فَإِنْ لَّمْ اَفْعَلْ؟ قَالَ: تُعِيْنُ ضَائِعًا أَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ قَالَ: فَإِنْ لَّمْ اَفْعَلْ؟ قَالَ: تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلٰى نَفْسِكَ-

متفق عليه و اللفظ للبخاری-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۲۵۱۸، و صحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۳۶]

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔“

میں نے دریافت کیا: ”اور کس طرح کا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جو سب سے زیادہ قیمتی ہو اور مالک کی نظر میں پسندیدہ ہو۔“

میں نے دریافت کیا: ”اگر مجھ سے یہ نہ ہو سکا تو؟“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”پھر کسی ناکارہ یا (کاریگر) کی مدد کر یا کسی بے ہنر کا کام بنا۔“

انہوں نے دریافت کیا: ”اگر میں یہ بھی نہ کر سکا تو؟“ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”پھر لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھو، بے شک یہ بھی ایک صدقہ ہے جو تم اپنی جان پر کرو گے۔“

فائدہ: مختلف روایات میں ایمان کے بعد کئی اعمال کو افضل ترین بتایا گیا ہے...... جیسا کہ اس روایت میں جہاد فی سبیل اللہ کو اور اگلی روایت میں نماز کو...... مقصد یہ ہے کہ یہ سب اسلام کے افضل ترین اعمال ہیں...... یا یہ اختلاف پوچھنے والے کی حالت...... اور زمانے کے حالات کے تحت ہے...... ان تمام احادیث مبارکہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ:

① یہ سب افضل ترین اعمال ہیں...... ان میں کوئی خاص ترتیب مُراد نہیں کہ پہلے وہ اور بعد میں وہ...... اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ ایک روایت میں جو آگے آرہی ہے...... پہلے جہاد اور پھر ایمان کو ذکر فرمایا ہے...... معلوم ہوا کہ ترتیب مُراد نہیں ہے...... جمع مُراد ہے...... کیونکہ کوئی عمل بھی ایمان سے افضل نہیں ہوسکتا۔

② ایمان کی نعمت پانے کے بعد جن اعمال میں زیادہ محنت اور فکر کرنی چاہیے وہ مُراد ہیں...... ورنہ تو ان میں سے ہر عمل خود فرض ہے...... جہاد کرنے والے کو نماز معاف نہیں...... اور نماز پڑھنے والے کو جہاد معاف نہیں...... اور کوئی نمازی یا مجاہد والدین کے ساتھ حسن سلوک کے حکم سے مستثنیٰ نہیں۔

③ ان تمام اعمال کو عظمت، محبت اور احترام دیا جائے...... اور ان کے فضائل کو ایک دوسرے کے مد مقابل کے طور پر بیان نہ کیا جائے۔

﴿۱۱﴾

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: اَلصَّلَاۃُ عَلٰی مِیْقَاتِھَا، قُلْتُ: ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ: ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ، قُلْتُ: ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ: اَلْجِہَادُ فِيْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَسَکَتُّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ لَوِ اسْتَزَدْتُّہٗ لَزَادَنِيْ۔

متفق علیه و اللفظ للبخاري۔

[صحیح البخاري، ۲۷۸۲، و صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۸۵]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’وقت پر نماز پڑھنا۔‘‘

میں نے دریافت کیا: ’’اس کے بعد؟‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔‘‘

میں نے دریافت کیا: ’’اس کے بعد؟‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔‘‘

پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مزید سوالات نہیں کئے، اگر کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بھی بتاتے۔‘‘

﴿۱۲﴾

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَاأَبَاسَعِيْدٍ! مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، فَعَجِبَ لَهَا أَبُوْسَعِيْدٍ، فَقَالَ: اَعِدْهَا عَلَيَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَفَعَلَ، ثُمَّ قَالَ: وَ أُخْرٰى يُرْفَعُ بِهَا الْعَبْدُ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ، مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ، قَالَ: وَمَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

قد أخرجه مسلم و النسائي و اللفظ لمسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۸۸۴، و النسائي، رقم الحديث: ۳۱۳۱]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’اے ابوسعید! جو شخص اللہ تعالیٰ کے رب ہونے اور اسلام کو اپنا دین بنانے اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نبی ہونے پر راضی (یعنی مطمئن، مضبوط اور پکا) ہوگیا، اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔‘‘

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کو یہ کلمات بہت اچھے لگے، انہوں نے عرض کیا: ’’یارسول اللہ! یہ کلمات دوبارہ ارشاد فرمائیے۔‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ ارشاد فرمائے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’ایک اور عمل بھی ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کسی شخص کے جنت میں سو درجے بلند فرمائے گا، (ان میں سے ہر) دو درجوں کے درمیان آسمان و زمین کے درمیان جتنا فاصلہ ہوگا۔‘‘

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ’’یارسول اللہ! وہ کون سا عمل ہے؟‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’وہ عمل اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا ہے، وہ عمل اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا ہے۔‘‘

﴿۱۳﴾

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَجُلٌ: مَا اُبَالِيْ اَنْ لَّا اَعْمَلَ عَمَلًا بَعْدَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اَنْ اُسْقِيَ الْحَاجَّ، وَ قَالَ آخَرُ: مَا اُبَالِيْ اَنْ لَّا اَعْمَلَ عَمَلًا بَعْدَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اَنْ اَعْمُرَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، وَ قَالَ آخَرُ: اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَفْضَلُ مِمَّا قُلْتُمْ، فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ، وَ قَالَ: لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ عِنْدَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، وَ لٰكِنْ إِذَا صَلَّيْتُ الْجُمُعَةَ دَخَلْتُ فَاسْتَفْتَيْتُهُ فِيْمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ، فَاَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ: ﴿اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ [التوبة: ۱۹] الْآيَةَ إِلَى آخِرِهَا۔

أخرجه مسلم و ابن حبان و اللفظ لمسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۸۷۹، وصحيح ابن حبان، رقم الحديث: ۴۵۹۱]

ترجمہ: حضرت سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر کے پاس تھا کہ ایک شخص نے کہا: ”اسلام لانے کے بعد اگر میں صرف حاجیوں کو پانی پلاؤں اور اس کے سوا کوئی دوسرا عمل نہ کروں تو مجھے کوئی فکر نہیں۔ (یعنی میرے نزدیک اسلام کے بعد افضل ترین عمل حاجیوں کی خدمت ہے۔)“ دوسرے شخص نے کہا: ”اسلام لانے کے بعد اگر میں صرف مسجد حرام کو آباد کروں اور اس کے سوا اور کوئی دوسرا عمل نہ کروں تو مجھے کوئی فکر نہیں۔ (یعنی میرے نزدیک اسلام کے بعد افضل ترین عمل مسجد حرام کی خدمت ہے۔)“ تیسرے شخص نے کہا:

”ان سب چیزوں سے افضل اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔“

حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹا اور فرمایا:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر کے پاس آواز اونچی مت کرو، وہ جمعے کا دن تھا، فرمایا: جمعہ کی نماز کے بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے متعلق دریافت کرلوں گا، جس میں تم جھگڑ رہے ہو۔“

تو (اس موقع پر) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

﴿اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [التوبہ:۱۹]

”کیا تم نے حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کا آباد کرنا اس کے برابر کر دیا جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑا، اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ برابر نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو راستہ نہیں دکھاتا۔“

فائدہ: مذکورہ آیت کریمہ کی مختصر تفسیر:

حاجیوں کو پانی پلانے والے اور مسجد حرام کی تعمیر وخدمت کرنے والے لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے، جو ایمان لائے اور جنہوں نے جہاد فی سبیل اللہ کیا...... جو ایمان نہیں لائے وہ کبھی ایمان والے مجاہدین کے برابر نہیں ہو سکتے، خواہ کعبہ شریف کی جتنی خدمت کر لیں اور حاجیوں کا جتنا اکرام کر لیں...... اور جو ایمان لائے ہیں ان میں بھی جہاد کرنے والے مؤمن ان مسلمانوں سے افضل ہیں جو حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں اور مسجد حرام کی تعمیر وخدمت میں مشغول رہتے ہیں...... یعنی جہاد فی سبیل اللہ ”احب الاعمال الی اللہ“ ہے...... اللہ تعالیٰ ایسی باتوں کی سمجھ ظالموں کو عطاء نہیں فرماتے۔

[فتح الجواد۔ ج:۲، التوبہ:۱۹، ط: مکتبہ عرفان، لاہور]

﴿۱۴﴾

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَعَدْنَا نَفَرٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَذَاكَرْنَا، فَقُلْنَا: لَوْ نَعْلَمُ اَيَّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ إِلَى اللهِ لَعَمِلْنَاهُ، فَاَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○﴾ قَالَ عَبْدُاللهِ بْنُ سَلَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَقَرَاَهَا عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُوْسَلَمَةَ: فَقَرَاَهَا عَلَيْنَا ابْنُ سَلَامٍ، قَالَ يَحْيٰى: فَقَرَاَهَا عَلَيْنَا أَبُوْسَلَمَةَ، قَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ: فَقَرَاَهَا عَلَيْنَا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ عَبْدُاللهِ: فَقَرَاَهَا عَلَيْنَا ابْنُ كَثِيْرٍ- أخرجه الترمذي و الدارمي و ابن حبان و اللفظ للترمذي-

[سنن الترمذي، رقم الحديث:٣٣٠٩، وسنن الدارمي، رقم الحديث: ٢٤٣٥، وصحيح ابن حبان، رقم الحديث: ۴۵۹۴]

ترجمہ: حضرت سیّدنا عبد اللہ بن سلام ؓ فرماتے ہیں:

”ہم رسول اللہ ﷺ کے چند صحابہ بیٹھے ہوئے آپس میں گفتگو کر رہے تھے تو ہم نے کہا: ”اگر ہم جان پاتے کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے تو ہم اسی میں لگ جاتے۔“ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ (سورۃ کریمہ) نازل فرمائی:

﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ۚ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ ○ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ○﴾

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن سلام ؓ فرماتے ہیں کہ یہ سورۃ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے پڑھ کر سنائی۔ ان سے روایت نقل کرنے والے ابو سلمہ ؒ فرماتے ہیں کہ یہ سورۃ ہمیں حضرت سیّدنا عبد اللہ بن سلام ؓ نے پڑھ کر سنائی۔ ان سے روایت نقل کرنے والے حضرت یحییٰ ؒ فرماتے ہیں کہ یہ سورۃ ہمیں حضرت ابو سلمہ ؒ نے پڑھ کر سنائی۔ اور ان سے روایت نقل کرنے والے حضرت محمد بن کثیر ؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں امام اوزاعی ؒ نے یہ سورۃ پڑھ کر سنائی۔ اور ان سے روایت نقل کرنے والے حضرت عبد اللہ ؒ فرماتے ہیں کہ یہ سورۃ ہمیں حضرت ابن کثیر ؒ نے پڑھ کر سنائی۔

فائدہ (۱):

سورۃ الصف کی ابتدائی چند آیات کا ترجمہ اور تفسیر درج ذیل ہے:

﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ۚ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ ○ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ○ كَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَ اللّٰهِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ○ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمۡ بُنۡیَانٌ مَّرۡصُوۡصٌ ○﴾

”جو مخلوقات آسمانوں میں اور جو زمین میں ہیں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے۔ اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی ناپسند بات ہے جو کہو اس کو کرو نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ تو ان کو پسند کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی دیوار ہیں۔“

مختصر تفسیر:

۱ آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہیں اور وہی غالب ہے، حکمت والا ہے، پس جو ایسی عظمت اور شان والا ہے اس کی اطاعت ہر حکم میں ضروری ہے اور ان احکامات میں سے ایک حکم جہاد کا ہے، جو اس سورۃ میں مذکور ہے۔ (مفہوم بیان القرآن)

۲ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب عمل پوچھتے ہو، ایسا نہ ہو کہ جواب لینے کے بعد عمل نہ کرو۔
(مفہوم لاہوری رحمۃ اللہ علیہ)

۳ اپنے منہ مانگ کر قانون لینا اور پھر عمل نہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے والا کام ہے۔
(مفہوم لاہوری رحمۃ اللہ علیہ)

۴ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب عمل قتال فی سبیل اللہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں ثابت قدمی کے ساتھ لڑنا ”اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ“ ہے۔ (مفہوم لاہوری رحمۃ اللہ علیہ)

[فتح الجواد۔ ج: ۴، سورۃ صف آیت: ۱، ط: مکتبہ عرفان، لاہور]

فائدہ (۲):

ذخیرۂ احادیث میں حدیث مبارک کی ایک قسم ”مسلسل“ ہے۔ جس کا آسان سا مطلب یہ ہے کہ صحابیٔ رسول رضی اللہ عنہ روایت نقل کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اداؤں کو بھی بیان کریں، اور پھر یہی سلسلہ سند کے آخر تک چلتا رہے کہ ہر استاذ اپنے شاگرد کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان اداؤں کو سند کے ساتھ بیان کرتا رہے۔ ان مسلسل روایات میں سب سے صحیح ترین روایت یہی روایت ہے، جو محدثین کے ہاں ”مسلسل بقراءۃ سورۃ الصف“ کے نام سے معروف و مشہور ہے۔

﴿۱۵﴾

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِالنَّاسِ قِبَلَ غَزْوَۃِ تَبُوْكٍ، فَلَمَّا اَنْ اَصْبَحَ صَلّٰی بِالنَّاسِ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ، ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَكِبُوْا، فَلَمَّا اَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ نَعَسَ النَّاسُ عَلٰی اَثَرِ الدُّلْجَۃِ، وَ لَزِمَ مُعَاذٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ يَتْلُوْ اَثَرَہٗ، وَ النَّاسُ تَفَرَّقَتْ بِهِمْ رِكَابُهُمْ عَلٰی جَوَادٍّ

الطَّرِيْقِ تَأْكُلُ وَ تَسِيْرُ، فَبَيْنَمَا مُعَاذٌ عَلٰى اَثَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَ نَاقَتُهٗ تَأْكُلُ مَرَّةً وَ تَسِيْرُ اُخْرٰى عَثَرَتْ نَاقَةُ مُعَاذٍ، فَكَبَحَهَا بِالزِّمَامِ، فَهَبَّتْ حَتّٰى نَفَرَتْ مِنْهَا نَاقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَشَفَ عَنْهُ قِنَاعَهٗ، فَالْتَفَتَ فَإِذَا لَيْسَ مِنَ الْجَيْشِ رَجُلٌ اَدْنٰى إِلَيْهِ مِنْ مُعَاذٍ، فَنَادَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا مُعَاذُ! قَالَ: لَبَّيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! قَالَ: اُدْنُ دُوْنَكَ، فَدَنَا مِنْهُ حَتّٰى لَصِقَتْ رَاحِلَتَاهُمَا إِحْدَاهُمَا بِالْاُخْرٰى، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا كُنْتُ اَحْسِبُ النَّاسَ مِنَّا كَمَكَانِهِمْ مِنَ الْبُعْدِ؟ فَقَالَ مُعَاذٌ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! نَعَسَ النَّاسُ، فَتَفَرَّقَتْ بِهِمْ رِكَابُهُمْ تَرْتَعُ وَ تَسِيْرُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ اَنَا كُنْتُ نَاعِسًا۔

فَلَمَّا رَاٰى مُعَاذٌ بُشْرٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَيْهِ وَخَلْوَتَهٗ لَهٗ، قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِئْذَنْ لِّيْ اَسْاَلْكَ عَنْ كَلِمَةٍ قَدْ اَمْرَضَتْنِيْ وَ اَسْقَمَتْنِيْ وَ اَحْزَنَتْنِيْ، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: سَلْنِيْ عَمَّ شِئْتَ، قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! حَدِّثْنِيْ بِعَمَلٍ يُّدْخِلُنِيْ الْجَنَّةَ لَا اَسْاَلُكَ عَنْ شَيْءٍ غَيْرِهَا، قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: بَخٍ بَخٍ بَخٍ! لَقَدْ سَاَلْتَ بِعَظِيْمٍ، لَقَدْ سَاَلْتَ بِعَظِيْمٍ، ثَلَاثًا، وَ إِنَّهٗ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ اَرَادَ اللّٰهُ بِهِ الْخَيْرَ، وَ إِنَّهٗ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ اَرَادَ اللّٰهُ بِهِ الْخَيْرَ، وَ إِنَّهٗ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ اَرَادَ اللّٰهُ بِهِ الْخَيْرَ، فَلَمْ يُحَدِّثْهُ بِشَيْءٍ إِلَّا قَالَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، يَعْنِي اَعَادَهٗ عَلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، حِرْصًا لِكَيْ مَا يُتْقِنَهٗ عَنْهُ، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ تُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا حَتّٰى تَمُوْتَ وَ اَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! اَعِدْ لِيْ، فَاَعَادَهَا لَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

ثُمَّ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: إِنْ شِئْتَ حَدَّثْتُكَ يَا مُعَاذُ بِرَأْسِ هٰذَا الْاَمْرِ وَ قِوَامِ هٰذَا الْاَمْرِ وَ ذُرْوَةِ السَّنَامِ، فَقَالَ مُعَاذٌ: بَلٰى بِاَبِيْ وَ اُمِّيْ اَنْتَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! فَحَدِّثْنِيْ، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ رَأْسَ هٰذَا الْاَمْرِ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ، وَ إِنَّ قِوَامَ هٰذَا

الْاَمْرِ إِقَامُ الصَّلٰوةِ وَ إِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ، وَ إِنَّ ذُرْوَةَ السَّنَامِ مِنْهُ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، إِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ، فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَقَدِ اعْتَصَمُوْا وَ عَصَمُوْا دِمَاءَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَ حِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ۔

وَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ الَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ! مَا شَحَبَ وَجْهٌ وَ لَا اغْبَرَّتْ قَدَمٌ فِيْ عَمَلٍ تُبْتَغٰى فِيْهِ دَرَجَاتُ الْجَنَّةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ الْمَفْرُوْضَةِ كَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، وَ لَا ثَقُلَ مِيزَانُ عَبْدٍ كَدَابَّةٍ تَنْفُقُ لَهٗ فِيْ سَبِيلِ اللهِ اَوْ يَحْمِلُ عَلَيْهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ۔

أخرجه أحمد و البزار و الطبراني و اللفظ لأحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ٢٢١٢٢، مسند البزار، رقم الحديث: ٢٦٦٩، والمعجم الكبير، رقم الحديث: ١٤١، وقال الهيثمي: رواه أحمد، والبزار، والطبراني باختصار، وفيه شهر بن حوشب، وهو ضعيف، وقد يحسن حديثه. مجمع الزوائد، ج: ٥، ص: ٢٧٤]

ترجمہ: حضرت سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو لے کر غزوہ تبوک کے لیے روانہ ہوئے، صبح ہوئی تو لوگوں کو نماز فجر پڑھائی اور پھر لوگ اپنی سواریوں پر سوار ہونے لگے، جب سورج نکل آیا تو لوگ رات بھر چلنے کی وجہ سے اونگھنے لگے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے چلتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جُڑے رہے، جبکہ لوگوں کی سواریوں نے انہیں راستوں کے کناروں پر منتشر کر دیا، ان کی اونٹنیاں چلتے چلتے گھاس میں چر رہی تھیں۔ اسی دوران کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے تھے، اور ان کی اونٹنی کبھی چرتی تو کبھی چلتی، اچانک وہ بدک گئی، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اسے لگام سے پکڑ کر کھینچا تو وہ تیزی سے بھاگ پڑی، جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی بھی بدک گئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چہرہ مبارک سے چادر ہٹائی اور پیچھے مڑ کر دیکھا تو لشکر میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب نہ تھا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہی کو آواز دے کر پکارا:

”اے معاذ!“

انہوں نے عرض کیا: ”لبیک یارسول اللہ!“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ذرا قریب ہو جاؤ۔“

چنانچہ وہ مزید قریب ہو گئے، یہاں تک کہ دونوں کی سواریاں ایک دوسرے سے مل گئیں، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”میرا خیال نہیں تھا کہ لوگ ہم سے اتنے دور ہوں گے۔“

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”اے اللہ کے نبی! لوگ اونگھ رہے ہیں جس کی وجہ سے ان کی سواریاں انہیں لے کر منتشر ہو گئی ہیں اور ادھر ادھر چرتے ہوئے چل رہی ہیں۔“ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اونگھ تو مجھے بھی آ گئی تھی۔“

جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے چہرہ مبارک پر اپنے لیے خوشی دیکھی اور خلوت کا یہ موقع دیکھا تو عرض کیا: ”یا رسول اللہ! اگر اجازت ہو تو میں ایک سوال پوچھ لوں، جس نے مجھے بیمار، کمزور اور غمزدہ کر دیا ہے؟“ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو چاہو پوچھ سکتے ہو۔“

عرض کیا: ”اے اللہ کے نبی! مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجیے جو مجھے جنت میں داخل کرا دے؟ اس کے علاوہ میں آپ سے کچھ نہیں پوچھوں گا۔“ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”بہت خوب، تم نے بہت بڑی چیز پوچھی ہے، تم نے بہت بڑی چیز پوچھی ہے، تم نے بہت بڑی چیز پوچھی ہے، ہاں البتہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرمالے اس کے لیے یہ بہت آسان ہے (یہ بھی تین مرتبہ ارشاد فرمایا)۔“

اس میں نبی کریم ﷺ نے ان سے جو بات بھی فرمائی، ان کی طلب کو دیکھتے ہوئے اسے تین مرتبہ دہرایا تاکہ انہیں وہ پختہ ہو جائے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ، آخرت کے دن پر ایمان لاؤ، نماز قائم کرو، ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، یہاں تک کہ اسی حال پر تم دنیا سے رخصت ہو جاؤ۔“

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”اے اللہ کے نبی! اس بات کو دوبارہ دہرا دیجیے۔“ نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ اس بات کو دہرایا، پھر ارشاد فرمایا:

”اے معاذ! اگر تم چاہتے ہو تو میں تمہیں اس دین (اسلام) کی بنیاد، اسے قائم رکھنے والی چیز اور اس کے

کوہانوں کی بلندی کے متعلق بتادوں؟“

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”اے اللہ کے نبی! کیوں نہیں! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ضرور بتائیے۔“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”دین (اسلام) کی بنیاد یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے، اور اس کا کوئی شریک نہیں، اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں، اور اس دین کو قائم رکھنے والی چیز نماز اداء کرنا اور زکوٰۃ دینا ہے، اور اس کے کوہان کی بلندی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ نماز، اور زکوٰۃ اداء کرنے لگیں، اور توحید و رسالت کی گواہی دیں، جب انہوں نے ایسا کرلیا تو انہوں نے اپنے جان و مال کو مجھ سے محفوظ کرلیا، سوائے کسی شرعی حق کے (مثلاً قصاص، حدوغیرہ) اور ان کا حساب کتاب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا۔“

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے! فرض نماز کے بعد جہاد فی سبیل اللہ کے برابر کوئی اور عمل ایسا نہیں، جس میں چہرے کو تھکا کر اور قدموں کو غبار آلود کرکے جنت کے درجات حاصل کیے جاسکتے ہوں، اور بندے کے ترازو کو بھاری کرنے والا کوئی عمل اُس سواری کے برابر نہیں جو جہاد میں خرچ کی گئی ہو یا اُس پر کسی مجاہد کو سوار کیا گیا ہو۔“

﴿۱۶﴾

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ سَمِعَ الْقَوْمَ وَ هُمْ يَقُوْلُوْنَ: اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِه وَ جِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ، ثُمَّ سَمِعَ نِدَاءً فِي الْوَادِيْ يَقُوْلُ: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَ اَنَا اَشْهَدُ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّايَشْهَدَ بِهَا اَحَدٌ إِلَّا بَرِئَ مِنَ الشِّرْكِ-

أخرجه أحمد و الطبراني في الأوسط و ابن حبان و اللفظ لأحمد-

[مسند أحمد، رقم الحديث: ٢٣٧٨٣، والمعجم الأوسط، رقم الحديث: ٨٨٩٦، و صحيح ابن احبان، رقم الحديث:٤٥٩٥ وقال الهيثمي: رواه أحمد، والطبراني في الأوسط، ورجالهما ثقات. مجمع الزوائد، ج: ٥، ص: ٢٧٨]

ترجمہ: حضرت سیّدنا عبداللہ بن سلام ؓ فرماتے ہیں:

”ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک قوم کو یہ کہتے ہوئے سنا: ”یارسول اللہ! سب سے افضل عمل کون سا ہے؟“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، جہاد فی سبیل اللہ کرنا، اور حج مبرور۔“

پھر آپ ﷺ نے وادی میں ایک آواز سنی، جس میں (کہنے والا) یہ کہہ رہا تھا: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں بھی گواہی دیتا ہوں، اور اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ جس نے بھی اس بات (یعنی توحید و رسالت) کی گواہی دی وہ شرک سے بری ہے۔“

﴿۱۷﴾

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَیُّ الْجِہَادِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: مَنْ عُقِرَ جَوَادُہٗ وَ اُھْرِیْقَ دَمُہٗ۔

أخرجه أحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ١٤٢١٠]

ترجمہ: حضرت سیّدنا جابر ؓ فرماتے ہیں:

”کچھ لوگوں نے عرض کیا: ”یارسول اللہ! سب سے افضل جہاد کون سا ہے؟“ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اس شخص کا جہاد سب سے افضل ہے جس کے گھوڑے کے پاؤں کٹ جائیں اور اس کا اپنا خون بہا دیا جائے۔“ (یعنی سواری بھی قربان ہو جائے اور خود بھی شہید ہو جائے)

﴿۱۸﴾

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَقَامُ الرَّجُلِ فِی الصَّفِّ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَۃِ سِتِّیْنَ سَنَۃً۔

قد أخرجه الطبراني في الكبير و الأوسط و البزار كما في كشف الأستار و اللفظ لكشف الأستار۔

[المعجم الكبير: ٣٧٧، والمعجم الأوسط: ٨٧٠٨، وكشف الأستار: ١٦٦٦، وقال الهيثمي: وفيه عبد الله بن صالح كاتب الليث، وثقه أحمد وغيره، وبقية رجال البزار ثقات. انظر: مجمع الزوائد للهيثمي ٥:٣٢٧، رقم الحديث: ٩٦٧١]

ترجمہ: حضرت سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
”آدمی کا (جہاد) فی سبیل اللہ کی صف میں کھڑا ہونا ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔“

﴿۱۹﴾

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ الْجِهَادَ، فَلَمْ يُفَضِّلْ عَلَيْهِ شَيْئًا إِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ۔
أخرجه أبوداؤد الطيالسى۔

[مسند أبي داؤد الطيالسي، رقم الحديث: ۶۲۷]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
”(ایک بار) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ میں جہاد کا ذکر فرمایا، اور فرض نماز کے علاوہ کوئی عمل جہاد سے افضل قرار نہیں دیا۔“

﴿۲۰﴾

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَعُمَرَ وَعَمَّارٍ أَبِيْ حَفْصٍ عَنْ آبَائِهِمْ عَنْ اَجْدَادِهِمْ، قَالُوْا: جَاءَ بِلَالٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ: يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ! إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ اَفْضَلَ عَمَلِ الْمُؤْمِنِ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، وَ قَدْ اَرَدْتُّ اَنْ اَرْبِطَ نَفْسِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ حَتّٰى اَمُوْتَ، فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَا اَنْشُدُكَ بِاللهِ يَا بِلَالُ! وَ حُرْمَتِيْ وَ حَقِّيْ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّيْ وَ ضَعُفَتْ قُوَّتِيْ وَ اقْتَرَبَ اَجَلِيْ، فَاَقَامَ بِلَالٌ مَعَهٗ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَاءَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ مَا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَاَبٰى بِلَالٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَيْهِ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَمَنْ يَا بِلَالُ؟ فَقَالَ: إِلٰى سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَإِنَّهٗ قَدْ اَذَّنَ بِقُبَاءَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ عُمَرُ الْاَذَانَ إِلٰى سَعْدٍ وَّعَقِبِهٖ۔
أخرجه الطبراني۔

[المعجم الكبير، رقم الحديث: ١٠١٣، وقال الهيثمي: وفيه عبد الرحمن بن سهل بن عمار وهو ضعيف.
مجمع الزوائد، ج: ٥، ص: ٢٧٤]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن محمد، عمر اور عمار رحمۃ اللہ علیہم اپنے آباء و اجداد سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا بلال ؓ حضرت سیدنا ابوبکر ؓ کے پاس تشریف لائے، اور عرض کیا:

”اے رسول اللہ (ﷺ) کے خلیفہ! میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے کہ مؤمن کا افضل ترین عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے، اور میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں مرتے دم تک جہاد فی سبیل اللہ میں نکل جاؤں۔“

حضرت سیدنا ابوبکر ؓ نے فرمایا:

”اے بلال! میں آپ کو اللہ تعالیٰ اور اپنے حرمت وحق کی قسم دیتا ہوں (کہ آپ یہیں رک جائیں) کیوں کہ میری عمر بڑھ چکی ہے، اعضاء کمزور ہو گئے ہیں، اور انتقال کا وقت قریب ہے۔“

چنانچہ حضرت بلال ؓ آپ ؓ کے پاس ٹھہر گئے۔ جب حضرت ابوبکر ؓ وصال فرما گئے تو حضرت بلال ؓ وہی درخواست لے کر حضرت عمر ؓ کے پاس آئے۔ حضرت عمر ؓ نے بھی حضرت بلال ؓ سے وہی کہا جو حضرت ابوبکر ؓ نے کہا تھا، مگر حضرت بلال ؓ نے انکار فرما دیا۔ حضرت عمر فاروق ؓ نے فرمایا:

”اے بلال! آپ کی جگہ کون ہوگا (یعنی یہاں اذان دینے والا)۔“

انہوں نے عرض کیا: ”سعد ؓ۔ کیوں کہ وہ عہد رسالت میں قباء میں اذان دینے پر مامور ہوئے تھے۔“

چنانچہ حضرت عمر فاروق ؓ نے ”اذان“ کی ذمہ داری حضرت سعد ؓ اور ان کی نسل کے سپرد کر دی۔

فائدہ: ایک سچے مسلمان کے لیے...... ”جہاد فی سبیل اللہ“ کے معنیٰ، فضیلت اور مقام کو سمجھنے کے لیے...... یہ روایت مبارکہ کافی اور شافی ہے۔

ہر مسلمان جانتا ہے کہ...... حضرت سیدنا بلال ؓ کون ہیں؟...... حضرت سیدنا بلال...... سبحان اللہ! کون سا مقام اور کون سی فضیلت ایسی ہے جو اُن کی جھولی میں نہیں تھی...... وہ سابقین، اولین میں سے تھے...... اُن کا جسم مبارک اور اُس پر لگے داغ ان کی عزیمتوں کے گواہ تھے...... وہ مہاجر فی سبیل اللہ تھے...... وہ بدری مجاہد تھے...... وہ بیعت رضوان والے تھے...... وہ روئے زمین پر اسلام کے پہلے مؤذن تھے...... وہ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص تھے...... وہ آپ ﷺ کے گھروں اور مہمان خانے کے ناظم تھے...... وہ رسول اللہ ﷺ کے نعلین مبارکہ تلے رہتے تھے...... زندگی ہی میں اُن کے قدموں کی چاپ جنت میں گونجتی تھی...... وہ مزاج نبوت کے واقف اور راز دار تھے...... حضور اقدس ﷺ کی اتنی طویل اور قریب صحبت میں رہ کر انہوں نے یہ سیکھا اور سمجھا کہ...... جہاد فی

سبیل اللہ ہی سب سے افضل عمل ہے...... جہاد کے جو دیگر بے شمار مفہوم لوگ بیان کرتے ہیں......کہ فلاں چیز بھی جہاد ہے......فلاں عمل بھی جہاد ہے...... وہ ساری چیزیں تو حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کر چکے تھے...... اور کر رہے تھے......مجاہدۂ نفس میں اُن کا ثانی ڈھونڈنا مشکل ہے......مگر انہوں نے جہاد کا مفہوم یہی سمجھا کہ اس کا اصل مصداق......میدان قتال ہے...... چنانچہ وہ اسی طرف دوڑتے رہے......اور اپنی عمر مبارک کا آخری سارا حصہ محاذ اور سرحد پر گذار دیا......مکہ مکرمہ کے تپتے صحراؤں کی گرم ریت پر ’’احد احد‘‘ پکارنے والا......فتح مکہ کے دن کعبہ شریف کی چھت پر ’’اللہ اکبر، اللہ اکبر‘‘ للکارنے والا...... بالآخر ملک شام کے ایک جہادی مورچے پر...... اُمت کو ’’اذان جہاد‘‘ سنا کر......اپنے محبوب ﷺ کی صحبت کے لیے دنیا سے پرواز کر گیا......رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔

وَتُوُفِّیَ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ ...... رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ......بِدِمَشْقَ، وَکَانَ ذٰلِکَ فِیْ خِلَافَۃِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ......رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ......بَعْدَ اَنْ خَرَجَ اِلَی الشَّامِ مُجَاھِدًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔

[الموسوعة فی التاریخ الاسلامی]

❁...❁...❁

باب: افضل الناس المجاھد فی سبیل اللہ

مجاہد فی سبیل اللہ کے افضل ترین انسان ہونے کا بیان

﴿۲۱﴾

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اَيُّ النَّاسِ اَفْضَلُ؟ فَقَالَ: رَجُلٌ يُّجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ بِمَالِهٖ وَ نَفْسِهٖ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: مُؤْمِنٌ فِيْ شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ اللهَ رَبَّهٗ وَ يَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ۔ متفق عليه و اللفظ لمسلم۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۲۷۸۶، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۸۸۸]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ”لوگوں میں سب سے افضل شخص کون ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جو اپنے مال اور جان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔“

اس نے پھر عرض کیا: ”اس کے بعد پھر کون افضل ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اس کے بعد وہ مؤمن افضل ہے جو کسی پہاڑ کی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی میں رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے بچاتا ہے۔“

﴿۲۲﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ وَ عَبْدُ الْخَمِيْصَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ، وَ إِنْ لَّمْ يُعْطَ سَخِطَ، تَعِسَ وَ انْتَكَسَ وَ إِذَا شِيْكَ فَلَا انْتُقِشَ، طُوْبٰى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، اَشْعَثَ رَأْسُهٗ، مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ، إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي

الْحِرَاسَةِ، وَ إِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ، إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، وَ إِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ۔
أخرجه البخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث:۲۸۸۷]

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”دینار و درہم کا پجاری اور خمیصہ (خوبصورت کپڑوں) کا غلام تباہ ہوا۔ (اس کی علامت یہ ہے) اگر اس کو کچھ دیا جائے تو خوش ہو جائے اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض ہو جائے، ایسا شخص تباہ اور شرمندہ ہوا۔ جب اس کو کانٹا لگے تو پھر کبھی نہ نکلے (بد دعاء ہے)۔ مبارک باد کا مستحق ہے وہ بندہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے (جہاد) میں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہو، سر کے بال پراگندہ اور قدم گرد و غبار سے اٹے ہوئے ہوں، اگر اسے پہرہ پر لگا دیا جائے تو وہ اپنے اسی کام میں لگا رہے اور اگر لشکر کے پیچھے (دیکھ بھال کے لیے) لگا دیا جائے تو اس میں بھی فرض شناسی سے لگا رہے (جبکہ عام زندگی میں اس کی اتنی اہمیت بھی نہ ہو کہ) اگر وہ کسی سے ملاقات کی اجازت چاہے تو اسے اجازت نہ دی جائے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے۔“

﴿۲۳﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُّمْسِكٌ عِنَانَ فَرَسِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، يَطِيْرُ عَلٰى مَتْنِهِ، كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً أَوْ فَزْعَةً طَارَ عَلَيْهِ، يَبْتَغِي الْقَتْلَ وَ الْمَوْتَ مَظَانَّهُ، أَوْ رَجُلٌ فِيْ غُنَيْمَةٍ فِيْ رَأْسِ شَعَفَةٍ مِّنْ هٰذِهِ الشَّعَفِ أَوْ بَطْنِ وَادٍ مِّنْ هٰذِهِ الْأَوْدِيَةِ، يُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَ يَعْبُدُ رَبَّهُ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْيَقِيْنُ، لَيْسَ مِنَ النَّاسِ إِلَّا فِيْ خَيْرٍ۔
أخرجه مسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۸۸۹]

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”لوگوں کے لیے زندگی گذارنے کے بہترین طریقوں میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کے لیے گھوڑے کی لگام پکڑ رکھی ہو، اس کی پیٹھ پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں اڑتا پھرے، جب بھی (دشمن کی) آہٹ یا خوفناک آواز سنے تو اڑ کر وہاں پہنچ جائے، وہ شہادت اور موت کو اس کی ہر ممکنہ جگہ پر ڈھونڈتا پھرتا ہو، یا پھر وہ آدمی جو بکریوں کے چھوٹے سے ریوڑ کے ساتھ چوٹیوں میں سے کسی چوٹی پر، یا وادیوں میں سے کسی وادی میں ہو (جہاں وہ) نماز قائم کرے، زکوٰۃ دے اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں لگا رہے، (اور) خیر کے علاوہ لوگوں سے کوئی تعلق نہ رکھے۔“

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے راستے کی شہادت اور موت کو ڈھونڈتے پھرنا یہ عمل بڑی شان والا ہے، اسی لیے مقبول لوگوں کو ہی نصیب ہوتا ہے...... اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔

﴿۲۴﴾

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ تَبُوْكٍ يَخْطُبُ النَّاسَ وَ هُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهٗ إِلٰى رَاحِلَتِهٖ، فَقَالَ: اَ لَاأُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ وَ شَرِّ النَّاسِ؟ إِنَّ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ رَجُلًا عَمِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَلٰى ظَهْرِ فَرَسِهٖ، اَوْعَلٰى ظَهْرِ بَعِيْرِهٖ، اَوْ عَلٰى قَدَمِهٖ، حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمَوْتُ، وَ إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ رَجُلًا فَاجِرًا يَقْرَأُ كِتَابَ اللّٰهِ لَايَرْعَوِيْ إِلٰى شَيْءٍ مِّنْهُ۔

أخرجه أحمد و النسائي و اللفظ للنسائى۔
و فى الباب عن ابن عباس رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فى مسند أحمد:١٩٨٧

[مسند أحمد، رقم الحديث: ١١٣١٩، و سنن النسائي، رقم الحديث: ٣١٠٣. قلت: و فيه راو مجهول و هو أبوالخطاب المصري، و له عدة شواهد]

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک کے سال لوگوں کو خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سواری سے ٹیک لگا رکھی تھی، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”کیا میں تمہیں بہترین اور بدترین انسان کے بارے میں نہ بتاؤں؟ بلاشبہ بہترین انسان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں گھوڑے کی پیٹھ، یا اونٹ کی پشت پر سوار ہو کر یا قدموں پر چل کر کام کرتا رہے، یہاں

تک کہ اسے موت آجائے، اور بے شک لوگوں میں سب سے برا وہ فاجر شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب تو پڑھتا ہے لیکن اس کی کچھ پروا نہیں کرتا۔‘‘ (یعنی اُس پر عمل نہیں کرتا اور اپنے اوپر اُس کا کوئی اثر نہیں لیتا)

﴿۲۵﴾

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَلْإِسْلَامُ ثَلَاثَةُ اَبْيَاتٍ، سُفْلٰى وَ عُلْيَا وَ غُرْفَةٌ، فَاَمَّا السُّفْلٰى فَالْإِسْلَامُ دَخَلَ عَلَيْهِ عَامَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ، فَلَايُسْاَلُ اَحَدٌ مِنْهُمْ إِلَّا قَالَ: اَنَا مُسْلِمٌ، وَ اَمَّا الْعُلْيَا فَتَفَاضُلُ اَعْمَالِهِمْ، بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ اَفْضَلُ مِنْ بَعْضٍ، وَ اَمَّا الْغُرْفَةُ الْعُلْيَا فَالْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، لَايَنَالُهَا إِلَّا اَفْضَلُهُمْ۔

أخرجه الطبراني في المعجم الكبير۔

[المعجم الكبير، رقم الحديث: ٨٢٢، وقال الهيثمي: رواه الطبراني من رواية أبي عبد الملك عن القاسم و أبوعبدالملك لم أعرفه، وبقية رجاله ثقات. مجمع الزوائد، ج:٥، ص:٢٧٤]

ترجمہ: حضرت سیّدنا فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

’’اسلام تین منزلہ عمارت کی طرح ہے، نچلی منزل، اوپر والی منزل، اور اعلیٰ منزل۔ نیچے والی منزل میں عام مسلمان شامل ہیں، ان میں سے جس سے بھی پوچھا جائے تو بس وہ یہی کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں، جبکہ اوپر والی منزل میں اعمال کی وجہ سے مراتب ہیں، بعض مسلمان بعض سے افضل ہیں، جبکہ اعلیٰ ترین منزل ’’جہاد فی سبیل اللہ‘‘ کی ہے، جسے ’’افضل ترین‘‘ مسلمان ہی حاصل کر پاتے ہیں۔‘‘

﴿۲۶﴾

عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ: رَجُلٌ اَتٰى قَوْمًا فَسَاَلَهُمْ بِاللّٰهِ وَ لَمْ يَسْاَلْهُمْ بِقَرَابَةٍ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَهُمْ فَمَنَعُوْهُ فَتَخَلَّفَهُمْ رَجُلٌ بِاَعْقَابِهِمْ فَاَعْطَاهُ سِرًّا لَايَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهِ إِلَّا اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ الَّذِيْ اَعْطَاهُ، وَ قَوْمٌ سَارُوْا لَيْلَتَهُمْ حَتّٰى إِذَا كَانَ النَّوْمُ اَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِمَّا

يُعْدَلُ بِهٖ نَزَلُوْا فَوَضَعُوْا رُءُوْسَهُمْ فَقَامَ يَتَمَلَّقُنِيْ وَ يَتْلُوْ آيَاتِيْ، وَ رَجُلٌ كَانَ فِيْ سَرِيَّةٍ فَلَقُوا الْعَدُوَّ فَانْهَزَمُوْا فَاَقْبَلَ بِصَدْرِهٖ حَتّٰى يُقْتَلَ اَوْ يُفْتَحَ لَهٗ۔

أخرجه النسائي۔

[سنن النسائي، رقم الحديث:۱۶۱۲]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تین لوگوں سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں: (ایک وہ شخص جو اپنے لوگوں سے چھپا کر اللہ تعالیٰ کے نام پر مانگنے والے کسی سائل کو دے، تفصیل اس کی یہ ہے کہ) کسی قوم کے پاس کوئی آ کر اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کرے، اپنی کسی رشتے داری کی بنا پر سوال نہ کرے لیکن اسے کوئی کچھ نہ دے، مگر وہ شخص ان سب لوگوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے چلا جائے اور اس (سائل) کو پوشیدہ طور پر اس طرح مال دے دے کہ اللہ تعالیٰ اور لینے والے کے علاوہ کسی کو اس عطیہ کا علم نہ ہو۔ (دوسرا وہ مسافر شخص کہ جب اس کے ساتھ کے) لوگ ساری رات چلتے رہیں یہاں تک کہ نیند ان کو ہر چیز سے زیادہ محبوب لگنے لگے، تو وہ سواریوں سے اتر کر سو جائیں، مگر وہ کھڑا ہو کر میرے سامنے گڑگڑانے لگے اور (نماز میں) میری آیات کی تلاوت کرے۔ اور (تیسرا) وہ شخص جو کسی لشکر میں شامل ہو۔ اس لشکر کا دشمن سے مقابلہ ہو جائے۔ سب شکست کھا جائیں مگر وہ سینہ تان کر آگے بڑھتا رہے یہاں تک کہ وہ شہید کر دیا جائے یا فتح حاصل کر لے۔“

﴿۲۷﴾

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْمُؤْمِنُوْنَ فِي الدُّنْيَا عَلٰى ثَلَاثَةِ اَجْزَاءٍ: اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا بِاللهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، وَ الَّذِيْ يَأْمَنُهُ النَّاسُ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ الَّذِيْ إِذَا اَشْرَفَ عَلٰى طَمَعٍ تَرَكَهٗ لِلّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ۔

أخرجه أحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ۱۱۰۵۰]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مسلمان دنیا میں تین حصوں پر منقسم ہیں:

[۱] وہ مسلمان جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آئیں، پھر شک میں مبتلاء نہ ہوں اور اپنی جان اور مال سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے رہیں۔

[۲] وہ مسلمان جس سے لوگ اپنی جان و مال کو محفوظ سمجھیں۔

[۳] وہ مسلمان جسے کسی چیز کی طمع پیدا ہو اور پھر وہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے چھوڑ دے۔‘‘

﴿۲۸﴾

عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ذُرْوَةُ سَنَامِ الْإِسْلَامِ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، لَايَنَالُهُ إِلَّا أَفْضَلُهُمْ۔
أخرجه الطبراني۔

[المعجم الكبير، رقم الحديث: ۷۸۸۵، وقال الهيثمي: رواه الطبراني، وفيه علي بن يزيد، وهو ضعيف. مجمع الزوائد، ۵: ۳۷۴، قلت: الحديث حسن بمجموع طرقه]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
’’اسلام کی بلندی کی چوٹی جہاد فی سبیل اللہ ہے، اسے نہیں حاصل کر پاتے مگر مسلمانوں میں سے زیادہ فضیلت والے۔‘‘

فائدہ: سَنَام کہتے ہیں اونٹ کے کوہان کو...... اور ذروۃ کہتے ہیں چوٹی کو...... یعنی کسی بھی بلند چیز کی سب سے اونچی جگہ...... مطلب یہ ہوا کہ...... اسلام کا جو بلند مقام اور درجہ ہے...... اُس درجے کی سب سے اونچی جگہ ’’جہاد فی سبیل اللہ‘‘ ہے...... یعنی ’’جہاد فی سبیل اللہ‘‘ سب سے اونچا، افضل اور بلند عمل ہے...... جہاد کی یہ اونچائی اور بلندی سمجھنے کے لیے اہل علم کے چند اقوال ملاحظہ فرمائیں:

(۱) جس طرح اُونٹ میں ’’کوہان‘‘ سب سے بلند ہوتا ہے...... اسی طرح دین میں جہاد کا رتبہ سب سے بلند اور افضل ہے۔

(۲) جس طرح اونٹ کے کوہان تک اُسی شخص کا ہاتھ پہنچ سکتا ہے جو دوسروں سے بلند ہو...... اسی طرح جہاد تک بھی وہی ایمان والے پہنچ سکتے ہیں جو ان میں افضل ہوں۔

(۳) کوہان کے نیچے سارے اعضاء آجاتے ہیں...... اسی طرح جہاد کے ذریعے ایک مؤمن بے شمار اعمال صالحہ کے اجر اور فضیلت کو پالیتا ہے...... اور اُسے پورے دین اسلام کا اجر ملتا ہے۔

(۴) جہاد دین کی حفاظت کا ذریعہ ہے...... اونچی جگہ سے سب کی حفاظت کی جاتی ہے...... جہاد قائم ہو تو

اُمت کے لیے دین محفوظ رہتا ہے اور پورا دین جاری رہتا ہے۔

﴿۵﴾ بلندی سے مُراد عزت ہے...... جہاد ہی میں اسلام اور مسلمانوں کی عزت ہے۔

﴿۶﴾ بلندی سے مُراد ترقی، رفعت اور کمال دین ہے کہ...... جہاد کے ذریعے انسان کا دین کامل ہو جاتا ہے۔

﴿۷﴾ بلندی سے مُراد حاکمیت اور تطبیق ہے کہ...... جہاد کے ذریعے سارے فرائض اور دین کے سارے احکامات نافذ ہوتے ہیں اور دین کا حکم چلتا ہے۔

ویسے بھی اگر غور فرمائیں تو...... ایمان دراصل ”یقین“ کا نام ہے...... آخرت کا یقین، اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا یقین...... مجاہد نے نہ شہادت دیکھی، نہ جنت دیکھی...... نہ شہید کو ملنے والے اعزازات دیکھے...... مگر اُسے اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر اتنا یقین نصیب ہوگیا کہ وہ بے دھڑک...... اپنا سب سے قیمتی سرمایہ یعنی جان قربان کرنے پہنچ گیا...... تو پھر...... ایمان میں اس سے بڑی بلندی اور کیا ہوسکتی ہے؟ واللہ اعلم بالصواب

﴿۲۹﴾

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عِنْدَهٗ قِبْصٌ مِّنَ النَّاسِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ مَّنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَعْدَ اَنْبِيَائِهٖ وَ اَصْفِيَائِهٖ؟ فَقَالَ: اَلْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِنَفْسِهٖ وَ مَالِهٖ حَتّٰى تَأْتِيَهٗ دَعْوَةُ اللّٰهِ وَ هُوَ عَلٰى مَتْنِ فَرَسِهٖ وَ آخِذٌ بِعِنَانِهٖ- قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: وَ امْرُءٌ بِنَاحِيَةٍ اَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهٖ وَ تَرَكَ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاَيُّ النَّاسِ شَرٌّ مَّنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: اَلْمُشْرِكُ- قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: إِمَامٌ جَائِرٌ يَجُوْرُ عَنِ الْحَقِّ وَ قَدْ مُكِّنَ لَهٗ- وَ خَصَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْوَابَ الْغَيْبِ وَ قَالَ:

سَلُوْنِيْ وَ لَاتَسْأَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا اَنْبَأْتُكُمْ بِهٖ-

فَقَالَ عُمَرُ: رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِكَ نَبِيًّا، حَسْبُنَا مَا اَتَانَا-

قَالَ فَسُرِّيَ عَنْهُ-

أخرجه أبوداؤد الطيالسى-

[رواه أبو داؤد الطيالسي رقم:٣٦. قال البوصيري: هذا إسناد ضعيف، لجهالة بعض رواته. اتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة]

ترجمہ: حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس چند دیگر لوگوں کے ساتھ موجود تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک انبیاء و اصفیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد لوگوں میں سے کس کا مقام افضل ہوگا؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ جہاد کرتا رہتا ہو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (شہادت یا موت) آجائے، اور وہ اپنے گھوڑے پر سوار، اس کی لگام تھامے ہوئے ہو۔''

اس شخص نے عرض کیا: ''اس کے بعد کس کا مقام ہوگا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''وہ آدمی جو کسی گوشۂ تنہائی میں اپنے رب کی اچھی طرح عبادت کرتا ہو اور لوگوں کو اپنے شر سے بچا کے رکھے۔''

پھر اس شخص نے دریافت کیا: ''یارسول اللہ! قیامت کے دن لوگوں میں سب سے بُرے مقام پر کون ہو گا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مشرک۔''

دریافت کیا: ''اس کے بعد کون ہوگا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرمایا:

''ظالم بادشاہ جو حق سے تجاوز کرتا ہو، جبکہ اس کے پاس اختیارات بھی ہوں۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غیب کے دروازہ کو خاص کر کے (یعنی غیب کے علاوہ چیزوں کے متعلق غصہ میں) فرمایا:

''مجھ سے پوچھ لو، جو بھی پوچھو گے میں اُس کے بارے میں تمہیں بتا دوں گا۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور آپ کے نبی ہونے پر راضی ہیں، ہمارے لیے کافی ہے جو آپ ہمارے پاس لائے۔''

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''(یہ سن کر) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا غصہ زائل ہوگیا۔''

* * *

باب: تكفّل الله تعالٰى للمجاهد في سبيل الله

مجاہد کیلیے اللہ تعالیٰ کی کفالت وضمانت کا بیان

﴿۳۰﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَضَمَّنَ اللهُ لِمَنْ خَرَجَ فِيْ سَبِيْلِهٖ، لَايُخْرِجُهٗ إِلَّا جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ إِيْمَانًا بِيْ وَ تَصْدِيْقًا بِرُسُلِيْ، فَهُوَ عَلَيَّ ضَامِنٌ اَنْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ اَرْجِعَهٗ إِلٰى مَسْكَنِهِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ، نَائِلًا مَّا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ، وَ الَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ! مَا مِنْ كَلْمٍ يُّكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهٖ حِيْنَ كُلِمَ، لَوْنُهٗ لَوْنُ دَمٍ، وَ رِيْحُهٗ مِسْكٌ، وَ الَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ! لَوْلَا اَنْ يَّشُقَّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ مَا قَعَدْتُّ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَبَدًا، وَ لٰكِنْ لَّااَجِدُ سَعَةً فَاَحْمِلَهُمْ، وَ لَايَجِدُوْنَ سَعَةً، وَ يَشُقُّ عَلَيْهِمْ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنِّيْ، وَ الَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ! لَوَدِدْتُّ اَنِّيْ اَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَاُقْتَلُ، ثُمَّ اَغْزُوْ فَاُقْتَلُ، ثُمَّ اَغْزُوْ فَاُقْتَلُ۔

قد أخرجه البخاري مختصرا و هذا اللفظ لمسلم و أخرجه مالک في المؤطأ و النسائي في سننه أيضًا۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۳۶، وصحيح مسلم، رقم الحديث :۱۸۷۶، و مؤطأ امام مالك، رقم الحديث: ۱۶۱۷، والنسائي، رقم الحديث :۵۰۳۰]

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے خود اپنے راستہ میں نکلنے والے مجاہد کی ضمانت لی ہے، (یہ فرماتے ہوئے کہ) جس مجاہد کو (صرف) میرے راستے میں جہاد، مجھ پر ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق نے گھر سے نکالا ہو، اس کی میں ضمانت لیتا ہوں (یعنی پکا وعدہ کرتا ہوں) کہ میں اسے جنت میں داخل کروں گا، یا پھر اسے اس کے گھر

واپس لے آؤں گا جس سے وہ (میری خاطر) نکلا تھا اجر یا غنیمت کے ساتھ (یا دونوں کے ساتھ)۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے! جو زخم بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگایا جاتا ہے (تو زخم کھانے والا) قیامت کے دن اسی حالت میں آئے گا جس حالت میں اس کو زخم لگا تھا، اس (زخم) کا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی۔ اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے! اگر مسلمانوں پر دشوار نہ ہوتا تو میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کسی بھی لشکر سے پیچھے (گھر میں) نہ بیٹھتا لیکن میرے پاس اتنی وسعت نہیں ہوتی کہ میں سب مسلمانوں کو سواریاں مہیا کرسکوں اور نہ ہی ان (سب) کے پاس اتنی وسعت ہوتی ہے، اور یہ بات ان کو بہت شاق گزرتی ہے کہ وہ مجھ سے پیچھے رہ جائیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے! مجھے یہ محبوب ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کروں اور قتل کردیا جاؤں، پھر جہاد کروں پھر قتل کردیا جاؤں اور پھر جہاد کروں پھر قتل کردیا جاؤں۔“

فائدہ: صرف یہی ایک حدیث شریف بھی جہاد کو سمجھنے...... شوقِ جہاد کو پانے...... اور مُردہ جذبات کو زندہ کرنے کے لیے کافی ہے...... اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکی ضمانت بغیر حساب وکتاب اور بغیر رکاوٹ جنت میں داخلہ کی...... حضرت آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جہادی ولولہ اور شوقِ شہادت...... جہاد کے لیے قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی بے چینی...... جہادی زخموں کی فضیلت اور بہت کچھ اس میں سمجھا دیا گیا ہے...... اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو کھول دیں۔

﴿۳۱﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَ بِرَسُوْلِهٖ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ صَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَوْ جَلَسَ فِيْ اَرْضِهِ الَّتِيْ وُلِدَ فِيْهَا- فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ! اَفَلَانُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ، فَإِذَا سَاَلْتُمُ اللهَ فَاسْاَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهٗ اَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَ اَعْلَى الْجَنَّةِ، (اُرَاهُ) فَوْقَهٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَ مِنْهُ تَفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ-

أخرجه البخاري و أحمد و اللفظ للبخاري-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٢٧٩٠، ومسند أحمد، رقم الحديث: ٨٤١٩]

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، نماز قائم کرے اور رمضان کے روزے رکھے، تو اللہ تعالیٰ پر (خود اللہ تعالیٰ کے حکم سے) لازم ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا، خواہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرے یا اسی جگہ بیٹھا رہے جہاں پیدا ہوا تھا۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! کیا ہم لوگوں کو اس کی بشارت نہ دے دیں؟“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار فرمائے ہیں، ہر دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین میں ہے، اس لیے جب اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہو تو فردوس مانگا کرو، کیونکہ وہ جنت کا سب سے درمیانی یعنی قیمتی مقام ہے اور وہ جنت کے سب سے بلند مقام پر ہے۔“

یحییٰ بن صالح (راوی حدیث) فرماتے ہیں میرے خیال میں یہ بھی فرمایا:

”اس کے اوپر رحمٰن جل شانہ کا عرش ہے اور وہیں سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔“

فائدہ: جب جہاد فرض عین نہ ہو تو پھر ایمان اور دیگر فرائض پر اکتفاء کرنے والا بھی جنت کا مستحق ہے...... اس میں بھی اہلِ علم نے یہ شرط لکھی ہے کہ وہ جہاد کا منکر نہ ہو اور...... جہاد سے بغض یا نفرت بھی نہ رکھتا ہو...... کیونکہ جہاد کے انکار یا جہاد سے نفرت کی وجہ سے اس کے ایمان ہی میں خلل آجائے گا...... حضرت آقا محمد مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ اپنی امت کے لیے ترقی چاہتے ہیں...... اس لیے آپ نے منع فرمایا کہ لوگوں کو یہ بات نہ بتاؤ...... بلکہ اُن کو زیادہ سے زیادہ جہاد کرنے دو، تاکہ وہ جنت اور فردوس کے اعلیٰ مقامات حاصل کرسکیں۔

﴿۳۲﴾

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَحْكِيْهِ عَنْ رَّبِّهٖ عَزَّ وَ جَلَّ قَالَ: اَيُّمَا عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِيْ خَرَجَ مُجَاهِدًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِيْ، ضَمِنْتُ لَهٗ اَنْ اَرْجِعَهٗ إِنْ اَرْجَعْتُهٗ بِمَا اَصَابَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ، وَ إِنْ قَبَضْتُهٗ غَفَرْتُ لَهٗ وَ رَحِمْتُهٗ۔

أخرجه النسائي۔

[سنن النسائي، رقم الحديث: ٣١٢٣. قلت: رجاله رجال الصحيح]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ربّ عزّوجلّ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں:

”میرا جو بندہ بھی میری رضامندی کے حصول کے لیے جہاد فی سبیل اللہ میں نکلا، میں اسے ضمانت دیتا ہوں کہ اگر میں نے اسے زندہ واپس لوٹایا تو اجر یا غنیمت (یا دونوں) کے ساتھ واپس لوٹاؤں گا، اور اگر میں نے اس کی جان قبض کر لی تو اس کے سب گناہ معاف کر دوں گا اور اس پر رحمت فرماؤں گا۔“

﴿۳۳﴾

عَنْ سَبْرَةَ بْنِ أَبِيْ فَاكِهٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ الشَّيْطَانَ قَعَدَ لِابْنِ آدَمَ بِاَطْرُقِهِ، فَقَعَدَ لَهٗ بِطَرِيْقِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ: تُسْلِمُ وَ تَذَرُ دِيْنَكَ وَ دِيْنَ آبَائِكَ وَ آبَاءِ اَبِيْكَ، فَعَصَاهُ فَاَسْلَمَ، ثُمَّ قَعَدَ لَهٗ بِطَرِيْقِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: تُهَاجِرُ وَ تَدَعُ اَرْضَكَ وَ سَمَاءَكَ، وَ إِنَّمَا مَثَلُ الْمُهَاجِرِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِي الطِّوَلِ، فَعَصَاهُ فَهَاجَرَ، ثُمَّ قَعَدَ لَهٗ بِطَرِيْقِ الْجِهَادِ، فَقَالَ: تُجَاهِدُ فَهُوَ جَهْدُ النَّفْسِ وَ الْمَالِ، فَتُقَاتِلُ فَتُقْتَلُ فَتُنْكَحُ الْمَرْاَةُ وَ يُقْسَمُ الْمَالُ، فَعَصَاهُ فَجَاهَدَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَ مَنْ قُتِلَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَ إِنْ غَرِقَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، اَوْ وَقَصَتْهُ دَابَّتُهٗ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ۔

أخرجه النسائي و أحمد و ابن حبان و اللفظ للنسائى۔

[سنن النسائي، رقم الحديث:۳۱۳۴، و مسند أحمد، رقم الحديث:۱۵۹۵۸، وصحيح ابن حبان، رقم الحديث: ۴۵۹۳]

ترجمہ: حضرت سبرہ بن ابو فاکہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

”شیطان انسان (کو گمراہ کرنے کے لیے) دین کے تمام راستوں پر بیٹھتا ہے۔ وہ (پہلے) اسلام کے راستے پر بیٹھتا ہے اور کہتا ہے: ”کیا تو اسلام لا کر اپنے اور اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ دے گا؟“

لیکن انسان اس کی نافرمانی کر کے مسلمان ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اس کے ہجرت کے راستے پر آ کر بیٹھتا ہے اور کہتا ہے: ”کیا تو ہجرت کر کے اپنی زمین و آسمان چھوڑ دے گا؟ جب کہ مہاجر کی مثال تو ایسے ہے جیسے رسی میں بندھا ہوا گھوڑا۔“ لیکن انسان اس کی نافرمانی کرتا ہے اور ہجرت کر لیتا ہے۔ پھر شیطان اس کے جہاد کے راستے پر آ کر بیٹھتا ہے اور کہتا ہے: ”کیا تو جہاد کرے گا؟ یہ تو جان و مال کو مشقت میں ڈالنا ہے، تو لڑائی کرے گا تو مارا جائے گا، پھر تیری بیوی سے کوئی دوسرا شخص شادی کر لے گا، اور تیرا مال (وارثوں میں) تقسیم کر دیا جائے گا، لیکن مومن اس کی نافرمانی کرتا ہے اور جہاد میں لگ جاتا ہے۔“

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”جو شخص یہ سب کچھ کر لے تو اللہ تعالیٰ (اپنے اوپر) لازم کر لیتے ہیں کہ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے، اور جو شخص (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) قتل کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ (اپنے اوپر) لازم فرما لیتے ہیں کہ اسے جنت میں داخل فرمائیں اور اگر وہ ڈوب کر مر جائے تو بھی اللہ تعالیٰ خود پر لازم کر لیتے ہیں کہ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ اور اگر اس (کی سواری) کا جانور اس کو گرا کر مار دے تو بھی اللہ تعالیٰ خود پر لازم کر لیتے ہیں کہ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔“

فائدہ: جو تینوں راستے عبور کر لے...... یعنی اسلام، ہجرت اور جہاد پر آ جائے...... تو اب اُس کے لیے کامیابی اور جنت لازمی ہے...... خواہ کسی بھی طریقے سے اُسے موت آئے۔

﴿۳۴﴾

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَنَا زَعِيْمٌ -وَ الزَّعِيْمُ الْحَمِيْلُ- لِمَنْ آمَنَ بِيْ وَ اَسْلَمَ وَ هَاجَرَ بِبَيْتٍ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ وَ بِبَيْتٍ فِيْ وَسَطِ الْجَنَّةِ، وَ اَنَا زَعِيْمٌ لِمَنْ آمَنَ بِيْ وَ اَسْلَمَ وَ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ بِبَيْتٍ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ وَ بِبَيْتٍ فِيْ وَسَطِ الْجَنَّةِ وَ بِبَيْتٍ فِيْ اَعْلٰى غُرَفِ الْجَنَّةِ، مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَلَمْ يَدَعْ لِلْخَيْرِ مَطْلَبًا، وَ لَا مِنَ الشَّرِّ مَهْرَبًا، يَمُوْتُ حَيْثُ شَاءَ اَنْ يَّمُوْتَ-

أخرجه النسائي و ابن حبان واللفظ للنسائى-

[سنن النسائي، رقم الحديث:۳۱۳۵، و صحيح ابن حبان، رقم الحديث: ۴۶۱۹]

ترجمہ: حضرت سیّدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

”میں اس شخص کے لیے جنت کے کنارے اور وسطِ جنت میں گھر کا ضامن ہوں جو مجھ پر ایمان لایا، میری اتباع کی اور ہجرت کی۔ اور میں اس شخص کے لیے جنت کے کنارے، وسطِ جنت اور جنت کے بلند و بالا حصے میں گھر کا ضامن ہوں، جو مجھ پر ایمان لایا، میری اتباع کی اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا۔ جس شخص نے یہ کام کیے اس نے خیر پانے اور شر سے بچنے کا کوئی موقع نہیں چھوڑا، (اب) چاہے اس کی وفات جہاں بھی ہو جائے۔“

﴿٣٥﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَفْدُ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ ثَلَاثَةٌ: اَلْغَازِيْ، وَ الْحَاجُّ، وَ الْمُعْتَمِرُ۔

أخرجه النسائي۔

[سنن النسائي، رقم الحديث:٣١١٨]

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کے خصوصی مہمان تین ہیں:

﴿١﴾ جہاد کرنے والا ﴿٢﴾ حج کرنے والا ﴿٣﴾ اور عمرہ کرنے والا۔“

﴿٣٦﴾

عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: عَهِدَ إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَمْسٍ، مَنْ فَعَلَ مِنْهُنَّ كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللهِ: مَنْ عَادَ مَرِيْضًا، اَوْ خَرَجَ مَعَ جَنَازَةٍ، اَوْ خَرَجَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، اَوْ دَخَلَ عَلٰى إِمَامٍ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ تَعْزِيْرَهٗ وَ تَوْقِيْرَهٗ، اَوْ قَعَدَ فِيْ بَيْتِهٖ فَيَسْلَمُ النَّاسُ مِنْهُ وَ يَسْلَمُ۔

اخرجه احمد وابن خذيمة والطبراني في الكبير والأوسط واللفظ لأحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ٢٢٠٩٣، وصحيح ابن خزيمة، رقم الحديث: ١٤٩٥، والمعجم الكبير، رقم الحديث: ٥٥، والمعجم الأوسط، رقم الحديث: ٨٦٥٩]

ترجمہ: حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے پانچ چیزوں کے متعلق وعدہ فرمایا کہ جو شخص ان میں سے کوئی کام کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں ہوگا:

١ مریض کی تیمارداری کرنے والا۔ ٢ جنازے میں شریک ہونے والا۔ ٣ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کے لیے جانے والا۔ ٤ امام (یعنی اسلامی حکومت کے مسلمان حکمران) کے پاس اس کی عزت واحترام کی غرض سے جانے والا۔ ٥ وہ آدمی جو اپنے گھر میں بیٹھ جائے کہ لوگ اس کی ایذاء سے محفوظ رہیں اور وہ لوگوں کی ایذاء سے محفوظ رہے۔"

﴿٣٧﴾

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَتِيْكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ مُجَاهِدًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ ۔ ثُمَّ قَالَ: بِاَصَابِعِهٖ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثِ: اَلْوُسْطٰى وَ السَّبَّابَةِ وَ الْإِبْهَامِ، فَجَمَعَهُنَّ وَ قَالَ: وَ اَيْنَ الْمُجَاهِدُوْنَ؟ ۔ فَخَرَّ عَنْ دَابَّتِهٖ وَ مَاتَ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ، اَوْ لَدَغَتْهُ دَابَّةٌ فَمَاتَ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ، اَوْ مَاتَ حَتْفَ اَنْفِهٖ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَ اللّٰهِ إِنَّهَا لَكَلِمَةٌ مَّا سَمِعْتُهَا مِنْ اَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ قَبْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَمَاتَ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ، وَ مَنْ قُتِلَ قَعْصًا فَقَدِ اسْتَوْجَبَ الْمَآبَ۔

أخرجه أحمد و الطبراني و اللفظ لأحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ١٦٤١٤، والمعجم الكبير، رقم الحديث: ١٧٧٨، وقال الهيثمي: رواه أحمد، والطبراني، وفيه محمد بن إسحاق مدلس، و بقية رجال أحمد ثقات. مجمع الزوائد، ج: ٥، ص: ٢٧٧]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

"جو شخص اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کی نیت سے نکلا (پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے انگوٹھے، شہادت والی، اور درمیان والی تین انگلیاں جمع کرتے ہوئے فرمایا: مجاہدین کہاں

ہیں؟) پھر وہ اپنی سواری سے گر کر فوت ہوگیا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ثابت ہوگیا، یا اسے کسی چیز نے ڈس لیا اور وہ فوت ہوگیا تو اس کا اجر بھی اللہ تعالیٰ کے ذمے ثابت ہوگیا، یا وہ اپنی طبعی موت سے فوت ہوگیا تو اس کا اجر بھی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، (حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ ایک ایسا کلمہ ہے، جو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اہل عرب میں سے کسی سے نہیں سنا کہ جو مر گیا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ثابت ہوگیا۔ اور جو شخص زخم لگنے سے فوراً ہی مر جائے تو یقیناً اس نے بہترین انجام پالیا۔“

فائدہ: جہاد کے ساتھ لفظ ”فی سبیل اللہ“ میں ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ...... یہ ”سبیل“ یعنی راستہ ہی خود ”منزل“ ہے...... بس اس راستے پر آجاؤ پھر ہر طرح سے کامیابی ہی کامیابی ہے۔

﴿۳۸﴾

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الطُّفَاوَةِ طَرِيْقُهٗ عَلَيْنَا، فَاَتٰى عَلَى الْحَيِّ، فَحَدَّثَهُمْ، قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فِيْ عِيْرٍ لَنَا، فَبِعْنَا بِيَاعَتَنَا، ثُمَّ قُلْتُ: لَاَنْطَلِقَنَّ إِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ فَلَآتِيَنَّ مَنْ بَعْدِيْ بِخَبَرِهٖ، قَالَ: فَانْتَهَيْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَإِذَا هُوَ يُرِيْنِيْ بَيْتًا، قَالَ: إِنَّ امْرَاَةً كَانَتْ فِيْهِ فَخَرَجَتْ فِيْ سَرِيَّةٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَ تَرَكَتْ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ عَنْزًا لَهَا وَ صِيْصِيَتَهَا كَانَتْ تَنْسِجُ بِهَا، قَالَ: فَفَقَدَتْ عَنْزًا مِّنْ غَنَمِهَا وَ صِيْصِيَتَهَا، فَقَالَتْ: يَا رَبِّ! إِنَّكَ قَدْ ضَمِنْتَ لِمَنْ خَرَجَ فِيْ سَبِيْلِكَ اَنْ تَحْفَظَ عَلَيْهِ، وَ إِنِّيْ قَدْ فَقَدْتُّ عَنْزًا مِنْ غَنَمِيْ وَ صِيْصِيَتِيْ، وَ إِنِّيْ اَنْشُدُكَ عَنْزِيْ وَ صِيْصِيَتِيْ، قَالَ: فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ شِدَّةَ مُنَاشَدَتِهَا لِرَبِّهَا تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَاَصْبَحَتْ عَنْزُهَا وَ مِثْلُهَا، وَ صِيْصِيَتُهَا وَ مِثْلُهَا، وَ هَاتِيْكَ فَأْتِهَا فَاسْاَلْهَا إِنْ شِئْتَ ، قَالَ: قُلْتُ: بَلْ اُصَدِّقُكَ۔

أخرجه أحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ٢٠٦٦٤، وقال الهيثمي: رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح. مجمع الزوائد، ج: ٥، ص: ٢٧٧]

ترجمہ: حضرت حمید بن ہلال کہتے ہیں:

”طفاوہ“ قبیلے کا ایک آدمی ہمارے پاس سے گزرتا تھا۔ ایک دن وہ ہمارے قبیلے میں آیا اور کہنے لگا کہ میں اپنے ایک قافلے کے ساتھ مدینہ منورہ گیا تھا، وہاں ہم نے اپنا سامان تجارت بیچا، پھر میں نے سوچا کہ میں اس شخص یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلتا ہوں تاکہ واپس آکر اپنے پیچھے والوں کو ان کے متعلق بتاؤں۔ چنانچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف چل پڑا، وہاں پہنچا تو وہ مجھے ایک گھر دکھاتے ہوئے فرمانے لگے:

”اس گھر میں ایک عورت رہتی تھی، ایک مرتبہ وہ مسلمانوں کے ایک لشکر کے ساتھ نکلی اور اپنے پیچھے بارہ بکریاں اور ایک کپڑا بننے کا کونچ (ٹک) جس سے وہ کپڑے بنتی تھی چھوڑ گئی، جب وہ واپس آئی تو اس نے دیکھا کہ اس کی ایک بکری اور وہ کونچ (ٹک) غائب ہے۔ اس نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ پروردگار! تو اپنی راہ میں جہاد کے لیے نکلنے والوں کا ضامن ہے کہ ان کی حفاظت کرے گا، اب میری ایک بکری اور کونچ (ٹک) گم ہو گیا ہے، میں تجھے قسم دیتی ہوں کہ میری بکری اور وہ کونچ (ٹک) واپس دلا دے۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی شدت مناجات کا تذکرہ کیا اور فرمایا:

”اگلے دن اسے اس کی بکری اور اس جیسی ایک اور بکری مل گئی، اسی طرح اس کا کونچ (ٹک) اور اس جیسا ایک اور کونچ (ٹک) بھی مل گیا، آؤ اگر چاہو تو اس عورت سے خود پوچھ لو۔“

میں نے عرض کیا: ”میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔“

﴿۳۹﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِذَا خَرَجَ الْغَازِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جُعِلَتْ ذُنُوْبُهٗ جِسْرًا عَلٰى بَابِ بَيْتِهٖ، فَإِذَا خَلَّفَهٗ خَلَّفَ ذُنُوْبَهٗ كُلَّهَا، فَلَمْ يَبْقَ عَلَيْهِ مِنْهَا مِثْلُ جَنَاحِ بَعُوْضَةٍ، و تَكَفَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِاَرْبَعٍ، بِاَنْ يَّخْلُفَهٗ فِيْمَا تَخَلَّفَ مِنْ اَهْلٍ وَ مَالٍ، وَ اَيُّ مِيْتَةٍ مَاتَ بِهَا اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ، وَ إِنْ رَدَّهٗ رَدَّهٗ سَالِمًا بِمَا اَصَابَ مِنْ غَنِيْمَةٍ اَوْ اَجْرٍ، وَ اَنْ لَّا تَغْرُبَ شَمْسٌ إِلَّا غَرَبَتْ بِذُنُوْبِهٖ۔
أخرجه الطبراني في الأوسط۔

[المعجم الأوسط، رقم الحديث: ٧٦٤٦، وقال الهيثمي: وفيه بكر بن خنيس، وهو ضعيف. مجمع الزوائد، ج:٥، ص:٢٧٦]

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

”جب غازی اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلتا ہے تو اس کے گناہ اس کے دروازے پر پل کی شکل اختیار کیے ہوتے ہیں، جب وہ گھر کو پیچھے چھوڑتا ہے تو وہ اپنے سارے گناہ بھی پیچھے چھوڑ جاتا ہے، اور اُس پر مچھر کے پر کے برابر بھی گناہ باقی نہیں رہتے، اور اللہ تعالیٰ اس کے لیے چار چیزوں کی ذمہ داری لے لیتے ہیں:

۱ اللہ تعالیٰ اُس کے اہل و مال میں اُس کے خلیفہ ہوں گے۔ (یعنی مکمل دیکھ بھال فرمائیں گے)

۲ اور وہ جیسی موت بھی مرا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

۳ اور اگر اللہ تعالیٰ نے اسے واپسی لوٹایا تو سلامتی کے ساتھ مالِ غنیمت یا اجر و ثواب کے ساتھ لوٹائیں گے۔

۴ اور سورج اس کے گناہوں کے ساتھ غروب ہوگا۔“

* * *

باب: مَا يَعْدِلُ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ

جِہاد کے برابر کوئی عمل نہ ہونے کا بیان

﴿۴۰﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ يَّعْدِلُ الْجِهَادَ؟ قَالَ: لَآ اَجِدُهٗ قَالَ: هَلْ تَسْتَطِيْعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ اَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُوْمَ وَ لَاتَفْتُرَ وَ تَصُوْمَ وَ لَاتُفْطِرَ؟ قَالَ: وَ مَنْ يَّسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ؟ قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: إِنَّ فَرَسَ الْمُجَاهِدِ لَيَسْتَنُّ فِي طِوَلِهٖ فَيُكْتَبُ لَهٗ حَسَنَاتٍ۔

أخرجه البخاری و النسائی و اللفظ للبخاری۔

[صحيح البخاری، رقم الحديث:۲۷۸۵، و سنن النسائی، رقم الحديث:۳۱۲۸]

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: ”مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو (ثواب میں) جہاد کے برابر ہو۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا۔“

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”کیا تم ایسا کر سکتے ہو کہ جب مجاہد (جہاد کے لئے) نکلے تو تم اپنی مسجد میں جا کر نماز پڑھنا شروع کر دو اور بغیر سستی اور کاہلی کے (مجاہد کے واپس آنے تک) مسلسل پڑھتے رہو، اسی طرح مسلسل روزے رکھنا شروع کرو اور کسی دن روزہ نہ چھوڑو۔“

ان صاحب نے عرض کیا: ”بھلا ایسا کون کر سکتا ہے؟“

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”مجاہد کا گھوڑا جب رسی میں بندھا ہوا زمین (پر پاؤں) مارتا ہے تو اس پر بھی اس کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔“

(یعنی حدیث مبارکہ کو سمجھانے کے لیے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بطور مثال مجاہد کے اجر و ثواب کی ہلکی سی جھلک دکھا دی۔)

﴿۴۱﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يَعْدِلُ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ؟ قَالَ: لَاتَسْتَطِيْعُوْنَهُ، قَالَ: فَاَعَادُوْا عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا، كُلُّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ: لَاتَسْتَطِيْعُوْنَهُ، وَ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بِآيَاتِ اللّٰهِ، لَايَفْتُرُ مِنْ صِيَامٍ وَ لَا صَلٰوةٍ، حَتّٰى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى-

متفق عليه و اللفظ لمسلم-

[صحيح البخاري، رقم الحديث:٢٧٨٥ وصحيح مسلم ، رقم الحديث: ١٨٧٨]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: ”اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے کے برابر کون سا عمل ہے؟“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہی سوال دو یا تین بار دہرایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر بار یہی جواب ارشاد فرمایا کہ:

”تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔“

تیسری بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو روزہ دار ہو، اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو کر اس کی آیات کے ساتھ آہ وزاری کر رہا ہو، وہ اس وقت تک نہ روزے میں وقفہ آنے دے نہ نماز میں، جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا واپس نہ آجائے۔“

فائدہ: وہ لوگ جو اپنے ہر عمل کو جہاد ...... یا جہاد سے افضل بنا کر پیش کرتے ہیں ...... وہ اس حدیث شریف پر ضرور غور کریں ...... اور اپنی غلط سوچ سے توبہ کریں ...... جب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے

یہ فرمایا جارہا ہے کہ تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے تو پھر اور کون ہے جو جہاد یا جہاد سے افضل عمل کی طاقت رکھتا ہو...... روزے اور نماز میں اس طرح مسلسل لگا رہنا کہ ایک لحظہ بھی اس سے کمزور یا غافل نہ ہو...... یہ یقیناً ایک انسان کے لیے ناممکن ہے۔

﴿۴۲﴾

وَ فِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ: مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُّجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ، وَ تَوَكَّلَ اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِهٖ بِاَنْ يَّتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، اَوْ يَرْجِعَهٗ سَالِمًا بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ-

أخرجه البخاري و النسائي و اللفظ للبخارى-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٢٧٨٧، والنسائي، رقم الحديث: ٣١٢۴]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے ایک اور روایت ہے:

”اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال اور اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوب جانتا ہے جو (خلوص دل کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے) اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتا ہے، اس شخص کی سی ہے جو مسلسل روزے اور نماز میں ہو، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والے کے لیے اس بات کی ذمہ داری لی ہے کہ یا تو اسے وفات دے کر (بلا حساب وکتاب فوراً) جنت میں داخل کرے گا، یا پھر زندہ وسلامت ثواب یا مال غنیمت (یا دونوں) کے ساتھ (گھر) واپس لوٹائے گا۔“

فائدہ: ثواب کا ملنا تو یقینی ہے......جبکہ مال غنیمت کبھی ملتا ہے کبھی نہیں......اس لیے فرمایا ثواب یا مال غنیمت۔

﴿۴۳﴾

وَ فِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ: مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُّجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِهٖ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْخَاشِعِ الرَّاكِعِ السَّاجِدِ-

أخرجه النسائي و البزار في مسنده و اللفظ للنسائى-

[سنن النسائي، رقم الحديث:٣١٣٧، و البزار، رقم الحديث: ٧٧۴٠]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کی ایک اور روایت میں ہے:

”اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال اور اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ کون اُس کے راستے میں جہاد کرتا ہے، اس شخص کی طرح ہے جو مسلسل (یعنی ہر لمحہ) روزے، نماز، خشوع، رکوع اور سجدہ میں مشغول ہو۔“

﴿۴۴﴾

عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْهُ، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللهِ! اِنْطَلَقَ زَوْجِيْ غَازِيًا، وَ كُنْتُ أَقْتَدِيْ بِصَلَاتِهٖ إِذَا صَلّٰى، وَ بِفِعْلِهٖ كُلِّهٖ، فَأَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُبَلِّغُنِيْ عَمَلَهٗ حَتّٰى يَرْجِعَ، فَقَالَ لَهَا: أَتَسْتَطِيْعِيْنَ أَنْ تَقُوْمِيْ وَ لَاتَقْعُدِيْ، وَ تَصُوْمِيْ وَ لَاتُفْطِرِيْ، وَ تَذْكُرِي اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى وَ لَاتَفْتُرِيْ حَتّٰى يَرْجِعَ؟ قَالَتْ: مَا أُطِيْقُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللهِ! فَقَالَ: وَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ! لَوْ طُوِّقْتِيْهِ مَا بَلَغْتِ الْعُشْرَ مِنْ عَمَلِهٖ حَتّٰى يَرْجِعَ۔

أخرجه أحمد و الطبراني و اللفظ لأحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ١٥٦٣٣، والمعجم الكبير، رقم الحديث: ٤٤٠، وقال الهيثمي: وفيه رشدين بن سعد وثقه أحمد وضعفه جماعة ، مجمع الزوائد، ج: ٥، ص: ٢٧٤]

ترجمہ: حضرت سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: ”یا رسول اللہ! میرا شوہر جہاد میں شرکت کے لیے چلا گیا ہے، میں نماز اور ہر عمل میں اس کی پیروی کیا کرتی تھی، (یعنی جب اور جتنا نیک عمل وہ کرتے تو میں بھی کرتی تھی) اب مجھے اُس کے واپس آنے تک کوئی ایسا عمل بتا دیجیے جو مجھے اس کے مرتبہ تک پہنچا دے، (کیونکہ میں تو جہاد میں شرکت نہیں کر سکتی)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”کیا تم اس کی طاقت رکھتی ہو کہ ہمیشہ قیام میں رہو کبھی نہ بیٹھو، ہمیشہ روزے رکھو کبھی ناغہ نہ کرو، اور ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہو کبھی اس سے غفلت نہ کرو، یہاں تک کہ وہ واپس آجائے؟“

خاتون نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! یہ تو میرے لیے ممکن نہیں ہے۔“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم میں یہ سب کرنے کی طاقت ہوتی تو تب بھی تم اس کی واپسی تک اس کے عمل کے دسویں حصے تک بھی نہ پہنچ پاتیں۔“

باب: فضل الغبار في سبيل الله

جہادِ فی سبیل اللہ کے غبار کی فضیلت کا بیان

﴿۴۵﴾

عَنْ أَبِيْ عَبْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ-

أخرجه البخاري و الترمذي و النسائي و اللفظ للبخاري-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٩٠٧، و الترمذي، رقم الحديث: ١٦٣٢، و النسائي، رقم الحديث: ٣١١٦]

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابو عبس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

”جس شخص کے قدم اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار آلود ہوئے اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیں گے۔“

﴿۴٦﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَجْتَمِعَانِ فِي النَّارِ مُسْلِمٌ قَتَلَ كَافِرًا ثُمَّ سَدَّدَ وَ قَارَبَ، وَ لَا يَجْتَمِعَانِ فِيْ جَوْفِ مُؤْمِنٍ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَ فَيْحُ جَهَنَّمَ، وَ لَا يَجْتَمِعَانِ فِيْ قَلْبِ عَبْدٍ الْإِيْمَانُ وَ الْحَسَدُ-

أخرجه مسلم و أبوداؤد و النسائي و اللفظ للنسائي-

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٨٩١، وأبو داود، رقم الحديث: ٢٤٩٥، والنسائي، رقم الحديث: ٣١٠٩]

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”آگ میں دو چیزیں جمع نہیں ہو سکتیں: وہ مؤمن جس نے کسی کافر کو قتل کیا پھر سیدھی راہ پر چلتا رہا اور اسی پر قائم رہا (وہ اپنے مقتول کافر کے ساتھ جہنم میں جمع نہیں ہوگا)، اللہ تعالیٰ کے راستے میں اڑنے والا غبار اور جہنم کا دھواں کسی مؤمن کے پیٹ میں کبھی جمع نہیں ہوگا، اور اسی طرح ایمان اور حسد کبھی بھی کسی انسان کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔“

﴿ ۴۷ ﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ، وَ لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَ دُخَانُ جَهَنَّمَ۔

أخرجه الترمذي و النسائي و ابن ماجة و اللفظ للترمذی۔

[الترمذي، رقم الحديث: ١٦٣٣، و قال: هذا حديث حسن صحيح، والنسائي، رقم الحديث: ٣١٠٨، وابن ماجة، رقم الحديث: ٢٧٧٤]

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رونے والا جہنم میں داخل نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ دودھ تھن میں واپس لوٹ جائے (اور یہ محال ہے)، اور جہاد کا غبار اور جہنم کا دھواں بھی ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے۔“

﴿ ۴۸ ﴾

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، اَنَّ مُكَاتَبًا لَهَا دَخَلَ عَلَيْهَا بِبَقِيَّةِ مُكَاتَبَتِهٖ، فَقَالَتْ لَهٗ: اَنْتَ غَيْرُ دَاخِلٍ عَلَيَّ غَيْرَ مَرَّتِكَ هٰذِهٖ، فَعَلَيْكَ بِالْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَا خَالَطَ قَلْبَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ رَهَجٌ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، إِلَّا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ النَّارَ۔

أخرجه أحمد و الطبراني في الأوسط و اللفظ لأحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ٢٤٥٤٨، والمعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث: ٩٤٢٣، وقال الهيثمي: ورجال أحمد ثقات. مجمع الزوائد، ج: ٥، ص: ٢٧٦]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

”ان کا ایک مکاتب غلام اپنا بقیہ بدل کتابت اداء کرنے کے لیے آیا، تو انہوں نے اس سے فرمایا: آج کے بعد تم میرے پاس نہیں آسکو گے، البتہ تم اپنے اوپر جہاد فی سبیل اللہ کو لازم کر لینا، کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

”جس مسلمان آدمی کے دل میں جہاد فی سبیل اللہ کا غبار پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ کو حرام فرما دیتے ہیں۔“

﴿۴۹﴾

عَنْ رَبِيْعِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيْرُ إِذْ بَصَرَ شَابًّا مِّنْ قُرَيْشٍ يَسِيْرُ مُعْتَزِلًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَ لَيْسَ ذَاكَ فُلَانٌ؟ قَالُوْا: نَعَمْ! قَالَ: فَادْعُوْهُ، فَجَاءَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لَكَ اعْتَزَلْتَ عَنِ الطَّرِيْقِ؟ قَالَ: كَرِهْتُ الْغُبَارَ، قَالَ: فَلَاتَعْتَزِلْهُ فَوَ الَّذِي نَفْسِيْ بِيَدِهٖ! إِنَّهٗ لَذَرِيْرَةُ الْجَنَّةِ۔

أخرجه الطبراني۔

[المعجم الكبير، رقم الحديث: ٤٦٠٨، وقال الهيثمي: رواه الطبراني ورجاله ثقات. مجمع الزوائد، ٥: ٢٨٧]

ترجمہ: حضرت سیّدنا ربیع بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد کے سفر میں تھے کہ اسی دوران قریش کے ایک جوان کو دیکھا جو لوگوں سے الگ تھلگ چل رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’کیا یہ فلاں آدمی نہیں ہے؟‘‘

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ’’جی ہاں۔‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’اسے بلاؤ۔‘‘

وہ خدمت میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا:

’’تمہیں کیا ہوا کہ راستہ سے الگ ہو کر چل رہے ہو؟‘‘

انہوں نے عرض کیا: ’’مجھے غبار ناپسند ہے۔‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’راستے سے الگ نہ ہوں، قسم اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، یہ (غبار) تو جنت کے ذرات ہیں۔‘‘

❀…❀…❀

باب: فضل تشييع المجاهدين في سبيل الله

جہادی قافلوں کو رخصت کرنے کی فضیلت کا بیان

﴿۵۰﴾

عَنْ عَبْدِاللهِ الْخَطْمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اَرَادَ اَنْ يَّسْتَوْدِعَ الْجَيْشَ قَالَ: اَسْتَوْدِعُ اللهَ دِيْنَكُمْ وَ اَمَانَتَكُمْ وَ خَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ۔

أخرجه أبوداؤد۔

[أبوداؤد، رقم الحديث: ٢٦٠١]

ترجمہ: حضرت سیّدنا عبداللہ خطمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی لشکر کو الوداع کہنا چاہتے تو یوں فرماتے:

اَسْتَوْدِعُ اللهَ دِيْنَكُمْ وَ اَمَانَتَكُمْ وَ خَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ۔

”میں تمہارا دین، تمہاری امانت اور تمہارے اعمال کا انجام اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔“

(یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل کا انجام اچھا فرمائیں، اور ہر عمل کے بہترین نتائج عطاء فرمائیں۔)

﴿۵۱﴾

عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَاَنْ اُشَيِّعَ مُجَاهِدًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَاَكُفَّهٗ عَلٰى رَحْلِهٖ غَدْوَةً اَوْرَوْحَةً اَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا

أخرجه ابن ماجة۔

[سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ٢٨٢٤، و إسناده ضعيف]

ترجمہ: حضرت سیّدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مجھے یہ بات دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے کہ ایک صبح یا ایک شام اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو رخصت کروں اور اس کے سامان کی دیکھ بھال کروں۔“

باب: حُرمۃ نسآء المجاھدین

مجاہدین کی عورتوں کی حرمت کا بیان

﴿۵۲﴾

عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ كَحُرْمَةِ اُمَّهَاتِهِمْ، وَ مَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِيْنَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِنَ الْمُجَاهِدِينَ فِيْ اَهْلِهِ فَيَخُوْنُهُ فِيهِمْ إِلَّا وُقِفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَأْخُذُ مِنْ عَمَلِهِ مَا شَاءَ، فَمَا ظَنُّكُمْ-

أخرجه مسلم و أبوداؤد و النسائي و اللفظ لمسلم-

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٨٩٧، وسنن أبي داوٗد، رقم الحديث: ٢٤٩٦، وسنن النسائي، رقم الحديث: ٣١٨٩]

ترجمہ: حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’پیچھے رہ جانے والوں پر مجاہدین کی عورتوں کی حرمت و تعظیم ایسے (ضروری) ہے جیسے ان کی اپنی ماؤں کی تعظیم۔ پیچھے رہ جانے والوں میں سے جو شخص کسی مجاہد کے گھر والوں کے حق میں خیانت کرے گا تو قیامت کے دن اسے اس مجاہد کے سامنے کھڑا کیا جائے گا، (اور مجاہد اللہ تعالیٰ کے اختیار سے) اس کی نیکیوں میں سے جو چاہے گا لے لے گا، تو تمہارا کیا خیال ہے (کہ وہ مجاہد اس کی کوئی نیکی چھوڑے گا؟)‘‘

✽...✽...✽

باب: طَلَبُ الْوَلَدِ لِلْجِهَادِ

جہاد کیلیے اللہ تعالیٰ سے اولاد مانگنا

﴿۵۳﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ: لَاَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى مِائَةِ امْرَاَةٍ، اَوْ تِسْعٍ وَّ تِسْعِيْنَ كُلُّهُنَّ يَأْتِيْ بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، فَقَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ: إِنْ شَاءَ اللهُ، فَلَمْ يَقُلْ إِنْ شَاءَ اللهُ، فَلَمْ يَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَاَةٌ وَاحِدَةٌ، جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ، وَ الَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ! لَوْ قَالَ: إِنْ شَاءَ اللهُ لَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فُرْسَانًا اَجْمَعُوْنَ۔

متفق عليه و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث:۲۸۱۹، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۶۵۴]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”حضرت سیدنا سلیمان بن داؤد علیہما الصلوٰۃ والسلام نے (ایک مرتبہ) فرمایا: آج رات اپنی سو یا ننانوے بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر بیوی ایک ایک شہسوار جنے گی، جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرے گا“۔ ان کے ساتھی نے کہا کہ ان شاء اللہ بھی کہہ لیجیے، لیکن وہ ان شاء اللہ نہ کہہ سکے۔ چنانچہ صرف ایک بیوی حاملہ ہوئیں اور ان کا بھی آدھا بچہ پیدا ہوا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے! اگر حضرت سلیمان (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اس وقت ان شاء اللہ کہہ دیتے تو (تمام بیویاں حاملہ ہوتیں اور) سب کے یہاں ایسے شہسوار بچے پیدا ہوتے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے۔“

* * *

باب: الانفاق فی سبیل اللہ

جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرنے کی فضیلت کا بیان

﴿۵۴﴾

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ: مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا، وَ مَنْ خَلَفَهٗ فِيْ اَهْلِهٖ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا- متفق عليه و اللفظ لمسلم-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٢٨٤٣، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ١٨٩٥]

ترجمہ: حضرت سیّدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

”جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستہ کے کسی غازی کو سامان جہاد فراہم کیا، گویا اس نے بھی جہاد کیا (یعنی جہاد کے اجر میں برابر کا شریک ہوگا)، اور جس نے اس غازی کے گھر والوں کی اچھی دیکھ بھال کی تو گویا اس نے بھی جہاد کیا (یعنی جہاد کے اجر میں برابر کا شریک ہوگا)“۔

فائدہ: جو کسی مجاہد کو جنگ کے لیے سامان جہاد فراہم کرے گا...... اُسے اُس جہاد کا مجاہد کے برابر اجر ملے گا...... اور خود مجاہد کے اجر میں کوئی کمی کٹوتی نہیں ہوگی...... اگر پورا سامان نہیں دے گا تو دیئے گئے سامان کے مطابق اجر میں حصہ دار ہوگا...... اور جو مجاہد کے پیچھے اُس کے گھر والوں کی ایمان اور تقویٰ کے ساتھ حفاظت، کفالت اور دیکھ بھال کرے گا...... اُسے بھی مجاہد کے برابر اجر ملے گا...... اور اگر کوئی مجاہد اپنا سارا سامانِ جہاد خود برابر کرے گا...... تو اُسے اپنے جہاد کا دگنا اجر ملے گا...... جہاد کا الگ اور سامان کا الگ...... اور اگر کوئی مجاہد اپنے پیچھے اپنے اہل وعیال کی کفالت اور دیکھ بھال کا انتظام اپنے خرچ سے کر کے جائے گا تو اُسے اس کا بھی الگ، مستقل پورا پورا اجر ملے گا۔ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

﴿۵۵﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ

سَبِيْلِ اللهِ دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ، كُلُّ خَزَنَةِ بَابٍ: اَيْ فُلُ! هَلُمَّ، قَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! ذَاكَ الَّذِيْ لَاتَوٰى عَلَيْهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ- متفق عليه و اللفظ للبخارى-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٢٨٤١، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ١٠٢٧]

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں (کسی چیز کا) ایک جوڑا خرچ کیا تو اسے جنت کے پہرے دار فرشتے بلائیں گے۔ جنت کے ہر دروازے کا ہر فرشتہ (اپنی طرف) بلائے گا کہ اے فلاں! اس دروازے سے داخل ہو جاؤ۔“

اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! پھر تو اس شخص کو کوئی خوف نہیں رہے گا۔“

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”مجھے امید ہے کہ تم بھی انہی میں سے ہو گے۔“

فائدہ: جوڑے سے مُراد کسی بھی قسم کی دو چیزیں ہیں...... اور اس میں خاص برکت اور قبولیت ہے...... دو چیزیں جہاد میں دے یا دو چیزیں بیچ کر ان کی رقم جہاد میں دے...... دو گھوڑے، دو تلواریں...... دو پستول یا دو بندوقیں...... دو خیمے، دو لباس...... دو افراد کے جوتے وغیرہ۔

﴿٥٦﴾

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: إِنَّمَا اَخْشٰى عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِيْ مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَرَكَاتِ الْاَرْضِ، ثُمَّ ذَكَرَ زَهْرَةَ الدُّنْيَا، فَبَدَاَ بِإِحْدَاهُمَا وَ ثَنّٰى بِالْاُخْرٰى، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! اَ وَ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْنَا: يُوْحٰى إِلَيْهِ، وَ سَكَتَ النَّاسُ كَاَنَّ عَلٰى رُءُوْسِهِمُ الطَّيْرَ، ثُمَّ إِنَّهُ مَسَحَ عَنْ وَجْهِهِ الرُّحَضَاءَ، فَقَالَ: اَيْنَ السَّائِلُ آنِفًا، اَوَ خَيْرٌ هُوَ -ثَلَاثًا- إِنَّ الْخَيْرَ لَايَأْتِيْ إِلَّا بِالْخَيْرِ، وَ إِنَّهُ كُلَّمَا يُنْبِتُ الرَّبِيْعُ مَا يَقْتُلُ حَبَطًا اَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ

الْخَضِرِ، كُلَّمَا اَكَلَتْ حَتّٰى إِذَا امْتَلَاَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ، فَثَلَطَتْ وَ بَالَتْ، ثُمَّ رَتَعَتْ، وَ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، وَ نِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ لِمَنْ اَخَذَهٗ بِحَقِّهٖ، فَجَعَلَهٗ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْيَتَامٰى وَ الْمَسَاكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ، وَ مَنْ لَمْ يَأْخُذْهُ بِحَقِّهٖ فَهُوَ كَالْآكِلِ الَّذِيْ لَايَشْبَعُ، وَ يَكُوْنُ عَلَيْهِ شَهِيْدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ-

متفق عليه و اللفظ للبخاري-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۲۸۴۲، و صحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۰۵۲]

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: ”میرے بعد تم پر دنیا کی جو برکتیں کھول دی جائیں گی میں تمہارے بارے میں ان سے ڈر رہا ہوں کہ (کہیں تم ان میں مشغول ہو کر فتنے میں نہ پڑ جاؤ)۔“ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کی رنگینیوں کو ذکر فرمایا۔ پہلے دنیا کی برکات کا ذکر کیا۔ پھر اس کی رنگینیوں کو بیان فرمایا۔ اتنے میں ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا: ”یارسول اللہ! کیا خیر کے ذریعہ بھی شر آتا ہے؟ (یعنی مال تو خیر اور بھلائی والی چیز ہے تو پھر اس میں شر کیسے آجائے گا)۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گئے۔ ہم سمجھ گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ سب لوگ ایسے خاموش ہو گئے جیسے ان کے سروں پر پرندے ہوں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چہرہ مبارک سے پسینہ صاف کیا اور دریافت فرمایا:

”سوال کرنے والا کہاں ہے؟ کیا یہ (مال اور دنیا) خیر ہے؟“ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ یہی جملہ دہرایا)۔ پھر فرمایا:

”بیشک خیر تو خیر ہی لاتی ہے۔ (مگر) دیکھو! بہار کے موسم میں جب ہری گھاس پیدا ہوتی ہے، تو وہ نہیں مارتی یا مرنے کے قریب کر دیتی مگر صرف اس جانور کو جو سرسبز و تازہ گھاس چرتا ہے، اور اپنی کوکھیں بھر کر سورج کے سامنے جا کھڑا ہوتا ہے۔ پھر لید، گوبر، پیشاب کرتا ہے، اور پھر دوبارہ گھاس چرنے لگ جاتا ہے۔ اسی طرح یہ مال بھی ہرا بھرا اور شیریں ہے، اور مسلمان کا وہ مال کتنا عمدہ ہے جسے اس نے حلال طریقوں سے جمع کیا ہو اور پھر اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں (جہاد کے لئے) اور یتیموں اور مسکینوں کے لئے وقف کر دیا ہو۔ لیکن جو شخص ناجائز طریقوں سے مال جمع کرتا ہے تو وہ ایک ایسا کھانے والا ہے جس کا کبھی پیٹ نہیں بھرتا اور وہ مال قیامت کے دن اس کے خلاف گواہ بن کر آئے گا۔“

﴿٥٧﴾

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ فَتًى مِنْ اَسْلَمَ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنِّيْ اُرِيْدُ الْغَزْوَ وَ لَيْسَ مَعِيْ مَا اَتَجَهَّزُ، قَالَ: اِئْتِ فُلَانًا، فَإِنَّهُ قَدْ كَانَ تَجَهَّزَ فَمَرِضَ، فَاَتَاهُ فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ، وَ يَقُوْلُ: اَعْطِنِي الَّذِيْ تَجَهَّزْتَ بِهِ، قَالَ: يَا فُلَانَةُ! اَعْطِيْهِ الَّذِيْ تَجَهَّزْتُ بِهِ، وَ لَا تَحْبِسِيْ عَنْهُ شَيْئًا، فَوَ اللهِ! لَا تَحْبِسِيْ مِنْهُ شَيْئًا فَيُبَارَكَ لَكِ فِيْهِ۔

أخرجه مسلم و أبو داؤد و أحمد و اللفظ لمسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٨٩٤، وسنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٧٨٠، ومسند أحمد، رقم الحديث: ١٣١٦٠]

ترجمہ: حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”قبیلہ اسلم کے ایک نوجوان نے عرض کیا: ”یارسول اللہ! میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں، لیکن میرے پاس سامان جہاد نہیں ہے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”فلاں شخص کے پاس چلے جائیں، انہوں نے جہاد کا سامان تیار کیا تھا لیکن پھر بیمار ہو گئے۔“

وہ نوجوان ان صاحب کے پاس گئے، اور کہا: ”آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ جو سامانِ جہاد آپ نے تیار کر رکھا تھا وہ مجھے عنایت فرما دیں۔“ انہوں نے اپنی اہلیہ (یا لونڈی) سے کہا:

”اے فلانی! میرا تیار کردہ سامانِ جہاد اسے دے دو اور اس میں سے کچھ بھی نہ روکنا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر تو اس میں سے کچھ روکے گی تو تیرے لیے اس میں برکت نہیں ہو گی۔“

﴿٥٨﴾

عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ مَخْطُوْمَةٍ، فَقَالَ: هٰذِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُوْمَةٌ۔

أخرجه مسلم و النسائي و اللفظ لمسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٨٩٢، و سنن النسائي، رقم الحديث: ٣١٨٧]

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ایک شخص نکیل ڈالی ہوئی اونٹنی لایا (یعنی مکمل اہتمام کے ساتھ لایا)، اور عرض کیا: ”یہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں وقف ہے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”تمہارے لیے قیامت کے دن اس اونٹنی کے بدلے سات سو اونٹنیاں ہوں گی، جو سب کی سب نکیل شدہ ہوں گی۔“

﴿٥٩﴾

عَنْ أَبِيْ مَسْعُودٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّيْ اُبْدِعَ بِيْ فَاحْمِلْنِيْ، فَقَالَ: مَا عِنْدِيْ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! اَنَا اَدُلُّهٗ عَلٰى مَنْ يَحْمِلُهٗ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ-

أخرجه مسلم-

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٨٩٣]

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میری سواری نہیں رہی، مجھے (جہاد کے لیے) سواری عطاء فرمادیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”میرے پاس موجود نہیں۔“

ایک شخص نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! میں ایک آدمی کے بارے میں رہنمائی کر سکتا ہوں، جو اسے سواری دے دے گا۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”خیر کی طرف رہنمائی کرنے والے کو خیر کرنے والے کے برابر اجر و ثواب ملتا ہے۔“

﴿٦٠﴾

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ إِلٰى بَنِيْ لَحْيَانَ وَ قَالَ: لِيَخْرُجْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ رَجُلٌ، ثُمَّ قَالَ لِلْقَاعِدِ: اَيُّكُمْ خَلَفَ

الْخَارِجَ فِيْ اَهْلِهٖ وَ مَالِهٖ بِخَيْرٍ كَانَ لَهٗ مِثْلُ نِصْفِ اَجْرِ الْخَارِجِ-

أخرجه مسلم و ابوداؤد، و هذا اللفظ لأبی داؤد-

[صحیح مسلم، رقم الحدیث:۱۶۹۶سنن ابی داؤد، رقم الحدیث:۲۵۱۰]

ترجمۂ: حضرت سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بنی لحیان کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ:

”تم میں ہر دو مردوں میں سے ایک مرد جہاد کے لیے نکلے۔“

اور پیچھے رہ جانے والے کے متعلق فرمایا:

”تم میں سے جس نے جہاد میں نکلنے والے کے گھر اور مال کی خیر کے ساتھ دیکھ بھال کی تو وہ جہاد میں نکلنے والے مجاہد کے آدھے اجر کے برابر کا مستحق ہوگا۔“

فائدہ: اس میں ”نصف“ کا لفظ راوی کا ادراج ہے...... یا مُراد یہ ہے کہ جانے والے کو بھی پورا اجر، پیچھے رہ کر دیکھ بھال کرنے والے کو بھی پورا اجر...... یعنی ان کے دونوں کے مجموعی اجر کا آدھا آدھا۔

﴿۶۱﴾

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَفْضَلُ دِيْنَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِيْنَارٌ يُنْفِقُهٗ عَلٰى عِيَالِهٖ وَ دِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلٰى دَابَّتِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَ دِيْنَارٌ يُنْفِقُهٗ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ-

أخرجه مسلم و الترمذي و ابن ماجة و أحمد و اللفظ لمسلم-

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ۹۹۴، وسنن الترمذي، رقم الحديث: ۱۹۶۶، وابن ماجة، رقم الحديث: ۲۷۶۰، ومسند أحمد، رقم الحديث:۲۲۳۸۰]

ترجمۂ: حضرت سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

”انسان کے خرچ کیے ہوئے دیناروں میں سب سے افضل دینار وہ ہے جو وہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے، اور وہ دینار ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنی سواری پر اور اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔“

فائدہ: اپنے اہل وعیال پر...... اپنی جہادی سواری پر...... اور جہاد کے دوران اپنے مجاہد ساتھیوں پر خرچ کیا گیا مال...... افضل مال ہے...... یعنی اس کے لیے یہ مال بہت بڑے اجر وثواب کا ذریعہ ہوگا...... یہ

تینوں خرچے افضل ہیں یہ ترتیب نہیں ہے کہ پہلے کون سا اور بعد میں کون سا...... البتہ ذمہ داری، حالات اور ضرورت کے تحت ترتیب بنائی جا سکتی ہے...... واللہ اعلم بالصواب۔

﴿٦٢﴾

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا حَدَّثَ، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهٗ اَرَادَ اَنْ يَّغْزُوَ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ وَ الْاَنْصَارِ! إِنَّ مِنْ إِخْوَانِكُمْ قَوْمًا لَيْسَ لَهُمْ مَالٌ وَّ لَا عَشِيْرَةٌ، فَلْيَضُمَّ اَحَدُكُمْ إِلَيْهِ الرَّجُلَيْنِ اَوِ الثَّلَاثَةَ، فَمَا لِاَحَدِنَا مِنْ ظَهْرٍ يَحْمِلُهٗ إِلَّا عُقْبَةٌ كَعُقْبَةٍ، يَعْنِيْ اَحَدِهِمْ، قَالَ: فَضَمَمْتُ إِلَيَّ اثْنَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً، قَالَ: مَا لِيْ إِلَّا عُقْبَةٌ كَعُقْبَةِ اَحَدِهِمْ مِنْ جَمَلِيْ-

أخرجه أبوداؤد و أحمد و اللفظ لابى داؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٥٣٤، ومسند أحمد، رقم الحديث: ١٤٨٦٣، وسكت عنه المنذري، وإسناده صحيح]

ترجمہ: حضرت سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بیان فرماتے ہیں:

”آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کا ارادہ کیا اور فرمایا:

”اے مہاجرین وانصار کی جماعت! تمہارے کچھ بھائی ایسے ہیں جن کے پاس نہ مال ہے اور نہ ان کا کوئی مضبوط قبیلہ، تو تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ ان میں سے دو یا تین آدمیوں کو اپنے ساتھ ملا لے۔“ چنانچہ ہم میں سے جس کسی کے پاس سواری تھی وہ اپنے ساتھی کو باری سے سوار کرتا اور خود بھی باری سے سوار ہوتا تھا۔

حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”میں نے بھی دو تین ساتھیوں کو اپنے ساتھ ملا لیا تو مجھے اپنے ہی اونٹ پر باری سے سواری ملتی تھی جیسے کہ انہیں۔“

﴿٦٣﴾

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِلْغَازِيْ اَجْرُهٗ، وَ لِلْجَاعِلِ اَجْرُهٗ وَ اَجْرُ الْغَازِيْ-

أخرجه أبو داؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٥٢٦، وسكت عنه المنذري]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”(میدان جہاد میں برسرِ پیکار) غازی کے لیے اس کا اپنا اجر ہے، جبکہ (اُس غازی کو جہاد پر بھیجنے اور) سامانِ جہاد فراہم کرنے والے کے لیے اس کا اپنا اجر بھی ہے، اور غازی کا اجر بھی ہے۔“

فائدہ: اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو جہاد پر جانے کے لیے تیار کرے...... اور اُسے جہاد کا سارا سامان بھی فراہم کرے تو وہ ”جاعل“ ہے اور اُس کے لیے بڑا اجر ہے۔

﴿۶۴﴾

عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِيْ سَبِيْلِ اللهِ كُتِبَتْ لَهٗ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ۔

أخرجه الترمذي والنسائي و اللفظ للترمذى۔

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ١٦٢٥، و سنن النسائي، رقم الحديث: ٣١٨٦، و قال الترمذي: و هذا حديث حسن. إنما نعرفه من حديث الركين بن الربيع]

ترجمہ: حضرت سیدنا خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ بھی خرچ کیا اس کے لیے اس کا سات سو گنا لکھا جاتا ہے۔“

﴿۶۵﴾

عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، وَ مَنِيْحَةُ خَادِمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، اَوْ طَرُوْقَةُ فَحْلٍ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ۔

أخرجه الترمذي۔

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ١٦٢٧، وقال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح غريب وهو أصح عندي من حديث معاوية بن صالح]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”افضل ترین صدقہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خیمے کا سایہ فراہم کرنا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں کوئی خادم دینا ہے، یا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جوان اُونٹنی ہدیہ کرنا ہے۔“

۶۶

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ وَ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَ أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ وَ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ وَ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو وَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ وَ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ كُلُّهُمْ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ: مَنْ اَرْسَلَ بِنَفَقَةٍ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَ اَقَامَ فِيْ بَيْتِهٖ، فَلَهٗ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُمِائَةِ دِرْهَمٍ، وَ مَنْ غَزَا بِنَفْسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَ اَنْفَقَ فِيْ وَجْهِ ذٰلِكَ فَلَهٗ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُمِائَةِ اَلْفِ دِرْهَمٍ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ:{وَ اللهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ} [البقرة:۲۶۱]

أخرجه ابن ماجة۔

[سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ۲۷۶۱. وفيه رجل مجهول. وقال البوصيري في زوائده: قلت: قال عبدالعظيم المنذري في كتاب الترغيب في النفقة في سبيل الله: إن الحسن لم يسمع عن عبد الله بن عمرو ولا من أبي هريرة ولا من عمران بن الحصين وسمع من غيرهم والله أعلم، وأصله في صحيح مسلم والترمذي والنسائي وابن ماجة من حديث ثوبان وفي الترمذي من حديث خريم بن فاتك. مصباح الزجاجة، ۳: ۱۵۴]

ترجمہ: حضرت سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا ابو درداء، سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا ابو امامہ باہلی، سیدنا عبد اللہ بن عمر، سیدنا عبد اللہ بن عمرو، سیدنا جابر بن عبد اللہ اور سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ خرچ بھیجتا ہے اور خود گھر میں مقیم رہتا ہے، اسے ایک درہم کے بدلے میں سات سو درہم کا ثواب ملتا ہے۔ اور جو شخص خود اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرتا ہے اور اس میں مال بھی خرچ کرتا ہے تو اسے ایک درہم کے بدلے میں سات لاکھ درہم کا ثواب ملتا ہے۔“

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿وَاللهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ﴾ ”اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے ثواب (کئی گنا) بڑھا کر دیتا ہے۔“

۶۷

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: قَالَ

اللهُ تَبارَكَ وَ تَعالىٰ: وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ، وَ الْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ، وَ الْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ، وَ الْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ-

أخرجه مالك و أحمد و اللفظ لمالک-

[مؤطا إمام مالك، رقم الحديث:٢٧٤٤، و مسند أحمد، رقم الحديث: ٢٢٠٣٠]

ترجمہ: حضرت سیّدنا معاذ بن جبل ؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

”اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: میری محبت ان لوگوں کے لیے پکی ہے جو میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، اور جو میری وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں اور جو میری وجہ سے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں، اور جو میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔“

﴿٦٨﴾

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ اَظَلَّ رَأْسَ غَازٍ اَظَلَّهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيامَةِ، وَ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا حَتّٰى يَسْتَقِلَّ بِجَهَازِهٖ كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ، وَ مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا يُذْكَرُ فِيْهِ اسْمُ اللهِ بَنَى اللهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ-

أخرجه أحمد-

[مسند أحمد، رقم الحديث: ٣٧٦]

ترجمہ: حضرت سیدنا عمر بن خطاب ؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص کسی مجاہد کے سر پر سایہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر سایہ فرمائیں گے، جس شخص نے کسی مجاہد کو سامانِ جہاد فراہم کیا، یہاں تک کہ وہ اپنی تیاری میں مستغنی ہوگیا، اس کے لئے اس مجاہد کے برابر اجر لکھا جاتا رہے گا، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مسجد تعمیر کرتا ہے تاکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے گھر بنا دیتے ہیں۔“

﴿٦٩﴾

عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، قَالَ: قُلْتُ لِلْبَرَاءِ: اَلرَّجُلُ يَحْمِلُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ، اَ هُوَ مِمَّنْ اَلْقٰى بِيَدِهٖ إِلَى التَّهْلُكَةِ؟ قَالَ: لَا، لِاَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ بَعَثَ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ﴿فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَاتُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ﴾ [النساء:٨٤] إِنَّمَا ذَاكَ فِي النَّفَقَةِ۔

أخرجه أحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ١٨٤٧٧]

ترجمہ: حضرت ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”میں نے حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اگر کوئی آدمی مشرکین پر خود بڑھ کر (اکیلا) حملہ کردے، تو کیا یہی وہ شخص ہے جس (کے متعلق قرآن کریم میں کہا گیا ہے کہ اس) نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا؟

انہوں نے فرمایا: نہیں! کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا اور انہیں حکم دیا:

﴿فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ﴾ [النساء:٨٤]

”اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتال کیجیے، آپ صرف اپنی ذات کے مکلف ہیں۔“

اُس جملہ کا تعلق تو جہاد میں خرچ کرنے کے ساتھ ہے۔“

فائدہ: یعنی جو جہاد میں...... باوجود استطاعت کے...... خرچ کرنا بند کر دیتے ہیں...... یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے خود کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں...... مذکورہ آیت کا ترجمہ اور مختصر تفسیر درج ذیل ہے:

﴿فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّكُفَّ بَأْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَاللّٰهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَّ أَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۝﴾ [النساء:٨٤]

”پس تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑ، تو سوائے اپنی جان کے کسی کا ذمہ دار نہیں اور مسلمانوں کو تاکید کر، قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی لڑائی بند کر دے اور اللہ تعالیٰ لڑائی میں بہت ہی سخت ہے اور سزا دینے میں بھی بہت سخت ہے۔“

مختصر تفسیر:

(جب جہاد کی ضرورت معلوم ہوگئی اور بالفرض کوئی اور ساتھ نہیں جاتا) تو آپ اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ کی راہ میں کفار سے قتال کیجئے (اور اگر بالفرض کوئی آپ کے ساتھ نہ جائے تو کچھ فکر نہ کیجیے کیونکہ) عمل کے معاملہ میں آپ پر اپنے سوا کسی کی ذمہ داری نہیں ہے، اور مسلمانوں کو بھی جہاد کی ترغیب دیں (پھر اگر کوئی ساتھ نہ دے تو آپ بری الذمہ ہیں، نہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے باز پرس کی فکر کیجیے، جس کی وجہ اوپر ذکر ہو چکی اور نہ تنہا رہ جانے کا غم کیجئے، جس کی وجہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ کافروں کے زورِ جنگ کو روک دے گا اور ان کو مغلوب کر دے گا (یہ کافر اگرچہ بہت طاقتور نظر آتے ہیں، لیکن) اللہ تعالیٰ زورِ جنگ میں ان کافروں سے بہت زیادہ طاقتور ہے اور بہت سخت سزا دینے والا ہے۔ (مفہوم بیان القرآن)

[فتح الجواد۔ج:۱، النساء: ۸۴، ط: مکتبہ عرفان، لاہور]

﴿۷۰﴾

عَنْ جَبَلَةَ يَعْنِي ابْنَ حَارِثَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا لَمْ يَغْزُ اَعْطٰى سِلَاحَهٗ عَلِيًّا اَوْ اُسَامَةَ۔

أخرجه أحمد و الطبراني في المعجم الكبير و اللفظ لأحمد۔

[مسند أحمد، ۳۹: ٤۳۷، و المعجم الكبير، رقم الحديث: ۲۱۹٤، والمعجم الأوسط، رقم الحديث: ۱۹۷۹، وقال الهيثمي: رجال أحمد ثقات مجمع الزوائد ٥: ۲۸۳]

ترجمہ: حضرت سیّدنا جبلہ بن حارثہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”نبی کریم ﷺ جب کبھی جہاد میں نہ جاتے تو اپنا اسلحہ (جہاد کے لیے) حضرت علی رضی اللہ عنہ یا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو عنایت فرما دیتے۔“

﴿۷۱﴾

عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ اَعَانَ مُجَاهِدًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، اَوْ غَارِمًا فِيْ عُسْرَتِهٖ، اَوْ مُكَاتَبًا فِيْ رَقَبَتِهٖ اَظَلَّهُ اللّٰهُ

فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهٗ۔

أخرجه أحمد و الطبراني و اللفظ لاحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ١٥٩٨٧، والمعجم الكبير، رقم الحديث: ٥٥٩٠، وقال الهيثمي: فيه عبد الله بن سهل بن حنيف ولم أعرفه وعبد الله بن محمد بن عقيل حديثه حسن]

ترجمہ: حضرت سیّدنا سہل بن حنیف ؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جس نے اللہ تعالیٰ کے راستہ کے مجاہد، یا تنگی میں ڈوبے ہوئے مقروض، یا غلام کا بدل کتابت (یعنی آزاد کرنے کی رقم) اداء کرنے میں مدد کی، تو اللہ تعالیٰ اسے اس دن سایہ عطاء فرمائیں گے جس دن اللہ تعالیٰ کے سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔“

﴿٧٢﴾

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، اَوْ خَلَفَهٗ فِيْ اَهْلِهٖ كُتِبَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ لَايَنْقُصُ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ، وَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كُتِبَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ لَايَنْقُصُ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ۔

أخرجه ابن حبان۔

[صحيح ابن حبان، رقم الحديث: ٤٦٣٣]

ترجمہ: حضرت سیّدنا زید بن خالد جہنی ؓ آپ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ:

”جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستہ کے کسی غازی کو سامانِ جہاد فراہم کیا، یا اس کے گھر والوں کی خیر کے ساتھ دیکھ بھال کی، اس کے لیے بھی اس غازی کے برابر اجر لکھا جائے گا، جبکہ اُس غازی کے اجر سے کچھ کمی نہ کی جائے گی۔ اور جس شخص نے کسی روزہ دار کو افطار کروایا، اس کے لیے اس کے مثل اجر لکھا جائے گا، روزہ دار کے اجر سے کمی کیے بغیر۔“

﴿٧٣﴾

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَ اللّٰهُ

يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾[البقرة:٢٦١]، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَبِّ زِدْ أُمَّتِيْ، فَنَزَلَتْ:﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَه أَضْعَافًا كَثِيْرَةً﴾[البقرة:٢٤٥]، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَبِّ زِدْ أُمَّتِيْ، فَنَزَلَتْ:﴿ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾[الزمر:١٠] أخرجه ابن حبان-

[صحيح ابن حبان، رقم الحديث: ۴۶۴۸]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○﴾ [البقرۃ:۲۶۱]

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعاء فرمائی:

”اے میرے رب! میری امت کے لئے اور زیادہ عطاء فرمائیے۔“

تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ﴾ [البقرۃ:۲۴۵]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر دعاء فرمائی:

”اے میرے رب! میری امت کے لئے اور زیادہ عطاء فرمائیے۔“

تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○﴾ [الزمر:۱۰]

”جو صبر کرنے والے ہیں ان کو بے شمار ثواب ملے گا۔“

فائدہ: حدیث مبارک میں مذکورہ آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر درج ذیل ہے:

﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○﴾ [البقرۃ:۲۶۱]

”ان لوگوں کی مثال جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں ایسی ہے کہ جیسے ایک دانہ کہ اگائے

سات بالیں ہر بال میں سو سو دانے، اور اللہ تعالیٰ جس کے واسطے چاہے بڑھاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا جاننے والا ہے۔“

مختصر تفسیر:

① جہاد میں مال خرچ کرنا بہت اجر و ثواب اور برکت کا ذریعہ ہے۔

② جہاد پر خرچ کئے گئے مال کو اللہ تعالیٰ بڑھا دیتا ہے، اور خوب بڑھا چڑھا کر اس کا اجر عطاء فرماتا ہے۔

[فتح الجواد۔ج:١، سورۃ البقرۃ: آیت:٢١٦، ط: مکتبہ عرفان، لاہور]

﴿مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یُقۡرِضُ اللہَ قَرۡضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗۤ اَضۡعَافًا کَثِیۡرَۃً ؕ وَاللہُ یَقۡبِضُ وَیَبۡصُۜطُ ۪ وَ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ○﴾ [البقرۃ:٢٤٥]

”ایسا کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے پھر اللہ تعالیٰ اس کو کئی گنا بڑھا کر دے، اور اللہ تعالیٰ ہی تنگی کرتا ہے اور کشائش کرتا ہے، اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔“

مختصر تفسیر:

جہاد میں مال خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کو اچھا قرضہ دو، وہ اسے کئی گنا بڑھا دے گا۔ رزق کی تنگی اور کشادگی سب اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اور تم نے تو لوٹ کر اس کی طرف واپس جانا ہے۔ پس جو کچھ اسے دو گے اس کے پاس جا کر اس سے کئی گنا زیادہ پا لو گے۔

[فتح الجواد۔ج:١، سورۃ البقرہ: آیت:٢٤٥، ط: مکتبہ عرفان، لاہور]

﴿قُلۡ یٰعِبَادِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوۡا رَبَّکُمۡ ؕ لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا فِیۡ ہٰذِہِ الدُّنۡیَا حَسَنَۃٌ ؕ وَاَرۡضُ اللہِ وَاسِعَۃٌ ؕ اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوۡنَ اَجۡرَہُمۡ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ○﴾ [الزمر:١٠]

”کہہ دو کہ اے میرے ایمان والے بندو! اپنے پروردگار کا خوف دل میں رکھو، بھلائی انہی کی ہے جنہوں نے اس دنیا میں بھلائی کی ہے، اور اللہ کی زمین بہت وسیع ہے، جو لوگ صبر سے کام لیتے ہیں ان کا ثواب بے حساب دیا جائے گا۔“

مختصر تفسیر:

یعنی اگر ایک مُلک میں لوگ نیک راہ چلنے سے مانع ہوں تو خدا کی زمین کشادہ ہے، دوسرے ملک میں چلے

جاؤ، جہاں آزادی سے اُس کے احکام بجا لاسکو۔ بلاشبہ اس طرح ترکِ وطن کرنے میں بہت مصائب برداشت کرنا پڑیں گے، اور طرح طرح کے خلاف عادت وطبیعت اُمور پر صبر کرنا پڑے گا، لیکن یاد رہے کہ بے شمار ثواب بھی ملے گا تو صرف صبر کرنے والوں ہی کو ملے گا۔ اُس کے مقابلے میں دنیا کی سختیاں اور تکلیفیں ہیچ ہیں۔

[تفسیر عثمانی ص: ۶۱۲، ط: پاک کمپنی، لاہور]

﴿۷۴﴾

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ، وَ مَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ اَهْلِهٖ بِخَيْرٍ، اَوْ اَنْفَقَ عَلٰى اَهْلِهٖ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ۔

أخرجه الطبراني فی الأوسط۔

[المعجم الأوسط، رقم الحديث: ۷۸۸۳، وقال الهيثمي: رجاله رجال الصحيح، مجمع الزوائد، ج:۵، ص:۲۸۲]

ترجمہ: حضرت سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ:

”جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستہ کے کسی غازی کو سامانِ جہاد فراہم کیا اس کے لیے بھی اس کے برابر اجر ہے، اور جس نے اس غازی کے گھر والوں کی خیر کے ساتھ دیکھ بھال کی اس کے لیے بھی اس کے برابر اجر ہے، یا جس نے اس کے گھر والوں پر خرچ کیا اس کے لیے بھی اس کے برابر اجر ہے۔“

﴿۷۵﴾

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: طُوْبٰى لِمَنْ اَكْثَرَ فِي الْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ، فَإِنَّ لَهٗ بِكُلِّ كَلِمَةٍ سَبْعِيْنَ اَلْفَ حَسَنَةٍ، كُلُّ حَسَنَةٍ مِنْهَا عَشَرَةُ اَضْعَافٍ، مَعَ الَّذِيْ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْمَزِيْدِ، قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَفَرَاَيْتَ النَّفَقَةَ؟ فَقَالَ: اَلنَّفَقَةُ عَلٰى قَدْرِ ذٰلِكَ، قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ: فَقُلْتُ لِمُعَاذٍ: إِنَّمَا النَّفَقَةُ سَبْعُمِائَةِ ضِعْفٍ، فَقَالَ مُعَاذٌ: قَلَّ فَهْمُكَ، إِنَّمَا ذٰلِكَ إِذَا اَنْفَقُوْهَا وَ هُمْ مُقِيْمُوْنَ فِيْ اَهْلِيْهِمْ غَيْرَ غُزَاةٍ، فَإِذَا غَزَوْا وَ اَنْفَقُوْا خَبَّاَ اللّٰهُ لَهُمْ مِنْ خِزَانَةِ رَحْمَتِهٖ مَا يَنْقَطِعُ عَنْهُ عِلْمُ الْعِبَادِ وَ

صِفَتُهُمْ، فَاُولٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ، وَ حِزْبُ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ۔

أخرجه الطبراني۔

[المعجم الكبير، ج:٢٠، ص: ٧٧، وقال الهيثمي: رواه الطبراني وفيه رجل لم يسم، ج: ٥، ص:٢٨٢]

ترجمہ: حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’مبارک باد کا مستحق ہے وہ شخص جو جہاد فی سبیل اللہ میں نکل کر کثرت سے ’’ذکر اللہ‘‘ کرے۔ اس کے لیے ہر کلمہ کے بدلہ ستر ہزار نیکیاں ہیں، جن میں سے ہر نیکی کا اجر دس گنا ہے، یہ ثواب اس اضافی ثواب کے علاوہ ہے جو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔‘‘

عرض کیا گیا: ’’یا رسول اللہ! (جہاد فی سبیل اللہ میں) خرچ کرنے کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’اس کا اجر بھی اسی قدر ہے۔‘‘

راوی عبد الرحمٰن فرماتے ہیں:

’’میں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ خرچ کرنے کا ثواب بھی سات سو گنا ہے۔‘‘ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ’’آپ کی سمجھ بہت تھوڑی ہے، یہ تو تب ہے جب وہ اپنے گھروں میں بیٹھ کر خرچ کریں، اور خود جہاد کے لیے نہ نکلیں، لیکن جب وہ خود جہاد بھی کریں، اور خرچ بھی کریں، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اپنی رحمت کے ایسے خزانے پوشیدہ کر رکھے ہیں جن تک بندوں کا علم نہیں پہنچ سکتا، اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کا لشکر ہیں، اور یقیناً اللہ تعالیٰ کا لشکر غالب ہو کر ہی رہتا ہے۔‘‘

﴿٧٦﴾

عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، اَنَّهَا قَالَتْ: اَفْتِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ لَمْ يَغْزُ وَ اَعْطٰى مَالَهٗ يُغْزٰى عَلَيْهِ فَلَهٗ اَجْرٌ اَمْ لِلْمُنْطَلِقِ؟ قَالَ: لَهٗ اَجْرُ مَالِهٖ وَ لِلْمُنْطَلِقِ اَجْرُ مَا احْتَسَبَ مِنْ ذٰلِكَ۔

أخرجه الطبراني۔

[المعجم الكبير، ج: ٢٥، ص: ٣٨]

ترجمہ: حضرت سیدہ میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا نے دریافت فرمایا:

”یارسول اللہ! اس شخص کے بارے میں بتلائیے، جوخود جہاد نہیں کرتا، لیکن اپنا مال دیتا ہے تاکہ اس سے جہاد کیا جائے، تو کیا اس کے لیے اجر ہے، یا صرف جہاد پر جانے والے کے لیے اجر ہے؟“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اس کے لیے اس کے مال کا اجر ہے، جبکہ جانے والے کے لیے اس کی نیت کے اعتبار سے اجر ہے۔“

﴿۴۴﴾

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا اَوْ خَلَفَهُ فِيْ اَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَإِنَّهُ مَعَنَا-
أخرجه الطبراني-

[المعجم الكبير، ۲۰: ۱٦۸، وقال الهيثمي: وفيه أبو بكر بن أبي مريم وهو ضعيف ورجل لم يسم، ۵: ۲۸۳]

ترجمہ: حضرت سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جس نے کسی غازی کو سامانِ جہاد فراہم کیا، یا اس کے اہل وعیال کی خیر کے ساتھ دیکھ بھال کی تو وہ ہمارے ساتھ ہے۔“ (یعنی جہاد میں شریک ہے، یا قیامت کے دن ہمارے ساتھ ہوگا۔ واللہ اعلم)

❀...❀...❀

بَاب: فِي الْفَضَائِلِ الْمُتَفَرِّقَة

جِہاد کے متفرق فضائل کا بیان

﴿۷۸﴾

عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (وَ هُوَ أَبُوْمُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ)، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ، وَ هُوَ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ، فَقَامَ رَجُلٌ رَثُّ الْهَيْئَةِ، فَقَالَ: يَا أَبَامُوْسٰى! اَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَرَجَعَ إِلَى اَصْحَابِهٖ، فَقَالَ: اَقْرَأُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ، ثُمَّ كَسَرَ جَفْنَ سَيْفِهٖ فَأَلْقَاهُ، ثُمَّ مَشٰى بِسَيْفِهٖ إِلَى الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِهٖ حَتّٰى قُتِلَ-
أخرجه مسلم و الترمذي و اللفظ لمسلم-

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۹۰۲، و الترمذي، رقم الحديث: ۱۶۵۹]

ترجمہ: حضرت ابوبکر بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

”میں نے جہاد میں دشمنوں کے سامنے اپنے والد (سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”بے شک جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں۔“

(ان کی یہ بات سن کر) ایک پراگندہ ہیئت والے شخص کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا: ”اے ابوموسیٰ! کیا واقعی آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے؟“ انہوں نے فرمایا: ”جی ہاں۔“ چنانچہ وہ شخص لوٹ کر اپنے ساتھیوں کے پاس گئے اور کہا: ”میں آپ سب کو سلام کہتا ہوں۔“ پھر انہوں نے اپنی تلوار کی نیام توڑ کر پھینک دی اور تلوار لے کر دشمن پر جھپٹ پڑے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔“

فائدہ: تلواروں کے سائے میں جنت......یعنی جہاد، اور اُس کا محاذ جنت کا راستہ اور ذریعہ ہے......لڑائی

جس قدر شدت اور گھمسان پکڑتی ہے...... جنت مجاہد کے اسی قدر قریب آجاتی ہے...... جہادی تلوار کی برکت بھی حدیث شریف کے ظاہری الفاظ سے سمجھی جاسکتی ہے...... اور ہر اُس اسلحہ کی برکت اور فضیلت بھی جو جہاد کے لیے رکھا گیا ہو۔

﴿۷۹﴾

عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! اِئْذَنْ لِّيْ فِي السِّيَاحَةِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ سِيَاحَةَ أُمَّتِي الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ تَعَالٰی-

أخرجه أبوداؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٤٨٦]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا:

”یارسول اللہ! مجھے سیاحت کی اجازت مرحمت فرمائیے۔“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”بلاشبہ میری امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔“

فائدہ: اس میں دور دور تک جہاد کرنے کی ترغیب بھی آگئی...... اور آئندہ فتوحات کی بشارت بھی...... چنانچہ جہاد کی برکت سے مجاہدین کو ایک بڑی دنیا کی سیاحت نصیب ہوئی۔

﴿۸۰﴾

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِيْكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: إِنَّ مِنَ الْخُيَلَاءِ مَا يُبْغِضُ اللهُ، وَ مِنْهَا مَا يُحِبُّ اللهُ، فَاَمَّا الْخُيَلَاءُ الَّتِيْ يُحِبُّ اللهُ فَاخْتِيَالُ الرَّجُلِ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْقِتَالِ وَ اخْتِيَالُهٗ عِنْدَ الصَّدَقَةِ، وَ اَمَّا الَّتِيْ يُبْغِضُ اللهُ فَاخْتِيَالُهٗ فِي الْبَغْيِ-

أخرجه أبو داؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٦٥٩]

ترجمہ: حضرت سیدنا جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے:

”تکبر کے کچھ انداز ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں، اور کچھ انداز ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں۔ تکبر کا محبوب انداز وہ ہے جو قتال کے وقت مجاہد اپنے متعلق کرتا ہے (یعنی میدان جہاد میں اکڑ کر چلتا

ہے وغیرہ) یا جو خیرات کرنے والا صدقہ کے وقت کرتا ہے۔ اور تکبر کا ناپسندیدہ انداز وہ ہے جو ظلم وتجاوز کے وقت ہو۔“

فائدہ: جہاد میں پسندیدہ تکبر اور فخریہ ہے کہ...... انسان قوت، طاقت اور بہادری ظاہر کرتا ہوا میدان میں داخل ہو...... اور اس طرح سے خوشی، وقار اور رعب ظاہر کرے کہ دشمنان اسلام خود کو حقیر سمجھیں اور مرعوب ہو جائیں...... جبکہ صدقہ میں پسندیدہ فخریہ ہے کہ دل کی خوشی، کھلے ہاتھ، بلا غرض اور کمی سے بے خوف ہو کر دے۔

﴿۸۱﴾

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ شَيْءٌ اَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَ اَثَرَيْنِ، قَطْرَةٌ مِّنْ دُمُوْعٍ فِيْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، وَ قَطْرَةُ دَمٍ تُهْرَاقُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَاَمَّا الْاَثَرَانِ: فَاَثَرٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَاَثَرٌ فِيْ فَرِيْضَةٍ مِّنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ۔
قد أخرجه الترمذي۔

[سنن الترمذي: ۱۶۶۹ وقال: هذا حديث حسن غريب]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کو دو قطروں اور دو نشانیوں سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہے۔ ایک آنسو کا وہ قطرہ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے نکلے، اور دوسرا خون کا وہ قطرہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں بہے۔ اور دو نشانیوں میں سے ایک نشانی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگے اور دوسری نشانی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے کسی فریضہ کی ادائیگی کی حالت میں لگے۔“

﴿۸۲﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهٗ كَانَ فِي الرِّبَاطِ، فَفَزِعُوْا إِلَى السَّاحِلِ، ثُمَّ قِيْلَ: لَا بَأْسَ، فَانْصَرَفَ النَّاسُ وَ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَاقِفٌ، فَمَرَّ بِهٖ إِنْسَانٌ، فَقَالَ: مَا يُوْقِفُكَ يَا أَبَاهُرَيْرَةَ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَوْقِفُ سَاعَةٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ عِنْدَ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ۔
أخرجه ابن حبان وعبد ابن حميد و اللفظ لابن حبان۔

[صحيح ابن حبان، رقم الحديث: ۴۶۰۳۔ المنتخب من مسند عبد بن حميد، ص: ۳۰، رجاله ثقات]

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت ہے:

’’وہ (ایک مرتبہ) جہاد میں پہرہ داری فرما رہے تھے کہ اچانک (کسی خوف کی وجہ سے) لوگ ساحل کی طرف بھاگے، مگر پھر معلوم ہوا کہ خوف کی کوئی بات نہیں تو لوگ واپس آ گئے، جبکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (اُن کے ساتھ نہیں بھاگے، بلکہ) اپنی جگہ کھڑے رہے۔ گزرتے ہوئے ایک شخص نے دریافت کیا: اے ابو ہریرہ! کس چیز نے آپ کو یہاں کھڑے رکھا ہے؟‘‘ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

’’اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک گھڑی کھڑے رہنا لیلۃ القدر میں حجر اسود کے پاس قیام سے بہتر ہے۔‘‘

﴿۸۳﴾

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَنَّهٗ كَانَ يَأْخُذُ الْوَبَرَةَ مِنْ جَنْبِ الْبَعِيْرِ مِنَ الْمَغْنَمِ، وَ يَقُوْلُ: مَا لِيْ فِيْهِ إِلَّا مِثْلَ مَا لِاَحَدِكُمْ، إِيَّاكُمْ وَ الْغُلُوْلَ، فَإِنَّهٗ خِزْيٌ عَلٰى صَاحِبِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَاَدُّوا الْخِيَاطَ وَ الْمِخْيَطَ وَ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ، وَ جَاهِدُوْا فِيْ اللهِ الْقَرِيْبَ وَ الْبَعِيْدَ، فِي الْحَضَرِ وَ السَّفَرِ، فَإِنَّ الْجِهَادَ بَابٌ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ يُنَجِّيْ صَاحِبَهٗ مِنَ الْهَمِّ وَ الْغَمِّ-

أخرجه أحمد و الطبراني في الأوسط و اللفظ للطبراني-

[مسند أحمد، رقم الحديث: ٢٢٦٨٠، والمعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث: ٥٦٦٠. وقال الهيثمي: رواه أحمد والطبراني في الكبير والأوسط أطول من هذا، وأحد أسانيد أحمد وغيره ثقات. مجمع الزوائد: ٥: ٢٧٢]

ترجمہ: حضرت سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غنیمت کے اونٹ کے ایک پہلو سے کچھ بال پکڑے اور ارشاد فرمایا:

’’اس میں میرا حصہ بھی اتنا ہے جتنا تم لوگوں کا ہے، (مال غنیمت میں) خیانت کرنے سے بچتے رہو، کیونکہ خیانت قیامت کے دن خائن کے لیے باعث ذلت ہوگی، دھاگہ، سوئی اور اس سے بھی کم قیمت والی چیز بھی جمع کرایا کرو اور جہاد کرو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قریب اور دور، حضر میں اور سفر میں، کیونکہ جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مجاہد کو پریشانی اور غم و الم سے نجات دلاتے ہیں۔‘‘

فائدہ: مال غنیمت........ اور جہاد کے اجتماعی اموال میں امانت کی سخت تاکید ہے...... ادنیٰ سے ادنیٰ

چیز بھی جمع کرانا اور پھر شریعت کے مطابق تقسیم کرنا لازم ہے...... اور جہاد کا عمل ہر وقت جاری رکھنا ضروری ہے، دشمن اور سفر قریب کا ہو یا دور کا...... جہاد جنت میں داخلے کا بالکل پکا ذریعہ ہے...... جیسا کہ کسی عمارت کا دروازہ...... اور جہاد بے شمار روحانی، دماغی، نفسیاتی اور باطنی تکلیفوں اور بیماریوں کا اکسیر علاج ہے۔

﴿۸۴﴾

عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا رَجَفَ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ تَحَاتَّ خَطَايَاهُ كَمَا تَتَحَاتُّ عِذْقُ النَّخْلَةِ-

أخرجه الطبراني في الكبير والأوسط و اللفظ للكبير-

[المعجم الكبير، رقم الحديث: ٦٠٨٦، والمعجم الأوسط، رقم الحديث: ٨٣٤٥، وقال الهيثمي: وفيه عمرو بن الحصين وهو ضعيف. مجمع الزوائد ج:٥ ص:٢٧٦]

ترجمہ: حضرت سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جب مؤمن کا دل جہاد میں (خوف کی وجہ سے) کانپتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح کھجور کے خوشے سے کھجور جھڑتی ہے۔“

فائدہ: مجاہد کا یہ خوف اُس کے لیے قبر اور آخرت کے خوف سے حفاظت کا ذریعہ بن جائے گا۔

﴿۸۵﴾

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِكُلِّ نَبِيٍّ رَهْبَانِيَّةٌ وَ رَهْبَانِيَّةُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ: الْجِهَادُ فِيْ سَبِيلِ اللهِ-

أخرجه أحمد وأبو يعلى الموصلي متصلا، وسعيد بن منصور مرسلا عن معاوية بن قرة، و اللفظ لأحمد-

[مسند أحمد، رقم الحديث: ١٣٨٠٧، مسند أبي يعلى الموصلي، رقم الحديث: ٤٢٠٤، وسنن سعيد ابن منصور، رقم الحديث: ٢٣٠٩، وقال الهيثمي: وفيه زيد العمي، وثقه أحمد وغيره، وضعفه أبو زرعة وغيره، وبقية رجاله رجال الصحيح. مجمع الزوائد، ج: ٥، ص: ٢٧٨. قلت: رجال المرسل رجال الصحيح]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ہر نبی کے ہاں ایک رہبانیت ہوتی ہے، اس امت کی رہبانیت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔“

فائدہ: اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لیے رہبانیت یعنی ترک دنیا کے کئی نصاب ہوتے ہیں...... اس اُمت کو جہاد میں وہ سب کچھ مل جائے گا جو بے پناہ مشقت اور تنہائی والی رہبانیت سے حاصل کیا جاتا تھا...... بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔

﴿٨٦﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ خَرَجَ حَاجًّا فَمَاتَ كَتَبَ اللهُ لَهٗ اَجْرَ الْحَاجِّ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَ مَنْ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَمَاتَ كَتَبَ اللهُ لَهٗ اَجْرَ الْمُعْتَمِرِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَ مَنْ خَرَجَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَمَاتَ كَتَبَ اللهُ لَه اَجْرَ الْغَازِيْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

أخرجه أبو يعلى الموصلي۔

[مسند أبي يعلى الموصلي، رقم الحديث: ٦٣٥٧، و قال الهيثمي: و فيه ابن إسحاق و هو مدلس، و بقية رجاله ثقات. مجمع الزوائد، ج: ٥، ص: ٢٨٣]

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص حج کرنے کے لیے نکلا اور وہ فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے قیامت تک حج کرنے والے کا اجر لکھ دیں گے، جو شخص عمرہ کرنے کے لیے نکلا اور فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے قیامت تک عمرہ کرنے والے کا اجر لکھ دیں گے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کے لیے نکلا اور پھر فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے قیامت تک جہاد کرنے والے کا اجر لکھ دیں گے۔“

فائدہ: صحیح، سیدھے اور اچھے راستے پر چلو...... منزل خود مل جاتی ہے...... بلکہ یہاں راستہ ہی منزل ہے ”اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ“...... مبارک ہو راہِ جہاد پر چلنے والوں کو۔

﴿٨٧﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَافِرُوْا تَصِحُّوْا وَ اغْزُوْا تَسْتَغْنُوْا۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ٨٩٤٥]

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”سفر کیا کرو صحت مند رہو گے، اور جہاد کیا کرو مستغنی ہو جاؤ گے۔“

فائدہ: مستغنی ہونا یعنی ”سیر چشمی“ پا لینا...... دل کا محتاج نہ رہنا...... اپنے رزق پر اطمینان نصیب ہونا...... مال، اولاد اور رزق میں وسعت اور برکت کا ملنا...... حرص اور لالچ کا ختم ہو جانا۔

کتابُ الشَّہادۃ وَالشُّہداء

شہادت اور شہداء کا بیان

باب: فضل الشّہادۃ و الشّہداء

شہادت اور شہداء کے فضائل کا بیان

﴿۸۸﴾

عن أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ عَبْدٍ يَّمُوْتُ، لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ، يَسُرُّهٗ اَنْ يَّرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا، وَ اَنَّ لَهُ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا، إِلَّا الشَّهِيْدَ لِمَا يَرٰى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ، فَإِنَّهٗ يَسُرُّهٗ اَنْ يَّرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا، فَيُقْتَلَ مَرَّةً اُخْرٰى-

متفق عليه و اللفظ للبخاري-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۲۷۹۵، صحيح مسلم، رقم الحديث:۱۸۷۷]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کا کوئی بھی بندہ جو مر جائے اور اُسے وہاں اللہ تعالیٰ کے پاس خیر (یعنی مغفرت، کامیابی، جنت) مل جائے، تو وہ دنیا میں لوٹنا پسند نہیں کرے گا اگرچہ اس کو ساری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب کچھ مل جائے، مگر شہید (پھر بھی دنیا میں آنا چاہے گا) کیوں کہ (وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں) شہادت کے مقام کو دیکھ رہا ہوگا، اسی لیے وہ چاہے گا کہ دنیا میں دوبارہ آئے اور پھر (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) قتل ہو۔“

فائدہ: اس حدیث مبارکہ کی تشریح بہت تفصیل طلب ہے...... خلاصہ یہ ہے کہ شہید کو جو اعزاز، اکرام اور مقام ملے گا...... اور اللہ تعالیٰ اُس سے محبّت والا جو معاملہ فرمائیں گے وہ شہید کے خیال اور وہم و گمان سے بہت بلند اور زیادہ ہوگا تو وہ جنت چھوڑ کر یہ سب کچھ دوبارہ حاصل کرنے کی تمنا کرے گا...... حالانکہ ہر شہید اپنی زندگی میں شہادت کے فضائل سنتا سناتا رہتا ہے مگر جو وہ دیکھے گا وہ اس سے بہت بڑھ کر ہوگا۔

﴿٨٩﴾

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، يَقُوْلُ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ جِيْءَ بِاَبِيْ مُسَجًّى وَ قَدْ مُثِّلَ بِهٖ، قَالَ: فَاَرَدْتُّ اَنْ اَرْفَعَ الثَّوْبَ فَنَهَانِيْ قَوْمِيْ، ثُمَّ اَرَدْتُّ اَنْ اَرْفَعَ الثَّوْبَ فَنَهَانِيْ قَوْمِيْ، فَرَفَعَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَوْ اَمَرَ بِهٖ فَرُفِعَ فَسَمِعَ صَوْتَ بَاكِيَةٍ اَوْ صَائِحَةٍ، فَقَالَ: مَنْ هٰذِهٖ؟ فَقَالُوْا: بِنْتُ عَمْرٍو، اَوْ اُخْتُ عَمْرٍو، فَقَالَ: وَ لِمَ تَبْكِيْ؟ فَمَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهٗ بِاَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رُفِعَ۔

متفق عليه و اللفظ لمسلم۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث:٢٨١٦، وصحيح مسلم، رقم الحديث:٢٤٧١]

ترجمہ: حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”جب احد کی جنگ ہوئی تو میرے (شہید) والد کو کپڑے سے ڈھانپ کر لایا گیا، ان کا مثلہ کیا گیا تھا (یعنی ان کے چہرے تک کے اعضاء کاٹ دیے گئے تھے) میں نے چاہا کہ کپڑا اٹھاؤں (اور دیکھوں) لیکن میری قوم نے مجھے روک دیا، میں نے پھر کپڑا اٹھانا چاہا تو میری قوم نے مجھے روک دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آ کر کپڑا اٹھایا، یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر کپڑا اٹھایا گیا، تو (اس وقت) ایک رونے والی یا چیخنے والی کی آواز آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا:

”یہ کون ہے؟“۔

لوگوں نے بتایا: عمرو کی بیٹی (شہید ہونے والے عبد اللہ کی بہن) ہے یا (کہا:) عمرو کی بہن (شہید کی پھوپھی) ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”وہ کیوں روتی ہے؟ جبکہ ان (کے جنازے) کو اٹھائے جانے تک فرشتے اپنے پروں سے ان پر سایہ کیے ہوئے ہیں۔“

﴿٩٠﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَضْحَكُ اللهُ إِلٰى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ اَحَدُهُمَا الْآخَرَ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ: يُقَاتِلُ هٰذَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ

فَيُقْتَلُ، ثُمَّ يَتُوْبُ اللهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسْتَشْهَدُ۔
أخرجه البخاري و مسلم و النسائي و غيرهم و اللفظ للبخاری۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٢٨٢٦، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ١٨٩٠، و سنن النسائي، ٣١٦٥]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”(قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ ایسے دو آدمیوں پر (راضی ہو کر) مسکرائیں گے، جن میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا ہوگا اور (پھر بھی دونوں) جنت میں داخل ہوں گے۔ پہلا وہ جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا اور شہید کر دیا گیا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قاتل کو توبہ کی توفیق دی اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو گیا۔“ (اس طرح دونوں قاتل و مقتول بالآخر جنت میں داخل ہو گئے۔)

﴿٩١﴾

عَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي، فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ فَأَدْخَلَانِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَ أَفْضَلُ، لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا، قَالَا: أَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ۔
أخرجه البخاري و أحمد و اللفظ للبخاری۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٢٧٩١، ومسند أحمد، رقم الحديث:٢٠١٦٥]

ترجمہ: حضرت سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”میں نے رات (خواب) میں دو شخص دیکھے جو میرے پاس آئے، پھر مجھے لے کر ایک درخت پر چڑھ گئے اور اس کے بعد مجھے ایک ایسے مکان میں لے گئے جو نہایت خوبصورت اور بہت باکمال تھا، اُس سے خوبصورت مکان میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ ان دونوں نے کہا کہ یہ شہداء کا گھر ہے۔“

﴿٩٢﴾

عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، يَقُوْلُ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيْدِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أُقَاتِلُ أَوْ أُسْلِمُ؟ قَالَ: أَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ، فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَمِلَ قَلِيْلًا وَ

أُجِرَ كَثِيْرًا-

أخرجه البخاري-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٢٨٠٨]

ترجمہ: حضرت ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص زرہ پہنے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کیا: ”یارسول اللہ! میں پہلے جنگ میں شریک ہو جاؤں یا پہلے اسلام لاؤں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”پہلے اسلام لاؤ پھر جنگ میں شریک ہونا۔“

چنانچہ وہ پہلے مسلمان ہوئے اور پھر جنگ میں شریک ہو کر شہید ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”(اس شخص نے) عمل کم کیا لیکن اجر بہت پایا۔“

فائدہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں...... دَخَلَ الْجَنَّةَ وَ مَا صَلّٰى لِلّٰهِ صَلٰوةً...... وہ جنت میں پہنچ گیا اور اُس نے ایک نماز بھی ادا نہیں کی۔

﴿۹۳﴾

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اَنَّ اُمَّ الرُّبَيِّعِ بِنْتَ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَ هِيَ اُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سُرَاقَةَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! اَلَا تُحَدِّثُنِيْ عَنْ حَارِثَةَ، وَ كَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ اَصَابَهٗ سَهْمٌ غَرْبٌ، فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ، وَ إِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ، قَالَ: يَا اُمَّ حَارِثَةَ! إِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ، وَ إِنَّ ابْنَكِ اَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰى-

أخرجه البخارى-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٢٨٠٩]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ام الربیع بنت براء رضی اللہ عنہا (جو حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: ”اے اللہ کے نبی! کیا آپ مجھے حارثہ کے بارے میں نہیں بتائیں گے، (حضرت سیدنا

حارثہ رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے، انہیں نامعلوم سمت سے ایک تیر آ کر لگا تھا) کہ اگر وہ جنت میں ہے تو صبر کر لوں اور اگر کہیں اور ہے تو اس پر جی بھر کے رووں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اے ام حارثہ! جنت کے بہت سے درجے ہیں اور تمہارے بیٹے کو (بلند ترین درجے) فردوس اعلیٰ میں جگہ ملی ہے۔“

﴿۹۴﴾

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ: مَا الْعَمَلُ فِيْ اَيَّامِ الْعَشْرِ اَفْضَلَ مِنَ الْعَمَلِ فِيْ هٰذِهِ قَالُوْا: وَ لَا الْجِهَادُ؟ قَالَ: وَ لَا الْجِهَادُ، إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ يُخَاطِرُ بِنَفْسِهِ وَ مَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ بِشَيْءٍ-

أخرجه البخاري و أبوداؤد و اللفظ للبخارى-

[صحيح البخاري، رقم الحديث:٩٦٩، وسنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٤٣٨]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ان دس ایام (عشرہ ذی الحجہ) میں کیے جانے والے نیک اعمال سے زیادہ کسی اور دن کا کوئی عمل افضل نہیں۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

”جہاد بھی نہیں۔“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جہاد کا عمل بھی نہیں! ہاں مگر وہ شخص جو اپنی جان و مال خطرہ میں ڈال کر جہاد میں نکلا اور کچھ بھی لے کر واپس نہیں لوٹا (یعنی شہید کر دیا گیا)۔“

﴿۹۵﴾

عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهُ قَامَ فِيْهِمْ فَذَكَرَ لَهُمْ اَنَّ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَ الْإِيْمَانَ بِاللهِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! اَرَاَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ تُكَفَّرُ عَنِّيْ خَطَايَايَ؟

فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ، إِنْ قُتِلْتَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَ اَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ، غَيْرُ مُدْبِرٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ قُلْتَ؟ قَالَ: اَرَاَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَتُكَفَّرُ عَنِّيْ خَطَايَايَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ، وَ اَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ، غَيْرُ مُدْبِرٍ، إِلَّا الدَّيْنَ، فَإِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِيْ ذٰلِكَ۔

رواه مسلم و الترمذي والنسائي و أحمد و اللفظ لمسلم و في الباب عن أنس و عبدالله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٨٨٥، سنن الترمذي، رقم الحديث: ١٧١٢، سنن النسائي، رقم الحديث: ٣١٥٦، مسند احمد، رقم الحديث:٢٢٥٨٥]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”(ایک بار) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو کھڑے ہو کر (خطبہ ارشاد فرمایا اور) انہیں بتایا کہ جہاد فی سبیل اللہ اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا افضل ترین عمل ہے۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: ”یا رسول اللہ! مجھے یہ بتائیے کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جاؤں تو کیا (اس کی برکت سے) میرے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے؟“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جی ہاں! (لیکن شرط یہ ہے کہ) تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں ثواب کی نیت سے ثابت قدم رہتے ہوئے، آگے بڑھتے ہوئے اور پیٹھ پھیرے بغیر (لڑتے ہوئے) شہید ہو (تب تمہارے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے)۔“

کچھ دیر گزرنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے دریافت فرمایا:

”تم نے کیا سوال کیا تھا؟“

انہوں نے عرض کیا:

”مجھے یہ بتائیے کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جاؤں تو کیا (اس کی برکت سے) میرے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے؟“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جی ہاں! (لیکن شرط یہ ہے کہ) تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں ثواب کی نیت سے ثابت قدم رہ کر، آگے بڑھتے

ہوئے اور پیچھے ہٹے بغیر (لڑتے ہوئے شہید ہو گئے)، تو قرض کے علاوہ (باقی گناہ معاف کر دیئے جائیں گے)۔ جبرائیل (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے مجھے اسی طرح بتایا ہے۔‘‘

﴿٩٦﴾

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
اَلْقَتْلُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ يُكَفِّرُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الدَّيْنَ۔
أخرجه مسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٨٨٦]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
’’اللہ تعالیٰ کے راستے کی شہادت قرض کے علاوہ باقی تمام گناہ مٹا دیتی ہے۔‘‘

﴿٩٧﴾

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ حُبْشِيٍّ الْخَثْعَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ: اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: طُوْلُ الْقِيَامِ، قِيْلَ: فَاَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: جَهْدُ الْمُقِلِّ. قِيْلَ: فَاَيُّ الْهِجْرَةِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: مَنْ هَجَرَ مَا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ، قِيْلَ: فَاَيُّ الْجِهَادِ اَفْضَلُ؟ قَالَ:
مَنْ جَاهَدَ الْمُشْرِكِيْنَ بِمَالِهٖ وَ نَفْسِهٖ، قِيْلَ: فَاَيُّ الْقَتْلِ اَشْرَفُ؟ قَالَ: مَنْ اُهْرِيْقَ دَمُهٗ وَ عُقِرَ جَوَادُهٗ۔
أخرجه أبوداؤد و النسائي و اللفظ لأبى داؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ١٤٤٩، و سنن النسائي، رقم الحديث: ٢٥٢٦]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن حُبشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:
’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
’’طویل قیام کرنا۔‘‘
سوال کیا گیا: ’’کون سا صدقہ افضل ہے؟‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”جو قلیل مال والا محنت کر کے صدقہ دے۔“

سوال کیا گیا: ”کون سی ہجرت افضل ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”جو شخص اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور کو چھوڑ دے۔“

سوال کیا گیا: ”کون سا جہاد افضل ہے؟“ فرمایا:

”جو شخص مشرکین سے اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ جہاد کرے۔“

سوال کیا گیا: کون سی شہادت افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”جس کا اپنا خون بہا دیا جائے اور اس کے گھوڑے کے پاؤں بھی کاٹ دیئے جائیں۔“ (یعنی مجاہد اور اس کی سواری دونوں جہاد میں قربان ہو جائیں)

﴿٩٨﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اِنَّ عَمْرَو بْنَ اُقَيْشٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ لَهٗ رِبًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَكَرِهَ اَنْ يُّسْلِمَ حَتّٰى يَأْخُذَهٗ، فَجَاءَ يَوْمُ اُحُدٍ، فَقَالَ: اَيْنَ بَنُوْعَمِّيْ؟ قَالُوْا: بِاُحُدٍ، قَالَ: اَيْنَ فُلَانٌ؟ قَالُوْا: بِاُحُدٍ، قَالَ: فَاَيْنَ فُلَانٌ؟ قَالُوْا: بِاُحُدٍ، فَلَبِسَ لَأْمَتَهٗ وَ رَكِبَ فَرَسَهٗ، ثُمَّ تَوَجَّهَ قِبَلَهُمْ، فَلَمَّا رَآهُ الْمُسْلِمُوْنَ قَالُوْا: إِلَيْكَ عَنَّا يَا عَمْرُو! قَالَ: إِنِّيْ قَدْ آمَنْتُ، فَقَاتَلَ حَتّٰى جُرِحَ، فَحُمِلَ إِلٰى اَهْلِهٖ جَرِيْحًا، فَجَاءَهٗ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ ، فَقَالَ لِأُخْتِهٖ: سَلِيْهِ حَمِيَّةً لِّقَوْمِكَ، اَوْ غَضَبًا لَّهُمْ اَمْ غَضَبًا لِلّٰهِ؟ فَقَالَ: بَلْ غَضَبًا لِلّٰهِ وَ لِرَسُوْلِهٖ، فَمَاتَ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ، وَ مَا صَلّٰى لِلّٰهِ صَلٰوةً۔

أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٥٣٧]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

”عمرو بن اقیش رضی اللہ عنہ کا لوگوں کے ساتھ زمانہ جاہلیت کا سودی لین دین تھا، تو وہ اس کی وصول یابی سے پہلے اسلام لانے سے بچتے رہے، یہاں تک کہ غزوہ احد کا دن آ گیا تو انہوں نے پوچھا: ”میرے چچا زاد

کہاں ہیں؟'' لوگوں نے بتایا: ''احد میں ہیں۔'' پھر پوچھا: ''فلاں کہاں ہے؟'' انہوں نے بتایا: ''احد میں ہے۔'' پھر پوچھا: ''فلاں کہا ہے؟'' انہوں نے بتایا: ''احد میں ہے۔''

چنانچہ انہوں نے اپنے ہتھیار پہنے، گھوڑے پر سوار ہوئے اور ان لوگوں کی جانب چل دیئے، مسلمانوں نے جب انہیں دیکھا تو کہنے لگے:

''اے عمرو! ہم سے دور رہو۔'' انہوں نے کہا: یقین کرو کہ میں ایمان لا چکا ہوں اور وہ پھر قتال میں شامل ہو گئے یہاں تک کہ زخمی ہو گئے، انہیں اسی حالت میں اٹھا کر ان کے گھر والوں کے پاس لایا گیا، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لائے اور ان کی بہن سے فرمایا:

''اس سے پوچھو (کہ اس نے جنگ میں حصہ کیوں لیا ہے) اپنی قومی حمیت یا غیرت کی وجہ سے، یا اللہ تعالیٰ کی خاطر غیرت کی وجہ سے؟'' تو انہوں نے جواب دیا:

''میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی غیرت (ومحبت) کی وجہ سے (اس جنگ میں شریک ہوا ہوں)۔'' چنانچہ پھر وہ فوت ہو گئے اور جنت میں داخل ہو گئے، جبکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے ایک نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔

﴿٩٩﴾

عَنْ نِمْرَانَ بْنِ عُتْبَةَ الذِّمَارِيِّ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى اُمِّ الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَ نَحْنُ اَيْتَامٌ، فَقَالَتْ: اَبْشِرُوْا، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُشَفَّعُ الشَّهِيْدُ فِيْ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ-

أخرجه أبوداؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٥٢٢]

ترجمہ: حضرت سیدنا نمران بن عتبہ ذماری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ہم حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے، اور ہم یتیم تھے۔ انہوں نے فرمایا:

''تمہیں بشارت ہو! میں نے (اپنے شوہر) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”شہید کی اپنے گھرانے کے ستر افراد کے حق میں سفارش قبول کی جائے گی۔“

﴿۱۰۰﴾

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَجِبَ رَبُّنَا مِنْ رَجُلٍ غَزَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَانْهَزَمَ - يَعْنِي اَصْحَابَهُ- فَعَلِمَ مَا عَلَيْهِ، فَرَجَعَ حَتّٰى اُهْرِيْقَ دَمُهُ، فَيَقُوْلُ اللهُ تَعَالٰى لِمَلَائِكَتِهٖ: اُنْظُرُوْا إِلٰى عَبْدِيْ رَجَعَ رَغْبَةً فِيْمَا عِنْدِيْ وَ شَفَقَةً مِّمَّا عِنْدِيْ حَتّٰى اُهْرِيْقَ دَمُهُ۔

أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۲۵۳۶]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ہمارے رب عزوجل کو اس بندے پر بڑی خوشی ہوتی ہے، جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلے، اور اس کے ساتھی شکست کھا جائیں (مگر) اس بندے کو گناہ کا احساس ہو تو وہ (قتال کے لیے) واپس لوٹ آئے، یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں: ”میرے بندے کی طرف دیکھو! وہ میرے ہاں ثواب کی رغبت میں اور میری پکڑ کے ڈر سے واپس لوٹ آیا یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا گیا۔“

﴿۱۰۱﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلًا؟ قُلْنَا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: رَجُلٌ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ حَتّٰى يَمُوْتَ اَوْ يُقْتَلَ، وَ اُخْبِرُكُمْ بِالَّذِيْ يَلِيْهِ؟ قُلْنَا: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: رَجُلٌ مُّعْتَزِلٌ فِيْ شِعْبٍ يُّقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَ يَعْتَزِلُ شُرُوْرَ النَّاسِ، وَ اُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ؟ قُلْنَا: نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: اَلَّذِيْ يُسْاَلُ بِاللهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ لَا يُعْطِيْ بِهٖ۔

أخرجه الترمذي و النسائي مرفوعا و مالك مرسلا عن عطاء بن يسار و

هذا اللفظ للنسائي۔

[سنن الترمذي، رقم الحديث:۱۶۵۲ و سنن النسائي، رقم الحديث: ۲۵۶۶، و مؤطأ امام مالك، رقم الحديث: ۹۵۹ و قال الترمذي: هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه، و يروى هذا الحديث من غير وجه، عن ابن عباس، عن النبي صلى الله عليه وسلم]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ لوگوں میں بہترین مقام و مرتبہ والا کون شخص ہے؟“

ہم نے عرض کیا: ”ضرور بتائیے یا رسول اللہ!“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنا گھوڑا لیے پھرتا ہے، یہاں تک کہ اسے موت آجائے یا وہ شہید ہو جائے۔“

پھر ارشاد فرمایا:

”کیا میں تمہیں وہ شخص بتاؤں جو (مرتبہ میں) اس کے بعد ہے؟“

ہم نے عرض کیا: ”جی ہاں یا رسول اللہ!“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”وہ شخص جو کسی پہاڑ کی گھاٹی میں علیحدہ رہتا ہے، نماز قائم کرتا ہے، زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور لوگوں کے شر سے علیحدہ رہتا ہے۔“

پھر ارشاد فرمایا:

”کیا یہ بھی بتادوں کہ لوگوں میں سے بدترین شخص کون ہے؟“

ہم نے عرض کیا: ”جی ہاں یا رسول اللہ!“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”وہ شخص جس سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر سوال کیا جائے لیکن وہ پھر بھی نہ دے۔“

﴿۱۰۲﴾

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ: لَمَّا قُتِلَ عَبْدُاللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ يَوْمَ اُحُدٍ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا جَابِرُ! اَلَا اُخْبِرُكَ مَا قَالَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لِاَبِيْكَ؟ قُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: مَا كَلَّمَ اللهُ اَحَدًا إِلَّا مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ، وَ كَلَّمَ اَبَاكَ كِفَاحًا، فَقَالَ: يَا عَبْدِيْ! تَمَنَّ عَلَيَّ اُعْطِكَ، قَالَ: يَا رَبِّ! تُحْيِيْنِيْ فَاُقْتَلُ

فِيْكَ ثَانِيَةً، قَالَ: إِنَّهُ سَبَقَ مِنِّيْ اَنَّهُمْ إِلَيْهَا لَايُرْجَعُونَ. قَالَ: يَا رَبِّ! فَاَبْلِغْ مَنْ وَّرَائِيْ، فَاَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ أَمْوَاتًا﴾ [آل عمران: ١٦٩] الْآيَةَ كُلَّهَا۔

أخرجه الترمذي و ابن ماجة و أحمد و اللفظ لابن ماجة۔

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ٣٠١٠، و سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ٢٨٠٠، و مسند أحمد، رقم الحديث: ١٤٨٨١]

ترجمہ: حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”غزوۂ احد کے دن جب (میرے والد) حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جابر! کیا میں آپ کو نہ بتاؤں کہ اللہ عزوجل نے آپ کے والد سے کیا فرمایا؟“

میں نے عرض کیا: ”ضرور بتائیے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ ہر کسی سے پس پردہ کلام فرماتے ہیں، لیکن آپ کے والد سے آمنے سامنے کلام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا: میرے بندے! کوئی خواہش کرو، میں تمہیں دوں گا۔“ انہوں نے (یعنی حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ نے) عرض کیا: ”اے میرے مالک! مجھے زندہ کر دیجیے تاکہ میں دوبارہ آپ کی راہ میں شہید کیا جاؤں۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”میرا یہ فیصلہ پہلے سے جاری ہو چکا ہے کہ وہاں سے آنے والے دوبارہ دنیا میں نہیں بھیجے جائیں گے۔“ انہوں نے عرض کیا: ”یا رب! پھر میرے پسماندگان کو میرا پیغام پہنچا دیجیے۔“ اس پر اللہ عزوجل نے یہ مکمل آیت نازل فرمائی:

﴿وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ أَمْوَاتًا﴾ [آل عمران: ١٦٩]

”اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راہ میں مارے گئے ہیں انہیں مردے نہ سمجھو۔“

فائدہ (۱):

شہید واپس آجائے اور وہاں کے حالات سنا دے تو پھر ایمان بالغیب اور امتحان ختم ہو جائے، اس لیے واپسی کا دروازہ بند فرما دیا گیا۔

فائدہ (۲):

پوری آیت کریمہ مع ترجمہ ومختصر تفسیر:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۝﴾

[آل عمران:۱۶۹]

”اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں مردے نہ سمجھو، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں سے رزق دیئے جاتے ہیں۔“

مختصر تفسیر از بیان القرآن:

”اور (اے مخاطب) جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں (یعنی دین کے واسطے) قتل کئے گئے ان کو (دوسرے مردوں کی طرح) مردہ خیال نہ کرو، بلکہ وہ لوگ (ایک ممتاز حیات کے ساتھ) زندہ ہیں (اور) اپنے پروردگار کے مقرب (یعنی مقبول ہیں)، ان کو رزق بھی ملتا ہے۔“

[فتح الجواد، ج:۱، ط: مکتبہ عرفان، لاہور]

﴿۱۰۳﴾

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِلشَّهِيْدِ عِنْدَ اللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ : يُغْفَرُ لَهٗ فِيْ اَوَّلِ دَفْعَةٍ، وَ يُرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ، وَ يُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَ يَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْاَكْبَرِ، وَ يُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهٖ تَاجُ الْوَقَارِ اَلْيَاقُوْتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا، وَ يُزَوَّجُ اثْنَتَيْنِ وَ سَبْعِيْنَ زَوْجَةً مِّنَ الْحُوْرِ [الْعِيْنِ]، وَ يُشَفَّعُ فِيْ سَبْعِيْنَ مِنْ اَقَارِبِهٖ-

أخرجه الترمذي و ابن ماجة و أحمد و اللفظ للترمذی-

[سنن الترمذي، رقم الحديث:۱۶۶۳، و سنن. ابن ماجة، رقم الحديث:۲۷۹۹، و مسند أحمد، رقم الحديث: ۱۷۱۸۲. و قال الترمذي: هذا حديث صحيح غريب]

ترجمہ: حضرت سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کے لیے چھ انعامات ہیں: ① اس کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اسے

معاف کر دیا جاتا ہے اور جنت میں اس کا ٹھکانہ اسے دکھا دیا جاتا ہے، (۲) اسے عذاب قبر سے محفوظ کر دیا جاتا ہے، (۳) فزع اکبر (یعنی جہنم، قیامت اور صور کی بڑی گھبراہٹ) سے وہ محفوظ ہو جاتا ہے، (۴) اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے، جس کا ایک ایک یاقوت دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، (۵) بہتر (۷۲) حورعین سے اس کی شادی کر دی جاتی ہے، (۶) اور اس کے اعزہ واقارب میں سے ستر آدمیوں کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔“

﴿۱۰۴﴾

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيَقُوْلُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ: يَا ابْنَ آدَمَ! كَيْفَ وَجَدْتَّ مَنْزِلَكَ؟ فَيَقُوْلُ: اَيْ رَبِّ خَيْرَ مَنْزِلٍ، فَيَقُوْلُ: سَلْ وَ تَمَنَّ، فَيَقُوْلُ: اَسْاَلُكَ اَنْ تَرُدَّنِيْ إِلَى الدُّنْيَا فَاُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ عَشْرَ مَرَّاتٍ، لِمَا يَرٰى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ-

أخرجه الترمذي و النسائي و أحمد و اللفظ للنسائي-

[سنن الترمذي، رقم الحديث:۱۶۶۱، و سنن النسائي، رقم الحديث:۳۱۶۰، و مسند أحمد، رقم الحديث: ۱۲۳۴۲]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اہل جنت میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے:”اے آدم کے بیٹے! تو نے اپنے جنتی گھر کو کیسا پایا؟“ وہ کہے گا:”یا اللہ! بہترین گھر ہے۔“ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:”(مزید) مانگو اور تمنا کرو!“ وہ کہے گا:”میں یہ مانگتا ہوں کہ آپ مجھے دنیا میں واپس بھیج دیں تاکہ میں آپ کے راستے میں دس بار قتل کیا جاؤں۔“ اور یہ اس وجہ سے کہ وہ شہادت کی فضیلت دیکھ چکا ہوگا۔“

﴿۱۰۵﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يَجِدُ الشَّهِيْدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ اَحَدُكُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَةِ-

أخرجه الترمذي و النسائي و ابن ماجة و اللفظ للترمذى-

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ۱۶۶۸، و سنن النسائي، رقم الحديث:۳۱۶۱، و سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ۲۸۰۲]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
”شہید کو قتل سے صرف اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے، جتنی تکلیف تم میں سے کسی کو چٹکی بھرنے سے ہوتی ہے۔“

﴿۱۰۶﴾

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
عُرِضَ عَلَيَّ اَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ: شَهِيْدٌ، وَ عَفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ، وَ عَبْدٌ اَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ وَ نَصَحَ لِمَوَالِيْهِ۔
أخرجه الترمذي۔

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ١٦٤٢ و قال: هذا حديث حسن]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
”مجھ پر ان تین لوگوں کو پیش کیا گیا، جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک شہید، دوسرا پاک دامن اور نامناسب امور سے بچنے والا، اور تیسرا وہ غلام جو اچھی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اپنے مالکان کے ساتھ خیرخواہی کرے۔“

﴿۱۰۷﴾

عن عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ اَوَّلَ ثُلَّةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَفُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ، الَّذِيْنَ يُتَّقٰى بِهِمُ الْمَكَارِهُ، وَ إِذَا أُمِرُوْا سَمِعُوْا وَ اَطَاعُوْا، وَ إِذَا كَانَتْ لِرَجُلٍ مِنْهُمْ حَاجَةٌ إِلَى السُّلْطَانِ لَمْ تُقْضَ لَهٗ حَتّٰى يَمُوْتَ وَ هِيَ فِيْ صَدْرِهٖ، وَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَدْعُوْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْجَنَّةَ فَتَأْتِيْ بِزُخْرُفِهَا وَ زِيْنَتِهَا، فَيَقُوْلُ: اَيْ عِبَادِيَ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ قُتِلُوْا وَ اُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ جَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ، فَيَدْخُلُوْنَهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ وَ لَا عَذَابٍ۔
أخرجه أحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ٦٥٧١.حديث صحيح]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد

فرماتے ہوئے سنا ہے:

’’سب سے پہلا جو گروہ جنت میں داخل ہوگا، وہ ان فقراء مہاجرین کا ہوگا، جن کے ذریعے ناپسندیدہ امور سے بچا جاتا ہے (یعنی ادنیٰ، مشکل اور ناپسندیدہ کام اُن کے ذمّے لگائے جاتے ہیں)۔ جب انہیں حکم دیا جاتا ہے تو وہ غور سے سنتے ہیں اور اطاعت کرتے ہیں، (لیکن) جب ان میں سے کسی کو حاکم سے کوئی کام درپیش ہوتا ہے تو وہ پورا نہیں ہوتا، یہاں تک کہ وہ خواہش اپنے سینے میں لیے انتقال کر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت کو بلائیں گے۔ وہ اپنی زیبائش و آرائش کے ساتھ آئے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے میرے وہ بندو! جنہوں نے میرے راستے میں قتال کیا اور شہید کر دیئے گئے اور جنہیں میرے راستے میں ستایا گیا (لیکن وہ پھر بھی) میرے راستے میں جہاد کرتے رہے، جنت میں داخل ہو جاؤ! چنانچہ وہ بلاحساب وعذاب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔‘‘

﴿١٠٨﴾

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ رَجُلًا اَسْوَدَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنِّيْ رَجُلٌ اَسْوَدُ مُنْتِنُ الرِّيْحِ، قَبِيْحُ الْوَجْهِ، لَا مَالَ لِيْ، فَإِنْ اَنَا قَاتَلْتُ هٰؤُلَاءِ حَتّٰى أُقْتَلَ فَاَيْنَ اَنَا؟ قَالَ: فِي الْجَنَّةِ- فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ، فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: قَدْ بَيَّضَ اللهُ وَجْهَكَ، وَ طَيَّبَ رِيْحَكَ، وَ اَكْثَرَ مَالَكَ، وَ قَالَ لِهٰذَا اَوْ لِغَيْرِهٖ: لَقَدْ رَاَيْتُ زَوْجَتَهٗ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ نَازَعَتْهُ جُبَّةً لَه مِنْ صُوْفٍ، تَدْخُلُ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ جُبَّتِهٖ-

أخرجه الحاكم-

[المستدرك على الصحيحين، رقم الحديث: ٢٤٦٣: وقال هذا حديث صحيح على شرط مسلم و لم يخرجاه]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’ایک کالے رنگ کے شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ’’یارسول اللہ! میں سیاہ فام، غیر معطر اور کم شکل آدمی ہوں، مال سے بھی دامن خالی ہے۔ اگر میں ان مشرکین سے قتال کرتے ہوئے شہید ہو جاؤں تو میری منزل کیا ہوگی؟‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”جنت۔“

(یہ سن کر) وہ قتال میں شریک ہوئے یہاں تک کہ شہید کر دیئے گئے، نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

”بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کے چہرے کو منور، آپ کے جسم کو معطر (خوشبودار) اور آپ کو مالا مال کر دیا ہے۔“

اور پھر اسی کے متعلق یا (شاید) کسی دوسرے شہید کے متعلق ارشاد فرمایا:

”میں نے اس کی بیوی حورعین کو دیکھا، وہ اس کا اون کا جبہ اُٹھا کر اس میں داخل ہو گئی۔“

﴿۱۰۹﴾

عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اَوَّلَ مَا يُهْرَاقُ مِنْ دَمِ الشَّهِيْدِ يُغْفَرُ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ۔

أخرجه الحاكم۔

[المستدرک على الصحيحين ، رقم الحديث: ۲۵۵۵]

ترجمہ: حضرت سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”یقیناً شہید کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

﴿۱۱۰﴾

عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَبَرَ حَتّٰى يُقْتَلَ اَوْ يَغْلِبَ لَمْ يُفْتَنْ فِيْ قَبْرِهٖ۔

أخرجه الطبراني في الكبير و الأوسط و الحاكم و اللفظ للكبير۔

[المعجم الكبير، ۴۰۹۴، والمعجم الأوسط، رقم الحديث: ۴۱۱۸، و المستدرك، رقم الحديث: ۲۵۵۶، وقال الهيثمي: وفيه مصفى بن بهلول والد محمد ولم أعرفه، و بقية رجاله ثقات. مجمع الزوائد، ج: ۵، ص: ۳۲۸]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’جو شخص (جہاد میں) دشمن سے ٹکرایا، پھر شہادت یا غلبے تک ثابت قدمی کے ساتھ ڈٹا رہا، تو وہ قبر کے فتنے میں مبتلاء نہیں ہو گا۔‘‘

﴿۱۱۱﴾

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ شَجَرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا تَقَدَّمَ رَجُلٌ مِنْ خُطْوَةٍ إِلَّا تَقَدَّمَ إِلَيْهِ الْحُوْرُ الْعِيْنُ، فَإِنْ تَاَخَّرَ اسْتَتَرْنَ مِنْهُ، وَ إِنِ اسْتُشْهِدَ كَانَتْ اَوَّلُ نَضْحَةٍ كَفَّارَةَ الْخَطَايَا، وَ يُنْزِلُ اللّٰهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ ثِنْتَيْنِ فَتَنْفُضَانِ عَنْهُ التُّرَابَ وَ يَقُوْلَانِ: مَرْحَبًا، قَدْ آنَ لَكَ وَ يَقُوْلُ: مَرْحَبًا: قَدْ آنَ لَكُمَا۔

أخرجه ابن أبي شيبة۔

[مسند ابن أبي شيبة، رقم الحديث: ۵۲۷]

ترجمہ: حضرت سیدنا یزید بن شجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

’’مجاہد جتنے قدم (میدانِ جہاد کی طرف) آگے بڑھتا ہے حورِعین اسی قدر اس کی طرف قدم بڑھاتی ہے، اگر وہ پیچھے ہٹتا ہے تو وہ اس سے پردہ کر لیتی ہیں اور اگر وہ شہید ہو جاتا ہے تو خون کا پہلے قطرہ ہی تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ دو حورِعین اتارتے ہیں، جو اس سے گرد و غبار صاف کرتی ہیں اور کہتی ہیں: خوش آمدید، آپ کا وقت آچکا ہے اور شہید ان سے کہتا ہے: تمہیں بھی خوش آمدید، تمہارا وقت بھی آچکا ہے۔‘‘

﴿۱۱۲﴾

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْقَتْلُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ يُكَفِّرُ الذُّنُوْبَ كُلَّهَا- اَوْ قَالَ: كُلَّ شَيْءٍ- إِلَّا الْاَمَانَةَ، وَ الْاَمَانَةُ فِي الصَّلٰوةِ، وَ الْاَمَانَةُ فِي الصَّوْمِ، وَ الْاَمَانَةُ فِي الْحَدِيْثِ، فَاَشَدُّ ذٰلِكَ الْوَدَائِعُ۔

أخرجه الطبراني۔

[المعجم الكبير للطبراني، ج: ۱۰، ص: ۲۷۰، رقم الحديث: ۱۰۵۲۸]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جہاد فی سبیل اللہ میں شہادت تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے، یا فرمایا: ہر چیز مٹا دیتی ہے، سوائے امانت کے۔ (اور امانت سے مراد) نماز، روزہ اور گفتگو میں امانت ہے۔ اور ان سے بھی سخت ترین امانت ودیعت رکھی ہوئی چیزوں میں ہے۔“

﴿۱۱۳﴾

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا وَقَفَ الْعِبَادُ لِلْحِسَابِ جَاءَ قَوْمٌ وَاضِعِيْ سُيُوْفِهِمْ عَلٰى رِقَابِهِمْ، تَقْطُرُ دَمًا، فَازْدَحَمُوْا عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ، فَقِيلَ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قِيْلَ: الشُّهَدَاءُ، كَانُوْا اَحْيَاءً مَرْزُوْقِيْنَ- أخرجه الطبراني-

[المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث:١٩٩٨. و قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، و رجاله وثقوا على ضعف يسير في بعضهم]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جب بندے (قیامت کے دن) حساب کے لیے کھڑے ہوں گے، تو ایک قوم اپنی گردنوں پر تلواریں رکھے اس حال میں آئے گی کہ ان کی تلواروں سے خون کے قطرے ٹپک رہے ہوں گے، وہ جنت کے دروازے پر رش لگائے کھڑے ہوں گے۔ پوچھا جائے گا: یہ کون ہیں؟ بتایا جائے گا کہ یہ شہداء ہیں، جو زندہ تھے اور انہیں رزق دیا جاتا تھا۔“

فائدہ: یعنی وہ حساب وکتاب سے بے فکر اور بری ہوں گے۔

﴿۱۱۴﴾

عَنْ سَعْدِ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى الصَّلٰوةِ، وَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِنَا فَقَالَ حِينَ انْتَهٰى إِلَى الصَّفِّ: اَللّٰهُمَّ آتِنِيْ اَفْضَلَ مَا تُؤْتِيْ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ قَالَ: فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ الْمُتَكَلِّمُ آنِفًا؟ قَالَ الرَّجُلُ: اَنَا، قَالَ: إِذًا يُعْقَرُ جَوَادُكَ وَ تُسْتَشْهَدُ فِيْ سَبِيْلِ

اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ۔

أخرجه البزار۔

[الدعاء للطبرانی، رقم الحدیث: ۴۹۲]

ترجمہ: حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ایک شخص نماز پڑھنے کے لیے آئے، جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں نماز پڑھا رہے تھے، جب وہ صف تک پہنچے تو انہوں نے یوں دعاء مانگی:

اَللّٰهُمَّ آتِنِيْ اَفْضَلَ مَا تُؤْتِيْ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ۔

”یا اللہ! آپ مجھے وہ افضل ترین چیز عطاء فرمائیے جو آپ اپنے صالح بندوں کو عطاء فرماتے ہیں۔“

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

”ابھی کس نے یہ دعاء مانگی تھی۔“

اس شخص نے عرض کیا: میں نے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”تب تو آپ کا گھوڑا مارا جائے گا اور آپ اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہوں گے۔“

فائدہ: یعنی جہاد میں خود بھی شہید ہوں گے اور گھوڑا بھی کام آجائے گا۔ یہ وہ افضل ترین نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے خاص بندوں کو ملتی ہے۔

﴿۱۱۵﴾

عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ غَزْوَةٍ فَبَارَزَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَتَلَهُ الْمُشْرِكُ، ثُمَّ بَرَزَ لَهُ آخَرُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَتَلَهُ الْمُشْرِكُ، ثُمَّ دَنَا فَوَقَفَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: عَلٰى مَا تُقَاتِلُوْنَ؟ فَقَالَ: دِيْنُنَا اَنْ نُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ وَ اَنْ نَفِيَ لِلّٰهِ بِحَقِّهٖ. قَالَ: وَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا لَحَسَنٌ، آمَنْتُ بِهٰذَا، ثُمَّ تَحَوَّلَ اِلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَحَمَلَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ، فَحُمِلَ فَوُضِعَ مَعَ صَاحِبَيْهِ الَّذِيْنَ قَتَلَهُمَا، فَقَالَ رَسُوْلُ

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هٰؤُلَاءِ اَشَدُّ اَهْلِ الْجَنَّةِ تَحَابًّا-

أخرجه الطبراني في المعجم الأوسط-

[المعجم الأوسط، رقم الحديث: ٦٠١٦. رواه الطبراني في الكبير و الأوسط و سماع ابن المبارك من المسعودي صحيح، فصح الحديث إن شاء الله فإن رجاله ثقات]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک غزوہ میں تھے، تو ایک مشرک اور ایک مسلمان کے درمیان مبارزت ہوئی، مشرک نے مسلمان کو شہید کر دیا، پھر دوسرے مسلمان مقابلے کے لیے گئے، انہیں بھی مشرک نے شہید کر دیا۔ پھر وہ مشرک قریب آیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر پوچھا: ”آپ لوگ کس بات پر لڑائی کرتے ہیں؟“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا:

”ہمارا دین یہ ہے کہ ہم لوگوں سے اس وقت تک قتال کریں جب تک کہ وہ اس بات کا اقرار نہ کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں، (اور یہ کہ) ہم اللہ تعالیٰ کی خاطر اس کا حق پورا ادا کریں۔“

اس نے کہا: ”اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ تو اچھا دین ہے، میں اس پر ایمان لاتا ہوں۔“ پھر وہ مسلمانوں کی طرف ہو گیا اور اُس نے مشرکین پر حملہ کر دیا اور قتال کرتے کرتے شہید ہو گیا۔ اسے اٹھا کر لایا گیا اور جن دو مسلمانوں کو اس نے شہید کیا تھا اسے ان کے ساتھ رکھ دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”یہ (تینوں) اہل جنت میں سب سے زیادہ ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہوں گے۔“

﴿١١٦﴾

عَنْ حَسْنَاءَ بِنْتِ مُعَاوِيَةَ الصَّرِيْمِيَّةِ، قَالَتْ: حَدَّثَنَا عَمِّيْ، قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ فِي الْجَنَّةِ؟ قَالَ: النَّبِيُّ فِي الْجَنَّةِ، وَ الشَّهِيْدُ فِي الْجَنَّةِ، وَ الْمَوْلُوْدُ فِي الْجَنَّةِ، وَ الْوَئِيْدُ فِي الْجَنَّةِ-

أخرجه أبوداؤد و أحمد و اللفظ لأبى داؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث:٢٥٢١، و مسند أحمد، رقم الحديث:٢٣٤٧٦]

ترجمہ: حضرت حسناء بنت معاویہ صریمیہ رحمۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں، ہمیں ہمارے چچا (اسلم بن سلیم رضی اللہ عنہ)

نے بتایا کہ:

”میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: ”جنت میں کون ہوگا؟“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”نبی جنت میں ہوں گے، شہید جنت میں جائے گا، نومولد بچہ جنت میں جائے گا اور زندہ دفن کیا گیا بچہ جنت میں جائے گا۔“

❀…❀…❀

بَاب: فِي الرَّجُلِ يَمُوتُ بِسِلَاحِهِ

اپنے ہی ہتھیار سے شہید ہونے والے کا بیان

﴿۱۱۷﴾

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ قَاتَلَ اَخِي قِتَالًا شَدِيْدًا، فَارْتَدَّ عَلَيْهِ سَيْفُهٗ فَقَتَلَهٗ، فَقَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ وَ شَكُّوْا فِيْهِ، رَجُلٌ مَاتَ بِسِلَاحِهٖ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا، وَ فِيْ رِوَايَةٍ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَذَبُوْا! مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا، فَلَهٗ اَجْرُهٗ مَرَّتَيْنِ-

أخرجه البخاري و مسلم و أبوداؤد و اللفظ لأبي داؤد-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٤١٩٦، و صحيح مسلم، رقم الحديث:١٨٠٢، و سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٥٣٨]

ترجمہ: حضرت سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”خیبر کے موقع پر میرے بھائی (عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ) نے خوب قتال کیا لیکن ان کی اپنی تلوار اُلٹ کر خود انہی کو لگ گئی، جس سے وہ شہید ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) ان کے بارے میں باتیں کرنے لگے اور ان (کی شہادت) کے سلسلے میں شک ظاہر کرنے لگے کہ ایک آدمی اپنے ہی ہتھیار سے مارا گیا ہے (تو وہ کیونکر شہید سمجھا جائے گا؟)، (اس پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”وہ (پوری کوشش سے) جہاد کرتے ہوئے مجاہد کی حیثیت سے رخصت ہوا ہے۔“

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”یہ (باتیں کرنے والے لوگ) جھوٹ بولتے ہیں، بلکہ وہ تو (پوری کوشش سے اخلاص کے ساتھ) جہاد کرتے ہوئے، مجاہد کی حیثیت سے رخصت ہوا ہے اور اس کے لیے دگنا اجر ہے۔“

فائدہ: شہید کا دگنا اجر...... ایک تو شہادت کا اور دوسرا حادثے کا...... یا لوگوں کی باتیں اور شک کرنے کا۔

﴿۱۱۸﴾

عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَغْرْنَا عَلٰى حَيٍّ مِنْ جُهَيْنَةَ فَطَلَبَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ رَجُلًا مِنْهُمْ فَضَرَبَهٗ، فَاَخْطَاَهٗ وَ اَصَابَ نَفْسَهٗ بِالسَّيْفِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَخُوْكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ! فَابْتَدَرَهُ النَّاسُ فَوَجَدُوْهُ قَدْ مَاتَ، فَلَفَّهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثِيَابِهٖ وَ دِمَائِهٖ وَ صَلّٰى عَلَيْهِ وَ دَفَنَهٗ، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ! اَشَهِيْدٌ هُوَ؟، قَالَ: نَعَمْ وَ اَنَا لَهٗ شَهِيْدٌ۔

أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۲۵۳۹]

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی فرماتے ہیں:

”ہم نے جہینہ کے ایک قبیلے پر حملہ کیا۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے ان کے ایک آدمی کا پیچھا کر کے اس پر وار کیا، مگر اس کا وار خطا گیا اور اس کی تلوار خود اسے ہی لگ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”اے مسلمانو! تمہارا بھائی ہے! (اس کی خبر لو)۔“

لوگ بھاگ کر اس کی طرف گئے تو دیکھا کہ وہ رخصت ہو چکا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اسی کے کپڑوں میں خون سمیت لپیٹا، اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کر دیا۔

لوگوں نے پوچھا۔ یارسول اللہ! کیا یہ شہید ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”جی ہاں! اور میں اس کا گواہ ہوں۔“

❁…❁…❁

باب: تمنّی الشّہادۃ

شہادت کی تمنّا کرنا

﴿۱۱۹﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: وَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ! لَوْلَا اَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَاتَطِيْبُ اَنْفُسُهُمْ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنِّيْ، وَ لَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُّ اَنِّيْ اُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ، ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ، ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ۔

أخرجه البخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۲۷۹۷]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:
”اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر کچھ مسلمانوں کے دلوں میں اس بات سے رنج نہ ہوتا کہ میں ان کو (پیچھے) چھوڑ کر جہاد کے لئے نکل جاؤں اور مجھے خود اتنی سواریاں میسر نہیں ہیں کہ ان سب کو سوار کر کے اپنے ساتھ لے چلوں، تو میں کسی چھوٹے سے چھوٹے ایسے لشکر کے ساتھ جانے سے بھی نہ رکتا جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کے لئے جا رہا ہوتا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میری تو آرزو ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کر دیا جاؤں۔“

فائدہ: ”شہید“ شہادت کے بعد اپنی آنکھوں سے شہادت کا مقام دیکھے گا تب وہ دنیا میں واپس آ کر اُسے دوبارہ پانے کی تمنا کرے گا، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے عطاء فرمودہ علم کی بدولت اس مقام کی حقیقت پہلے ہی معلوم ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی میں ہی بار بار شہادت پانے کی تمنا فرمائی...... اور اس کے ذریعے اپنی اُمت

کے شوق شہادت کو بڑھایا...... ورنہ آپ ﷺ کا مقام تو شہداء کے مقام سے بہت بلند و برتر ہے۔

﴿۱۲۰﴾

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيْبَ، ثُمَّ اَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَاُصِيْبَ، ثُمَّ اَخَذَهَا عَبْدُاللهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيْبَ، ثُمَّ اَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ فَفُتِحَ لَهُ، وَ قَالَ: مَا يَسُرُّنَا اَنَّهُمْ عِنْدَنَا، قَالَ اَيُّوْبُ اَوْ قَالَ: مَا يَسُرُّهُمْ اَنَّهُمْ عِنْدَنَا وَ عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ۔

أخرجه البخاري و أحمد و اللفظ للبخاری۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۲۷۹۸، ومسند أحمد، رقم الحديث: ۱۲۱۱۴]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا، جس میں ارشاد فرمایا:

"فوج کا جھنڈا زید نے تھاما اور وہ شہید کر دیئے گئے پھر جعفر نے تھاما اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے، پھر عبداللہ بن رواحہ نے تھاما اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ پھر اب کسی ہدایت کا انتظار کئے بغیر خالد بن ولید نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا، اور ان کے ہاتھ پر اسلامی لشکر کو فتح ہوئی۔" اور فرمایا:

"ہمیں اس بات سے کوئی خوشی نہ ہوگی کہ وہ (شہداء ظاہری زندگی کے ساتھ) ہمارے پاس ہوتے۔"

حضرت ابوایوب (راوی حدیث) فرماتے ہیں: یا حضور ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا:

"ان شہداء کو اس بات سے کوئی خوشی نہ ہوتی کہ وہ (دنیا میں) ہمارے پاس رہتے، (کیونکہ وہ بہت اعلیٰ زندگی اور عیش و آرام میں چلے گئے ہیں)"

(یہ بات فرماتے ہوئے) آپ ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔"

فائدہ:

۱ اللہ تعالیٰ نے زمین کو لپیٹ دیا، پردے ہٹا دیئے اور غزوہ موتہ کا میدان آپ ﷺ کی آنکھوں کے سامنے فرما دیا...... آپ ﷺ اپنے اس لشکر کے لیے فکرمند تھے اور اُس کی طرف مکمل متوجہ تھے......

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے رہنماؤں کو جہاد کی یہ فکر نصیب فرمادیں۔

۲ اس حدیث شریف میں بھی شہداء کی فضیلت کا بیان ہے کہ...... وہ ایسی خوشی اور ایسے مقام میں چلے گئے ہیں کہ اُن کو اب واپس گھر لوٹنے کی خوشی نہیں ہوگی...... پہلی روایات میں فرمایا گیا تھا کہ شہید بار بار دنیا میں آکر شہادت پانے کی تمنا کرے گا...... تو وہ تمنا دوبارہ شہید ہونے کی ہوگی...... گھر والوں کے پاس لوٹنے کی نہیں...... اس لیے دونوں روایات میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

﴿۱۲۱﴾

عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ سَاَلَ اللهَ الشَّهَادَةَ مِنْ قَلْبِهٖ صَادِقًا بَلَّغَهُ اللهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَ إِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ-

أخرجه مسلم و أبوداؤد و الترمذي و ابن ماجه و النسائي و اللفظ للترمذى-

[صحيح مسلم، رقم الحديث:۱۹۰۹، سنن أبى داؤد، رقم الحديث:۱۵۲۰، سنن الترمذي، ، رقم الحديث:۱۶۵۳، سنن النسائي، رقم الحديث: ۳۱۶۲، سنن ابن ماجة، رقم الحديث:۲۷۹۷]

ترجمہ: حضرت سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جس شخص نے سچے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت کی دعاء مانگی، اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کے مقامات تک پہنچادیں گے، اگرچہ اس کا انتقال اپنے بستر پر ہوا ہو۔“

﴿۱۲۲﴾

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ سَاَلَ اللهَ الْقَتْلَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَادِقًا مِنْ قَلْبِهٖ اَعْطَاهُ اللهُ اَجْرَ الشَّهَادَةِ-

أخرجه الترمذي-

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ۱۶۵۴.وقال: هذا حديث حسن صحيح]

ترجمہ: حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جس شخص نے سچے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اس کی راہ میں شہادت مانگی، تو اللہ تعالیٰ اسے شہادت کا ثواب عطاء فرمادیں گے۔“

﴿۱۲۳﴾

عَنِ ابْنِ أَبِيْ عَمِيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنَ النَّاسِ مِنْ نَفْسٍ مُسْلِمَةٍ يَقْبِضُهَا رَبُّهَا تُحِبُّ اَنْ تَرْجِعَ إِلَيْكُمْ، وَ اَنَّ لَهَا الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا غَيْرُ الشَّهِيْدِ۔

قَالَ ابْنُ اَبِيْ عَمِيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَ لَاَنْ اُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لِيْ اَهْلُ الْوَبَرِ وَ الْمَدَرِ۔

أخرجه النسائي و أحمد و اللفظ للنسائی۔

[سنن النسائي، رقم الحديث: ۳۱۵۰، ومسند أحمد، رقم الحديث: ۱۷۸۹۴. وقال الهيثمي: ورجاله ثقات]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”شہید کے علاوہ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جس کی روح اس کا رب قبض فرمالے اور وہ یہ چاہے کہ وہ تمہارے پاس لوٹ آئے، اگرچہ اسے دنیا کی تمام نعمتیں مل جائیں۔“

حضرت ابن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید کر دیا جاؤں، یہ مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں شہروں اور بستیوں (یعنی دنیا بھر) کا مالک بنا دیا جاؤں۔“

﴿۱۲۴﴾

عَنْ أَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: اَنْشَاَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوًا، فَاَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! اُدْعُ اللهَ لِيْ بِالشَّهَادَةِ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ سَلِّمْهُمْ وَ غَنِّمْهُمْ. قَالَ: فَغَزَوْنَا فَسَلِمْنَا وَ غَنِمْنَا قَالَ: ثُمَّ اَنْشَاَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوًا ثَانِيًا، فَاَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللهِ! اُدْعُ اللهَ لِيْ بِالشَّهَادَةِ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ سَلِّمْهُمْ وَ غَنِّمْهُمْ. قَالَ: فَغَزَوْنَا فَسَلِمْنَا وَ غَنِمْنَا. قَالَ: ثُمَّ اَنْشَاَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوًا ثَالِثًا، فَاَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَدْ اَتَيْتُكَ تَتْرٰى مَرَّتَيْنِ اَسْاَلُكَ اَنْ تَدْعُوَ اللهَ لِيْ بِالشَّهَادَةِ، فَقُلْتَ: اَللّٰهُمَّ سَلِّمْهُمْ وَ غَنِّمْهُمْ.

يَا رَسُوْلَ اللهِ! فَادْعُ اللهَ لِيْ بِالشَّهَادَةِ. فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ سَلِّمْهُمْ وَ غَنِّمْهُمْ. قَالَ: فَغَزَوْنَا فَسَلِمْنَا وَ غَنِمْنَا۔

أخرجه أحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ٢٢١٩٥، وقال الهيثمي: و رجال أحمد رجال الصحيح]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر ترتیب دیا (جس میں میں بھی تھا) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ”یا رسول اللہ! میرے حق میں اللہ تعالیٰ سے شہادت کی دعاء فرما دیجیے۔“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعاء فرمائی:

”یا اللہ! انہیں سلامت رکھ اور مال غنیمت عطاء فرما۔“

چنانچہ ہم نے جہاد کیا اور مال غنیمت کے ساتھ صحیح سالم واپس آ گئے۔ (کچھ عرصہ بعد) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرا لشکر تیار فرمایا۔ (میں بھی اس میں شامل تھا) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

”یا رسول اللہ! میرے حق میں اللہ تعالیٰ سے شہادت کی دعاء فرما دیجیے۔“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعاء فرمائی:

”یا اللہ! انہیں سلامت رکھ اور مال غنیمت عطاء فرما۔“

چنانچہ ہم نے جہاد کیا اور مال غنیمت کے ساتھ صحیح سالم واپس آ گئے۔

(کچھ عرصہ بعد) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک تیسرا لشکر تیار فرمایا۔ (اس میں بھی میں شامل تھا) میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اس سے پہلے بھی دو مرتبہ آپ کے پاس آ چکا ہوں، میں نے آپ سے یہ درخواست کی تھی کہ اللہ تعالیٰ سے میرے حق میں شہادت کی دعاء فرما دیجیے، لیکن آپ نے سلامتی اور غنیمت کی دعاء فرمائی۔ یا رسول اللہ! اب (کی بار) تو میرے لئے شہادت کی دعاء فرما دیں۔“ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اس بار بھی) سلامتی اور غنیمت کی دعاء فرمائی، چنانچہ ہم نے جہاد کیا اور مال غنیمت لے کر صحیح سالم واپس آ گئے۔“

❀...❀...❀

باب: مراتب الشہداء

شہداء کے مراتب کا بیان

﴿۱۲۵﴾

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَلشُّهَدَاءُ اَرْبَعَةٌ: رَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَيِّدُ الْإِيْمَانِ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَقَ اللّٰهَ حَتّٰى قُتِلَ، فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ اَعْيُنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هٰكَذَا، وَ رَفَعَ رَأْسَهٗ حَتّٰى وَقَعَتْ قَلَنْسُوَتُهٗ، قَالَ: فَمَا اَدْرِيْ اَقَلَنْسُوَةَ عُمَرَ اَرَادَ اَمْ قَلَنْسُوَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: وَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَيِّدُ الْإِيْمَانِ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَكَاَنَّمَا ضُرِبَ جِلْدُهٗ بِشَوْكِ طَلْحٍ مِنَ الْجُبْنِ، اَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَتَلَهٗ فَهُوَ فِي الدَّرَجَةِ الثَّانِيَةِ، وَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ خَلَطَ عَمَلًا صَالِحًا وَّ آخَرَ سَيِّئًا لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَقَ اللّٰهَ حَتّٰى قُتِلَ فَذٰلِكَ فِي الدَّرَجَةِ الثَّالِثَةِ، وَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ اَسْرَفَ عَلٰى نَفْسِهٖ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَقَ اللّٰهَ حَتّٰى قُتِلَ فَذٰلِكَ فِي الدَّرَجَةِ الرَّابِعَةِ۔
أخرجه الترمذي۔

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ١٦٤٤، و قال الترمذی: هذا حديث حسن غريب لانعرفه إلا من حديث عطاء بن دينار]

ترجمہ: حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

”شہید چار طرح کے ہیں: ﴿۱﴾ پہلا وہ شہید جو عمدہ ایمان والا ہے، وہ دشمن سے مقابلہ کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ سچ کر دکھاتا ہے یہاں تک کہ شہید ہو جاتا ہے، یہی وہ شخص ہے جس کی طرف قیامت کے دن لوگ اس طرح آنکھیں اٹھا کر دیکھیں گے، اور (آنکھیں اٹھانے کی کیفیت سمجھانے کے

لیے) اپنا سر اونچا کیا یہاں تک کہ ٹوپی گر گئی۔ راویٔ حدیث ابو یزید خولانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معلوم نہیں کہ حضرت فضالہ رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث بیان کرتے ہوئے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ٹوپی مراد لی تھی یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔)، ② دوسرا وہ شہید جو مضبوط ایمان والا ہے، وہ دشمن کا مقابلہ اس طرح کرتا ہے گویا کہ بزدلی (یعنی خوف) کی وجہ سے اس کی کھال خاردار درخت کے کانٹے سے زخمی ہو، اسے ایک انجان تیر آ کر لگے اور شہید کر دے، یہ دوسرے درجہ میں ہے (یعنی اچھے ایمان والا ہے مگر بزدل ہے)۔ ③ تیسرا وہ شہید جو نیک اعمال کے ساتھ برے اعمال بھی کرتا ہے، جب اس کا دشمن سے مقابلہ ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدہ کو سچ کر دکھاتا ہے (یعنی بہادری سے لڑتا رہے) یہاں تک کہ شہید ہو جاتا ہے، یہ تیسرے درجہ میں ہے۔ ④ چوتھا وہ شہید جو (گناہ کر کے) اپنی جان پر ظلم کرتا ہے (یعنی بہت زیادہ گناہگار ہے)، (لیکن) مقابلہ میں بہادری سے لڑتا رہے، یہاں تک کہ شہید ہو جاتا ہے، یہ چوتھے درجہ میں ہے۔“

﴿١٢٦﴾

عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ كَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْقَتْلُ ثَلَاثَةٌ: رَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهٖ وَ مَالِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ حَتّٰى إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَهُمْ حَتّٰى يُقْتَلَ، فَذٰلِكَ الشَّهِيْدُ الْمُمْتَحَنُ فِيْ خَيْمَةِ اللهِ تَحْتَ عَرْشِهٖ، لَايَفْضُلُهُ النَّبِيُّوْنَ إِلَّا بِدَرَجَةِ النُّبُوَّةِ، وَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ قَرَفَ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنَ الذُّنُوْبِ وَ الْخَطَايَا، جَاهَدَ بِنَفْسِهٖ وَ مَالِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ حَتّٰى إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ، فَمَصْمَصَةٌ مَحَتْ ذُنُوْبَهٗ وَ خَطَايَاهُ، إِنَّ السَّيْفَ مَحَّاءٌ لِلْخَطَايَا، وَ اُدْخِلَ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ، فَإِنَّ لَهَا ثَمَانِيَةَ اَبْوَابٍ، وَ لِجَهَنَّمَ سَبْعَةَ اَبْوَابٍ، وَ بَعْضُهَا اَسْفَلُ مِنْ بَعْضٍ، وَ رَجُلٌ مُنَافِقٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهٖ وَ مَالِهٖ حَتّٰى إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ حَتّٰى يُقْتَلَ، فَإِنَّ ذٰلِكَ فِي النَّارِ، إِنَّ السَّيْفَ لَايَمْحُو النِّفَاقَ۔

أخرجه أحمد و الدارمي و اللفظ لأحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ١٧٦٥٧، سنن الدارمي، رقم الحديث: ٢٤٥٥]

ترجمہ: حضرت سیدنا عتبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”(جہاد میں) قتل (ہونے والے) تین طرح کے (لوگ) ہیں۔ ایک وہ (متقی) مؤمن، جو اپنی جان ومال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتال کرتا ہے، جب دشمن سے سامنا ہوتا ہے تو وہ لڑتے ہوئے شہید کردیا جاتا ہے، یہ وہ شہید ہے جو عرشِ الٰہی کے نیچے اللہ تعالیٰ کے خیمے میں رہنے کا فخر پائے گا، اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اس پر صرف درجہ نبوت کی وجہ سے فضیلت ہوگی۔ دوسرا وہ مسلمان، جس کے نفس پر گناہوں اور لغزشوں کا بوجھ ہو، وہ اپنی جان اور مال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتا ہے، اور جب دشمن سے سامنا ہوتا ہے تو لڑتے ہوئے شہید ہوجاتا ہے، یہ شخص گناہوں اور لغزشوں سے پاک صاف ہوجائے گا، کیونکہ تلوار گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور اسے جنت کے ہر دروازے سے داخل ہونے کا اختیار دے دیا جائے گا، کیوں کہ جنت کے آٹھ اور جہنم کے سات دروازے ہیں، جن میں سے بعض فضیلت میں دوسروں سے کم ہیں۔ اور تیسرا وہ منافق شخص، جو اپنی جان ومال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرتا ہے، اور جب دشمن سے سامنا ہوتا ہے تو وہ لڑتے ہوئے مارا جاتا ہے، یہ شخص جہنم میں جائے گا، کیونکہ تلوار نفاق کو نہیں مٹاتی۔“

﴿۱۲۷﴾

عَنْ نُعَيْمِ بْنِ هَمَّارٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَيُّ الشُّهَدَاءِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: الَّذِيْنَ إِنْ يُّلْقَوْا فِي الصَّفِّ لَايَلْفِتُوْنَ وُجُوْهَهُمْ حَتّٰى يُقْتَلُوْا، اُولٰئِكَ يَتَلَبَّطُوْنَ فِي الْغُرَفِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ وَ يَضْحَكُ إِلَيْهِمْ رَبُّكَ وَ إِذَا ضَحِكَ رَبُّكَ إِلٰى عَبْدٍ فِي الدُّنْيَا فَلَا حِسَابَ عَلَيْهِ۔

أخرجه أحمد و أبو يعلٰى الموصلي و اللفظ لأحمد ۔

[مسند أحمد، رقم الحديث:۲۲۴۷۶، مسند ابى يعلىٰ الموصلى ۔رقم الحديث :۶۸۵۵، و قال الهيثمي: و رجال أحمد و أبي يعلى ثقات]

ترجمہ: حضرت سیدنا نعیم بن ہمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا:

”(یارسول اللہ!) کون سے شہید افضل ہیں؟“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”وہ شہداء کہ اگر لڑائی کی صف میں شامل کر دیئے جائیں تو وہ اس وقت تک اپنا رخ نہیں پھیرتے جب تک کہ شہید نہیں ہو جاتے، یہ لوگ جنت کے بالا خانوں میں قیام پذیر ہوں گے اور ان کا رب انہیں دیکھ کر مسکرائے گا، اور جب تمہارا رب دنیا میں کسی بندے کو دیکھ کر مسکرانے لگے تو سمجھ لو کہ اس کا کوئی حساب وکتاب نہیں ہو گا۔“

* * *

باب: ارواح الشہداء

شہداء کی روحوں کا بیان

﴿١٢٨﴾

عَنْ مَسْرُوْقٍ، قَالَ: سَاَلْنَا عَبْدَاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ [آل عمران: ١٦٩] قَالَ: اَمَا إِنَّا قَدْ سَاَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: اَرْوَاحُهُمْ فِيْ جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ، لَهَا قَنَادِيْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ، تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ، ثُمَّ تَأْوِيْ إِلٰى تِلْكَ الْقَنَادِيْلِ، فَاطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمُ اطِّلَاعَةً، فَقَالَ: هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئًا؟ قَالُوْا: اَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِيْ وَ نَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا، فَفَعَلَ ذٰلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا رَاَوْا اَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوْا مِنْ اَنْ يُّسْاَلُوا، قَالُوْا: يَا رَبِّ! نُرِيْدُ اَنْ تَرُدَّ اَرْوَاحَنَا فِيْ اَجْسَادِنَا حَتّٰى نُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ مَرَّةً اُخْرٰى، فَلَمَّا رَاٰى اَنْ لَّيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوْا۔

أخرجه مسلم و الترمذي و ابن ماجة و الدارمي و اللفظ لمسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث:١٨٨٧، وسنن الترمذي، رقم الحديث:٣٠١١، وسنن ابن ماجة، رقم الحديث:٢٨٠١، وسنن الدارمي، رقم الحديث: ٢٤٥٤]

ترجمہ: حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ہم نے حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ ط أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ [آل عمران:١٦٩] ترجمہ: ”جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کئے گئے ان کو مرا ہوا گمان مت کرو، بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں، ان کو رزق دیا جاتا ہے۔“ انہوں نے فرمایا: ”ہم نے بھی اس کی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا:

”ان کی روحیں سبز پرندوں کے اندر رہتی ہیں، ان کے لیے عرش الٰہی کے ساتھ قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں، وہ روحیں جنت میں جہاں چاہیں کھاتی پیتی ہیں، پھر ان قندیلوں کی طرف لوٹ آتی ہیں، ان کے رب نے اوپر سے ان کی طرف جھانک کر دیکھا اور فرمایا: ”کیا تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے؟“ انہوں نے جواب دیا: ”ہم (اور) کیا خواہش کریں، ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں گھومتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں۔“ اللہ تعالیٰ نے تین بار ایسا کیا (یعنی جھانک کر دیکھا اور پوچھا۔) جب انہوں نے دیکھا کہ انہیں سوال سے چھوڑا نہیں جائے گا تو انہوں نے کہا: ”اے ہمارے رب! ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دیں، تاکہ ہم دوبارہ آپ کی راہ میں شہید کیے جائیں۔“ جب اللہ تعالیٰ نے یہ دیکھا کہ ان کو کوئی حاجت نہیں ہے تو ان کو چھوڑ دیا گیا۔“

﴿۱۲۹﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَمَّا أُصِيْبَ إِخْوَانُكُمْ بِأُحُدٍ جَعَلَ اللّٰهُ اَرْوَاحَهُمْ فِيْ جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ، تَرِدُ اَنْهَارَ الْجَنَّةِ، تَاْكُلُ مِنْ ثِمَارِهَا، وَ تَأْوِيْ إِلٰى قَنَادِيْلَ مِنْ ذَهَبٍ مُعَلَّقَةٍ فِيْ ظِلِّ الْعَرْشِ، فَلَمَّا وَجَدُوْا طِيْبَ مَأْكَلِهِمْ وَ مَشْرَبِهِمْ وَ مَقِيْلِهِمْ قَالُوْا: مَنْ يُبَلِّغُ إِخْوَانَنَا عَنَّا اَنَّا اَحْيَاءٌ فِي الْجَنَّةِ نُرْزَقُ، لِئَلَّا يَزْهَدُوْا فِي الْجِهَادِ وَ لَايَنْكُلُوا عِنْدَ الْحَرْبِ، فَقَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ: اَنَا اُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ، قَالَ: فَاَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ [آل عمران:۱۶۹] إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ۔

أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد.رقم الحديث: ٢٥٢٠]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جب تمہارے بھائی غزوۂ احد میں شہید کر دیے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں میں ڈال دیا، جو جنت کی نہروں پر آتے ہیں، وہاں کے پھل کھاتے ہیں اور پھر عرش کے سائے میں لٹکی ہوئی سونے کی قندیلوں میں آرام کرتے ہیں۔ جب انہوں نے وہاں کے کھانے پینے اور آرام و راحت کے مزے دیکھے

تو کہنے لگے: کون ہے جو ہمارا یہ پیغام ہمارے بھائیوں تک پہنچا دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں، ہمیں رزق دیا جاتا ہے تاکہ وہ جہاد سے بے رغبت نہ ہو جائیں اور لڑائی میں بزدلی نہ دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں اُن تک تمہارا پیغام پہنچاؤں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمادی:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝﴾ [آل عمران: ۱۶۹، ۱۷۰]

”وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہوئے ان کے بارے میں یہ خیال ہرگز نہ کیجیے کہ وہ مردہ ہیں، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جو انہیں دیا ہے اس پر خوش ہونے والے ہیں اور ان کی طرف سے بھی خوش ہوتے ہیں جو ابھی تک ان کے پیچھے سے ان کے پاس نہیں پہنچے اس لیے کہ نہ ان پر کوئی خوف ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے۔“

﴿۱۳۰﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلشُّهَدَاءُ عَلٰى بَارِقٍ -نَهَرٍ بِبَابِ الْجَنَّةِ- فِيْ قُبَّةٍ خَضْرَاءَ، يَخْرُجُ عَلَيْهِمْ رِزْقُهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا۔

أخرجه أحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ٢٣٩٠]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”شہداء جنت کے دروازے پر موجود ایک نہر کے کنارے، سبز رنگ کے خیمے میں رہتے ہیں، جہاں صبح وشام جنت سے ان کے پاس رزق پہنچتا ہے۔“

فائدہ: شہداء کرام کے احوال اُن کے مراتب کے لحاظ سے مختلف ہیں، اس لیے روایات میں کوئی تعارض نہیں۔

❀…❀…❀

بَاب: زَوجَةُ الشَّهِيد

شہید کی اہلیہ کا بیان

﴿١٣١﴾

عَنْ سَلْمٰى بِنْتِ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ زَوْجَهَا اسْتُشْهِدَ فَاَتَتْ عَبْدَاللهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَتْ: إِنِّي امْرَاَةٌ قَدِ اسْتُشْهِدَ زَوْجِيْ وَ قَدْ خَطَبَنِي الرِّجَالُ فَاَبَيْتُ اَنْ اَتَزَوَّجَ حَتّٰى اَلْقَاهُ فَتَرْجُوْ لِيْ إِنِ اجْتَمَعْتُ اَنَا وَ هُوَ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ اَزْوَاجِهٖ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ عِنْدَهٗ: مَا رَاَيْنَاكَ فَعَلْتَ هٰذَا مُذْ قَاعَدْنَاكَ، قَالَ: إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ اَسْرَعَ اُمَّتِيْ بِيْ لُحُوْقًا فِي الْجَنَّةِ امْرَاَةٌ مِنْ اَحْمَسَ۔

أخرجه أحمد و أبو يعلى الموصلي و اللفظ لأحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ٣٨٢٢، وقال الهيثمي: و سلمى لم أجد من وثقها، و بقية رجال أحمد ثقات]

ترجمہ: حضرت سیدہ سلمیٰ بنت جابر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

”اُن کے شوہر شہید ہو گئے، وہ حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور عرض کیا: ”میرے شوہر شہید ہو گئے ہیں، مجھے کئی لوگوں نے پیغامِ نکاح بھیجا ہے، لیکن میں نے اب مرتے دم تک شادی کرنے سے انکار کر دیا ہے، کیا آپ کو امید ہے کہ اگر میں اور وہ جنت میں اکٹھے ہو گئے تو میں ان کی بیویوں میں شمار ہوں گی؟“ انہوں نے فرمایا: ”ہاں!“ یہ سن کر ان کے ہاں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے عرض کیا: ”ہم نے جب سے آپ کی صحبت اختیار کی ہے، کبھی آپ کو اس طرح کرتے ہوئے نہیں دیکھا کہ (کہ آپ نے کسی کو اس طرح یقین دلایا ہو)؟“

انہوں نے فرمایا، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

’’جنت میں میری امت میں سے مجھے سب سے پہلے ملنے والی ایک عورت ہوگی جس کا تعلق قبیلہ احمس (قریش) سے ہوگا۔‘‘

فائدہ: اس عورت سے مراد بظاہر ام المؤمنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ چنانچہ اسی کو دلیل بنا کر حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اُس خاتون کو بشارت دی۔

❀...❀...❀

باب: كفالة عيال الشهيد

شہید کے اہلِ خانہ کی کفالت کا بیان

﴿١٣٢﴾

عَنْ أنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَدْخُلُ عَلٰى اَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهٖ إِلَّا اُمَّ سُلَيْمٍ، فَإِنَّهٗ كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا، فَقِيْلَ لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: إِنِّيْ اَرْحَمُهَا قُتِلَ اَخُوهَا مَعِيْ-

متفق عليه و اللفظ لمسلم-

[صحيح البخاري، رقم االحديث:٢٨٤٤، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ٢٤٥٥]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازواج مطہرات کے سوا اور کسی عورت کے گھر نہیں جاتے تھے، سوائے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”میں اُن کے ساتھ ہمدردی کرتا ہوں، کیونکہ ان کے بھائی میرے ساتھ (لڑتے ہوئے) شہید ہوئے۔“

فائدہ: ویسے بھی حضرت سیدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبی یا رضاعی محرم تھیں۔

......*

باب: اقسام الشہداء

شہداء کی قسموں کا بیان

﴿۱۳۳﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ: اَلْمَطْعُوْنُ وَ الْمَبْطُوْنُ وَ الْغَرِقُ وَ صَاحِبُ الْهَدْمِ وَ الشَّهِيْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ۔

أخرجه البخاري و مسلم و الترمذي و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، ٢٨٢٩، وصحيح مسلم، رقم الحديث:١٩١٤، وسنن الترمذي، رقم الحديث: ١٠٦٣]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”شہداء پانچ لوگ ہیں: جو طاعون سے وفات پائے، جو پیٹ کے مرض سے وفات پائے، جو ڈوب کر وفات پائے، جو دیوار وغیرہ گر جانے سے وفات پائے، اور جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوا ہو۔“

﴿۱۳۴﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا تَعُدُّوْنَ الشَّهِيْدَ فِيْكُمْ؟ قَالُوا: يَارَسُوْلَ اللهِ! مَنْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ، قَالَ: إِنَّ شُهَدَاءَ أُمَّتِيْ إِذًا لَقَلِيْلٌ، قَالُوْا: فَمَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: مَنْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَ مَنْ مَّاتَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَ مَنْ مَّاتَ فِي الطَّاعُوْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَ مَنْ مَاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَ الْغَرِيْقُ شَهِيْدٌ۔

أخرجه مسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٩١٥]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’تم اپنے میں کس کو شہید شمار کرتے ہو؟‘‘

صحابہ نے عرض کیا: ’’یارسول اللہ! جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کیا جائے وہ شہید ہے۔‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’پھر تو میری امت کے شہداء بہت کم رہ جائیں گے۔‘‘

صحابہ نے عرض کیا: ’’یارسول اللہ! پھر وہ کون کون ہیں؟‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے، جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں (طبعی) وفات پا جائے وہ شہید ہے، جو طاعون میں وفات پا جائے وہ شہید ہے، جو پیٹ کی بیماری میں (مبتلاء ہو کر) وفات پا جائے وہ شہید ہے اور غرق ہونے والا شہید ہے۔‘‘

﴿۱۳۵﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَاَيْتَ إِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُرِيْدُ اَخْذَ مَالِيْ؟ قَالَ: فَلَاتُعْطِهٖ مَالَكَ، قَالَ: اَرَاَيْتَ إِنْ قَاتَلَنِيْ؟ قَالَ: قَاتِلْهُ، قَالَ: اَرَاَيْتَ إِنْ قَتَلَنِيْ؟ قَالَ: فَاَنْتَ شَهِيْدٌ، قَالَ: اَرَاَيْتَ إِنْ قَتَلْتُهٗ؟ قَالَ: هُوَ فِي النَّارِ۔

أخرجه مسلم و سنن النسائي و اللفظ لمسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۴۰، وسنن النسائي، رقم الحديث: ۴۰۸۳]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ’’یارسول اللہ! آپ کیا فرماتے ہیں اگر کوئی آدمی آ کر میرا مال چھیننا چاہے (تو میں کیا کروں؟)‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’اسے اپنا مال نہ دو۔‘‘

اس نے کہا: ’’آپ کیا فرماتے ہیں اگر وہ میرے ساتھ لڑائی کرے تو؟‘‘ ارشاد فرمایا:

’’تم اس سے لڑائی کرو۔‘‘

اس نے پوچھا: ”آپ کیا فرماتے ہیں اگر وہ مجھے قتل کر دے تو؟“ آپ ﷺ نے فرمایا:

”تم شہید ہو گے۔“

اس نے پوچھا: ”آپ کیا فرماتے ہیں اگر میں اسے قتل کر دوں تو؟“ ارشاد فرمایا:

”وہ جہنمی ہو گا۔“

﴿١٣٦﴾

عَنْ أَبِيْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ فَصَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَمَاتَ، اَوْ قُتِلَ فَهُوَ شَهِيْدٌ، اَوْ وَقَصَهٗ فَرَسُهٗ اَوْ بَعِيْرُهٗ اَوْ لَدَغَتْهُ هَامَّةٌ، اَوْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ، اَوْ بِاَيِّ حَتْفٍ شَاءَ اللّٰهُ، فَإِنَّهٗ شَهِيْدٌ، وَ إِنَّ لَهُ الْجَنَّةَ۔

أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۲۴۹۹]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

”جو شخص جہاد کے لیے روانہ ہوا اور وفات پا گیا، یا قتل کر دیا گیا تو وہ شہید ہے، یا اگر اس کو اس کے گھوڑے یا اونٹ نے گرا دیا، یا کسی جانور نے کاٹ لیا، یا اپنے بستر ہی پر اسے موت آ جائے، یا جس کسی کیفیت میں بھی اللہ تعالیٰ موت دینا چاہے تو وہ شہید ہے اور بلاشبہ اس کے لیے جنت ہے۔“

فائدہ: جو اپنے گھر سے جہاد کی نیت سے نکل گیا، پھر اُسے جس طرح سے بھی موت آئے وہ شہادت ہو گی۔

﴿١٣٧﴾

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَخْتَصِمُ الشُّهَدَاءُ وَ الْمُتَوَفَّوْنَ عَلٰى فُرُشِهِمْ إِلٰى رَبِّنَا فِي الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنَ الطَّاعُوْنِ، فَيَقُوْلُ الشُّهَدَاءُ: إِخْوَانُنَا قُتِلُوْا كَمَا قُتِلْنَا، وَ يَقُوْلُ الْمُتَوَفَّوْنَ عَلٰى فُرُشِهِمْ:

إِخْوَانُنَا مَاتُوْا عَلٰى فُرُشِهِمْ كَمَا مُتْنَا، فَيَقُوْلُ رَبُّنَا: اُنْظُرُوْا إِلٰى جِرَاحِهِمْ، فَإِنْ اَشْبَهَ جِرَاحُهُمْ جِرَاحَ الْمَقْتُوْلِيْنَ فَإِنَّهُمْ مِنْهُمْ وَ مَعَهُمْ، فَإِذَا جِرَاحُهُمْ قَدْ اَشْبَهَتْ جِرَاحَهُمْ۔

أخرجه النسائي و أحمد و اللفظ للنسائى۔

[سنن النسائي، رقم الحديث: ۳۱۶۱، ومسند أحمد، رقم الحديث: ۱۷۱۵۹]

ترجمہ: حضرت سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”شہداء اور بستروں پر فوت ہونے والے، طاعون سے انتقال کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جھگڑا کریں گے۔ شہداء کہیں گے:

”یہ ہمارے بھائی ہیں، کیونکہ یہ بھی ہماری طرح قتل ہی ہوئے ہیں۔“ اور بستروں پر فوت ہونے والے کہیں گے: ”یہ ہمارے بھائی ہیں، کیونکہ یہ ہماری طرح بستروں پر فوت ہوئے ہیں۔“ رب تبارک وتعالیٰ فرمائیں گے:

”ان کے زخم دیکھو۔ اگر ان کے زخم مقتولین کے زخموں کی طرح ہیں، تو یہ ان میں شمار ہوں گے اور ان کے ساتھ رہیں گے۔“ جب دیکھا جائے گا تو ان کے زخم شہداء کے زخموں جیسے ہوں گے۔“

* * *

كتابُ حُكمِ الجهاد

حکمِ جہاد کا بیان

باب: وجوب الجهاد

فرضیتِ جہاد کا بیان

﴿۱۳۸﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ (فَتْحِ مَكَّةَ): لَا هِجْرَةَ، وَ لٰكِنْ جِهَادٌ وَّ نِيَّةٌ، وَ إِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا-
متفق عليه و اللفظ لمسلم-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۲۷۸۳، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۳۵۳]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ارشاد فرمایا:

”اب ہجرت نہیں رہی، البتہ جہاد اور نیت باقی ہے، اور جب تمہیں (امیر کی طرف سے) جہاد میں نکلنے کا کہا جائے تو نکل پڑو۔“ (اگر امیر کا حکم سب کے لیے ہو تو اسے نفیر عام کہتے ہیں۔)

فائدہ: ہجرت سے مراد مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت ہے، جس کی فتح مکہ کے بعد ضرورت اور فرضیت باقی نہ رہی...... البتہ جہاد کی فرضیت باقی ہے...... اور جب مسلمانوں کو ان کے شرعی حاکم یا امیر کی طرف سے حکم دیا جائے تو اس وقت جہاد میں نکلنا فرض ہے...... ”نیت“ سے مراد جہاد اور ہجرت کی نیت ہے، جو ہر مؤمن مسلمان کے دل میں ہونی چاہیے...... اگر کسی مسلمان کی زندگی میں جہاد بھی نہ ہو اور نیتِ جہاد بھی اُس کے دل میں نہ ہو تو وہ ایمان اور آخرت کے لحاظ سے خطرے میں ہے۔ العیاذ باللہ

﴿۱۳۹﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ

النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا: لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَمَنْ قَالَ: لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّيْ نَفْسَهٗ وَ مَالَهٗ، إِلَّا بِحَقِّهٖ وَ حِسَابُهٗ عَلَى اللهِ۔

متفق عليه و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث:۲۹۴۶، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ۲۱]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مجھے لوگوں سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ ’لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ‘‘ کا اقرار کرلیں۔ جس نے یہ کلمہ پڑھ لیا تو یقیناً اس نے مجھ سے اپنی جان اور اپنے مال کی امان پالی، مگر حقوق لازم ہونے کی صورت میں (یعنی قصاص و حدود اور دیات وغیرہ شرعی حقوق اس پر جاری ہوں گے) اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔“ (یعنی جو شرعی حق کسی پر ثابت ہو جائے صرف اس کی سزا دی جائے گی، باقی رہا دلوں کا معاملہ تو اس کا حساب اللہ تعالیٰ لیں گے کہ کون مخلص ہے اور کون منافق، کون مجرم ہے اور کون بری۔)

فائدہ: جہاد ’’امر الٰہی‘‘ ہے اور اسلامی فریضہ ہے اور اس کا بڑا مقصد کلمہ طیبہ کی سربلندی اور دین کا غلبہ ہے۔

﴿۱۴۰﴾

عَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ، وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ، وَ يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ، فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ، وَ حِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ۔

متفق عليه و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۲۵، و صحيح مسلم، رقم الحديث: ۲۲]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مجھے لوگوں سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دے دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ اداء کریں، سو جب انہوں نے یہ کرلیا تو انہوں نے مجھ سے اپنی جانیں اور اپنے اموال محفوظ کرلیے، سوائے اسلامی حقوق (یعنی قصاص وغیرہ) کے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔“

(یعنی جو شرعی حق کسی پر ثابت ہو جائے صرف اس کی سزا دی جائے گی، باقی رہا دلوں کا معاملہ تو اس کا حساب اللہ تعالیٰ لیں گے کہ کون مخلص ہے اور کون منافق، کون مجرم ہے اور کون بری۔)

﴿۱۴۱﴾

عَنْ مُجَاشِعٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَخِيْ بَعْدَ الْفَتْحِ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! جِئْتُكَ بِاَخِيْ لِتُبَايِعَهٗ عَلَى الْهِجْرَةِ. قَالَ: ذَهَبَ اَهْلُ الْهِجْرَةِ بِمَا فِيْهَا-فَقُلْتُ: عَلٰى اَيِّ شَيْءٍ تُبَايِعُهٗ؟ قَالَ: اُبَايِعُهٗ عَلَى الْإِسْلَامِ وَ الْإِيمَانِ وَ الْجِهَادِ- فَلَقِيْتُ مَعْبَدًا (أَبَامَعْبَدٍ) بَعْدُ، وَ كَانَ اَكْبَرَهُمَا، فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ: صَدَقَ مُجَاشِعٌ-

أخرجه البخاري-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۴۳۰۵]

ترجمہ: حضرت سیدنا مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”فتح مکہ کے بعد میں اپنے بھائی (ابو معبد مجالد) کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ”یا رسول اللہ! میں اسے اس لیے لے کر حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ ہجرت پر اس سے بیعت لے لیں۔“

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”ہجرت والے ہجرت کا ثواب لے اڑے (یعنی اب مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم و ثواب باقی نہیں رہا)۔“

میں نے عرض کیا: ”پھر آپ اس سے کس چیز پر بیعت لیں گے؟“ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”ایمان، اسلام اور جہاد پر۔“

راویِ حدیث ابو عثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کچھ عرصے بعد میں (مجاشع کے بھائی) ابو معبد (مجالد) سے ملا، وہ ان دونوں بھائیوں میں بڑے بھائی تھے، میں نے ان سے اس حدیث کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: مجاشع نے سچ کہا ہے۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایمان اور اسلام کے ساتھ ”جہاد“ پر بیعت لینا یہ ”جہاد“ کی فرضیت کی ایک دلیل ہے۔

﴿۱۴۲﴾

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اُمِرْتُ اَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَإِذَا قَالُوْهَا وَ صَلَّوْا صَلَاتَنَا وَ اسْتَقْبَلُوْا قِبْلَتَنَا وَ ذَبَحُوْا ذَبِيْحَتَنَا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَ اَمْوَالُهُمْ، إِلَّا بِحَقِّهَا وَ حِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ۔

أخرجه البخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٣٩٢]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ قتال کروں یہاں تک کہ وہ ”لاالٰہ الااللہ“ کا اقرار کرلیں، پس جب وہ اس کا اقرار کرلیں اور ہماری طرح نماز پڑھنے لگیں اور نماز میں ہمارے قبلہ کی طرف رخ کریں اور ہماری طرح ذبح کرنے لگیں، تو ان کا خون اور ان کے اموال ہم پر حرام ہو گئے، مگر کسی حق کے بدلے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔“

(یعنی جو شرعی حق کسی پر ثابت ہو جائے صرف اس کی سزا دی جائے گی، باقی رہا دلوں کا معاملہ تو اس کا حساب اللہ تعالیٰ لیں گے کہ کون مخلص ہے اور کون منافق، کون مجرم ہے اور کون بری۔)

﴿۱۴۳﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ، وَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، فَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدِيْ۔

قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَ قَدْ ذَهَبَ رَسُوْلُ اللهِ وَ اَنْتُمْ تَنْتَثِلُوْنَهَا۔

أخرجه البخاري و النسائي و هذا اللفظ للنسائى۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٢٩٧٧، و سنن النسائي، رقم الحديث: ٣٠٨٩، و قد أتى النسائي به في باب وجوب الجهاد]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مجھے جامع کلمات دے کر بھیجا گیا ہے اور رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے۔ ایک بار میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔“

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو (دنیا سے) چلے گئے اور تم ان خزانوں کو نکال رہے ہو۔“

فائدہ: امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو باب وجوب الجہاد میں لائے ہیں۔

۱۴۴

عَنْ أنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ وَ اَلْسِنَتِكُمْ-

أخرجه أبوداؤد و النسائي و الدارمي و أحمد و ابن حبان و الحاكم و اللفظ لأبي داؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث:۲۵۰۴، ومسند أحمد، رقم الحديث: ۱۲۲۴۶، وسنن الدرامي، رقم الحديث: ۲۴۷۵، وصحيح ابن حبان، رقم الحديث: ۴۷۰۸، والمستدرك للحاكم، رقم الحديث: ۲۴۲۷]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (حکماً) ارشاد فرمایا:

”اپنے مال، اپنی جان اور اپنی زبانوں کے ساتھ مشرکین سے جہاد کرو۔“

۱۴۵

و في رواية النسائي و الدارمي:

جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ وَ اَلْسِنَتِكُمْ-أخرجه النسائي

[سنن النسائي، رقم الحديث: ۳۰۹۶]

ترجمہ: سنن نسائی اور سنن دارمی میں اس حدیث شریف کے الفاظ اس طرح ہیں:

”تم مشرکین کے ساتھ اپنے مال، اپنے ہاتھ اور زبان کے ذریعہ جہاد کرو۔“

فائدہ: ”امر“ کے صیغہ کے ساتھ حکم فرمایا کہ...... فریضۂ جہاد اداء کرنے میں مؤمن اپنی جان، مال اور ہر صلاحیت لگا دے...... زبان سے (جہاد کا مطلب) دعوتِ جہاد، دشمنانِ اسلام کی ناطقہ بندی، ان کے خلاف تدبیر اور مجاہدین کی حوصلہ افزائی...... خصوصاً ایسی باتیں جن سے دشمنانِ اسلام کے دل جلیں اور حوصلے ٹوٹیں۔

﴿۱۴۶﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا أُخْرِجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ: اَخْرَجُوْا نَبِيَّهُمْ إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ لَيَهْلِكُنَّ، فَنَزَلَتْ: ﴿أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ﴾ [الحج: ۳۹] فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ سَيَكُوْنُ قِتَالٌ- قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَهِيَ اَوَّلُ آيَةٍ نَزَلَتْ فِي الْقِتَالِ-

أخرجه الترمذي و النسائي و أحمد و اللفظ للنسائي-

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ٣١٧١، و سنن النسائي، رقم الحديث: ٣٠٨٥، و مسند أحمد، رقم الحديث: ١٨٦٥]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ سے نکالے گئے تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”ان لوگوں (مشرکین مکہ) نے اپنے نبی کو نکال دیا، إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔“ اب یہ لوگ ضرور تباہ و برباد ہوں گے۔ پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۝﴾ [الحج:۳۹]

”جن لوگوں سے بلاوجہ لڑائی کی جاتی ہے، انہیں بھی لڑنے (یعنی جہاد) کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔“

تب حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”میں سمجھ گیا کہ اب (کافروں سے) قتال ہوگا۔“

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”یہ آیت قتال کے بارے میں اترنے والی سب سے پہلی آیت ہے۔“

فائدہ: اجازت جہاد سے فرضیت جہاد تک کے تمام مراحل کی آیات قرآن مجید میں موجود ہیں...... تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں ”فتح الجواد فی معارف آیات الجہاد“۔

﴿۱۴۷﴾

عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِيْ أُمَيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اِنَّ رِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْهِجْرَةَ قَدِ انْقَطَعَتْ، فَاخْتَلَفُوْا فِيْ ذٰلِكَ، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ اُنَاسًا يَّقُوْلُوْنَ: إِنَّ الْهِجْرَةَ قَدِ انْقَطَعَتْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْهِجْرَةَ لَاتَنْقَطِعُ مَا كَانَ الْجِهَادُ۔

أخرجه أحمد في مسنده۔

[مسند أحمد، رقم الحديث:٢٣١٨٦، وقال الهيثمي: رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح. مجمع الزوائد و منبع الفوائد، رقم الحديث: ٩٢٨١]

ترجمہ: حضرت سیدنا جنادہ بن ابو امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کی رائے یہ تھی کہ ہجرت کا حکم ختم ہوگیا ہے، اور کچھ حضرات کی رائے اس سے مختلف تھی، چنانچہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ”یارسول اللہ! کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہجرت ختم ہوگئی ہے؟“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جب تک جہاد باقی ہے ہجرت ختم نہیں ہوسکتی۔“

﴿۱۴۸﴾

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ السَّعْدِيِّ، رَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ مَالِكِ بْنِ حَسَلٍ، اَنَّهٗ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَاسٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالُوْا لَهٗ: اِحْفَظْ رِحَالَنَا ثُمَّ تَدْخُلُ وَ كَانَ اَصْغَرَ الْقَوْمِ، فَقَضٰى لَهُمْ حَاجَتَهُمْ، ثُمَّ قَالُوْا لَهٗ: اُدْخُلْ فَدَخَلَ، فَقَالَ: حَاجَتُكَ؟ قَالَ: حَاجَتِيْ تُحَدِّثُنِيْ انْقَضَتِ الْهِجْرَةُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَاجَتُكَ خَيْرٌ مِّنْ حَوَائِجِهِمْ لَاتَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ مَا قُوْتِلَ الْعَدُوُّ۔

أخرجه أحمد و النسائي و هذا اللفظ لأحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ٢٢٣٢٤، و النسائي، رقم الحديث:٤١٧٣، و قال الهيثمي: رواه أحمد و رجاله رجال الصحيح. مجمع الزوائد و منبع الفوائد، رقم الحديث: ٩٢٨٢]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن سعدی رضی اللہ عنہ جو قبیلہ بنی مالک بن حسل سے تھے، سے مروی ہے:

''ایک مرتبہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے ساتھیوں نے ان سے کہا کہ ہماری سواریوں کا خیال رکھو، تم بعد میں چلے جانا، کیونکہ وہ لوگوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب کی ضروریات پوری کر دیں، پھر ان کے ساتھیوں نے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا، جب وہ حاضر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ان کی ضرورت دریافت فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا: ''میری ضرورت یہ ہے کہ آپ مجھے یہ بتا دیں کہ کیا ہجرت ختم ہوگئی ہے؟''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تمہاری ضرورت ان سب کی ضرورت سے بہتر ہے، جب تک دشمن سے قتال جاری رہے گا اس وقت تک ہجرت ختم نہیں ہوگی۔''

﴿۱۴۹﴾

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا حُرِمَ اَحَدُكُمُ الزَّوْجَةَ وَالْوَلَدَ فَعَلَيْهِ بِالْجِهَادِ۔

أخرجه الطبراني۔

[المعجم الكبير، ۱۹: ۲۴۲، و قال الهيثمي: و فيه موسى بن محمد بن حاطب و لم أعرفه، و بقية رجاله ثقات، مجمع الزوائد، ج: ۵، ص: ۲۷۸]

ترجمہ: حضرت سیدنا محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی بیوی بچوں سے محروم ہو تو وہ اپنے اوپر جہاد کو لازم کرلے۔''

❀...❀...❀

باب: دوام الجهاد

جہاد کے ہمیشہ جاری رہنے کا بیان

﴿۱۵۰﴾

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْاَصَمِّ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِيْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، ذَكَرَ حَدِيْثًا رَوَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَمْ اَسْمَعْهُ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِنْبَرِهٖ حَدِيْثًا غَيْرَهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يُّرِدِ اللهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ، وَ لَاتَزَالُ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ عَلٰى مَنْ نَاوَاهُمْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

أخرجه البخاری و مسلم و أحمد و اللفظ لأحمد۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۷۱، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۰۳۷، مسند احمد، رقم الحديث: ۱۶۸۴۹]

ترجمہ: حضرت یزید بن الاصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”میں نے حضرت سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک روایت بیان کرتے ہوئے سنا، جبکہ اس کے علاوہ کوئی اور حدیث ان سے (اس طرح) منبر پر نہیں سنی، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطاء فرما دیتے ہیں، اور قیامت تک مسلمانوں کی ایک جماعت ہمیشہ حق کی خاطر لڑتی رہے گی، جو اپنے مدمقابل مخالفین پر غالب رہے گی۔“

﴿۱۵۱﴾

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقُوْلُ: لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

أخرجه مسلم و أحمد و اللفظ لمسلم ۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۹۲۳، مسند أحمد، رقم الحديث: ۱۴۷۲۰]

ترجمہ: حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

”میری امت کا ایک گروہ حق پر رہتے ہوئے مسلسل قتال کرتا رہے گا، قیامت تک وہی غالب رہیں گے۔“

﴿۱۵۲﴾

عَنْ عُقْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: لَاتَزَالُ عِصَابَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلٰى اَمْرِ اللّٰهِ، قَاهِرِيْنَ لِعَدُوِّهِمْ، لَايَضُرُّهُمْ مَّنْ خَالَفَهُمْ، حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ وَ هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ۔

أخرجه مسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۹۲۴]

ترجمہ: حضرت سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

”ہمیشہ میری امت کی ایک جماعت اللہ تعالیٰ کے حکم پر لڑتی رہے گی، جو اپنے دشمن پر غالب رہے گی۔ ان کی مخالفت کرنے والے ان کا کچھ نقصان نہیں بگاڑ سکیں گے، یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ اسی حال میں ہوں گے۔“

﴿۱۵۳﴾

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ: لَنْ يَّبْرَحَ هٰذَا الدِّيْنُ قَائِمًا، يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ، حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ۔

رواه مسلم و أحمد و اللفظ لمسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث:۱۹۲۲، مسند أحمد، رقم الحديث: ۲۱۰۱۴ و ۲۱۰۴۵]

ترجمہ: حضرت سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا اور قیامت تک مسلمانوں کی ایک جماعت اس کے لیے قتال کرتی رہے گی۔“

فائدہ: چونکہ دین کی خاطر جہاد کرنے والے...... سچے مسلمان اور دیندار ہوتے ہیں...... تو اُن کا موجود رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ دین بھی موجود ہے...... یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا...... اور ”مجاہدین“ اسلام کے وجود کی دلیل بنے رہیں گے فَطُوْبٰی لَهُمْ۔

﴿۱۵۴﴾

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ عَلٰى مَنْ نَاوَاهُمْ حَتّٰى يُقَاتِلَ آخِرُهُمُ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ-

أخرجه أبوداؤد و أحمد و اللفظ لأبى داؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث:٢٤٨٤، ومسند أحمد، رقم الحديث: ١٩٩٩٠، وإسناده صحيح]

ترجمہ: حضرت سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کی خاطر قتال کرتا رہے گا، وہ اپنے مدِمقابل مخالفین پر غالب رہیں گے، یہاں تک کہ ان کے آخری افراد مسیح دجال سے قتال کریں گے۔“

﴿۱۵۵﴾

وَ فِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ عَلٰى مَنْ نَاوَاهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ، وَ يَنْزِلَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ-

أخرجه أحمد-

[مسند أحمد، رقم الحديث: ١٩٨٥١، و إسناده صحيح]

ترجمہ: حضرت سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”میری امت کا ایک گروہ مسلسل حق کی خاطر قتال کرتا رہے گا، وہ اپنے مدمقابل مخالفین پر غالب رہے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے اور عیسیٰ بن مریم (علیہما الصلوٰۃ والسلام) کا نزول ہو جائے۔“

﴿۱۵۶﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْجِهَادُ وَاجِبٌ عَلَيْكُمْ مَعَ كُلِّ اَمِيْرٍ، بَرًّا كَانَ اَوْ فَاجِرًا، وَ الصَّلٰوةُ وَاجِبَةٌ عَلَيْكُمْ خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ اَوْ فَاجِرًا، وَ إِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ، وَ الصَّلٰوةُ وَاجِبَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ اَوْ فَاجِرًا، وَ إِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ۔

أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٥٣٣، وقال المنذري: هذا منقطع، مكحول لم يسمع من أبي هريرة]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تم پر جہاد لازم ہے ہر امیر کی امارت میں خواہ وہ نیک ہو یا فاسق اور تم پر ہر مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنا لازم ہے خواہ وہ نیک ہو یا برا، اگر چہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہی کیوں نہ ہو، اور تم پر ہر مسلمان کی نماز (جنازہ) پڑھنا واجب ہے، خواہ وہ نیک ہو یا گنہگار، اگر چہ وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو۔“

فائدہ: جہاد اور نماز کو اللہ تعالیٰ نے فرض فرمایا ہے، اس پر دل سے غور کیا جائے تو یہ حدیث مبارکہ دل میں آسانی سے اتر جاتی ہے کہ عارضی یا سطحی وجوہات کو بہانہ بنا کر ان سے محروم نہ ہوا جائے۔

﴿۱۵۷﴾

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثٌ مِّنْ اَصْلِ الْإِيْمَانِ: اَلْكَفُّ عَمَّنْ قَالَ: لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَ لَا نُكَفِّرُهُ بِذَنْبٍ وَ لَا نُخْرِجُهُ مِنَ الْإِسْلَامِ بِعَمَلٍ، وَ الْجِهَادُ مَاضٍ مُنْذُ بَعَثَنِيَ اللهُ إِلٰى اَنْ يُّقَاتِلَ آخِرُ اُمَّتِي الدَّجَّالَ لَا يُبْطِلُهُ جَوْرُ جَائِرٍ وَّ لَا عَدْلُ عَادِلٍ، وَ الْإِيْمَانُ بِالْأَقْدَارِ۔

أخرجه أبو داؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٥٣٢، و قال المنذري: و الراوي عن أنس يزيد بن أبي نشبة، و هو في معنى المجهول، و قد تقدم غير حديث يدل على الجهاد مع أئمة الجور. مختصر سنن أبي داؤد، ٢: ١٥٥، مكتبة المعارف]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تین چیزیں ایمان کی بنیاد میں سے ہیں:

(۱) جس شخص نے ”لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ“ کا اقرار کرلیا اس کے درپے نہ ہونا، ہم نہ اسے کسی گناہ کی بنا پر کافر قرار دیتے ہیں اور نہ ہی کسی عمل کی وجہ سے ایمان سے نکالتے ہیں۔

(۲) جہاد ”جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے“ جاری ہے اور جاری رہے گا۔ یہاں تک کہ اس امت کی آخری جماعت دجال سے قتال کرے گی، اس (جہاد) کو کسی ظالم کا ظلم اور کسی عادل کا عدل ختم نہیں کر سکے گا۔

(۳) اور ہر طرح کی تقدیر پر ایمان رکھنا۔“

﴿۱۵۸﴾

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُفَيْلٍ الْكِنْدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللهِ! اَذَالَ النَّاسُ الْخَيْلَ، وَ وَضَعُوا السِّلَاحَ، وَ قَالُوْا: لَا جِهَادَ قَدْ وَضَعَتِ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا- فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهٖ وَ قَالَ: كَذَبُوْا، اَلْآنَ اَلْآنَ جَاءَ الْقِتَالُ، وَ لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِيْ اُمَّةٌ يُّقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ، وَ يُزِيْغُ اللهُ لَهُمْ قُلُوْبَ اَقْوَامٍ، وَ يَرْزُقُهُمْ مِّنْهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ وَ حَتّٰى يَأْتِيَ وَعْدُ اللهِ، وَ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَ هُوَ يُوْحٰى اِلَيَّ اَنِّيْ مَقْبُوْضٌ غَيْرَ مُلَبَّثٍ وَّ اَنْتُمْ تَتَّبِعُوْنِيْ اَفْنَادًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، وَ عُقْرُ دَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ الشَّامُ-

أخرجه النسائي و أحمد و اللفظ للنسائي-

[سنن النسائي، رقم الحديث:۳۵۶۱، ومسند أحمد، رقم الحديث: ۱۶۹۶۵]

ترجمہ: حضرت سیدنا سلمہ بن نفیل کندی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی نے عرض کیا:

”یارسول اللہ! لوگوں نے گھوڑوں کو اہمیت دینا چھوڑ دی ہے، ہتھیار رکھ دیئے ہیں، اور کہنے لگے ہیں کہ اب جہاد نہیں رہا (کیونکہ) جنگ ختم ہو چکی ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا چہرۂ انور لوگوں کی طرف کیا اور ارشاد فرمایا:

“وہ جھوٹ بولتے ہیں، ابھی...... ابھی تو جہاد فرض ہوا ہے اور میری امت کا ایک عظیم گروہ حق (کو غالب کرنے) کی خاطر لڑتا رہے گا، اللہ تعالیٰ ان کے لیے بہت سے لوگوں کے دل ٹیڑھے کرتا رہے گا اور اللہ تعالیٰ مجاہدین کو ان سے (مال غنیمت کی صورت) رزق عطاء فرماتا رہے گا، (دوسرا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اقوام کے دلوں کو ان کے تابع کر دے گا اور وہ قتال پر مجاہدین کی مدد کریں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں ان مجاہدین کی برکت سے رزق دے گا)، (یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا) حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کا (غلبے والا) وعدہ پورا ہو جائے۔ اور گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لیے خیر رکھ دی گئی ہے (اس لیے گھوڑوں کی اہمیت اور قدر و قیمت کبھی بھی مسلمان کے دل میں کم نہیں ہونی چاہیے)۔ مجھے وحی کی گئی ہے کہ میں دنیا میں رہنے والا نہیں ہوں، بلکہ یہاں سے جانے والا ہوں اور تم میرے بعد گروہوں میں بٹ جاؤ گے اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹو گے۔ اور (قرب قیامت کے فتنوں کے دور میں) ایمان والوں کی جائے پناہ ”شام“ ہوگا۔”

فائدہ: حدیث مبارکہ میں سمجھایا گیا کہ...... ① جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ ② ہر آنے والے دن کے ساتھ جہاد کی ضرورت بڑھتی جائے گی۔ ③ مسلمانوں کو آلات جہاد خصوصاً گھوڑوں میں رکھی گئی خیر، برکت، غنیمت، عزت اور وجاہت کا اہمیت کے ساتھ طلبگار رہنا چاہیے۔ ④ مسلمانوں کا آپس میں لڑنا ایک بڑا فتنہ ہے۔ ⑤ ملک شام کی دین اسلام میں ہمیشہ اہمیت رہے گی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

* ... * ... *

باب: التّولی یوم الزّحف (القتال)

میدانِ جہاد سے پیٹھ پھیر کر بھاگنے کی مذمت کا بیان

﴿۱۵۹﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ مَا هُنَّ؟ قَالَ: اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَ السِّحْرُ وَ قَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَ اَكْلُ الرِّبَا، وَ اَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَ التَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَ قَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ۔

متفق عليه و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث:۲۷۶۶، و صحيح مسلم، رقم الحديث: ۸۹]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”سات ہلاکت خیز چیزوں سے بچو۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”یارسول اللہ! وہ سات چیزیں کون سی ہیں؟“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”﴿۱﴾ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ ﴿۲﴾ جادو کرنا۔ ﴿۳﴾ جس جان کو اللہ تعالیٰ نے حرمت بخشی ہو اسے ناحق قتل کرنا۔ ﴿۴﴾ سود کھانا۔ ﴿۵﴾ یتیم کا مال کھانا۔ ﴿۶﴾ لڑائی کے دن پیٹھ دکھا کر بھاگنا۔ ﴿۷﴾ بھولی بھالی پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔“

فائدہ: میدانِ جہاد سے بھاگنا کفر و شرک کی طرح...... تباہ و برباد کرنے والا گناہ ہے...... اس گناہ سے بچنے کے لیے جہاد کا مضبوط نظریہ...... اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر کامل یقین...... جہاد کی بہترین تیاری...... جنگ کی عمدہ مشق اور شوق شہادت...... یہ نصاب...... ہر مسلمان کو اپنانا چاہیے۔

﴿۱۶۰﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ○﴾ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حِيْنَ فُرِضَ عَلَيْهِمْ اَنْ لَّا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِّنْ عَشَرَةٍ، فَجَاءَ التَّخْفِيْفُ، فَقَالَ: ﴿اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللهُ عَنْكُمْ وَ عَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ﴾ قَالَ: فَلَمَّا خَفَّفَ اللهُ عَنْهُمْ مِنَ الْعِدَّةِ نَقَصَ مِنَ الصَّبْرِ بِقَدْرِ مَا خُفِّفَ عَنْهُمْ۔

أخرجه البخاري و أبوداؤد و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۴۶۵۳، وسنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۲۶۴۶]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ﴾

”اگر تم میں بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دوسو پر غالب آجائیں گے۔“

تو یہ حکم مسلمانوں پر سخت گزرا، کیونکہ اس آیت میں ان پر یہ فرض قرار دیا گیا تھا کہ ایک مسلمان دس کافروں کے مقابلے سے نہ بھاگے۔ چنانچہ اس کے بعد تخفیف کر دی گئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللهُ عَنْكُمْ وَ عَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ﴾

”اب اللہ تعالیٰ نے تم سے بوجھ ہلکا کر دیا اور معلوم کر لیا کہ تم میں کسی قدر کمزوری ہے پس اگر تم میں ”سو“ ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو ”دوسو“ پر غالب آجائیں گے۔“

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے تعداد میں تخفیف فرمادی تو مسلمانوں کی ثابت قدمی میں اسی تخفیف کی بقدر کمی آگئی۔

فائدہ: اس روایت کا تعلق ”احکام جہاد“ اور ”تدبیر جہاد“ سے ہے کہ...... کتنی تعداد والے دشمنوں کے مقابلے میں وقتی طور پر پیچھے ہٹنا جائز ہے؟ تفصیل فقہ اور سیر کی کتب میں ملاحظہ فرمائیں۔ ساتھ یہ بات بھی سمجھا دی گئی کہ مجاہد کا عزم جتنا بلند ہو اس پر اللہ تعالیٰ کی نصرت اسی قدر زیادہ نازل ہوتی ہے...... مذکورہ آیات کی تفسیر دیکھنے کے لیے ملاحظہ فرمائیں: ”فتح الجواد فی معارف آیات الجہاد“۔

﴿١٦١﴾

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: اِنَّهٗ كَانَ فِيْ سَرِيَّةٍ مِنْ سَرَايَا رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَحَاصَ النَّاسُ حَيْصَةً، فَكُنْتُ فِيْمَنْ حَاصَ، قَالَ: فَلَمَّا بَرَزْنَا قُلْنَا: كَيْفَ نَصْنَعُ وَ قَدْ فَرَرْنَا مِنَ الزَّحْفِ وَبُؤْنَا بِالْغَضَبِ؟ فَقُلْنَا: نَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ فَنَتَثَبَّتُ فِيْهَا وَ نَذْهَبُ وَ لَا يَرَانَا اَحَدٌ. قَالَ: فَدَخَلْنَا فَقُلْنَا: لَوْ عَرَضْنَا اَنْفُسَنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنْ كَانَتْ لَنَا تَوْبَةٌ اَقَمْنَا، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ ذَهَبْنَا. قَالَ: فَجَلَسْنَا لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ، فَلَمَّا خَرَجَ قُمْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا: نَحْنُ الْفَرَّارُوْنَ، فَاَقْبَلَ إِلَيْنَا فَقَالَ: لَا! بَلْ اَنْتُمُ الْعَكَّارُوْنَ. قَالَ: فَدَنَوْنَا فَقَبَّلْنَا يَدَهٗ، فَقَالَ: اَنَا فِئَةُ الْمُسْلِمِيْنَ-

أخرجه أحمد و أبوداؤد و الترمذي و هذا اللفظ لأبي داؤد-

[مسند أحمد، رقم الحديث:٥٣٨٤، و سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٦٤٧، و سنن الترمذي، رقم الحديث: ١٧١٦ ...... و قال الترمذي: هذا حديث حسن، لانعرفه إلا من حديث يزيد بن أبي زياد]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے بھیجے گئے ایک لشکر میں شریک تھے، (اس لشکر کے) مجاہدین مقابلے سے بھاگ چلے اور میں بھی ان (بھاگنے والوں) میں شریک تھا۔ جب ہم علیحدہ ہوئے، تو ہم نے کہا: ”کیا کریں؟ ہم تو جہاد سے بھاگ آئے ہیں اور (اللہ تعالیٰ کا) غضب لے کر لوٹے ہیں؟“ ہم نے طے کیا کہ ہم مدینہ منورہ میں (اس طرح) داخل ہوں گے کہ کوئی ہمیں دیکھ نہ سکے، سو جب ہم (مدینہ منورہ) میں داخل ہوئے، تو ہم نے سوچا کہ کیوں نہ ہم اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کر دیں، اگر توبہ قبول ہوئی تو ٹھہرے رہیں گے، ورنہ جہاد میں چلے جائیں گے، چنانچہ نمازِ فجر سے پہلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بڑھے اور عرض کیا: ”ہم لوگ بھاگ کر آنے والے ہیں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

”نہیں! تم لڑائی کی تیاری کے لیے پلٹنے والے ہو۔“

(یہ حوصلہ افزاء جواب سن کر) ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”میں مسلمانوں کا مرکز ہوں۔“

فائدہ: یعنی جس طرح مجاہدین جنگ کے دوران اپنی قریبی چھاؤنی اور مرکز میں لوٹتے ہیں...... خوراک، علاج، آرام اور سامان جنگ کے لیے...... اسی طرح تم لوگ مدینہ منورہ آئے ہو...... یہ فرار نہیں بلکہ جنگی چال ہے جو کہ گوریلا کارروائیوں میں از حد مفید ہوتی ہے۔

﴿۱۶۲﴾

و أما لفظ الترمذي فهو:

اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَرِيَّةٍ، فَحَاصَ النَّاسُ حَيْصَةً، فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ، فَاخْتَبَأْنَا بِهَا وَقُلْنَا: هَلَكْنَا، ثُمَّ اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نَحْنُ الفَرَّارُوْنَ، قَالَ: بَلْ اَنْتُمُ العَكَّارُوْنَ، وَ اَنَا فِئَتُكُمْ- أخرجه الترمذي

[سنن الترمذی ۔ رقم الحدیث:۱۷۱۶]

ترجمہ: (سنن ترمذی میں یہ حدیث مبارکہ اس طرح آئی ہے:) حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایک سریہ میں روانہ فرمایا، (پھر ہم) لوگ لڑائی سے اکھڑ گئے (یعنی پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوئے)، چنانچہ ہم مدینہ منورہ واپس آ گئے اور (شرم کی وجہ سے) چھپ گئے اور ہم نے کہا: ”ہلاک ہو گئے۔“ پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ”یا رسول اللہ! ہم بھگوڑے ہیں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”نہیں، بلکہ تم لوگ پیچھے ہٹ کر حملہ کرنے والے ہو اور میں تمہارا پشت پناہ ہوں۔“

فائدہ: دشمن کے سامنے ہتھیار ڈالنے...... اور جہاد چھوڑنے کی نیت نہ ہو تو پھر یہ لڑنا، پلٹنا، آگے بڑھنا، پیچھے ہٹنا، پیش قدمی کرنا یا بھاگنا سب کچھ جائز اور درست ہے...... اور جنگی چالوں کا حصہ ہے۔

﴿١٦٣﴾

عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ جَاءَ يَعْبُدُ اللهَ وَ لَايُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَ يُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَ يَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ كَانَ لَهُ الْجَنَّةُ، فَسَاَلُوْهُ عَنِ الْكَبَائِرِ، فَقَالَ: الْإِشْرَاكُ بِاللهِ وَ قَتْلُ النَّفْسِ الْمُسْلِمَةِ وَ الْفِرَارُ يَوْمَ الزَّحْفِ-

أخرجه النسائي-

[سنن النسائي، رقم الحديث: ٤٠٠٩، و سنده صحيح]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص (قیامت کے دن) اس حال میں آیا کہ وہ (دنیا میں) صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہا، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا، نماز قائم کرتا رہا، زکوٰۃ اداء کرتا اور کبائر (بڑے بڑے گناہوں) سے بچتا رہا تو اس کے لیے جنت ہے۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبائر کے متعلق دریافت کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، کسی مسلمان کو (ناحق) قتل کرنا اور قتال کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگنا۔“

❀...❀...❀

باب: الوَعِيدُ فِي تَرْكِ الْجِهَاد

جہاد چھوڑنے پر وعیدوں کا بیان

﴿۱۶۴﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ مَّاتَ وَ لَمْ يَغْزُ وَ لَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِّنْ نِّفَاقٍ۔

أخرجه مسلم و أبوداؤد و أحمد و اللفظ لمسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۹۱۰، و سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۲۵۰۲، مسند أحمد، رقم الحديث: ۸۸۶۵]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص اس حال میں مرا کہ نہ اس نے کبھی جہاد کیا اور نہ دل میں جہاد کا ارادہ و عزم کیا تو وہ نفاق کے ایک درجے پر مرا۔“

فائدہ: جہاد نہ کرنا ”منافقین“ کا طریقہ ہے...... اور جہاد سے منہ موڑنا ”نفاق“ کا شعبہ ہے...... حدیث شریف میں ”غزو“ کا لفظ استعمال فرمایا ہے جس کا معنیٰ ”لڑائی اور جنگ“ ہے...... اس لیے اس میں جہاد کے دیگر لغوی معانی مراد نہیں لیے جاسکتے...... اللہ تعالیٰ اس سخت وعید یعنی نفاق کی موت سے ہم سب مسلمانوں کی حفاظت فرمائیں۔

﴿۱۶۵﴾

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِيْنَةِ وَ اَخَذْتُمْ اَذْنَابَ الْبَقَرِ وَ رَضِيْتُمْ بِالزَّرْعِ وَ تَرَكْتُمُ الْجِهَادَ سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَّا يَنْزِعُهٗ حَتّٰى تَرْجِعُوْا إِلٰى دِيْنِكُمْ۔

أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۳۴۶۲]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

”جب تم غیر شرعی خرید و فروخت میں لگ جاؤ گے اور بیلوں کی دُمیں تھام لو گے اور کھیتی باڑی ہی پر مطمئن

ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ بیٹھو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا جو کسی طرح تم سے نہ ہٹے گی، مگر یہ کہ تم اپنے دین کی طرف لوٹ آؤ۔ (یعنی جہاد فی سبیل اللہ کی طرف)۔‘‘

فائدہ: زیادہ نفع کے حرص میں طرح طرح کے تجارتی حیلے کرنا……فرض جہاد کے زمانے میں جانوروں اور کھیتوں میں مشغول ہونا……یہ سب مسلمانوں کے عمومی زوال کا ذریعہ ہیں……اللہ تعالیٰ نے جہاد میں اسلام اور مسلمانوں کی عزت رکھی ہے……جب عزت کا یہ راستہ چھوٹے گا تو ذلت ہی آئے گی……ہاں جہاد جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ نہ کھیتی باڑی منع ہے اور نہ حلال تجارت……بلکہ جہاد کی برکت سے مسلمانوں کو ان کاموں کے لیے بے شمار خدام اور ملازم مل جاتے ہیں۔

﴿۱۶۶﴾

عَنْ أَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ لَّمْ يَغْزُ اَوْ يُجَهِّزْ غَازِيًا اَوْ يَخْلُفْ غَازِيًا فِيْ اَهْلِهٖ بِخَيْرٍ اَصَابَهُ اللّٰهُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ- أخرجه أبوداؤد و ابن ماجة و اللفظ لأبى داؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث:۲۵۰۳، و سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ۲۷۶۲، و قال المنذري في مختصر سنن أبي داؤد: و القاسم فيه مقال. ۲/ ۱۴۶]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’جس شخص نے نہ جہاد کیا، نہ کسی مجاہد کو سامانِ جہاد مہیا کیا اور نہ کسی مجاہد کی غیر حاضری میں اس کے گھر والوں کی خیر (یعنی تقویٰ، بھلائی اور عزت کے ساتھ) خبر گیری کی، تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت (یعنی موت) سے پہلے کسی آفت میں مبتلاء کر دیں گے۔‘‘

فائدہ: جہاد پورے اسلامی معاشرے کی ذمہ داری ہے……اور اس میں ’’تقسیم کار‘‘ ہے کہ کوئی لڑنے جائے……کوئی سامان برابر کرے……کوئی پیچھے ایمان اور تقویٰ کے ساتھ مجاہدین کے اہل و اولاد کی دیکھ بھال کرے……الغرض کوئی مسلمان بھی جہاد کی خدمت سے محروم نہ ہو……اگر کوئی یکسر محروم رہا تو وہ ضرور کسی آفت کا نشانہ بنے گا۔ (العیاذ باللہ)

﴿۱۶۷﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ بِغَيْرِ

اَثَرٍ مِّنْ جِهَادٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَ فِيْهِ ثُلْمَةٌ۔
أخرجه الترمذي۔

[سنن الترمذی، رقم الحديث: ١٦٦٦، و قال: هذا حديث غريب من حديث الوليد بن مسلم، عن إسماعيل بن رافع و إسماعيل بن رافع، قد ضعفه بعض أصحاب الحديث، و سمعت محمدا يقول: هو ثقة مقارب الحديث. و قد روي هذا الحديث من غير هذا الوجه عن أبي هريرة]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص جہاد کے کسی اثر کے بغیر اللہ تعالیٰ سے ملا تو وہ اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملے گا کہ اس میں ضرور کوئی نقص ہوگا۔“

فائدہ: اللہ تعالیٰ سے کامل ایمان کے ساتھ ملنا ہو تو اپنے جسم، دل اور مال وغیرہ پر جہاد کی ”مُہر“ لگانی ہوگی……شہادت، زخم، غبار، آزمائش، تھکاوٹ، مال کی قربانی، اسلحہ کی فراوانی وغیرہ کے ذریعہ سے۔

﴿١٦٨﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ اَصْحَابًا لَهٗ اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا كُنَّا فِيْ عِزٍّ وَ نَحْنُ مُشْرِكُوْنَ، فَلَمَّا آمَنَّا صِرْنَا اَذِلَّةً، فَقَالَ: إِنِّيْ اُمِرْتُ بِالْعَفْوِ فَلَاتُقَاتِلُوْا، فَلَمَّا حَوَّلَنَا اللّٰهُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ اَمَرَنَا بِالْقِتَالِ، فَكَفُّوْا، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ: ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ [النساء: ٧٧]۔
أخرجه النسائي۔

[سنن النسائي۔ رقم الحديث: ٣٠٨٦، وإسناده صحيح]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور ان کے کچھ ساتھی (ہجرت سے پہلے) مکہ مکرمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: ”یا رسول اللہ! ہم مشرک تھے تو عزت والے تھے، اور جب مسلمان ہوئے تو ذلیل کر دیئے گئے (مطلب یہ تھا کہ آپ ہمارے ہاتھ کھول دیجیے، ہم مشرکین مکہ سے دو، دو ہاتھ کرنا چاہتے ہیں، تا کہ ان کے ہوش کچھ ٹھکانے آئیں۔)“۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”(فی الحال) مجھے معافی اور درگزر کا حکم دیا گیا ہے، لہٰذا تم لڑائی نہ کرو۔“

پھر جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں مدینہ منورہ پہنچا دیا اور ہمیں لڑنے کا حکم دیا، تو (بعض) مسلمان لڑائی سے بچنے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

﴿اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ قِیۡلَ لَہُمۡ کُفُّوۡۤا اَیۡدِیَکُمۡ وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ﴾ [النساء:۷۷]

”(اے نبی!) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن سے کہا گیا تھا کہ تم اپنے ہاتھ (لڑائی سے) روکے رکھو اور نماز قائم کرو۔“

فائدہ: مکمل آیت کریمہ اور اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں...... اور جہاد یعنی قتال فی سبیل اللہ کی اہمیت کا اندازہ لگائیں:

﴿اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ قِیۡلَ لَہُمۡ کُفُّوۡۤا اَیۡدِیَکُمۡ وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ ۚ فَلَمَّا کُتِبَ عَلَیۡہِمُ الۡقِتَالُ اِذَا فَرِیۡقٌ مِّنۡہُمۡ یَخۡشَوۡنَ النَّاسَ کَخَشۡیَۃِ اللّٰہِ اَوۡ اَشَدَّ خَشۡیَۃً ۚ وَ قَالُوۡا رَبَّنَا لِمَ کَتَبۡتَ عَلَیۡنَا الۡقِتَالَ ۚ لَوۡ لَاۤ اَخَّرۡتَنَاۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ ؕ قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡیَا قَلِیۡلٌ ۚ وَ الۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی ۟ وَ لَا تُظۡلَمُوۡنَ فَتِیۡلًا ۝﴾

”کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو، پھر جب انہیں لڑنے کا حکم دیا گیا تو اس وقت ان میں سے ایک جماعت لوگوں سے ایسا ڈرنے لگی جیسا اللہ کا ڈر ہو یا اس سے بھی زیادہ ڈر، اور کہنے لگے: اے رب ہمارے! تو نے ہم پر لڑنا کیوں فرض کیا؟ کیوں نہ ہمیں تھوڑی مدت اور مہلت دی؟ ان سے کہہ دو دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے اور آخرت پرہیزگاروں کے لیے بہتر ہے، اور ایک دھاگے برابر بھی تم سے بے انصافی نہیں کی جائے گی۔“

خلاصۂ تفسیر: کچھ لوگ جہاد کا حکم آنے سے پہلے جہاد کی اجازت مانگا کرتے تھے، تب ان سے کہا جاتا تھا کہ نہیں، ابھی اجازت نہیں ہے، بس نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کا اہتمام کرو، پھر جب ان پر جہاد کو فرض کر دیا گیا تو ان میں سے بعض گھبرا گئے اور کافروں سے یوں ڈرنے لگے جس طرح اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے۔ اور بعض تو اس سے بھی زیادہ خوف میں مبتلاء ہو گئے۔ اور تمنا کرنے لگے کہ کاش ابھی جہاد کا حکم نہ آتا اور ہم کچھ اور مہلت پاتے۔ چونکہ ان کے دل میں دنیا کی بعض نعمتوں کا شوق پیدا ہو گیا تھا اور ان نعمتوں کا چھوڑنا ان پر بھاری ہو رہا تھا تو ان کو سمجھایا گیا کہ اس دنیا میں رکھا ہی کیا ہے؟ یہاں کی نعمتیں بھی فانی اور ان سے فائدہ اٹھانا بھی بہت تھوڑا۔ تو پھر ان کی خاطر جہاد کے حکم کو ملتوی

کرانے کا کیا مطلب؟ اصل نعمتیں تو آخرت کی ہیں، جہاں متقی لوگوں کے لئے خیر ہی خیر ہے اور وہاں ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ تو پھر جہاد سے بڑھ کر کون سا عمل ہو سکتا ہے؟ اس لئے اپنی آخرت کی خاطر خوب جہاد کرو۔

[فتح الجواد۔ ج:۱، ط: مکتبہ عرفان۔ لاہور]

﴿۱۶۹﴾

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ اَهْلِ بَيْتٍ لَايَغْزُوْ مِنْهُمْ غَازٍ اَوْ يُجَهِّزُ غَازِيًا بِسِلْكٍ اَوْ بِإِبْرَةٍ اَوْ مَا يَعْدِلُهَا مِنَ الْوَرِقِ، اَوْ يَخْلُفُهُ فِيْ اَهْلِه بِخَيْرٍ إِلَّا اَصَابَهُمُ اللّٰهُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔
أخرجه الطبراني في الأوسط۔

[المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث: ۸۳۳۲، و قال الهيثمي: و فيه سويد بن عبد العزيز، و هو ضعيف ، مجمع الزوائد، ج: ۵، ص: ۲۸۴]

ترجمہ: حضرت سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جس گھر سے نہ کسی نے جہاد کیا، نہ کسی مجاہد کو دھاگا یا سوئی یا اس کے برابر چاندی (یعنی مال) دیا اور نہ ہی کسی مجاہد کے پیچھے اس کے گھر والوں کی خیر کے ساتھ خبر گیری کی، تو اللہ تعالیٰ اس گھر والوں کو قیامت (یعنی موت) کے دن سے پہلے کسی نہ کسی مصیبت میں مبتلاء فرمادیں گے۔“

﴿۱۷۰﴾

عَنْ أَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا تَرَكَ قَوْمُنِ الْجِهَادَ إِلَّا عَمَّهُمُ اللّٰهُ بِالْعَذَابِ۔
أخرجه الطبراني في الأوسط۔

[المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث:۳۸۳۹، و قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط عن شيخه علي بن سعيد الرازي قال الدارقطني: ليس بذاك، و قال الذهبي: روى عنه الناس. مجمع الزوائد، ج:۵، ص:۲۸۴]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جو قوم جہاد چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس پر عمومی عذاب نازل فرماتے ہیں۔“

باب: الجہاد باذن الابوین

جہاد میں والدین کی اجازت کا بیان

﴿۱۷۱﴾

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَسْتَأْذِنُهُ فِي الْجِهَادِ، فَقَالَ: اَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ-
أخرجه الأئمة الستة و اللفظ للنسائى-

[صحيح البخاري، رقم الحديث:۳۰۰۴، و صحيح مسلم، رقم الحديث: ۳۰۹۸، و سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۲۵۲۸، و سنن النسائي، رقم الحديث: ۳۱۰۳، و سنن ابن ماجة ، رقم الحديث: ۲۷۸۲]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

’’ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جہاد میں شرکت کی اجازت چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا:

’’کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟‘‘

انہوں نے عرض کیا: ’’جی ہاں!‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’پھر انہی (کی خدمت) میں محنت کرو۔‘‘

فائدہ: مقصد چونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا...... اور احکام شرعیہ پر عمل کرنا ہے...... اس لیے حالات کے مطابق زیادہ بہتر فیصلہ کرنا چاہیے...... جہاد فرض عین نہ ہوا ہو...... اور والدین اُس کی خدمت کے محتاج ہوں تو لازمی بات ہے والدین کی خدمت کا ہی حکم دیا جائے گا...... لیکن اگر جہاد فرض عین ہو تو پھر والدین کی اجازت ضروری نہیں...... اسی طرح اگر والدین خدمت کے محتاج نہ ہوں یا دین اور جہاد سے ذہنی طور پر دور ہوں تو اس میں بھی حکم مختلف ہوگا...... کئی احادیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ جہاد والدین کی خدمت سے زیادہ افضل ہے۔

﴿۱۷۲﴾

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ السُّلَمِيِّ، اَنَّ جَاهِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَدْتُّ اَنْ اَغْزُوَ وَ قَدْ جِئْتُ اَسْتَشِيْرُكَ، فَقَالَ: هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَالْزَمْهَا، فَإِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا۔

أخرجه النسائي و ابن ماجة و هذا اللفظ للنسائي و في رواية ابن ماجة قصة۔

[سنن النسائي، رقم الحديث:۳۱۰۴، و سنن ابن ماجة، رقم الحديث:۲۷۸۱، و إسناده صحيح]

ترجمہ: حضرت سیدنا معاویہ بن جاہمہ سلمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ (میرے والد محترم) حضرت سیدنا جاہمہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ”یارسول اللہ! میرا جہاد میں جانے کا ارادہ ہے، میں (اس بارے میں) آپ سے مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”آپ کی والدہ ہیں؟“

انہوں نے عرض کیا: ”جی ہاں!“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”انہیں لازم پکڑلو! (یعنی ان کی خوب خدمت کرو) کیوں کہ جنت ان کے قدموں تلے ہے۔“

فائدہ: والدین کی خدمت بہت اہم اور ضروری حکم ہے...... اور اس میں بلا عذر غفلت اور سستی بڑی محرومی کی بات ہے...... ہر مسلمان کے نظریات میں یہ بات شامل ہونی چاہیے......لیکن جہاد میں شرکت کے لیے والدین کی اجازت اور رضامندی صرف جہاد کے فرض کفایہ ہونے کی صورت میں لازم اور ضروری ہے۔ یہ روایات بھی اسی صورت سے متعلق ہیں، لیکن جب جہاد فرض عین ہو جائے تو تب والدین کی اجازت ضروری نہیں، جیسا کہ دیگر فرائض کا معاملہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

﴿۱۷۳﴾

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، اَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

فَسَأَلَهٗ عَنْ اَفْضَلِ الْأَعْمَالِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الصَّلٰوةُ، قَالَ: ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: ثُمَّ الصَّلٰوةُ، قَالَ: ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: ثُمَّ الصَّلٰوةُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: ثُمَّ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، قَالَ: فَإِنَّ لِيْ وَالِدَيْنِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اٰمُرُكَ بِوَالِدَيْكَ خَيْرًا، فَقَالَ: وَ الَّذِيْ بَعَثَكَ نَبِيًّا لَأُجَاهِدَنَّ وَ لَاَتْرُكَنَّهُمَا، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَاَنْتَ أَعْلَمُ۔

أخرجه ابن حبان۔

[صحيح ابن حبان ۔رقم الحديث: ۱۷۲۲]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل الاعمال کے بارے میں دریافت کیا۔“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”نماز۔“

انہوں نے عرض کیا: ”اس کے بعد پھر۔“

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”پھر بھی نماز۔“

انہوں نے عرض کیا: ”اس کے بعد پھر؟“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”پھر بھی نماز۔“

(یہ سلسلہ گفتگو تین مرتبہ ہوا)

انہوں نے پھر عرض کیا: ”اس کے بعد؟“

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جہاد فی سبیل اللہ۔“

انہوں نے عرض کیا: ”میرے والدین بھی حیات ہیں۔“

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”میں آپ کو والدین کے ساتھ خیر والا معاملہ کرنے کا حکم دیتا ہوں۔“

انہوں نے عرض کیا:

”قسم اس ذات کی جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا! میں ضرور بالضرور جہاد کروں گا اور والدین کو چھوڑ دوں گا۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”تم اس بارے میں زیادہ بہتر جانتے ہو کہ تمہیں کیا کرنا چاہیے۔“

* * *

باب: الرُّخْصَةِ فِي الْقُعُوْدِ مِنَ الْعُذْرِ

عذر کی بناء پر جہاد سے پیچھے رہنے کی اجازت کا بیان

﴿۱۷۴﴾

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّهٗ قَالَ: رَاَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ، فَأَقْبَلْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ إِلٰى جَنْبِهٖ، فَاَخْبَرَنَا اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ اَخْبَرَهٗ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْلٰى عَلَيْهِ: ﴿لَا يَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ﴾ [النساء:٩٥] ،قَالَ:فَجَاءَهٗ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَ هُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! لَوْ اَسْتَطِيْعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُّ- وَ كَانَ رَجُلًا أَعْمٰى- فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَ فَخِذُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ، فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتّٰى خِفْتُ اَنْ تَرُضَّ فَخِذِيْ، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ، فَاَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ: ﴿غَيْرُ أُولِى الضَّرَرِ﴾ [النساء:٩٥]۔
أخرجه البخاري و مسلم و غيرهم و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث:٢٨٣٢، و صحيح مسلم، رقم الحديث:١٨٩٨]

ترجمہ: حضرت سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں نے مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو ان کے قریب گیا اور پہلو میں بیٹھ گیا۔ انہوں نے ہمیں بتایا کہ حضرت سیدنا زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے یہ آیت مبارکہ لکھوائی:

﴿لَا يَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ﴾ [النساء:۹۵]

”مسلمانوں میں سے جو لوگ گھر بیٹھے رہتے ہیں اور وہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرتے

ہیں برابر نہیں ہیں۔“

اتنے میں حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم ؓ آگئے جبکہ آپ ﷺ ابھی مجھے آیت مذکورہ لکھوا رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: ”یارسول اللہ! اگر مجھ میں جہاد کی طاقت ہوتی تو میں جہاد میں شریک ہوتا“ وہ نابینا تھے اس پر اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر وحی نازل فرمائی۔ اس وقت آپ ﷺ کی ران مبارک میری ران پر تھی۔ (وحی کی شدت کی وجہ سے) مجھ پر اتنا بوجھ ہوا کہ ڈر لگنے لگا کہ کہیں میری ران ٹوٹ نہ جائے۔ اس کے بعد وہ کیفیت آپ ﷺ سے ختم ہوگئی اور اللہ عزوجل نے آیت مبارکہ کا (یہ ٹکڑا) نازل فرمایا:

﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ [النساء:۹۵] (یعنی حقیقی معذور مسلمانوں کو چھوٹ اور رخصت دے دی گئی)۔“

فائدہ: ایسے معذور مسلمان جو جہاد میں نکلنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں...... اُن کو جہاد میں نہ نکلنے کا گناہ نہیں ہوگا...... لیکن انہیں گھر بیٹھ کر...... میدان میں جہاد کرنے والے مجاہدین کا اجر بھی نہیں ملے گا...... ہاں! اگر اُن کے دلوں میں جہاد کی نیت اور تڑپ ہوگی تو انہیں...... اس نیت کی برکت سے جہاد کا اجر ملے گا...... اسی طرح اگر وہ کسی بھی طرح مجاہدین کی معاونت کریں گے تو بھی جہاد کے اجر میں شریک ہوں گے...... لیکن ان تمام احکامات میں شرط یہ ہے کہ...... یہ معذور مسلمان...... جہاد اور مجاہدین سے خیرخواہی کا جذبہ رکھتے ہوں...... اور پیچھے رہ کر ان کے خلاف کوئی فتنہ فساد نہ کرتے ہوں...... اگر معذور افراد پیچھے رہ کر مسلمانوں اور مجاہدین کے خلاف فتنہ وفساد میں مبتلاء ہوئے تو اُن کے لیے ثواب تو کیا...... الٹا وبال اور گناہ ہوگا۔

﴿۱۷۵﴾

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ غَزَاةٍ فَقَالَ: إِنَّ اَقْوَامًا بِالْمَدِيْنَةِ خَلْفَنَا مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَ لَا وَادِيًا إِلَّا وَ هُمْ مَّعَنَا فِيهِ، حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ۔
أخرجه البخاري و أبو داؤد و ابن ماجة و أحمد و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۲۸۳۹، سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۲۵۰۸، و سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ۲۷۶۴، و مسند أحمد: ۱۲۶۲۹]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ (تبوک کے سفر) پر تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کچھ لوگ مدینہ میں ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں، لیکن ہم جس بھی گھاٹی یا وادی سے گزرے وہ لوگ بالیقین اس کے ثواب میں ہمارے ساتھ شریک تھے، (کیونکہ) وہ عذر کی وجہ سے رکنے پر مجبور ہوئے۔ (ورنہ جہاد میں نکلنے کی وہ پکی نیت رکھتے تھے)۔"

﴿۱۷۶﴾

و لفظ أبي داؤد:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَقَدْ تَرَكْتُمْ بِالْمَدِيْنَةِ اَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِيْرًا وَ لَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ نَّفَقَةٍ وَ لَا قَطَعْتُمْ مِنْ وَادٍ إِلَّا وَ هُمْ مَّعَكُمْ فِيْهِ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ! وَ كَيْفَ يَكُوْنُوْنَ مَعَنَا، وَ هُمْ بِالْمَدِيْنَةِ؟ فَقَالَ: حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ۔

أخرجه أبو داؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٥٠٨]

ترجمہ: (ابوداؤد شریف میں یہ حدیث مبارکہ اس طرح آئی ہے:) حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بلاشبہ تم مدینہ میں کچھ ایسے لوگوں کو چھوڑ آئے ہو کہ جو سفر بھی تم کرتے ہو یا کچھ خرچ کرتے ہو یا کوئی وادی طے کرتے ہو تو وہ (اجر و ثواب میں) تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: "یارسول اللہ! وہ ہمارے ساتھ کس طرح ہوتے ہیں، حالانکہ وہ مدینہ میں ہیں؟" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"(کیوں کہ) ان کو عذر اور مجبوری نے روکے رکھا ہے۔"

فائدہ: جو مسلمان جہاد میں نکلنے کی مکمل نیت اور عزم رکھتے ہوں...... مگر کسی عذر مثلاً سامان یا سواری نہ ہونے کی وجہ سے نہ جا سکیں تو ان کو مجاہدین کا پورا اجر ملتا ہے...... اور مجاہدین کے عمل میں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔

* * *

كتابُ جِهادِ البَحرِ

بحری جہاد کا بیان

باب: فضل جهاد البحر

بحری جہاد کے فضائل

﴿۱۷۷﴾

عَنْ أنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلٰى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُه‎ُ-وَ كَانَتْ أُمُّ حرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ- فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَطْعَمَتْهُ وَ جَعَلَتْ تَفْلِيْ رَأْسَه‎ُ، فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَ هُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْاَسِرَّةِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهمْ، فَدَعَا لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَه‎ُ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَ هُوَ يَضْحَكُ، فَقُلْتُ: وَ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ- كَمَا قَالَ فِي الْاَوَّلِ- قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ، قَالَ: اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ، فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِيْ زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ، فَهَلَكَتْ-

أخرجه البخاري و مسلم و اللفظ للبخارى-

[صحيح البخاري، رقم الحديث:٢٧٨٨، و صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٩١٢]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کیا کرتی تھیں (یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں) اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں

تھیں۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا اور آپ ﷺ کے سر کو سہلانے لگیں، اسی دوران آپ ﷺ کی آنکھ لگ گئی، جب آپ ﷺ بیدار ہوئے (تو خوشی سے) ہنس رہے تھے۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا:

”میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کئے گئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے کے لئے سمندر کے بیچ میں سوار اس طرح جا رہے ہیں جیسے بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں۔“

میں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! آپ دعاء فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی انہی میں سے کر دیں۔“ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعاء فرمائی، پھر آپ ﷺ اپنا سر رکھ کر سو گئے، اس مرتبہ بھی جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا:

”میری امت کے کچھ (اور) لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کئے گئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لئے جا رہے ہیں۔“ (پہلی والی بات ارشاد فرمائی)

میں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعاء کیجیے کہ مجھے بھی انہی میں سے کر دیں۔“

حضور ﷺ نے اس پر فرمایا:

”آپ پہلی فوج میں شامل ہوں گی۔ (جو بحری راستے سے جہاد کرے گی)۔“

چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے (جہاد کے لیے) بحری سفر فرمایا، پھر جب سمندر سے باہر آئیں تو ان کی سواری نے انہیں نیچے گرا دیا اور اسی حادثہ میں وہ شہید ہو گئیں۔

فائدہ:

۱ اس روایت سے جہاں بحری جہاد کی فضیلت معلوم ہوئی، وہیں عورتوں کا جذبہ جہاد اور شوق شہادت بھی معلوم ہوتا ہے، اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاد اگرچہ عورتوں پر فرض نہیں لیکن انہیں اس کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

۲ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی محرم (رضاعی خالہ) تھیں۔

۳ اپنے بعد اپنی اُمت کو جہاد میں مشغول دیکھ کر آپ ﷺ اس قدر خوش ہوئے...... یہ قیامت تک کے مجاہدین کے لیے بشارت ہے کہ وہ آپ ﷺ کے لیے خوشی اور سرور کا باعث ہیں۔

﴿۱۷۸﴾

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَرْكَبُ الْبَحْرَ إِلَّا حَاجٌّ أَوْ مُعْتَمِرٌ اَوْ غَازٍ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، فَإِنَّ تَحْتَ الْبَحْرِ نَارًا وَ تَحْتَ النَّارِ بَحْرًا-

أخرجه أبو داؤد و البيهقي و اللفظ لأبى داؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث:۲۴۸۹، و السنن الكبرى للبيهقي، رقم الحديث: ۸۶۶۲]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”حج، عمرہ یا جہاد فی سبیل اللہ کی غرض کے سوا سمندری سفر نہ کیا جائے، بلاشبہ سمندر کے نیچے آگ ہے اور آگ کے نیچے سمندر ہے۔“

﴿۱۷۹﴾

وَ فِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَرْكَبِ الْبَحْرَ إِلَّا حَاجًّا اَوْ غَازِيًا-

أخرجه البزار-

[مسند البزار، رقم الحديث: ۵۸۹۷]

ترجمہ: ایک دوسری روایت میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”حج اور جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ سمندر میں سفر مت کیجیے۔“

﴿۱۸۰﴾

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، اَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غَزْوَةٌ فِي الْبَحْرِ خَيْرٌ مِّنْ عَشْرِ غَزَوَاتٍ فِي الْبَرِّ، وَ مَنْ اَجَازَ الْبَحْرَ فَكَاَنَّمَا اَجَازَ الْاَوْدِيَةَ كُلَّهَا، وَ الْمَائِدُ فِيْهَا كَالْمُتَشَحِّطِ فِيْ دَمِهٖ-

أخرجه الحاكم-

[المستدرك على الصحيحين، رقم الحديث:۲۶۳۴. وقال: هذا حديث صحيح على شرط البخاري، و لم يخرجاه، و قال الذهبي: على شرط البخاري]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
”سمندر کا ایک جہاد خشکی کے دس جہادوں سے بہتر ہے، جس نے سمندر پار کرلیا تو گویا اس نے ساری وادیاں پار کرلیں، سمندر میں سر چکرانے والا شخص خون میں لت پت شخص کی مانند ہے۔“
(یعنی زمینی جہاد میں خون بہنے سے جتنا اجر ملتا ہے، اتنا ہی سمندری جہاد میں سر چکرانے اور قے آنے سے ملے گا۔ واللہ اعلم)

﴿۱۸۱﴾

وَ فِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حِجَّةٌ لِمَنْ لَمْ يَحُجَّ خَيْرٌ مِّنْ عَشْرِ غَزَوَاتٍ، وَ غَزْوَةٌ لِمَنْ حَجَّ خَيْرٌ مِّنْ عَشْرِ حِجَجٍ، وَ غَزْوَةٌ فِي الْبَحْرِ خَيْرٌ مِّنْ عَشْرِ غَزَوَاتٍ فِي الْبَرِّ، وَ مَنْ اَجَازَ الْبَحْرَ فَكَاَنَّمَا اَجَازَ الْاَوْدِيَةَ كُلَّهَا، وَ الْمَائِدُ فِيْهِ كَالْمُتَشَحِّطِ فِيْ دَمِهٖ۔
أخرجه الطبراني في الأوسط۔

[المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث:۳۱۴۴. وقال المنذري: إسناده صحيح أو حسن أو ما قاربهما، ۲/ ۲۶۹ لكن قال عنه الهيثمي: رواه الطبراني في الكبير والأوسط وفيه عبد الله بن صالح كاتب الليث قال عبد الملك بن شعيب بن الليث: ثقة مأمون و ضعفه غيره]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
”جس شخص نے کوئی حج نہیں کیا، اس کا حج کرنا دس غزوات سے بہتر ہے، اور جس نے حج کرلیا ہے، اس کا ایک جہاد دس حج سے بہتر ہے۔ اور ایک سمندری جہاد دس مرتبہ خشکی کے جہاد سے بہتر ہے اور جس نے سمندر پار کرلیا تو گویا اس نے ساری وادیاں پار کرلیں، سمندر میں سر چکرانے والا شخص خون میں لت پت شخص کی مانند ہے۔“

﴿۱۸۲﴾

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَّمْ يُدْرِكِ الْغَزْوَ مَعِيْ فَلْيَغْزُ فِي الْبَحْرِ۔

أخرجه الطبراني في الأوسط۔

[المعجم الأوسط، رقم الحديث: ۸۳۵۲]

ترجمہ: حضرت سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جو میرے ساتھ جہاد میں شریک نہیں ہو سکا اسے چاہیے کہ وہ سمندر میں جہاد کرے۔“

﴿۱۸۳﴾

عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، تَرْفَعُ الْحَدِيْثَ، قَالَتْ: مَنْ رَابَطَ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ سَوَاحِلِ الْمُسْلِمِيْنَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ أَجْزَأَتْ عَنْهُ رِبَاطَ سَنَةٍ۔

أخرجه أحمد و الطبراني واللفظ لأحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ۲۷۰۴۰، و المعجم الكبير، ۲۴: ۲۵۴]

ترجمہ: حضرت سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا مرفوع روایت نقل فرماتی ہیں کہ:

”جس شخص نے مسلمانوں کے کسی ساحل پر تین دن پہرہ داری کی، تو یہ سال بھر کی پہرہ داری کے لیے کافی ہو جائے گی۔“ (یعنی اسے سال کی پہرہ داری کا ثواب ملے گا)

﴿۱۸۴﴾

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ: إِنَّ اللهَ يَضْحَكُ إِلٰى اَصْحَابِ الْبَحْرِ مِرَارًا حِيْنَ يَسْتَوِيْ فِيْ مَرْكَبِهٖ وَ يُخَلِّيْ اَهْلَهٗ وَ مَالَهٗ وَ حِيْنَ يَأْخُذُهُ الْمَيْدُ فِيْ مَرْكَبِهٖ وَ حِيْنَ يُوَجَّهُ إِلَيْهِ الْبَرُّ فَيُشْرِفُ إِلَيْهِ۔

أخرجه ابن أبي شيبة۔

[المصنف لإبن أبي شيبة، رقم الحديث: ۱۹۴۹۰. و الحديث موقوف في حكم المرفوع]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ سمندر کے مجاہدین پر کئی بار (خوش ہو کر) مسکراتے ہیں، جب وہ اپنی سواری پر بیٹھتا ہے اور اپنے مال اور اہل عیال سے رخصت ہو رہا ہوتا ہے، اور جب وہ سواری میں چکر محسوس کرتا ہے، اور جب خشکی قریب آتی ہے اور وہ نگاہیں اٹھا اٹھا کر اُسے دیکھتا ہے۔“

فائدہ: یہ حدیث بظاہر موقوف (صحابی رضی اللہ عنہ کا قول) معلوم ہوتی ہے، لیکن حکماً مرفوع (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول) ہے۔

﴿۱۸۵﴾

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ مَرِضَ يَوْمًا فِي الْبَحْرِ كَانَ اَفْضَلَ مِنْ عِتْقِ اَلْفِ رَقَبَةٍ يُجَهِّزُهُمْ وَ يُنْفِقُ عَلَيْهِمْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ مَنْ عَلَّمَ رَجُلًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ آيَةً مِّنْ كِتَابِ اللهِ أَوْ كَلِمَةً مِنْ سُنَّتِيْ حَثَى اللهُ لَهٗ مِنَ الثَّوَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى لَايَكُوْنَ شَيْءٌ مِّنَ الثَّوَابِ اَفْضَلَ مِمَّا يَحْثِي اللهُ لَهٗ۔

أخرجه أبو نعيم الأصفهاني ۔

[حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، رقم الحديث: ج:۸، ص: ۴۷]

ترجمہ: حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

”جو شخص سمندر میں ایک دن بیمار ہوا، تو یہ بیمار ہونا ایک ہزار ایسے غلاموں کو آزاد کرنے سے افضل ہے جنہیں وہ سامان جہاد دے، اور قیامت تک ان پر خرچ کرتا رہے، اور جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں کسی کو قرآن کریم کی ایک آیت یا میری ایک سنت سکھائی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اتنا ثواب عطاء فرمائیں گے کہ کوئی اور ثواب اس سے زیادہ افضل نہ ہوگا۔“

فائدہ: سمندری جہاد کے فضائل میں اور بھی کئی روایات وارد ہوئی ہیں، لیکن یا تو وہ شدید ضعیف ہیں، یا ان میں سے اکثر موقوف روایات ہیں جبکہ اس تالیف میں صرف مرفوع روایات بیان کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

✽...✽...✽

بَاب: اُكُلُ مَيْتِ الْبَحْرِ

سمندری جانور کھانے کا بیان

﴿١٨٦﴾

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَمَّرَ عَلَيْنَا أَبَا عُبَيْدَةَ، نَتَلَقّٰى عِيْرًا لِقُرَيْشٍ، وَ زَوَّدَنَا جِرَابًا مِّنْ تَمْرٍ لَمْ يَجِدْ لَنَا غَيْرَهُ، فَكَانَ أَبُوْعُبَيْدَةَ يُعْطِيْنَا تَمْرَةً تَمْرَةً، قَالَ: فَقُلْتُ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ بِهَا؟ قَالَ: نَمَصُّهَا كَمَا يَمَصُّ الصَّبِيُّ، ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهَا مِنَ الْمَاءِ فَتَكْفِيْنَا يَوْمَنَا إِلَى اللَّيْلِ، وَ كُنَّا نَضْرِبُ بِعِصِيِّنَا الْخَبَطَ ثُمَّ نَبُلُّهُ بِالْمَاءِ فَنَأْكُلُهُ، قَالَ: وَ انْطَلَقْنَا عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ، فَرُفِعَ لَنَا عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ كَهَيْئَةِ الْكَثِيْبِ الضَّخْمِ، فَاَتَيْنَاهُ فَإِذَا هِيَ دَابَّةٌ تُدْعَى الْعَنْبَرَ، قَالَ: قَالَ أَبُوْعُبَيْدَةَ: مَيْتَةٌ، ثُمَّ قَالَ: لَا، بَلْ نَحْنُ رُسُلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَ قَدِ اضْطُرِرْتُمْ فَكُلُوْا، قَالَ: فَاَقَمْنَا عَلَيْهِ شَهْرًا وَ نَحْنُ ثَلَاثُ مِائَةٍ حَتّٰى سَمِنَّا، قَالَ: وَ لَقَدْ رَاَيْتُنَا نَغْتَرِفُ مِنْ وَّقْبِ عَيْنِهِ بِالْقِلَالِ الدُّهْنَ، وَ نَقْتَطِعُ مِنْهُ الْفِدَرَ كَالثَّوْرِ أَوْ كَقَدْرِ الثَّوْرِ، فَلَقَدْ اَخَذَ مِنَّا أَبُوْعُبَيْدَةَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا، فَاَقْعَدَهُمْ فِيْ وَقْبِ عَيْنِهِ، وَ اَخَذَ ضِلَعًا مِنْ اَضْلَاعِهِ فَاَقَامَهَا ثُمَّ رَحَلَ أَعْظَمَ بَعِيْرٍ مَعَنَا، فَمَرَّ مِنْ تَحْتِهَا وَ تَزَوَّدْنَا مِنْ لَحْمِهِ وَ شَائِقَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: هُوَ رِزْقٌ اَخْرَجَهُ اللّٰهُ لَكُمْ، فَهَلْ مَعَكُمْ مِّنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ فَتُطْعِمُوْنَا؟، قَالَ: فَاَرْسَلْنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ فَأَكَلَهُ۔

أخرجه البخاري و مسلم و اللفظ لمسلم-

[صحيح البخاري، رقم الحديث:۲۴۸۳، و صحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۹۳۵]

ترجمہ: حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (ایک سریہ کے لیے) بھیجا اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر بنایا، تاکہ ہم (مشرکین کے ایک) قریشی قافلہ پر حملہ کریں، اور ہماری خوراک کے لیے حضور ﷺ نے کھجور کا ایک تھیلہ دیا، اس کے علاوہ ہمارے لیے آپ ﷺ کو اور کچھ نہ ملا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیں ایک ایک کھجور دیا کرتے تھے۔

(راویٔ حدیث) ابوالزبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ”آپ لوگ ایک کھجور سے کیسے گذارہ کرتے تھے؟“ انہوں نے فرمایا:

”ہم اس کو چوس لیتے تھے جس طرح بچہ چوستا ہے، پھر اس پر تھوڑا پانی پی لیتے تھے۔ وہ ہمیں سارا دن رات تک کے لیے کافی ہو جاتی اور ہم اپنی لاٹھیوں سے پتے جھاڑتے، پھر اُن کو پانی میں تر کر کے کھالیتے۔ حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”ہم ساحل سمندر پر گئے وہاں ٹیلے نما ایک بڑی سی بھاری بھرکم چیز نمودار ہوئی۔ ہم اس کے پاس گئے، دیکھا تو وہ ایک جانور ہے جس کو عنبر کہتے ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے (اولاً) فرمایا کہ: ”یہ مردار ہے۔“ پھر کہنے لگے: ”نہیں، ہم تو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے بھیجے ہوئے لوگ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلے ہیں اور آپ لوگ (بھوک کی وجہ سے) مجبور ہو اس لیے اسے کھاؤ۔“ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”ہم وہاں ایک ماہ تک رہے اور ہم تین سو آدمی تھے (ہم اس کا گوشت کھایا کرتے تھے) یہاں تک کہ ہم موٹے ہو گئے۔“

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”تحقیق مجھے اپنا وہ منظر یاد ہے کہ ہم اس کی آنکھ کے حلقہ سے چربی کے مٹکے بھر بھر کر نکالتے تھے اور اس میں سے بیل کے برابر گوشت کے ٹکڑے کاٹتے تھے۔“ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ہم میں سے تیرہ آدمیوں کو لے کر اس کی آنکھ کے حلقے کے اندر بٹھایا اور اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی اٹھا کر کھڑی کی پھر ہمارے پاس موجود اونٹوں میں سے سب سے بڑے اونٹ پر پالان باندھا، وہ بھی اس کے نیچے سے نکل گیا، اور ہم نے اپنے توشہ کے لیے گوشت کو ابال کر ٹکڑے بنا لیے۔ جب ہم مدینہ منورہ آئے تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ قصہ بیان کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

’’وہ اللہ تعالیٰ کا رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بھیجا تھا۔ اب تمہارے پاس اس کا کچھ گوشت ہے تو ہمیں بھی کھلاؤ۔‘‘

حضرت سیدنا جابر ؓ فرماتے ہیں: ’’ہم نے اس کا گوشت رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا، آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔‘‘

فائدہ:

- اسلامی ریاست کی لازمی ذمہ داری ہے کہ وہ جہاد کے مبارک اور فرض عمل کو زندہ رکھے...... وقتاً فوقتاً جہادی دستے روانہ کرتی رہے...... ہر جہادی دستے کا ایک امیر ہونا چاہیے اور یہ لازمی ہے۔
- جہاد کی تیاری ’’حسب استطاعت‘‘ ضروری ہے...... یہاں استطاعت میں جو کچھ تھا صحابہ کرام ؓ کو وہ دے کر روانہ فرما دیا گیا...... بے شک توکل کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہو جاتے ہیں۔
- امیر جہاد کو دوران جہاد شرعی امور میں شریعت کی دی ہوئی وسعت اور گنجائش سے فائدہ اٹھانا چاہیے اور خود کو اور اپنے لشکر کو خواہ مخواہ کی سختی میں نہیں ڈالنا چاہیے۔
- صحابہ کرام ؓ نے جو مچھلی استعمال فرمائی اس کے حلال ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہا، کیونکہ آپ ﷺ نے بھی وہ تناول فرمائی...... اس لیے اس پر کوئی بحث نہیں ہو سکتی...... پانی میں خود مرنے والی مچھلی کے بارے میں حضرات فقہاء کرام ؒ میں جو اختلاف ہے اُس کے لیے طرفین کے پاس دیگر ادلہ موجود ہیں...... اس واقعہ کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی رزق تھا۔
- جہاد میں اللہ تعالیٰ مجاہدین کی ہر طرح سے نصرت فرماتے ہیں۔

......*

باب: فضل شہداء البحر

بحری شہداء کے خصوصی فضائل

﴿۱۸۷﴾

عَنْ اُمِّ حَرَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ: اَلْمَائِدُ فِي الْبَحْرِ الَّذِيْ يُصِيْبُهُ الْقَيْءُ لَه اَجْرُ شَهِيْدٍ، وَ الْغَرِقُ لَه اَجْرُ شَهِيْدَيْنِ۔
أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۲۴۹۳]

ترجمہ: حضرت سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
”بحری (جہاد کے) سفر میں جس کا سر چکرائے اور قے آجائے تو اس کے لیے ایک شہید کا ثواب ہے اور جو ڈوب کر مر جائے اس کے لیے دو شہیدوں کا اجر ہے۔“

﴿۱۸۸﴾

عَنْ سَعْدِ بْنِ جُنَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ شُهَدَاءَ الْبَحْرِ اَفْضَلُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ شُهَدَاءِ الْبَرِّ۔
أخرجه الطبراني ۔

[المعجم الكبير للطبراني ج:۶، ص:۵۲، وقال الهيثمي: رواه الطبراني وفيه من لم أعرفهم]

ترجمہ: حضرت سیدنا سعد بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
”بے شک بحری شہداء اللہ تعالیٰ ہاں خشکی کے شہداء سے افضل ہیں۔“

فائدہ (۱): دین اسلام روئے زمین کا آخری اور عالمگیر دین ہے...... اس کے بعد کوئی دین نہیں...... اور اس سے پہلے والے سب ادیان منسوخ ہو چکے ہیں...... یہ دین ساری انسانیت کے لیے ہے اور قیامت تک کے لیے ہے...... اب صورتحال یہ ہے کہ ”زمین“ پر خشکی کم اور پانی زیادہ ہے...... اور سمندر کو فتح اور استعمال کیے بغیر

زمین میں ہر جگہ پہنچنا ناممکن ہے…… اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ’’بحری جہاد‘‘ کی اس قدر فضیلت ارشاد فرمائی…… امت نے اس دعوت اور ان فضائل کو سر آنکھوں پر رکھا اور پھر اسلامی تاریخ بحری جہاد کے کارناموں سے بھر گئی…… بحری جہاد کے یہ احکامات اور فضائل آج کے مسلمانوں کے لیے بھی ہیں…… اللہ تعالیٰ اُمت مسلمہ کو دوبارہ وہ شان و شوکت اور فتوحات سے لبریز ’’بحری جہاد‘‘ نصیب فرمائیں۔

فائدہ (۲): بحری شہداء کے فضائل میں ایک مرسل روایت منقول ہے، اسے یہاں فائدے میں نقل کیا جاتا ہے:

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ شِهَابٍ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَّمْ يُدْرِكِ الْغَزْوَ مَعِيَ فَلْيَغْزُ فِي الْبَحْرِ، فَإِنَّ قِتَالَ يَوْمٍ فِي الْبَحْرِ خَيْرٌ مِّنْ قِتَالِ يَوْمَيْنِ فِي الْبَرِّ، وَإِنَّ أَجْرَ الشَّهِيْدِ فِي الْبَحْرِ كَأَجْرِ شَهِيْدَيْنِ فِي الْبَرِّ، وَإِنَّ خِيَارَ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَصْحَابُ الْكَفْءِ، قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! وَمَنْ أَصْحَابُ الْكَفْءِ؟ قَالَ: قَوْمٌ تُكْفَأُ عَلَيْهِمْ مَرَاكِبُهُمْ فِي الْبَحْرِ۔

أخرجه ابن المبارك۔

[كتاب الجهاد، رقم الحديث: ۲۹۶]

’’حضرت علقمہ بن شہاب القشیری رحمۃ اللہ علیہ مرسل روایت نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’جو میرے ساتھ مل کر جہاد (کرنے کی سعادت حاصل) نہیں کر سکا وہ بحری جہاد میں شرکت کر لے، کیونکہ بحری جہاد کا ایک دن خشکی کے دو دن کے جہاد سے افضل ہے، اور بحری شہید کا اجر خشکی کے شہید سے دگنا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ہاں افضل ترین شہداء ’’اصحاب الکفء‘‘ ہیں۔‘‘

پوچھا گیا: ’’یا رسول اللہ! ’’اصحاب الکفء کون ہیں؟‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’وہ لوگ جن کی بحری سواریاں ان پر الٹ گئی ہوں۔‘‘ (یعنی جو سمندر میں کشتی یا جہاز الٹنے سے ڈوب جاتے ہیں۔)

……*

كتاب آلاتِ الحرب

جنگی آلات کا بیان

باب: وُجُوبُ الرَّمْی

تیراندازی کی اہمیّت کا بیان

﴿۱۸۹﴾

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، يَقُوْلُ: ﴿وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾ [الأنفال:٦٠] اَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، اَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، اَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ۔

أخرجه مسلم و أبوداؤد و اللفظ لمسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٩١٧، و سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٥١٤]

ترجمہ: حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر ارشاد فرمارہے تھے:

”﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾ [الانفال:٦٠] (تم ان (دشمنوں) کے مقابلے کے لیے جتنی کرسکو، قوت تیار کرو۔) یاد رکھو! قوت تیراندازی ہے، خبردار رہو! قوت تیراندازی ہے، خبردار رہو! قوت تیراندازی ہے۔“

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے خلاف ”قوت“ بنانے کا حکم فرمایا...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ”قوت“ کی تفسیر ”تیراندازی“ سے فرمائی...... اور یوں جہاد کی تیاری کا مکمل جسمانی، بدنی، سلاحی نصاب ارشاد فرمادیا...... تیراندازی میں مہارت بغیر جسمانی قوت کے ممکن نہیں...... دور کی جگہوں میں تیراندازی گھوڑوں پر بیٹھ کر کی جاتی ہے تو اس میں سواری بھی آگئی...... تیروں والی جنگ بالآخر نیزوں اور تلواروں تک پہنچتی ہے...... طوفانوں کی طرح حملہ آور دشمنوں پر تیر چلانے کے لیے بہت مضبوط دل درکار ہوتا ہے...... اور تیراندازی میں مہارت مسلسل مشق مانگتی ہے...... مزید یہ کہ رمی کے لفظ میں دور پھینک کر مارنے والا ہر اسلحہ بھی شامل ہوسکتا ہے...... ان سب نکات اور

ارشادات پر غور کریں تو نتیجہ دو باتوں کا نکلتا ہے...... ① جہاد کی بھرپور تیاری...... ② جہاد کی مسلسل تیاری۔

﴿١٩٠﴾

وَ فِي رِوَايَةٍ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ هٰذِهِ الْآيَةَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ﴿وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ﴾ [الأنفال:٦٠] قَالَ: اَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ - ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - اَلَا إِنَّ اللهَ سَيَفْتَحُ لَكُمُ الْأَرْضَ، وَ سَتُكْفَوْنَ الْمُؤْنَةَ، فَلَايَعْجِزَنَّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَلْهُوَ بِأَسْهُمِهٖ۔

أخرجه الترمذي و المعجم الكبير و اللفظ للترمذي۔

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ٣٠٨٣، و المعجم الكبير، ١٧، ٤١، و قال الهيثي عن رواية الطبراني: رواه الطبراني عن شيخه بكر بن سهل قال الذهبي: مقارب الحديث، و قال النسائي: ضعيف، و فيه ابن لهيعة أيضا. مجمع الزوائد:ج: ٥، ص: ٢٦٨]

ترجمہ: حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر یہ آیت مبارکہ: ﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾ پڑھی، اور فرمایا:

”قوت“ سے مراد تیر اندازی ہے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات تین بار ارشاد فرمائی، (پھر فرمایا:)

”سنو عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں زمین پر فتح دے گا، اور تمہیں مستغنی اور بے نیاز کر دیا جائے گا، (تب) ایسا ہرگز نہ ہو کہ تم میں سے کوئی اپنی تیر اندازی سے عاجز و غافل ہو جائے۔“

فائدہ: یعنی جہاد کی تیاری ایک مستقل حکم، عبادت اور عمل ہے جو مسلمانوں کو ہمیشہ جاری رکھنا چاہیے۔

﴿١٩١﴾

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِمَاسَةَ، اَنَّ فُقَيْمًا اللَّخْمِيَّ قَالَ لِعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: تَخْتَلِفُ بَيْنَ هٰذَيْنِ الْغَرَضَيْنِ وَ اَنْتَ كَبِيْرٌ يَشُقُّ عَلَيْكَ، قَالَ عُقْبَةُ: لَوْ لَا كَلَامٌ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ اُعَانِيْهِ، قَالَ الْحَارِثُ: فَقُلْتُ لِابْنِ شَمَاسَةَ: وَ مَا ذَاكَ؟ قَالَ: إِنَّهٗ قَالَ: مَنْ عَلِمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا

أَوْ قَدْ عَصٰى۔
أخرجه مسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۹۱۹]

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن شماسہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”فقیم لخمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا:

”آپ (تیراندازی کے) ان دو ہدفوں کے درمیان چکر لگاتے ہیں، جبکہ آپ عمر رسیدہ ہو چکے ہیں اور یہ آپ کے لیے باعث مشقت ہے۔“ حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک بات نہ سنی ہوتی تو میں یہ تکلیف نہ اٹھاتا۔“ حارث کہتے ہیں: ”میں نے ابن شماسہ سے پوچھا: ”وہ بات کیا ہے؟“ انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا:

”جس شخص نے تیراندازی سیکھی، پھر اس کو ترک کر دیا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ یا (فرمایا:) اس نے نافرمانی کی۔“

فائدہ: تیراندازی میں ایک طرف سے تیر چلایا جاتا ہے...... اور دوسری طرف موجود ہدف کو مارا جاتا ہے...... تیرانداز کو ان دونوں مقامات کے درمیان چلنا پڑتا ہے...... تیر اٹھانے، نشانے کی درستگی دیکھنے اور ہدف کی جگہ بدلنے کے لیے۔

﴿۱۹۲﴾

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمْ اَرَضُوْنَ، وَ يَكْفِيْكُمُ اللهُ، فَلَا يَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّلْهُوَ بِاَسْهُمِهٖ۔

أخرجه مسلم و الطبراني أيضًا عن عمرو بن عطية و اللفظ لمسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۹۱۸، والمعجم الكبير، ج: ۱۷، ص: ۴۱، و قال الهيثي عن رواية الطبراني: رواه الطبراني عن شيخه بكر بن سهل قال الذهبي: مقارب الحديث، و قال النسائي: ضعيف، و فيه ابن لهيعة أيضا. مجمع الزوائد، ج:۵، ص: ۲۶۸]

ترجمہ: حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

”جلد ہی تمہارے لیے بہت سی زمینیں فتح ہوجائیں گی اور اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کافی ہوجائیں گے (یعنی تمہیں دشمنوں کے حملے یا غلبے کا خوف نہیں رہے گا)، تب بھی تم میں سے کوئی اپنے تیروں کی مشق سے غافل نہ رہے۔“

فائدہ: جہاد کا حکم مستقل ہے...... اور جہاد کی تیاری کا حکم مستقل ہے...... جہاد و قتال کا موقع تو حالات کے تحت نصیب ہوتا ہے...... لیکن جہاد کی تیاری کا حکم ہمیشہ کے لیے ہے کہ...... مسلمان بھرپور تیاری میں رہیں...... اور مسلسل تیاری میں رہیں...... اور اس تیاری میں اُن کے لیے بے شمار فوائد ہیں دینی، دنیوی، اخروی، جسمانی بدنی، اخلاقی اور روحانی۔

﴿۱۹۳﴾

عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ، قَالَ: رَاَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ وَ جَابِرَ بْنَ عُمَيْرٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ يَرْتَمِيَانِ فَمَلَّ أَحَدُهُمَا فَجَلَسَ، فَقَالَ لَهُ الْآخَرُ: كَسِلْتَ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: كُلُّ شَيْءٍ لَيْسَ مِنْ ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَهُوَ لَهْوٌ أَوْ سَهْوٌ إِلَّا أَرْبَعَ خِصَالٍ: مَشْيُ الرَّجُلِ بَيْنَ الْغَرَضَيْنِ، وَ تَأْدِيْبُهٗ فَرَسَهٗ، و مُلَاعَبَةُ اَهْلِهٖ، وَ تَعَلُّمُ السِّبَاحَةِ-
أخرجه الطبراني في الكبير و الأوسط و اللفظ للكبير-

[المعجم الكبير، ج:۲، ص: ۱۹۳، والمعجم الأوسط، رقم الحديث: ۸۱۴۷، وقال الهيثمي: ورجال الطبراني رجال الصحيح خلا عبد الوهاب بن بخت وهو ثقة. مجمع الزوائد، ج: ۵، ص: ۲۶۹]

ترجمہ: حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”میں نے حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت جابر بن عمیر انصاری رضی اللہ عنہما کو تیر اندازی کرتے ہوئے دیکھا، (اس دوران) ان میں سے ایک اکتانے کی وجہ سے بیٹھ گئے، تو دوسرے نے ان سے فرمایا: ”آپ سست پڑ گئے، جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

”ہر وہ چیز جو ذکر اللہ کے علاوہ ہو وہ غفلت یا (فرمایا) وہ غلط ہے، مگر چار چیزیں: ① دو ہدفوں کے درمیان چلنا، ② اپنے گھوڑے کو سدھانا، ③ اپنے گھر والوں کے ساتھ کھیلنا، ④ اور تیراکی سیکھنا۔“

﴿١٩٤﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَعَلَّمَ الرَّمْيَ ثُمَّ نَسِيَهٗ فَهِيَ نِعْمَةٌ كَفَرَهَا۔

أخرجه البزار و الطبراني في الأوسط و الصغير و اللفظ للأوسط۔

[مسند البزار، رقم الحديث: ٩٠٩٥، و المعجم الأوسط، رقم الحديث: ٤١٧٧، و المعجم الصغير، رقم الحديث: ٥٤٣، و قال الهيثمي: و فيه قيس بن الربيع، وثقه شعبة و الثوري و غيرهما، و ضعفه جماعة، وبقية رجاله ثقات. مجمع الزوائد، ج: ٥، ص: ٢٧٠]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نقل فرماتے ہیں کہ:

”جس شخص نے تیر اندازی سیکھی، اور پھر بھول گیا، تو اس نے (اللہ تعالیٰ کی) ایک نعمت کی ناشکری کی۔“

فائدہ: معلوم ہوا کہ تیر اندازی سے ایک مسلمان کو...... اللہ تعالیٰ کی طرف سے...... بہت کچھ ملتا ہے...... اس لیے اسے چھوڑنے اور بھلانے کو ”کُفرانِ نعمت“ قرار دیا گیا۔

﴿١٩٥﴾

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَفَعَهٗ قَالَ: عَلَيْكُمْ بِالرَّمْيِ فَإِنَّهٗ خَيْرٌ أَوْ مِنْ خَيْرِ لَهْوِكُمْ۔

أخرجه البزار و الطبراني في الأوسط و هذا اللفظ للبزار۔

[مسند البزار، رقم الحديث: ١١٤٦، وقال البزار: وهذا الحديث هو عند الثقات موقوف، ولم نسمع أحدا أسنده إلا حاتم، عن يحيى بن حماد، عن أبي عوانة]

ترجمہ: حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تیر اندازی کو لازم پکڑو، کیوں کہ یہ خیر والی چیز ہے، یا (فرمایا کہ یہ) تمہارے بہترین کھیلوں میں سے ایک ہے۔“

❁...❁...❁

بَاب: فَضْلُ الرَّمْی

تیر اندازی کے فضائل کا بیان

﴿۱۹۶﴾

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ اَبَوَيْهِ لِاَحَدٍ إِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، فَإِنِّيْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ يَوْمَ اُحُدٍ: يَا سَعْدُ! اِرْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَ اُمِّيْ۔

متفق عليه و اللفظ للبخاري۔

[فيه فضيلة لسعد بن أبي وقاص رضي الله عنه، فهو أول رامٍ في الإسلام، وأيضا فيه فضيلة الرمي في سبيل الله بأنه قد فدّاه به أبويه. صحيح البخاري، رقم الحديث: ۴۰۵۹، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ۲۴۱۱]

ترجمہ: حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”سعد بن مالک کے سوا میں نے کسی اور کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے والدین جمع فرماتے نہیں سنا، احد کے دن میں نے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے:

”سعد! خوب تیر برساؤ۔ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔“

﴿۱۹۷﴾

وَ فِيْ رِوَايَةٍ قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نَفْسُهُ، يَقُوْلُ: نَثَلَ لِيَ النَّبِيُّ كِنَانَتَهُ يَوْمَ أُحُدٍ، فَقَالَ: ارْمِ فِدَاكَ أَبِيْ وَ أُمِّيْ۔

أخرجه البخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۴۰۵۵]

ترجمہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ترکش کے تیر مجھے نکال کر دیئے اور فرمایا:

”(خوب) تیر برساؤ (اے سعد!)، میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔“

﴿۱۹۸﴾

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَفَرٍ مِّنْ اَسْلَمَ يَنْتَضِلُوْنَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِرْمُوْا بَنِيْ إِسْمَاعِيْلَ! فَإِنَّ اَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا، اِرْمُوْا وَ اَنَا مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ، قَالَ: فَأَمْسَكَ أَحَدُ الْفَرِيْقَيْنِ بِاَيْدِيْهِمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لَكُمْ لَاتَرْمُوْنَ؟ فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللهِ! نَرْمِيْ وَ اَنْتَ مَعَهُمْ، قَالَ: اِرْمُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ۔

أخرجه البخاري و أخرجه البزار عن أبي هريرة و ابن عباس بأسانيد مختلفة و هذا اللفظ للبخارى۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٣٣٧٣. مسند البزار، رقم الحديث: ٨٠٢٤. مسند البزار، رقم الحديث: ٥٣٣٦]

ترجمہ: حضرت سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبیلہ اسلم کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے جو تیر اندازی کا مقابلہ کر رہی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”اے بنی اسماعیل! تیر اندازی کرتے رہو! کیونکہ تمہارے والد (جد امجد حضرت سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام) بھی تیر انداز تھے اور میں (آپ لوگوں کے اس مقابلہ میں) فلاں قبیلہ کے ساتھ ہوں۔“

راوی بیان کرتے ہیں کہ یہ سنتے ہی دوسرے فریق نے تیر اندازی بند کر دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”کیا ہوا؟ تم لوگ تیر کیوں نہیں چلاتے؟“

انہوں نے عرض کیا: ”یارسول اللہ! جب آپ فریق مقابل کے ساتھ ہو گئے تو اب ہم کس طرح تیر چلا سکتے ہیں؟“ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”مقابلہ جاری رکھو، میں تم سب کے ساتھ ہوں۔“

فائدہ: اس حدیث شریف میں جو واقعہ بیان ہوا ہے...... اُس کے پورے منظر کو دل و دماغ میں بٹھائیں تو بہت روشن اسباق نصیب ہوتے ہیں...... اللہ تعالیٰ ہمیں مزاج نبوت کی اتباع نصیب فرمائیں۔

﴿١٩٩﴾

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ أَبُوْطَلْحَةَ يَتَتَرَّسُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتُرْسٍ وَاحِدٍ، وَ كَانَ أَبُوْطَلْحَةَ حَسَنَ الرَّمْيِ، فَكَانَ إِذَا رَمٰى تَشَرَّفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَنْظُرُ إِلٰى مَوْضِعِ نَبْلِهٖ-

أخرجه البخاري-

[صحيح البخاري، رقم الحديث:٢٩٠٢]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''(غزوۂ اُحد کے دن) ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ایک ہی ڈھال سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آڑ لیے ہوئے تھے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بڑے اچھے تیر انداز تھے۔ جب وہ تیر مارتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ڈھال سے) سر اٹھا کر تیر لگنے کی جگہ کا مشاہدہ فرماتے۔''

﴿٢٠٠﴾

عَنْ أَبِيْ نَجِيْحٍ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: حَاصَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَصْرِ الطَّائِفِ، فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَلَهٗ دَرَجَةٌ-

أخرجه أبوداؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٣٩٦٥]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابونجیح سلمی (عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں:

''ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں طائف کے محل کا محاصرہ کیا۔ (اس دوران) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک تیر (ہدف تک) پہنچایا اس کے لیے (جنت میں) ایک درجہ ہے۔''

﴿٢٠١﴾

وَ فِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ: قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ

فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَهُوَ لَهٗ دَرَجَةٌ فِي الْجَنَّةِ، فَبَلَّغْتُ يَوْمَئِذٍ سِتَّةَ عَشَرَ سَهْمًا۔ أخرجه النسائي۔

[سنن النسائي، رقم الحديث: ٣١٤٣]

ترجمہ: ایک اور روایت میں حضرت سیدنا ابو نجیح سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

”جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک تیر (دشمن تک) پہنچایا، اسے جنت میں ایک درجہ حاصل ہو جائے گا۔“

چنانچہ میں نے اس دن سولہ تیر دشمنوں تک پہنچائے۔

﴿٢٠٢﴾

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ، صَانِعَهٗ يَحْتَسِبُ فِيْ صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ وَ الرَّامِيَ بِهٖ وَ مُنْبِلَهٗ، وَ ارْمُوْا، وَ ارْكَبُوْا، وَ اَنْ تَرْمُوْا اَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ اَنْ تَرْكَبُوْا. لَيْسَ مِنَ اللَّهْوِ إِلَّا ثَلَاثٌ: تَأْدِيْبُ الرَّجُلِ فَرَسَهٗ، وَ مُلَاعَبَتُهٗ اَهْلَهٗ، وَ رَمْيُهٗ بِقَوْسِهٖ وَ نَبْلِهٖ، وَ مَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عَلِمَهٗ رَغْبَةً عَنْهُ فَإِنَّهَا نِعْمَةٌ تَرَكَهَا، أَوْ قَالَ كَفَرَهَا۔

أخرجه أبوداؤد و النسائي أيضًا مختصرًا و أخرجه الترمذي مرسلا عن عبدالله بن عبدالرحمن بن أبي حسين والطبراني في الأوسط عن أبي هريرة و هذا اللفظ لأبي داؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٥١٣، وسنن النسائي، رقم الحديث: ٣١٤٦. المعجم الأوسط، رقم الحديث: ٥٣٠٩]

ترجمہ: حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

”اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں۔ ﴿١﴾ ایک اس کا بنانے والا، جو اپنی اس صنعت میں اجر و ثواب کا امیدوار رہو، ﴿٢﴾ دوسرا (جہاد میں) تیر چلانے والا، ﴿٣﴾ اور تیسرا وہ جو

اسے تیر پکڑانے والا ہو، (یعنی اس کا معاون ہو)۔“

”تیراندازی اور گھڑسواری کرو، تمہارا تیراندازی کرنا مجھے گھڑسواری کی بنسبت زیادہ پسند ہے۔ (اچھے اور مباح) کھیل تین ہی ہیں: (۱) ایک یہ کہ انسان اپنے گھوڑے کو سدھائے۔ (۲) دوسرا یہ کہ انسان اپنی بیوی سے کھیلے۔ (۳) تیسرا یہ کہ انسان اپنے تیر کمان سے تیر پھینکنے کی مشق کرتا ہے۔ جس شخص نے تیراندازی سیکھنے کے بعد بے رغبتی کی وجہ سے اُسے چھوڑ دیا تو اس نے بلاشبہ ایک نعمت کو چھوڑ دیا۔“

یا یوں فرمایا:

”اس نے اس نعمت کی ناشکری کی۔“

فائدہ: گھڑسواری بھی سیکھو، تیراندازی بھی سیکھو...... اور تیراندازی میں گھڑسواری سے زیادہ محنت کرو...... کیونکہ جہاد میں اس کی ضرورت بہت زیادہ ہے۔

﴿۲۰۳﴾

عَنْ أَبِي نَجِيْحٍ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَهُوَ لَهٗ عَدْلُ مُحَرَّرٍ۔

أخرجه الترمذي و النسائي و اللفظ للترمذي۔

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ١٦٣٨، و سنن النسائي، رقم الحديث: ٣١٤٣، و قال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو نجیح عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

”جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک تیر چلایا، وہ (ثواب میں) ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔“

﴿۲۰۴﴾

عَنْ شُرَحْبِيْلَ بْنِ السِّمْطِ، اَنَّهٗ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: - يَا عَمْرُو! حَدِّثْنَا حَدِيْثًا سَمِعْتَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِيْ سَبِيْلِ اللهِ تَعَالٰى كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَ مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ تَعَالٰى بَلَغَ الْعَدُوَّ اَوْ لَمْ يَبْلُغْ،

كَانَ لَهُ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ، وَ مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً كَانَتْ لَهُ فِدَاءَهُ مِنَ النَّارِ عُضْوًا بِعُضْوٍ۔

أخرجه النسائي۔

[سنن النسائي، رقم الحديث: ۳۱۴۲، ورجاله ثقات خلا بقية بن الوليد و تعتبر رواياته في ثواب وعقاب]

ترجمہ: حضرت شرحبیل بن سمط رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا:

”اے عمرو! ہمیں کوئی ایسی حدیث بیان فرمائیں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہو۔ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

”جس شخص کے بال اللہ تعالیٰ کے راستے میں سفید ہو گئے تو وہ سفید بال اس کے لیے قیامت کے دن نور کا ذریعہ ہوں گے۔ اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں تیر پھینکا، وہ تیر دشمن تک پہنچے یا نہ پہنچے اس کے لیے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔ اور جو شخص کوئی مؤمن غلام آزاد کرے تو اس کا ہر عضو اس کے ہر عضو کے لیے آگ سے آزادی کا سبب بن جائے گا۔“

﴿۲۰۵﴾

وَ فِيْ رِوَايَةٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ كَانَ كَمَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً۔

أخرجه ابن حبان۔

[صحيح ابن حبان، رقم الحديث: ۴۶۱۴]

ترجمہ: ایک اور روایت میں حضرت سیدنا کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

”جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک تیر چلایا تو گویا اس نے ایک غلام آزاد کر دیا۔“

﴿۲۰۶﴾

عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ اَنَّهُ قَالَ لِكَعْبِ بْنِ مُرَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدِّثْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ احْذَرْ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: اِرْمُوْا، مَنْ بَلَغَ الْعَدُوَّ بِسَهْمٍ رَفَعَهُ اللهُ بِهِ دَرَجَةً، قَالَ ابْنُ النَّحَّامِ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! وَ مَا الدَّرَجَةُ؟ قَالَ: اَمَا

إِنَّهَا لَيْسَتْ بِعَتَبَةِ أُمِّكَ، وَ لٰكِنْ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ مِائَةُ عَامٍ۔
أخرجه النسائي۔

[سنن النسائي، رقم الحديث:٣١٤٤، ورجاله رجال الصحيح]

ترجمہ: حضرت شرحبیل بن سمط رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اے کعب! ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی حدیث بیان فرمائیں اور اس میں پوری احتیاط فرمائیں (کہ حدیث میں کوئی کمی بیشی نہ ہو)۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:
”تیر اندازی کیا کرو۔ جو شخص دشمن تک ایک تیر پہنچائے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند فرمائے گا۔“
(یہ سن کر) حضرت ابن نحام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”یارسول اللہ! درجے سے کیا مراد ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
”وہ درجہ تیری والدہ کے گھر کی چوکھٹ کے برابر نہیں، بلکہ (جنت کے) دو درجوں کے درمیان سو سال کا فاصلہ ہوگا۔“

﴿۲۰۷﴾

عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَإِنَّهُ قَالَ: انَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ كَانَتْ لَهُ نُورًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ، وَ مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَخْطَأَ اَوْ اَصَابَ كَانَ لَهُ مِثْلُ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ۔
أخرجه الطبراني۔

[المعجم الكبير، رقم الحديث: ٧٥٥٦، وقال الهيثمي: رواه الطبراني بإسنادين رجال أحدهما ثقات. مجمع الزوائد، ج:٥، ص:٢٧٠]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:
”جس شخص کے بال اللہ تعالیٰ کے راستے میں سفید ہو گئے تو وہ سفید بال اس کے لیے قیامت کے دن نور کا ذریعہ ہوں گے۔ اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں تیر پھینکا، وہ تیر ہدف تک پہنچے یا نہ پہنچے، اس کے لیے حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے ایک غلام کو آزاد کرنے کے برابر اجر ہوگا۔“

﴿۲۰۸﴾

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَمٰى رَمْيَةً فِيْ سَبِيْلِ

اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ قَصَّرَ اَوْ بَلَغَ، كَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِ اَرْبَعَةِ اَنَاسِيَّ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ اَعْتَقَهُمْ۔
أخرجه البزار و الطبراني و اللفظ للطبرانى فى الاوسط۔

[مسند البزار، رقم الحديث: ٧٥١٥، والمعجم الأوسط، رقم الحديث: ١٣٥٨، وقال الهيثمي: رواه البزار و الطبراني في الأوسط، و فيه شبيب بن بشر و هو ثقة وفيه ضعف. مجمع الزوائد، ج:٥، ص:٢٧٠]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
”جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک تیر پھینکا، وہ دشمن تک پہنچے یا نہ پہنچے، اس کے لیے حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے چار لوگوں کو آزاد کرنے کے برابر اجر ہے۔“

فائدہ: تیراندازی اور تیراکی کے متعلق ایک شاندار مرسل روایت ہے، جو فائدہ میں نقل کی جاتی ہے:

عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ اَنْ يَّكُوْنَ الرَّجُلُ سَابِحًا رَامِيًا۔
أخرجه القراب مرسلاً۔

[فضائل الرمي، رقم الحديث:١٦]

حضرت سلیمان تیمی رحمۃ اللہ علیہ مرسلاً روایت نقل فرماتے ہیں کہ:
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے شخص کو پسند فرماتے تھے، جو تیراک اور تیرانداز ہوتا۔“

(یہ مرسل مرفوع روایت ہے یعنی تابعی کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے واسطے کے بغیر براہِ راست حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرمارہے ہیں۔ مرسل روایات جمہور فقہاء کے نزدیک معتبر ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بھی بعض شرائط کے ساتھ معتبر ہیں۔)

❁...❁...❁

باب: السیوف

تلواروں کا بیان

﴿۲۰۹﴾

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَ أَشْجَعَ النَّاسِ، وَ لَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَيْلَةً، فَخَرَجُوْا نَحْوَ الصَّوْتِ، فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قَدِ اسْتَبْرَاَ الْخَبَرَ، وَ هُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِأَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ، وَ فِيْ عُنُقِهِ السَّيْفُ. وَ هُوَ يَقُوْلُ: لَمْ تُرَاعُوْا، لَمْ تُرَاعُوْا. ثُمَّ قَالَ: وَجَدْنَاهُ بَحْرًا. اَوْ قَالَ: إِنَّهٗ لَبَحْرٌ -

أخرجه البخاري و مسلم و اللفظ للبخارى-

[صحيح البخاري، رقم الحديث:۲۹۰۸، و صحيح مسلم، رقم الحديث: ۲۳۰۷]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ خوب صورت اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات اہل مدینہ پر (ایک آواز سن کر) بڑا خوف چھا گیا، سب لوگ اس آواز کی طرف بڑھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے آگے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی واقعہ کی تحقیق فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پشت پر (بغیر زین کے) سوار تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن میں تلوار لٹکی ہوئی تھی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے:

”ڈرو مت، ڈرو مت۔“

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”ہم نے تو اس گھوڑے کو سمندر کی طرح (تیز) پایا ہے یا (یہ فرمایا کہ) گھوڑا گویا سمندر ہے۔“

﴿۲۱۰﴾

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ سَيْفًا يَوْمَ اُحُدٍ فَقَالَ: مَنْ يَّأْخُذُ مِنِّيْ هٰذَا؟ فَبَسَطُوْا اَيْدِيَهُمْ، كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ يَقُوْلُ: اَنَا، اَنَا، قَالَ: فَمَنْ يَأْخُذُهٗ بِحَقِّهٖ؟ قَالَ: فَاَحْجَمَ الْقَوْمُ. فَقَالَ سِمَاكُ بْنُ خَرَشَةَ أَبُوْدُجَانَةَ: اَنَا آخُذُهٗ بِحَقِّهٖ. قَالَ: فَاَخَذَهٗ فَفَلَقَ بِهٖ هَامَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

أخرجه مسلم و أحمد و اللفظ لمسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ٢٤٧٠، ومسند أحمد، رقم الحديث:١٢٢٣٥]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد کے دن تلوار پکڑی اور فرمایا:

”یہ مجھ سے کون لے گا؟“

ہر صحابی رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کھڑا کیا اور ہر ایک نے تمنا ظاہر کی کہ میں لوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”اس کا حق کون ادا کرے گا؟“

یہ سنتے ہی لوگ پیچھے ہٹے۔ حضرت سیدنا سماک بن خرشہ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”میں اس کا حق ادا کروں گا۔“ پھر انہوں نے اس کو لیا اور اس تلوار سے مشرکوں کی کھوپڑیاں اڑائیں۔

﴿۲۱۱﴾

عَنْ أَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَتْ قَبِيْعَةُ سَيْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ۔

أخرجه النسائي و أخرجه أبوداؤد و الترمذي و الدارمي عن أنس. و هذا اللفظ للنسائی۔

[سنن النسائي، رقم الحديث: ٥٣٧٣، سنن أبي داوٗد، رقم الحديث: ٢٥٨٣، وسنن الترمذي، رقم الحديث: ١٦٩١، وسنن الدارمي، رقم الحديث:٢٥٠١.، وقال الترمذي: هذا حديث حسن غريب]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”حضور ﷺ کی تلوار کا جوڑ چاندی کا تھا۔“

﴿۲۱۲﴾

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ نَعْلُ سَيْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ، وَ قَبِيْعَةُ سَيْفِهٖ فِضَّةٌ، وَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ حِلَقُ فِضَّةٍ-
أخرجه أبوداؤد و الترمذي و النسائي و الدارمي و هذا اللفظ للنسائي-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث:۲۵۸۳، و سنن الترمذي، رقم الحديث: ۱۶۹۱، و النسائي، رقم الحديث:۵۳۷۴، و سنن الدارمي، رقم الحديث: ۲۵۰۱.، و قال الترمذي: هذا حديث حسن غريب]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کی نیام کا نچلا حصہ اور تلوار کے دستے کا کنارہ اور ان کا درمیانی حلقہ چاندی کا تھا۔“

﴿۲۱۳﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَفَّلَ سَيْفَهٗ ذَاالْفَقَارِ يَوْمَ بَدْرٍ وَ هُوَ الَّذِيْ رَاٰى فِيْهِ الرُّؤْيَا يَوْمَ اُحُدٍ-
أخرجه الترمذي و ابن ماجة و اللفظ للترمذى-

[سنن الترمذي، رقم الحديث:۱۵۶۱، وسنن ابن ماجة، رقم الحديث:۲۸۰۸. وقال الترمذي: هذا حديث حسن غريب]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے دن (مال غنیمت میں سے) اپنی تلوار ”ذوالفقار“ لی تھی۔ اور یہ وہی تلوار ہے جس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد کے دن خواب دیکھا تھا۔“

﴿۲۱۴﴾

عَنْ مَزِيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَ عَلٰى سَيْفِهٖ ذَهَبٌ وَّ فِضَّةٌ-
أخرجه الترمذي-

[سنن الترمذي ، رقم الحديث:۱۶۹۰، و قال الترمذي: هذا حديث غريب]

ترجمہ: حضرت سیدنا مزیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جبکہ آپ کی تلوار سونے اور چاندی سے مزین تھی۔“

فائدہ: عہد رسالت میں عام طور پر تلواروں کی تزیین سونے اور چاندی کے علاوہ چیزوں سے ہوا کرتی تھی...... جس پر حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی درج ذیل موقوف روایت دلالت کرتی ہے:

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ حَبِيبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: لَقَدْ فَتَحَ الْفُتُوحَ قَوْمٌ، مَا كَانَتْ حِلْيَةُ سُيُوْفِهِمُ الذَّهَبَ وَلَا الْفِضَّةَ، إِنَّمَا كَانَتْ حِلْيَتُهُمُ الْعَلَابِيَّ وَالْآنُكَ وَالْحَدِيْدَ۔

أخرجه البخاری و ابن ماجة و اللفظ للبخاری۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث:٢٩٠٩، وسنن ابن ماجة، رقم الحديث: ٢٨٠٧]

”حضرت سلیمان بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے یہ سنا:

”تحقیق قوم (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم) نے بہت سی فتوحات کیں اور ان کی تلواروں کی آرائش سونے چاندی سے نہیں ہوا کرتی تھی، بلکہ اونٹ کی پشت کا چمڑہ، سیسہ اور لوہا ان کی تلواروں کے زیور تھے۔“

﴿۲۱۵﴾

عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! مَا بَالُ الْمُؤْمِنِيْنَ يُفْتَنُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ إِلَّا الشَّهِيْدَ؟ قَالَ: كَفٰى بِبَارِقَةِ السُّيُوْفِ عَلٰى رَأْسِهٖ فِتْنَةً۔

أخرجه النسائي۔

[سنن النسائي، رقم الحديث: ٢٠٥٣]

ترجمہ: حضرت سیدنا راشد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں:

”ایک آدمی نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ اہل ایمان کا ان کی قبروں میں امتحان لیا جاتا ہے، مگر شہید کا نہیں؟“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”(اس لیے کہ) اس کے سر پر چمکتی تلواریں اس کے امتحان کے لیے کافی ہوگئیں۔“

فائدہ: شہداء کرام نے اپنے سروں پر لہراتی اور چمکتی تلواروں کو دیکھا، مگر وہ اتنی خوفناک حالت میں بھی ایمان پر ثابت قدم رہے تو پھر اُن سے کوئی اور امتحان لینے کی کیا حاجت رہی؟

﴿۲۱۶﴾

عَنِ ابْنِ سِيرِيْنَ، قَالَ: صَنَعْتُ سَيْفِيْ عَلٰى سَيفِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَ زَعَمَ سَمُرَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُ صَنَعَ سَيفَهُ عَلٰى سَيْفِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَ كَانَ حَنَفِيًّا-

أخرجه الترمذي و أحمد و اللفظ للترمذى-

[سنن الترمذي، رقم الحديث:١٦٨٣، و مسند أحمد، رقم الحديث:٢٠٢٢٩. ،قال الترمذي: هذا حديث غريب، لا نعرفه إلا من هذا الوجه، و قد تكلم يحيى بن سعيد القطان في عثمان بن سعد الكاتب و ضعفه من قبل حفظه]

ترجمہ: حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’میں نے اپنی تلوار حضرت سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی تلوار کی طرح بنائی اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ انہوں نے اپنی تلوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار جیسی بنائی تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار ’’حنفی‘‘ طرز پر بنائی گئی تھی۔‘‘

فائدہ: یہ ایک خاص طرز کی تلوار تھی جو ’’احنف بن قیس‘‘ کی طرف منسوب تھی۔

﴿۲۱۷﴾

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بُعِثْتُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ بِالسَّيْفِ حَتّٰى يُعْبَدَ اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَ جُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِيْ، وَ جُعِلَ الذُّلُّ وَ الصَّغَارُ عَلٰى مَنْ خَالَفَ اَمْرِيْ، وَ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ-

أخرجه أحمد-

[مسند أحمد، رقم الحديث: ٥٦٦٧ و قال الذهبي: إسناده صالح. سير أعلام النبلاء، ج:١٥، ص: ٥٠٩]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’مجھے قیامت تک تلوار دے کر بھیجا گیا ہے، (اور اس وقت تک تلوار چلانے کا حکم ہے جب تک کہ) صرف ایک اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت نہ کی جانے لگے، اور میرا رزق میرے نیزے کے سائے

کے نیچے رکھ دیا گیا ہے، اور ذلت و پستی اس شخص کے لیے مقدر کر دی گئی ہے جو میرے دین کی مخالفت کرے، اور جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں سے ہے۔‘‘

﴿۲۱۸﴾

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ شَجَرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلسُّيُوْفُ مَفَاتِيْحُ الْجَنَّةِ۔

أخرجه الحاكم۔

[المستدرك على الصحيحين، رقم الحديث: ۶۰۸۶]

ترجمہ: حضرت سیدنا یزید بن شجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’تلواریں جنت کی کنجیاں ہیں۔‘‘

❁...❁...❁

باب: الرِّمَاح

نیزوں کا بیان

﴿۲۱۹﴾

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قال: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ اَمَرَبِالْحَرْبَةِ فَتُوْضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَيُصَلِّيْ إِلَيْهَا وَ النَّاسُ وَرَاءَهُ، وَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ، فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْأُمَرَاءُ۔

أخرجه البخاري و مسلم و اللفظ للبخارى۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث:۴۹۴، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ۵۰۱]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عید کے دن (نماز عید پڑھانے کے لیے مدینہ کی آبادی سے) باہر تشریف لے جاتے تو ایک چھوٹا نیزہ گاڑنے کا حکم دیتے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے گاڑ دیا جاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہوتے۔ یہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں بھی کیا کرتے تھے۔ (مسلمانوں کے) خلفاء نے اسی وجہ سے نیزہ ساتھ رکھنے کی عادت بنالی ہے۔

﴿۲۲۰﴾

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَاَحْمِلُ اَنَا وَ غُلَامٌ نَحْوِيْ إِدَاوَةً مِّنْ مَاءٍ وَ عَنَزَةً فَيَسْتَنْجِيْ بِالْمَاءِ۔

أخرجه البخاري و مسلم و اللفظ لمسلم۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۱۵۰. وصحيح مسلسم، رقم الحديث: ۲۷۱]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تو میں اور میری طرح کا ایک اور لڑکا پانی کا برتن اور نیزہ لے کر چلتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی سے طہارت فرماتے تھے۔“

﴿۲۲۱﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَا الْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِرَابِهِمْ فِي الْمَسْجِدِ دَخَلَ عُمَرُ فَاَهْوٰى إِلَى الْحَصٰى فَحَصَبَهُمْ بِهَا، فَقَالَ: دَعْهُمْ يَا عُمَرُ۔

أخرجه البخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۱۲۹۰]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”حبشہ کے کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے مسجد میں حراب (نیزوں) کا کھیل کھیل رہے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے، (انہوں نے جب یہ منظر دیکھا تو) کنکریاں اٹھا کر انہیں مارنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (انہیں) ارشاد فرمایا:

”اے عمر! انہیں چھوڑ دو! (انہیں کھیلنے دو)۔“

﴿۲۲۲﴾

عَنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَقِيْتُ يَوْمَ بَدْرٍ عُبَيْدَةَ بْنَ سَعِيْدِ بْنِ العَاصِ، وَ هُوَ مُدَجَّجٌ، لَايُرٰى مِنْهُ إِلَّا عَيْنَاهُ، وَ هُوَ يُكْنٰى أَبُوْذَاتِ الكَرِشِ، فَقَالَ: اَنَا أَبُوْذَاتِ الْكَرِشِ، فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ بِالْعَنَزَةِ فَطَعَنْتُهٗ فِيْ عَيْنِهٖ فَمَاتَ، لَقَدْ وَضَعْتُ رِجْلِيْ عَلَيْهِ، ثُمَّ تَمَطَّأْتُ فَكَانَ الْجُهْدُ أَنْ نَزَعْتُهَا وَ قَدِ انْثَنٰى طَرَفَاهَا، قَالَ عُرْوَةُ: فَسَأَلَهٗ إِيَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاهُ، فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَهَا، ثُمَّ طَلَبَهَا أَبُوْبَكْرٍ فَاَعْطَاهُ، فَلَمَّا قُبِضَ أَبُوْبَكْرٍ سَأَلَهَا إِيَّاهُ عُمَرُ فَاَعْطَاهُ إِيَّاهَا، فَلَمَّا قُبِضَ عُمَرُ اَخَذَهَا، ثُمَّ طَلَبَهَا عُثْمَانُ مِنْهُ فَاَعْطَاهُ إِيَّاهَا، فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ وَقَعَتْ عِنْدَ آلِ عَلِيٍّ، فَطَلَبَهَا

عَبْدُاللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، فَكَانَتْ عِنْدَهٗ حَتّٰى قُتِلَ- أخرجه البخاري-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۳۹۹۸]

ترجمہ: حضرت سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”بدر کی لڑائی میں میرا مقابلہ عبیدہ بن سعید بن عاص سے ہوا، اس کا مکمل جسم لوہے میں چھپا ہوا تھا، صرف آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں۔ اس کی کنیت ابو ذات الکرش تھی۔ (وہ فخر سے) کہنے لگا: میں ابو ذات الکرش ہوں۔ میں نے اس پر نیزے سے حملہ کیا اور اس کی آنکھ ہی کو نشانہ بنایا، جس سے وہ مرگیا۔ پھر میں نے اپنا پاؤں اس کے اوپر رکھ کر پورا زور لگایا اور بڑی مشکل سے نیزہ اس کی آنکھ سے نکال سکا، اس حال میں کہ اس کے دونوں کنارے مڑ گئے تھے۔“

(حضرت سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے بیٹے) حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے وہ نیزہ طلب فرمایا تو انہوں نے وہ پیش کر دیا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو انہوں نے اسے واپس لے لیا۔ پھر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے طلب فرمایا تو انہوں نے انہیں دے دیا۔ حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے طلب کیا۔ انہوں نے انہیں دے دیا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد انہوں نے واپس لے لیا۔ پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے طلب فرمایا تو انہوں نے انہیں دے دیا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد وہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا (اور ان کے بعد ان کی اولاد کے پاس رہا)، بعد ازاں حضرت سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ان سے لے لیا اور پھر ان کی شہادت تک وہ نیزہ ان کے پاس ہی رہا۔“

فائدہ: غزوۂ بدر کے مبارک جہاد میں...... اتنے سخت دشمن کو ہلاک کرنے والا نیزہ...... اس قدر بابرکت بن گیا۔

﴿۲۲۳﴾

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عِنْدِي

جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثَ، فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَ حَوَّلَ وَجْهَهُ، وَ دَخَلَ أَبُوْبَكْرٍ فَانْتَهَرَنِيْ وَ قَالَ: مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: دَعْهُمَا. فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا- وَ كَانَ يَوْمَ عِيْدٍ يَلْعَبُ السُّوْدَانُ بِالدَّرَقِ وَ الْحِرَابِ، فَإِمَّا سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ إِمَّا قَالَ: تَشْتَهِيْنَ تَنْظُرِيْنَ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَأَقَامَنِيْ وَرَاءَهُ -خَدِّي عَلٰى خَدِّهٖ- وَ هُوَ يَقُوْلُ: دُوْنَكُمْ يَا بَنِيْ أَرْفِدَةَ! حَتّٰى إِذَا مَلِلْتُ قَالَ: حَسْبُكِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَاذْهَبِيْ-

أخرجه البخاری-

[صحيح البخاری، رقم الحديث: ۹۵۰]

ترجمہ: حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف لائے، اس وقت میرے پاس (انصار کی) دو لڑکیاں جنگ بعاث کے قصوں کی نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بستر پر لیٹ گئے اور اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔ (کچھ دیر بعد) حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے مجھے ڈانٹا اور فرمایا کہ یہ شیطانی باجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں؟ تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

”انہیں چھوڑ دیں۔“

پھر جب حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ دوسرے کام میں لگ گئے تو میں نے ان بچیوں کو اشارہ کیا اور وہ چلی گئیں۔ اور یہ عید کا دن تھا۔ حبشہ کے کچھ لوگ (مسجد میں) ڈھالوں اور نیزوں سے کھیل رہے تھے۔

اب (مجھے صحیح طرح یاد نہیں) یا تو خود میں نے کہا یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”کیا تم یہ کھیل دیکھو گی؟“

میں نے کہا: ”جی ہاں!“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے اس طرح کھڑا کر لیا کہ میرا رخسار آپ کے رخسار پر تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اُن سے) فرما رہے تھے:

”اپنے کھیل میں لگے رہو! اے بنی ارفدہ (یہ حبشہ کے لوگوں کا لقب تھا)۔“

پھر جب میرا دل بھر گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”بس۔“

میں نے کہا: ”جی ہاں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”(ٹھیک ہے) اب جاؤ۔“

فائدہ: اس میں نیزہ بازی اور جہاد میں کام آنے والے کھیلوں کی فضیلت ہے کہ...... مسجد میں اجازت دی گئی...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود مشاہدہ فرمایا...... اور ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

۲۲۴

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَفَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ، فَتَعَجَّلْتُ عَلٰى بَعِيْرٍ لِيْ قَطُوْفٍ، فَلَحِقَنِيْ رَاكِبٌ مِّنْ خَلْفِيْ فَنَخَسَ بَعِيْرِيْ بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهٗ، فَانْطَلَقَ بَعِيْرِيْ كَأَجْوَدِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِّنَ الْإِبِلِ، فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا يُعْجِلُكَ؟ قُلْتُ: كُنْتُ حَدِيْثَ عَهْدٍ بِعُرْسٍ، قَالَ: اَ بِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا؟ قُلْتُ: ثَيِّبًا، قَالَ: فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَ تُلَاعِبُكَ، قَالَ: فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ، قَالَ: اَمْهِلُوْا حَتّٰى تَدْخُلُوْا لَيْلًا (أَيْ عِشَاءً) لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَ تَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ۔

أخرجه البخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۵۰۷۹]

ترجمہ: حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جہاد سے واپس لوٹ رہے تھے۔ میں اپنے سست اونٹ کو تیز چلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اتنے میں میرے پیچھے سے ایک سوار مجھ سے آ کر ملے اور اپنا نیزہ میرے اونٹ کو چبھو دیا۔ اس کی وجہ سے میرا اونٹ تیز رفتار ہو گیا جیسا کہ کسی عمدہ قسم کے اونٹ کی رفتار تم نے دیکھی ہو گی۔ (جب میں نے مڑ کر) دیکھا تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا:

”جلدی کیوں کر رہے ہو؟“

میں نے عرض کیا: ”میری ابھی نئی نئی شادی ہوئی ہے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا:

”کنواری عورت سے یا بیوہ سے؟“

میں نے عرض کیا: ”بیوہ سے۔“ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”کسی کنواری سے کیوں نہیں کی؟ تاکہ تم اس کے ساتھ کھیل کود کرتے اور وہ تمہارے ساتھ۔“

(پھر) جب ہم (مدینہ میں) داخل ہونے لگے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ اور (جب) رات ہو جائے تب داخل ہونا، تاکہ پراگندہ بالوں والی اپنے بال سنوار لے اور جن کے شوہر موجود نہیں تھے وہ بدن کی صفائی کر لیں۔“

﴿۲۲۵﴾

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَتْ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْسٌ عَرَبِيَّةٌ فَرَاٰى رَجُلًا بِيَدِهٖ قَوْسٌ فَارِسِيَّةٌ، فَقَالَ: مَا هٰذِهٖ؟ اَلْقِهَا، وَ عَلَيْكُمْ بِهٰذِهٖ وَ اَشْبَاهِهَا وَ رِمَاحِ الْقَنَا، فَإِنَّهُمَا يَزِيْدُ اللّٰهُ لَكُمْ بِهِمَا فِي الدِّينِ، وَ يُمَكِّنُ لَكُمْ فِي الْبِلَادِ۔

أخرجه ابن ماجة۔

[سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ۲۸۱۰]

ترجمہ: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ایک بار رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں عربی کمان تھی اور آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں فارسی کمان ہے تو ارشاد فرمایا:

”یہ کیا ہے؟ اسے پھینک دو! تم اس طرح کی اور ان سے ملتی جلتی (عربی) کمانیں اور نیزے استعمال کیا کرو، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے تمہارے دین میں ترقی عطاء فرمائیں گے اور تمہیں ملکوں میں اقتدار عطاء فرمائیں گے۔“

﴿۲۲۶﴾

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ لِلْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رُمْحٌ، فَكُنَّا إِذَا خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزَاةٍ خَرَجَ بِهٖ مَعَهٗ فَيَرْكُزُهٗ، فَيَمُرُّ النَّاسُ عَلَيْهِ

فَيَحْمِلُوْنَهُ، فَقُلْتُ : لَئِنْ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاُخْبِرَنَّهُ، فَقَالَ: إِنَّكَ إِنْ فَعَلْتَ لَمْ تُرْفَعْ ضَالَّةٌ۔

أخرجه ابن ماجة و أحمد و اللفظ لأحمد۔

[سنن ابن ماجة، رقم الحديث:٢٨٠٩، ومسند أحمد، رقم الحديث: ١٢٧٢]

ترجمہ: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضرت مغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ عنہ) کا ایک نیزہ تھا، جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جہاد کے لیے جاتے تو وہ اپنے ساتھ نیزہ بھی اٹھا لیتے۔ (جب واپس ہوتے تو) نیزہ (وہیں کہیں) گاڑ دیتے، اس خیال سے کہ کوئی اٹھا کر لے آئے گا۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے کہا: ”میں یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتاؤں گا۔“ (چنانچہ میرے بتانے پر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے) فرمایا:

”(ایسا نہ کرو، کیونکہ) اگر تم ایسا کرو گے تو حقیقی گمشدہ چیز بھی کوئی نہیں اٹھائے گا۔“

﴿٢٢٧﴾

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ لَعِبَتِ الْحَبَشَةُ لِقُدُوْمِهٖ بِحِرَابِهِمْ فَرَحًا بِذٰلِكَ۔

أخرجه أحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ١٢٦٤٩]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے کی خوشی میں حبشی صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے نیزوں کے کھیل کا مظاہرہ کیا۔

فائدہ: عہد رسالت میں نیزوں کی اس قدر اہمیت تھی کہ انہیں باقاعدہ گھروں میں رکھا جاتا تھا اور خواتین انہیں مختلف کاموں میں استعمال کرتی تھیں...... اس حوالہ سے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی درج ذیل موقوف روایت قابل ذکر ہے:

عَنْ سَائِبَةَ قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَرَأَيْتُ فِيْ بَيْتِهَا رُمْحًا مَوْضُوْعًا، قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! مَا تَصْنَعُوْنَ بِهٰذَا الرُّمْحِ؟ قَالَتْ: هٰذَا لِهٰذِهِ الْأَوْزَاغِ نَقْتُلُهُنَّ بِهٖ، فَإِنَّ رَسُوْلَ

اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَنَا أَنَّ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ حِيْنَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ لَمْ تَكُنْ فِي الْأَرْضِ دَابَّةٌ إِلَّا تُطْفِئُ النَّارَ عَنْهُ، غَيْرَ الْوَزَغِ كَانَ يَنْفُخُ عَلَيْهِ، فَأَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِهِ۔

أخرجه أحمد۔

[مسند احمد، رقم الحدیث:۲۴۵۳۴]

حضرت سائبہ رحمۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں:

''ایک مرتبہ میں حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی تو ان کے گھر میں ایک نیزہ رکھا ہوا دیکھا، میں نے ان سے دریافت کیا: ''اے ام المؤمنین! آپ اس نیزے کا کیا کرتی ہیں؟'' انہوں نے فرمایا: ''یہ ان چھپکلیوں کے لئے رکھا ہوا ہے اور اس سے انہیں مارتی ہوں، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں بتلایا ہے کہ:

''جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آگ میں ڈالا گیا تو چھپکلی کے علاوہ روئے زمین کا کوئی جانور ایسا نہ تھا جو آگ کو بجھا نہ رہا ہو، جبکہ یہ اس میں پھونکیں مار رہی تھی۔''

اس لیے نبی کریم ﷺ نے ہمیں چھپکلی مارنے کا حکم ہے۔

فائدہ: مذکورہ روایت چھپکلی کو مارنے کے متعلق مرفوع ہے، لیکن نیزے کے متعلق موقوف ہے، اس لیے اسے اصل کتاب میں شامل نہیں کیا گیا بلکہ فائدہ کے تحت نقل کیا گیا ہے۔

❁...❁...❁

باب: الدرع و المغفر

زرہ اور خود کا بیان

﴿٢٢٨﴾

عَنْ أنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قال: اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الفَتْحِ وَ عَلٰى رَأْسِهِ المِغْفَرُ۔

متفق عليه و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٥٨٠٨، وصحيح مسلم، رقم الحديث:١٣٥٧]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ والے سال مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر خود تھی۔“

فائدہ: ”مِغْفَر“ جنگی ٹوپی کو کہتے ہیں جو سر کی حفاظت کا کام کرتی ہے...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر نیچے یہ ٹوپی اور اوپر سیاہ عمامہ تھا۔

﴿٢٢٩﴾

عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كُسِرَتْ بَيْضَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَأْسِهٖ وَ أُدْمِيَ وَجْهُهٗ وَ كُسِرَتْ رَبَاعِيَتُه، وَ كَانَ عَلِيٌّ يَخْتَلِفُ بِالْمَاءِ فِي الْمِجَنِّ، وَ كَانَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُهُ، فَلَمَّا رَأتِ الدَّمَ يَزِيْدُ عَلَى الْمَاءِ كَثْرَةً عَمَدَتْ إِلٰى حَصِيْرٍ فَأَحْرَقَتْهَا وَ اَلْصَقَتْهَا عَلٰى جُرْحِهٖ فَرَقَا الدَّمُ۔

أخرجه البخارى و مسلم و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخارى، رقم الحديث : ٢٩٠٣، وصحيح مسلم، رقم الحديث : ١٧٩٠]

ترجمہ: حضرت سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جب احد کی لڑائی میں آنحضرت ﷺ کا ''خود'' آپ ﷺ کے سر مبارک پر توڑا گیا اور چہرہ مبارک خون آلود ہوگیا اور آپ ﷺ کا آگے کا دانت شہید ہوگیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں بار بار پانی بھر کر لا رہے تھے اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا زخم کو دھو رہی تھیں۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ خون پانی پر غالب آرہا ہے تو انہوں نے ایک چٹائی جلائی اور اس کی راکھ آپ ﷺ کے زخموں پر لگا دی، جس سے خون بند ہوگیا۔''

﴿۲۳۰﴾

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى طَعَامًا مِّنْ يَّهُوْدِيٍّ إِلٰى اَجَلٍ وَ رَهَنَهٗ دِرْعًا مِّنْ حَدِيْدٍ۔

أخرجه البخاري و مسلم و اللفظ للبخارى۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث:٢٠٦٨، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ١٦٠٣]

ترجمہ: حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''نبی کریم ﷺ نے ایک یہودی سے کچھ غلہ ایک مدت تک کے لیے ادھار خریدا اور اپنی لوہے کی ایک زرہ اس کے پاس گروی رکھوائی۔''

﴿۲۳۱﴾

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ رَجُلٍ قَدْ سَمَّاهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَاهَرَ يَوْمَ اُحُدٍ بَيْنَ دِرْعَيْنِ، أَوْ لَبِسَ دِرْعَيْنِ۔

أخرجه أبو داؤد و ابن ماجة و اللفظ لابى داؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٥٩٠، و سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ٢٨٠٦]

ترجمہ: حضرت سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ ایک شخص سے روایت فرماتے ہیں جس کا نام انہوں نے لیا تھا، (لیکن راوی نام بھول گیا) کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن تہ بہ تہ دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں یا فرمایا: دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں۔''

۲۳۲

عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعَانِ يَوْمَ أُحُدٍ، فَنَهَضَ إِلَى الصَّخْرَةِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ، فَأَقْعَدَ طَلْحَةَ تَحْتَهُ فَصَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ حَتَّى اسْتَوٰى عَلَى الصَّخْرَةِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَوْجَبَ طَلْحَةُ۔

أخرجه الترمذي۔

[سنن الترمذي، رقم الحديث:۱۶۹۲، و قال الترمذي: هذا حديث حسن غريب لانعرفه إلا من حديث محمد بن اسحاق]

ترجمہ: حضرت سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”غزوہ احد کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو زرہیں زیب تن فرمائی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چٹان پر چڑھنے لگے، لیکن (زخموں اور بوجھ کی وجہ سے) نہیں چڑھ سکے، چنانچہ آپ نے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو اپنے نیچے بٹھایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر چڑھ گئے یہاں تک کہ چٹان پر سیدھے کھڑے ہو گئے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

”طلحہ نے (اپنے لیے جنت) واجب کر لی۔“

فائدہ: جہاد میں زیادہ سے زیادہ حربی اور دفاعی سامان رکھنا باعث اجر ہے اور یہ توکل کے خلاف نہیں ہے۔

❀...❀...❀

باب: الرَّايَاتِ وَ الْأُلْوِيَة

جنگی جھنڈوں کا بیان

﴿۲۳۳﴾

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ خَيْبَرَ، وَ كَانَ بِهٖ رَمَدٌ، فَقَالَ: اَنَا اَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِيْ فَتَحَهَا فِيْ صَبَاحِهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ - أَوْ قَالَ: لَيَأْخُذَنَّ - غَدًا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللهُ وَ رَسُوْلُهٗ، أَوْ قَالَ: يُحِبُّ اللهَ وَ رَسُوْلَهٗ، يَفْتَحُ اللهُ عَلَيْهِ، فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَ مَا نَرْجُوْهُ، فَقَالُوا: هٰذَا عَلِيٌّ، فَاَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ، فَفَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ۔
متفق عليه و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٢٩٧٥، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ٢٤٠٧]

ترجمہ: حضرت سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ غزوہ خیبر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہیں جا سکے تھے۔ (کیوں کہ) ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی۔ پھر انہوں نے کہا کہ کیا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے رہ سکتا ہوں؟ چنانچہ وہ نکل پڑے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملے۔ جب اس رات کی شام آئی، جس کی صبح خیبر فتح ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’میں کل اسلامی پرچم اس شخص کو دوں گا یا (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں فرمایا کہ) کل اسلامی پرچم اس شخص کے ہاتھ میں ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت رکھتے ہیں۔ یا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کے ہاتھ پر فتح عطاء فرمائے گا۔“

اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ حالانکہ ہمیں ان کے آنے کی کوئی امید نہ تھی۔ (کیوں کہ وہ آشوب چشم میں مبتلاء تھے) لوگوں نے (انہیں دیکھ کر) کہا: ”یہ علی رضی اللہ عنہ بھی آ گئے ہیں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھنڈا انہیں عطاء فرمایا، اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح عطاء فرمائی۔

﴿۲۳۴﴾

عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ الْقُرَظِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اِنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ كَانَ صَاحِبَ لِوَاءِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ الْحَجَّ فَرَجَّلَ۔

أخرجه البخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۲۹۷٦]

ترجمہ: حضرت سیدنا ثعلبہ بن ابی مالک قرظی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم بردار قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے حج کا ارادہ فرمایا تو کنگھی فرمائی۔“

فائدہ: یہ انصار کے قبیلہ خزرج کے سردار تھے اور جہاد میں قبیلے کا جھنڈا ان کے پاس ہوتا تھا۔

﴿۲۳۵﴾

عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لِلزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: هَاهُنَا اَمَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَرْكُزَ الرَّايَةَ۔

أخرجه البخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۲۹۷٦]

ترجمہ: حضرت نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”میں نے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہاں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو پرچم نصب کرنے کا حکم فرمایا تھا۔“

فائدہ: اُس زمانے کے جہاد میں جھنڈے کی بہت اہمیت ہوتی تھی...... اور علمبردار کا بڑا مقام اور بڑی ذمہ داری ہوتی تھی...... اور جھنڈا کہاں گاڑا جائے اس کا بھی بہت لحاظ اور اہتمام رکھا جاتا تھا۔

﴿۲۳۶﴾

عَنْ آخَرَ مِنْهُمْ قَالَ: رَاَيْتُ رَايَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفْرَاءَ۔
أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٥٩٣]

ترجمہ: ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں نے رسول اللہ ﷺ کا زرد رنگ کا جھنڈا دیکھا۔“

فائدہ: یہ جھنڈا بھی ایک نیزہ ہوتا تھا جس پر کپڑا باندھ یا لٹکا دیا جاتا تھا۔

﴿۲۳۷﴾

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَقِيْتُ عَمِّيْ وَ مَعَهٗ رَايَةٌ، فَقُلْتُ لَهٗ: اَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ: بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى رَجُلٍ نَكَحَ امْرَاَةَ اَبِيْهِ، فَاَمَرَنِيْ اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهٗ وَ آخُذَ مَالَهٗ۔
أخرجه أبوداؤد و الترمذي و النسائي و اللفظ لأبي داؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٤٤٥٧، وسنن الترمذي، رقم الحديث: ١٣٦٢، وسنن النسائي، رقم الحديث: ٣٣٣٢]

ترجمہ: حضرت سیدنا براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں اپنے چچا سے ملا، ان کے پاس ایک جھنڈا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا: ”کہاں کا ارادہ ہے؟“ انہوں نے بتایا:

”رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک آدمی کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے والد کی بیوی کے ساتھ نکاح کیا ہے، اور آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کی گردن ماردوں اور اس کا مال لے لوں۔“

﴿۲۳۸﴾

عَنْ يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ مَوْلٰى مُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: اَرْسَلَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ

إِلَى الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَسْأَلُهُ، عَنْ رَايَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَتْ؟ قَالَ: كَانَتْ سَوْدَاءَ مُرَبَّعَةً مِنْ نَمِرَةٍ-

أخرجه أبوداؤد و الترمذي و أبويعلٰى و اللفظ لابى يعلٰى-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٥٩١، و سنن الترمذي، رقم الحديث: ١٦٨٠، و مسند أبي يعلى الموصلي، رقم الحديث: ١٧٠٢. و قال الترمذي: و هذا حديث حسن غريب، لا نعرفه إلا من حديث ابن أبي زائدة]

ترجمہ: حضرت محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے آزاد کردہ غلام حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”حضرت محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے کے بارے میں پوچھنے کے لیے بھیجا، حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا (چیتے کے رنگ کی طرح کالا سفید) دھاری دار چوکور کالے (سفید) رنگ کا تھا۔“

﴿۲۳۹﴾

عَنِ الْحَارِثِ بْنِ يَزِيْدَ الْبَكْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا هُوَ غَاصٌّ بِالنَّاسِ، وَ إِذَا رَايَاتٌ سُوْدٌ تَخْفُقُ، وَ إِذَا بِلَالٌ مُتَقَلِّدٌ السَّيْفَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: مَا شَأْنُ النَّاسِ؟ قَالُوْا: يُرِيْدُ اَنْ يَّبْعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَجْهًا-

أخرجه الترمذي و ابن ماجة و أحمد و اللفظ للترمذى-

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ٣٢٧٤، و سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ٢٨١٦، و مسند أحمد، رقم الحديث: ١٥٩٥٢]

ترجمہ: حضرت سیدنا حارث بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو مسجد نبوی شریف گیا، (دیکھا کہ) وہ لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی ہے، کالے جھنڈے ہوا میں لہرا رہے ہیں اور بلال رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے تلوار باندھے کھڑے ہیں۔“ میں نے پوچھا:

”کیا معاملہ ہے؟“ لوگوں نے کہا:

”آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو (فوجی دستہ دے کر) کسی طرف بھیجنے کا ارادہ ہے۔“

فائدہ: غور فرمائیں یہ تھا اُس مبارک زمانے میں مسجد نبوی شریف کا منظر۔

﴿٢٤٠﴾

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ وَ لِوَاؤُهُ اَبْيَضُ-
أخرجه الترمذي-

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ١٦٧٩، و قال الترمذي: هذا حديث غريب، لا نعرفه إلا من حديث يحيى بن آدم، عن شريك و سألت محمدا عن هذا الحديث فلم يعرفه، إلا من حديث يحيى بن آدم، عن شريك، و قال: حدثنا غير واحد، عن شريك، عن عمار، عن أبي الزبير، عن جابر، أن النبي صلى الله عليه وسلم دخل مكة و عليه عمامة سوداء قال محمد: و الحديث هوهذا]

ترجمہ: حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فتح مکہ کے موقع پر جب) مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے (تو) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرچم سفید تھا۔“

﴿٢٤١﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: قَالَا: كَانَتْ رَايَةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْدَاءَ، وَ لِوَاؤُهُ اَبْيَضَ-
أخرجه الترمذي عن ابن عباس و أبويعلى الموصلي و الطبراني عن كليهما و اللفظ لابى يعلىٰ-

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ١٦٨١، ومسند أبي يعلى الموصلي، رقم الحديث: ٢٣٧٠ ، والمعجم الكبير، رقم الحديث: ١١٦١، وقال الترمذي: هذا حديث غريب من هذا الوجه من حديث ابن عباس]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس اور حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا کالا اور پرچم سفید تھا۔“

فائدہ: مختلف اوقات میں جھنڈے کا رنگ بدلتا رہا...... اس لیے روایات میں کئی رنگ آئے ہیں۔

﴿٢٤٢﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَايَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، وَ رَايَةَ الْأَنْصَارِ مَعَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، وَ كَانَ إِذَا اسْتَحَرَّ الْقَتْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يَكُوْنُ تَحْتَ رَايَةِ الْاَنْصَارِ-

أخرجه أحمد-

[مسندأحمد، رقم الحديث: ٣٤٨٦، وقال الهيثمي: رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح غير عثمان بن زفر الشامي وهو ثقة. مجمع الزوائد، رقم الحديث:٩٦٤٣]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا (مہاجرین کی طرف سے) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ہوتا تھا اور انصار کی طرف سے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس، اور جب جنگ زوروں پر ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار کے جھنڈے کے نیچے ہوتے تھے۔“

﴿۲۴۳﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتْ رَايَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْدَاءَ وَ لِوَاؤُهُ اَبْيَضَ، مَكْتُوْبٌ عَلَيْهِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ-

أخرجه الطبراني في الأوسط-

[المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث: ٢١٩]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا کالا اور پرچم سفید تھا۔ جس پر یہ لکھا ہوا ہوتا تھا:

”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ-“

فائدہ: ”رایۃ“ یہ لشکر کا چھوٹا جھنڈا ہوتا ہے جو لشکر کے ساتھ چلتا اور بڑھتا ہے......اور ”لواء“ وہ بڑا جھنڈا ہوتا ہے جو امیر یا قائد کی طرف لگایا جاتا ہے۔

﴿۲۴۴﴾

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَايَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ سَوْدَاءَ-

أخرجه الطبراني في الكبير و الأوسط و الصغير و هذا اللفظ للأوسط -

[المجعم الكبير، رقم الحديث:١٧٥٨، و المعجم الأوسط، رقم الحديث:٧٩٦٩، و المعحم الصغير، رقم الحديث:١٠٧٧، و قال الهيثمي: رواه الطبراني في الثلاثة، و في إسناد الكبير شريك النخعي وثقه النسائي وغيره و فيه ضعف، و بقية رجاله ثقات. مجمع الزوائد، رقم الحديث:٩٦٤٠]

ترجمہ: حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا سیاہ رنگ کا تھا۔“

﴿۲۴۵﴾

عَنْ مَزِيْدَةَ الْعَبْدِيِّ يَقُوْلُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَدَ رَايَاتِ الْأَنْصَارِ فَجَعَلَهُنَّ صُفْرًا۔

أخرجه الطبراني۔

[المعجم الكبير: ٢٠/ ٣٤٧. وقال الهيثمي: رواه الطبراني وفيه محمد بن الليث الهدادي ولم أعرفه، وبقية رجاله ثقات. مجمع الزوائد، رقم الحديث:٩٦٤١]

ترجمہ: حضرت مزیدة رحمۃ اللہ علیہ العبدی فرماتے ہیں:

”آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کے لیے کئی جھنڈے تیار فرمائے، اور ان کا رنگ زرد رکھا۔“

﴿۲۴۶﴾

عَنْ مُحَارِبٍ، قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلٰى زِيَادٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْعَدُوَّ لَا يَظْهَرُ عَلٰى قَوْمٍ إِذَا هُمْ أَوْ قَالَ: رَأْيَتُهُمْ مَّعَ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ۔

أخرجه الطبراني۔

[المعجم الكبير، ج: ١٩، ص: ٣٥٦، وقال الهيثمي: رواه الطبراني ورجاله ثقات. مجمع الزوائد، رقم الحديث:٩٦٤٥]

ترجمہ: حضرت محارب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کو پیغام لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

”دشمن اس قوم پر غلبہ نہیں پاسکتا جس قوم کے لوگ بنو بکر بن وائل سے ہوں، یا فرمایا: جن کا جھنڈا بنو بکر بن وائل کے کسی فرد کے پاس ہو۔“

......*

باب: اللباس في الحرب

جنگی لباس کا بیان

﴿۲۴۷﴾

عَنْ مُغِيْرَةَ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ، فَقَالَ: يَا مُغِيْرَةُ! خُذِ الْإِدَاوَةَ. فَاَخَذْتُهَا، فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَارٰى عَنِّيْ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ وَ عَلَيْهِ جُبَّةٌ شَأْمِيَّةٌ، فَذَهَبَ لِيُخْرِجَ يَدَهٗ مِنْ كُمِّهَا فَضَاقَتْ فَاَخْرَجَ يَدَهٗ مِنْ اَسْفَلِهَا، فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّأَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ وَ مَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلّٰى، وَ فِيْ رِوَايَةٍ وَ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِّنْ صُوْفٍ-
أخرجه البخاري و مسلم و اللفظ للبخارى-

[صحيح البخاري، ۳۶۳، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ۲۷۴]

ترجمہ: حضرت سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر (غزوۂ تبوک) میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک موقع پر) فرمایا:

”مغیرہ! پانی کی چھاگل اٹھالو۔“

میں نے اسے اٹھا لیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے اور میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قضائے حاجت فرمائی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شامی جبہ پہنے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آستین سے ہاتھ نکالنا چاہتے تھے لیکن وہ تنگ تھی، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نیچے سے ہاتھ باہر نکالا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں پر پانی ڈالا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز والا وضو فرمایا اور اپنے موزوں پر مسح فرمایا، پھر نماز پڑھی۔

(صحیح بخاری کی) دوسری روایت میں ہے:

”آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صوف (اون) کا جبہ پہنا ہوا تھا۔“

﴿۲۴۸﴾

عَنْ مُغِيْرَةَ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ جُبَّةً رُوْمِيَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ-

أخرجه الترمذي-

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ١٧٦٨. وقال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح]

ترجمہ: حضرت سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رومی جبہ زیب تن فرمایا جس کی آستینیں تنگ تھیں۔“

﴿۲۴۹﴾

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، اَنَّهَا اَخْرَجَتْ جُبَّةً مُزَرَّرَةً بِالدِّيْبَاجِ فَقَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ هٰذِهٖ إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ-

أخرجه ابن ماجة-

[سنن ابن ماجة. رقم الحديث: ٢٨١٩.]

ترجمہ: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے ریشم کے بٹنوں والا ایک جبہ نکالا اور فرمایا:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمن سے مقابلے کے وقت یہ لباس پہنتے تھے۔“

فائدہ: اس سے جہاد کے لیے الگ طرح کا اور قدرے تنگ لباس پہننا ثابت ہوا...... زیادہ کھلے لباس میں لڑنا اور حرکت کرنا کچھ مشکل ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

❀...❀...❀

باب: العمامة فى الحرب

جنگ میں عمامہ باندھنے کا بیان

﴿۲۵۰﴾

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ الْأَنْصارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قال: اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَ عَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ-

أخرجه مسلم و أبوداؤد و اللفظ لمسلم-

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٣٥٨، و سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٤٠٧٤]

ترجمہ: حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں احرام کے بغیر سیاہ عمامہ میں داخل ہوئے۔“

❁...❁...❁

باب: مَا جَاء فِي سلاحِ النَّبيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اثاثه

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسلحہ اور سامان کا بیان

﴿۲۵۱﴾

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَ سِلَاحَهُ وَ اَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً۔
أخرجه البخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٢٨٧٣]

ترجمہ: حضرت سیدنا عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (وصال کے بعد) اپنے سفید خچر، اپنے ہتھیار اور صدقہ کی ہوئی زمین کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑا تھا۔

﴿۲۵۲﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيْفٌ قَائِمَتُهٗ مِنْ فِضَّةٍ وَ قُبْعَتُهٗ مِنْ فِضَّةٍ، وَ كَانَ يُسَمّٰى ذَاالْفَقَارِ، وَ كَانَتْ لَهٗ قَوْسٌ يُسَمّٰى السَّدَادَ، وَ كَانَتْ لَهٗ كِنَانَةٌ يُسَمَّى الْجُمْعَ، وَ كَانَتْ لَهٗ دِرْعٌ مُوَشَّحَةٌ بِالنُّحَاسِ يُسَمّٰى ذَاتَ الْفُضُولِ، وَ كَانَتْ لَهٗ حَرْبَةٌ تُسَمَّى النَّبْعاءَ، وَ كَانَ لَهٗ مِجَنٌّ يُسَمَّى الذَّقَنَ، وَ كَانَ لَهٗ تُرْسٌ اَبْيَضُ يُسَمَّى الْمُوْجزَ، وَ كَانَ لَهٗ فَرَسٌ اَدْهَمُ يُسَمَّى السَّكْبَ، وَ كَانَ لَهٗ سَرْجٌ يُسَمَّى الدَّاجَ، وَ كَانَتْ لَهٗ بَغْلَةٌ شَهْبَاءُ يُقَالُ لَهَا دُلْدُلٌ، وَ كَانَتْ لَهٗ نَاقَةٌ تُسَمَّى الْقَصْوَاءَ، وَ كَانَ لَهٗ حِمَارٌ يُسَمّٰى يَعْفُوْرَ، وَ كَانَ لَهٗ بِسَاطٌ يُسَمَّى الْكُرَّ، وَ كَانَتْ لَه عَنَزَةٌ تُسَمَّى النَّمِرَ، وَ كَانَتْ لَهٗ رَكْوَةٌ تُسَمَّى

الصَّادِرَ، وَ كَانَتْ لَهٗ مِرْآةٌ تُسَمَّى الْمُدِلَّةَ، وَ كَانَ لَهٗ مِقْرَاضٌ يُسَمَّى الْجَامِعَ، وَ كَانَ لَهٗ قَضِيْبُ شَوْحَطٍ يُسَمَّى الْمُشَوِّقَ-

أخرجه الطبراني في الكبير-

[المعجم الكبير، ج: ١١، ص: ١١١]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک تلوار تھی جس کا دستہ چاندی سے آراستہ تھا اور تلوار میں ایک حلقہ بھی چاندی کا تھا، اس تلوار کا نام ”ذُوالْفَقَار“ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک کمان تھی جس کا نام ”السَّدَاد“ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ترکش تھا جس کا نام ”الجُمع“ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک زرہ تھی جو پیتل سے رنگی ہوئی تھی اور اس کا نام ”ذَاتُ الْفُضُوْل“ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک برچھی تھی، جس کا نام ”النَّبْعَاء“ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ڈھال تھی جس کا نام ”الذَّقن“ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک سفید ڈھال تھی جس کا نام ”المُوْجِز“ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک سیاہ گھوڑا تھا جس کا نام ”السَّکْب“ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک چراغ تھا، جس کا نام ”الدَّاج“ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک سفید مائل بسیاہ مادہ خچر تھی، جس کا نام ”الدُّلدُل“ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی، جس کا نام ”القَصْوَاء“ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک درازگوش تھا جس کا نام ”یَعْفُوْر“ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک چٹائی تھی، جس کا نام ”الکُرّ“ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک نیزہ تھا جس کا نام ”النَّمِر“ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ڈونگہ (برتن) تھا جس کا نام ”الصَّادِر“ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک آئینہ تھا جس کا نام ”المُدِلَّة“ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک قینچی تھی جس کا نام ”الجَامِع“ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمان والی لکڑی کی ایک چھڑی تھی، جس کا نام ”المُشَوِّق“ تھا۔

فائدہ: سیرت کی کتب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متعدد تلواروں، نیزوں، ڈھالوں اور دیگر آلات حرب کا تذکرہ ملتا ہے، یہاں فائدہ میں انہیں نقل کیا جاتا ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواریں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دس تلواریں تھیں:

① اَلْمَاثُوْر: یہ تلوار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے والد صاحب کی طرف سے وارثت میں ملی تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے

مدینہ منورہ ہمراہ لائے تھے۔

۲ **اَلۡعَضۡبُ:** غزوۂ بدر میں جاتے وقت یہ تلوار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے پیش خدمت کی تھی۔

۳ **ذُوالۡفَقَارُ:** یہ تلوار غزوۂ بدر کے مال غنیمت میں ہاتھ آئی اور پھر تمام جنگوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہی۔ اس کا وسط ریڑھ کی ہڈی کے مشابہ تھا، اس تلوار کے قبضے، دھار، پٹے اور نیام کے نچلے حصے میں چاندی استعمال ہوئی تھی۔

۴ **اَلصَّمۡصَامُ:** کاٹنے والی، مضبوط جو کبھی مڑ نہ سکے، یہ حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کی تلوار تھی۔

۵ **اَلۡقَلَعِی:** یہ قلع نامی جگہ سے ملی تھی۔

۶ **اَلۡبَتَّار:** بہت خوب کاٹنے والی۔

۷ **اَلۡحَتۡفُ:** حتف موت کو کہتے ہیں۔

۸ **اَلرَّسُوۡبُ:** جسم میں گھس کر ڈوبنے والی۔

۹ **اَلۡمِخۡذَمُ:** کاٹنے والی تلوار۔

۱۰ **اَلۡقَضِیۡبُ:** بہت زیادہ کاٹنے والی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہیں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سات زرہیں تھیں:

۱ **ذَاتُ الۡفُضُوۡلِ:** یہ لمبی زرہ تھی اور یہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار ابوالشحم یہودی کے پاس اپنے اہل وعیال کے لیے ”جو“ کے بدلے رہن رکھی تھی۔

۲ **ذَاتُ الۡوِشَاحِ**

۳ **ذَاتُ الۡحَوَاشِیۡ**

۴ **اَلسُّعۡدِیَۃ:** یہ سعد نامی ایک علاقے کی طرف منسوب ہے جہاں زرہیں بنتی تھیں۔ بعض حضرات کا فرمانا ہے کہ یہ حضرات داؤد علیہ السلام کی زرہ تھی جو انہوں نے جالوت کو قتل کرتے وقت پہن رکھی تھی۔

۵ **فِضَّۃ**

۶ **اَلۡبَتۡرَاء**

﴿۷﴾ اَلْخِزْنِقُ

آپ ﷺ کی ڈھالیں

حضور اکرم ﷺ کے پاس تین ڈھالیں تھیں:

﴿۱﴾ آپ ﷺ کے پاس ایک ڈھال ’’اَلزَّلُوْق‘‘ نامی تھی۔ ’’زَلَقَ‘‘ پھسلنے کو کہتے ہیں، اس پر تلوار وغیرہ پھسل جاتی تھی۔

﴿۲﴾ ایک اور ڈھال ’’اَلْفُتَقُ‘‘ نامی تھی۔

﴿۳﴾ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک اور ڈھال بطور ہدیہ پیش کی گئی، اس پر عقاب یا مینڈھے کی تصویر تھی، آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس پر رکھا تو وہ تصویر مٹ گئی۔

آپ ﷺ کے نیزے

حضور اکرم ﷺ کے پاس پانچ نیزے تھے۔

﴿۱﴾ تا ﴿۳﴾ جن میں سے تین نیزے آپ کو بنو قینقاع سے ہاتھ لگے تھے۔

﴿۴﴾ ’’اَلْمُثْوِیْ‘‘۔ اس نیزے کا یہ نام اس لئے پڑا کہ یہ نیزہ جسے لگتا تھا وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا تھا، [بلکہ وہیں دم توڑ دیتا تھا]۔

﴿۵﴾ ’’اَلْمُنْثَنِیْ‘‘

آپ ﷺ کی برچھیاں

حضور اکرم ﷺ کے پاس تین برچھیاں تھیں:

﴿۱﴾ آپ ﷺ کے پاس ایک برچھی تھی، جس کا نام: ’’اَلنَّبْعَۃ‘‘ تھا۔ اس کا تذکرہ علامہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔

﴿۲﴾ ایک بڑی برچھی تھی اس کا نام: ’’اَلْبَیْضَاء‘‘ تھا۔

﴿۳﴾ جبکہ ایک چھوٹی برچھی ’’اَلْعَنَزَۃ‘‘ نام کی تھی، جسے آپ ﷺ چلتے وقت ہاتھ میں رکھتے تھے، اور عید کے دن آپ ﷺ کے آگے نیزہ بردار کے ہاتھ میں یہی برچھی ہوتی تھی، پھر اسی برچھی کو عید گاہ میں بطور سترہ گاڑ دیا جاتا تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خود

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوہے کے دو (۲) خود یعنی جنگی ٹوپیاں تھیں:

① اَلۡمُوَشَّحُ

② اَلسُّبُوۡغ یا ذُو السُّبُوۡغ۔ یہی ’’خود‘‘ فتح مکہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر تھا۔

[زاد المعاد۔ ج:۱، ص:۵۰، ط: مکتبہ علمیہ، پشاور]

❁…❁…❁

کتاب احکام الجہاد

جہادِ فی سبیل اللہ کے احکام کا بیان

باب: صِدقِ النِّيَّةِ والاِخلاص

جہاد میں صدق نیت اور اخلاص وللّٰہیت کا بیان

﴿۲۵۳﴾

عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُقَاتِلُ شَجَاعَةً، وَ يُقَاتِلُ حَمِيَّةً، وَ يُقَاتِلُ رِيَاءً، اَيُّ ذٰلِكَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ۔

متفق عليه أخرجه البخاري و مسلم و الترمذي و ابن ماجة و هذا اللفظ لمسلم۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٧٤٥٨، و صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٩٠٤، و سنن الترمذي، رقم الحديث: ١٦٤٦ ، و سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ٢٧٨٣]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو بہادری (ظاہر کرنے) کے لیے لڑتا ہے، (یا) کوئی قومی غیرت کی خاطر لڑتا ہے، (یا) کوئی دکھاوے کے لیے لڑتا ہے، تو ان میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں (لڑنے والا) کون ہے؟“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جس شخص نے اس لیے قتال کیا تاکہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ سب سے اونچا ہو، وہی اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے والا ہے۔“

﴿۲۵۴﴾

وَ فِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ: اِنَّ اَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ، وَ يُقَاتِلُ لِيُحْمَدَ، وَ يُقَاتِلُ لِيَغْنَمَ، وَ يُقَاتِلُ لِيُرِيَ مَكَانَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَاتَلَ حَتّٰى تَكُوْنَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ

اَعْلٰى فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ-
أخرجه مسلم و أبوداؤد و النسائي و اللفظ لأبي داؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٥١٧، و سنن النسائي، رقم الحديث:٣١٣٦]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری روایت میں مروی ہے کہ:

”ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: ”ایک آدمی شہرت کے لیے قتال کرتا ہے، اور کوئی تعریف کے لیے قتال کرتا ہے، اور کوئی غنیمت کے لیے اور کوئی اپنا مرتبہ ظاہر کرنے کے لیے؟“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص اس غرض سے لڑے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو بس وہی اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے۔“

﴿۲۵۵﴾

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ: اَلْغَزْوُ غَزْوَانِ، فَاَمَّا مَنِ ابْتَغٰى وَجْهَ اللهِ وَ اَطَاعَ الْإِمَامَ وَ اَنْفَقَ الْكَرِيْمَةَ وَ يَاسَرَ الشَّرِيْكَ وَ اجْتَنَبَ الْفَسَادَ فَإِنَّ نَوْمَهٗ وَ نَبْهَهٗ اَجْرٌ كُلُّه، وَ اَمَّا مَنْ غَزَا فَخْرًا وَ رِيَاءً وَ سُمْعَةً وَ عَصَى الْإِمَامَ وَ اَفْسَدَ فِيْ الْأَرْضِ فَإِنَّهٗ لَمْ يَرْجِعْ بِالْكَفَافِ-
أخرجه أبو داؤد و النسائي و أحمد و الدارمي و اللفظ لأبى داؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث:٢٥١٥، و سنن النسائي، رقم الحديث: ٣١٨٨، ومسند أحمد، رقم الحديث: ٢٢٠٤٢، و سنن الدارمي، رقم الحديث: ٢٤٦١]

ترجمہ: حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جہاد (یعنی مجاہدین) کی دو قسمیں ہیں:

① جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہی، اور امیر کی اطاعت کی اور عمدہ مال خرچ کیا اور اپنے شریک کار سے نرمی کا برتاؤ کیا اور فساد سے بچتا رہا، تو بلا شبہ ایسے مجاہد کا سونا اور جاگنا سبھی اجر و ثواب کا کام ہے۔ ② لیکن جس نے فخر، دکھلاوے اور شہرت کے لیے جنگ کی اور امیر کی نافرمانی کی اور زمین میں فساد کیا تو بلا شبہ ایسا آدمی (ثواب تو کیا) برابری کے ساتھ بھی نہیں لوٹ سکا۔“

﴿٢٥٦﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! رَجُلٌ يُّرِيْدُ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَ هُوَ يَبْتَغِيْ عَرَضًا مِّنْ عَرَضِ الدُّنْيَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا اَجْرَ لَهٗ، فَاَعْظَمَ ذٰلِكَ النَّاسُ، وَ قَالُوْا لِلرَّجُلِ: عُدْ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَعَلَّكَ لَمْ تُفَهِّمْهُ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! رَجُلٌ يُّرِيْدُ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَ هُوَ يَبْتَغِيْ عَرَضًا مِّنْ عَرَضِ الدُّنْيَا، فَقَالَ: لَا اَجْرَ لَهٗ، فَقَالُوْا لِلرَّجُلِ: عُدْ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ: الثَّالِثَةَ. فَقَالَ لَهٗ: لَا اَجْرَ لَهٗ۔

أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٥١٦]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: ”یارسول اللہ! ایک انسان جہاد کے لیے نکلتا ہے مگر وہ دنیا کا کچھ مال بھی چاہتا ہے؟“ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اس کے لیے کوئی اجر نہیں۔“

لوگوں نے اس فرمان کو بہت گراں جانا، انہوں نے اس آدمی سے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوبارہ پوچھو، شاید تم اپنی بات واضح نہیں کر سکے ہو۔ اس نے پھر عرض کیا: ”یارسول اللہ! ایک انسان جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نکلتا ہے اور وہ دنیا کا کچھ مال بھی چاہتا ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اس کے لیے کوئی ثواب نہیں۔“

لوگوں نے اس آدمی سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پھر پوچھو، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تیسری بار پوچھا تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے یہی فرمایا:

”اس کو کوئی ثواب نہیں ملے گا۔“

﴿٢٥٧﴾

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: يَا رَسُوْلَ

اللهِ! اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْجِهَادِ وَ الْغَزْوِ؟ فَقَالَ: يَا عَبْدَاللهِ بْنَ عَمْرٍو! إِنْ قَاتَلْتَ صَابِرًا مُحْتَسِبًا بَعَثَكَ اللهُ صَابِرًا مُحْتَسِبًا وَ إِنْ قَاتَلْتَ مُرَائِيًا مُكَاثِرًا بَعَثَكَ اللهُ مُرَائِيًا مُكَاثِرًا، يَاعَبْدَاللهِ بْنَ عَمْرٍو! عَلٰى اَيِّ حَالٍ قَاتَلْتَ اَوْ قُتِلْتَ بَعَثَكَ اللهُ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ۔

أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۲۵۱۹]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا:

”یارسول اللہ! مجھے جہاد اور غزوہ کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اے عبداللہ بن عمرو! اگر تم نے ثابت قدمی اور اجر کی نیت سے قتال کیا تو اللہ تعالیٰ تمہیں ثابت قدم اور اجر کے طلب گاروں میں اٹھائیں گے، اور اگر تم نے دکھلاوے اور فخر کے لیے قتال کیا تو اللہ تعالیٰ تمہیں ریا کار اور فخر کرنے والوں میں اٹھائیں گے، اے عبداللہ بن عمرو! جس حال (نیت) میں تم نے لڑائی (جہاد) کی، یا تمہیں قتل کیا گیا، اللہ تعالیٰ تمہیں اسی حالت پر اٹھائیں گے۔“

﴿۲۵۸﴾

عَنْ يَعْلَى ابْنِ مُنْيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: اَذَّنَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْغَزْوِ وَ اَنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَيْسَ لِيْ خَادِمٌ فَالْتَمَسْتُ اَجِيْرًا يَكْفِيْنِيْ وَ أُجْرِيْ لَهٗ سَهْمَهٗ، فَوَجَدْتُّ رَجُلًا، فَلَمَّا دَنَا الرَّحِيْلُ اَتَانِيْ فَقَالَ: مَا اَدْرِيْ مَا السُّهْمَانِ، وَ مَا يَبْلُغُ سَهْمِيْ؟ فَسَمِّ لِيْ شَيْئًا كَانَ السَّهْمُ اَوْ لَمْ يَكُنْ، فَسَمَّيْتُ لَهٗ ثَلَاثَةَ دَنَانِيْرَ، فَلَمَّا حَضَرَتْ غَنِيْمَتُهٗ اَرَدْتُّ اَنْ أُجْرِيَ لَهٗ سَهْمَهٗ، فَذَكَرْتُ الدَّنَانِيْرَ، فَجِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرْتُ لَهٗ اَمْرَهٗ، فَقَالَ: مَا اَجِدُ لَهٗ فِيْ غَزْوَتِهٖ هٰذِهٖ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ إِلَّا دَنَانِيْرَهُ الَّتِيْ سَمّٰى۔

أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۲۵۲۷، و سكت عنه المنذري، مختصر سنن أبي داؤد، ۲: ۱۵۴]

ترجمہ: حضرت سیدنا یعلیٰ بن منیہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

”(ایک بار) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کا اعلان فرمایا، جبکہ میں بوڑھا آدمی تھا، میرا کوئی خادم بھی نہیں تھا تو مجھے کسی ایسے ملازم کی تلاش ہوئی، جو (جہاد میں) میری کفایت کرتا اور میں اس کو (مالِ غنیمت میں سے) حصہ دیتا، چنانچہ مجھے ایک آدمی مل گیا۔ پھر جب کوچ کا وقت ہوا تو وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا: ”مجھے نہیں معلوم کہ (مالِ غنیمت میں) حصے کیا ہوں گے؟ اور ان میں میرا حصہ کتنا ہوگا؟ پس آپ مجھے متعین طور پر میری اُجرت بتا دیں غنیمت ملے یا نہ ملے (مجھے اس سے غرض نہیں)۔“ میں نے اس کے لیے تین دینار متعین کر دیے۔ پھر جب (لڑائی کے بعد) اُس کا مالِ غنیمت آ گیا اور میں نے اُس کا حصہ دینا چاہا تو مجھے مقرر کردہ دیناروں کا خیال آیا، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس آدمی کا معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”میں اس کے لیے اس جہاد میں ان مقرر کردہ دنانیر کے علاوہ دنیا و آخرت میں کچھ نہیں پاتا۔“

﴿۲۵۹﴾

عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اَرَاَيْتَ رَجُلًا غَزَا يَلْتَمِسُ الْاَجْرَ وَ الذِّكْرَ، مَالَهٗ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا شَيْءَ لَهٗ، فَاَعَادَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، يَقُوْلُ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا شَيْءَ لَهٗ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللهَ لَايَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهٗ خَالِصًا وَ ابْتُغِيَ بِهٖ وَجْهُهٗ۔

أخرجه النسائي۔

[سنن النسائي، رقم الحديث: ٣١٤٠]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ”آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ثواب اور شہرت دونوں کے لیے جہاد کرے یعنی اسے کیا ملے گا؟“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اسے کچھ بھی نہیں ملے گا۔“

اس شخص نے یہی سوال تین دفعہ دہرایا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر بار اسے یہی جواب دیا کہ اس کے لیے کچھ بھی نہیں ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ صرف اس عمل کو قبول فرماتے ہیں جو خالص اس کے لیے کیا جائے اور جس میں صرف اس کی رضامندی مقصود ہو۔“

﴿۲۶۰﴾

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ غَزَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَ لَمْ يَنْوِ إِلَّا عِقَالًا فَلَهٗ مَا نَوٰى۔
أخرجه النسائی۔

[سنن النسائي، رقم الحديث: ٣١٣٨، ٣١٣٩. رجاله رجال الحسن]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے گیا لیکن اس کی نیت صرف ایک رسّی حاصل کرنے کی تھی تو اسے اس کی نیت کے مطابق ملے گا۔“ (یعنی دنیا کے مال میں سے کسی معمولی چیز کی نیت بھی ساتھ شامل کر لی تو سارا عمل خراب ہو جائے گا)

﴿۲۶۱﴾

عَنْ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَعْرَابِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآمَنَ بِهٖ وَ اتَّبَعَهٗ، ثُمَّ قَالَ: اُهَاجِرُ مَعَكَ، فَاَوْصٰى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ اَصْحَابِهٖ، فَلَمَّا كَانَتْ غَزْوَةٌ غَنِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيًا، فَقَسَمَ وَ قَسَمَ لَهٗ، فَاَعْطٰى اَصْحَابَهٗ مَا قَسَمَ لَهٗ، وَ كَانَ يَرْعٰى ظَهْرَهُمْ، فَلَمَّا جَاءَ دَفَعُوْهُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قَالُوْا: قِسْمٌ قَسَمَهٗ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَخَذَهٗ فَجَاءَ بِهٖ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: قَسَمْتُهٗ لَكَ، قَالَ: مَا عَلٰى هٰذَا اتَّبَعْتُكَ، وَ لٰكِنِّيْ اتَّبَعْتُكَ عَلٰى اَنْ اُرْمٰى إِلٰى هَاهُنَا، وَ اَشَارَ إِلٰى حَلْقِهٖ بِسَهْمٍ، فَاَمُوْتَ فَاَدْخُلَ الْجَنَّةَ، فَقَالَ: إِنْ

تَصْدُقِ اللهَ يَصْدُقْكَ، فَلَبِثُوْا قَلِيْلًا ثُمَّ نَهَضُوْا فِيْ قِتَالِ الْعَدُوِّ، فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْمَلُ قَدْ اَصَابَهٗ سَهْمٌ حَيْثُ اَشَارَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَهُوَ هُوَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: صَدَقَ اللهَ فَصَدَقَهٗ، ثُمَّ كَفَّنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جُبَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَدَّمَهٗ فَصَلّٰى عَلَيْهِ، فَكَانَ فِيْمَا ظَهَرَ مِنْ صَلٰوتِهٖ: اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِيْ سَبِيْلِكَ فَقُتِلَ شَهِيْدًا اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى ذٰلِكَ۔

أخرجه النسائي۔

[سنن النسائي، رقم الحديث: ١٩٥٣، رجاله رجال الصحيح]

ترجمہ: حضرت شداد بن ہاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

’’ایک دیہاتی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا متبع بن گیا، بعد ازاں اس نے عرض کیا: ’’میں تو آپ کے ساتھ مہاجر بن کر رہوں گا‘‘ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک صحابی کو اس (کے قیام و طعام) کا خیال رکھنے کو کہا۔ پھر ایک جنگ ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غنیمت میں قیدی ملے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں تقسیم کیا تو اس اعرابی کا حصہ بھی رکھا اور اس کے ساتھیوں کو دے دیا، وہ ان کے سواری کے اونٹ چرایا کرتا تھا، جب وہ چرا کر واپس آیا تو انہوں نے اس کا حصہ اسے دیا، اس نے کہا: ’’یہ کیا ہے؟‘‘ ساتھیوں نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو (غنیمت سے) حصہ دیا ہے۔ اس نے اپنا حصہ لیا اور اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ’’یہ کیا ہے؟‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’میں نے تمہارے لیے یہ حصہ طے کیا ہے۔‘‘

وہ کہنے لگا: ’’میں اس کی خاطر آپ پر ایمان نہیں لایا، بلکہ میں تو اس لیے آپ پر ایمان لایا ہوں کہ مجھے یہاں تیر لگے (انہوں نے اپنے حلق کی طرف تیر کا اشارہ کیا) اور میں شہید ہو کر جنت میں داخل ہو جاؤں۔‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’اگر تو یہ بات سچے دل سے کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ضرور سچا فرمائے گا۔‘‘

تھوڑی ہی دیر بعد (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) پھر دشمن سے قتال کے لیے اٹھے تو (کچھ دیر بعد) اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس حال میں اٹھا کر لایا گیا کہ اسے اسی جگہ تیر لگا ہوا تھا جہاں اس نے اشارہ کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”کیا یہ وہی اعرابی (دیہاتی) ہے؟“

لوگوں نے کہا: ”جی ہاں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اُس کی نیت اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچی تھی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اُسے سچا فرما دیا۔“

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے جُبّہ مبارکہ میں کفن دیا، پھر اسے آگے رکھا اور اس پر نماز (جنازہ) پڑھی، اُس کی نماز جنازہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعاء میں یہ الفاظ بھی سنے گئے:

اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِيْ سَبِيْلِكَ فَقُتِلَ شَهِيْدًا اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى ذٰلِكَ۔

”یا اللہ! یہ تیرا بندہ ہے، تیرے راستے میں ہجرت کرتے ہوئے گھر سے نکلا اور شہید ہو گیا، اور میں اس بارے میں اس کا گواہ ہوں۔“

﴿٢٦٢﴾

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضي الله عنه، قَالَ: أُيِّمَتْ أُمِّيْ، وَ قَدِمَتِ الْمَدِيْنَةَ، فَخَطَبَهَا النَّاسُ، فَقَالَتْ: لَا اَتَزَوَّجُ إِلَّا بِرَجُلٍ يَكْفُلُ لِيْ هٰذَا الْيَتِيْمَ. فَتَزَوَّجَهَا رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ: فَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَعْرِضُ غِلْمَانَ الْاَنْصَارِ فِيْ كُلِّ عَامٍ فَيُلْحِقُ مَنْ اَدْرَكَ مِنْهُمْ قَالَ: فَعُرِضْتُ عَامًا، فَاَلْحَقَ غُلَامًا، وَ رَدَّنِيْ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! لَقَدْ اَلْحَقْتَهٗ وَ رَدَدْتَنِيْ وَ لَوْ صَارَعْتُهٗ لَصَرَعْتُهٗ. قَالَ: فَصَارِعْهُ، فَصَارَعْتُهٗ فَصَرَعْتُهٗ فَاَلْحَقَنِيْ۔

أخرجه الحاكم۔

[المستدرك على الصحيحين، رقم الحديث: ٢٣٥٦، و قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد و لم يخرجاه، و قال الذهبي: صحيح]

ترجمہ: حضرت سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میری والدہ بیوہ ہو گئی تھیں۔ مدینہ منورہ آئیں تو کئی لوگوں نے ان کو پیغام نکاح بھیجا، لیکن انہوں نے یہ

جواب دیا کہ میں صرف اس شخص سے نکاح کروں گی جو اس یتیم کی پرورش کا ذمہ لے گا۔ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے (یہ شرط منظور کرتے ہوئے) ان سے نکاح کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال انصار کے لڑکوں کا جائزہ لیا کرتے تھے، ان میں سے جو اس (یعنی جہاد کے) قابل ہوتا اس کو (لشکر میں) شامل کر لیا جاتا تھا۔ ایک سال مجھے بھی پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک (دوسرے) لڑکے کو شامل کر لیا اور مجھے واپس بھیج دیا، میں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! آپ نے اس کو شامل کر لیا ہے اور مجھے چھوڑ دیا، حالانکہ اگر میں اس سے کشتی کروں تو میں اس کو چت کر سکتا ہوں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”چلو اس کے ساتھ کشتی کرو۔“

چنانچہ میری کشتی ہوئی، اور میں نے اسے پچھاڑ دیا تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بھی شامل فرما لیا۔

* * *

بَاب: اَلدَّعْوَةُ قَبْلَ الْقِتَالِ

قتال سے پہلے دعوتِ اسلام کا بیان

﴿۲۶۳﴾

عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، قَالَ: كَتَبْتُ إِلٰى نَافِعٍ اَسْاَلُهٗ عَنِ الدُّعَاءِ قَبْلَ الْقِتَالِ، قَالَ: فَكَتَبَ إِلَيَّ: إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ فِيْ اَوَّلِ الْإِسْلَامِ، قَدْ اَغَارَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَنِي الْمُصْطَلِقِ وَ هُمْ غَارُّوْنَ، وَ اَنْعَامُهُمْ تُسْقٰى عَلَى الْمَاءِ، فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ، وَ سَبٰى سَبْيَهُمْ، وَ اَصَابَ يَوْمَئِذٍ جُوَيْرِيَةَ ابْنَةَ الْحَارِثِ، وَ حَدَّثَنِيْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ، وَ كَانَ فِيْ ذَاكَ الْجَيْشِ۔

أخرجه أحمد و البخاري و مسلم و أبوداؤد و هذا اللفظ لمسلم۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ٤٨٥٧، وصحيح البخاري، رقم الحديث: ٢٥٤١، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ١٧٣٠، و سنن أبي داؤد، رقم الحديث:٢٦٣٣]

ترجمہ: حضرت ابن عون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”میں نے قتال سے پہلے (اسلام کی) دعوت دینے کے بارے میں دریافت کرنے کے لیے حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا، تو انہوں نے مجھے جواب میں لکھا: ”یہ حکم شروع اسلام میں (لازم) تھا، (کیونکہ اس وقت اسلام کی دعوت اور آواز لوگوں تک نہیں پہنچی تھی، بعد میں اس کا وجوب منسوخ ہوگیا، کیوں کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو مصطلق پر اس حال میں حملہ کیا کہ وہ بالکل بے خبر تھے اور ان کے مویشیوں کو پانی پلایا جارہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے جنگجو افراد کو قتل کیا اور جنگ نہ کرنے کے قابل لوگوں کو قیدی بنایا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی دن جویریہ بنت حارث (ام المؤمنین رضی اللہ عنہا) ملیں۔ مجھے یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کی اور وہ اس لشکر میں موجود تھے۔“

فائدہ: جن کفار تک ”دین اسلام“ کا تعارف اور دعوت نہ پہنچی ہو اور مسلمان اُن پر حملہ آور ہوں تو پہلے انہیں

دعوت دینی چاہیے......لیکن اگر تعارف اور دعوت پہنچ چکی ہو تو پھر ضروری نہیں......بلکہ وہ کفار جو اسلام دشمنی میں سرگرم ہوں اُن پر تو اچانک اور خفیہ حملہ ہی زیادہ بہتر اور افضل ہے۔

﴿٢٦٤﴾

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ، قَالَ: بَعَثَ عُمَرُ النَّاسَ فِيْ اَفْنَاءِ الْاَمْصَارِ، يُقَاتِلُوْنَ الْمُشْرِكِيْنَ، فَاَسْلَمَ الْهُرْمُزَانُ، فَقَالَ: إِنِّيْ مُسْتَشِيْرُكَ فِيْ مَغَازِيَّ هٰذِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ! مَثَلُهَا وَ مَثَلُ مَنْ فِيْهَا مِنَ النَّاسِ مِنْ عَدُوِّ الْمُسْلِمِيْنَ مَثَلُ طَائِرٍ لَهٗ رَأْسٌ وَ لَهٗ جَنَاحَانِ وَ لَهٗ رِجْلَانِ، فَإِنْ كُسِرَ اَحَدُ الْجَنَاحَيْنِ نَهَضَتِ الرِّجْلَانِ بِجَنَاحٍ وَ الرَّأْسُ، فَإِنْ كُسِرَ الْجَنَاحُ الْآخَرُ نَهَضَتِ الرِّجْلَانِ وَ الرَّأْسُ، وَ إِنْ شُدِخَ الرَّأْسُ ذَهَبَتِ الرِّجْلَانِ وَ الْجَنَاحَانِ وَ الرَّأْسُ، فَالرَّأْسُ كِسْرٰى، وَ الْجَنَاحُ قَيْصَرُ، وَ الْجَنَاحُ الْآخَرُ فَارِسُ، فَمُرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَلْيَنْفِرُوْا إِلٰى كِسْرٰى، - وَ قَالَ بَكْرٌ وَ زِيَادٌ جَمِيْعًا عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ - قَالَ: فَنَدَبَنَا عُمَرُ، وَ اسْتَعْمَلَ عَلَيْنَا النُّعْمَانَ بْنَ مُقَرِّنٍ، حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِاَرْضِ الْعَدُوِّ، وَ خَرَجَ عَلَيْنَا عَامِلُ كِسْرٰى فِيْ اَرْبَعِيْنَ اَلْفًا، فَقَامَ تَرْجُمَانٌ، فَقَالَ: لِيُكَلِّمْنِيْ رَجُلٌ مِنْكُمْ، فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ: سَلْ عَمَّا شِئْتَ؟ قَالَ: مَا اَنْتُمْ؟ قَالَ: نَحْنُ اُنَاسٌ مِّنَ الْعَرَبِ، كُنَّا فِيْ شَقَاءٍ شَدِيْدٍ وَ بَلَاءٍ شَدِيْدٍ، نَمَصُّ الْجِلْدَ وَ النَّوٰى مِنَ الْجُوْعِ، وَ نَلْبَسُ الْوَبَرَ وَ الشَّعَرَ، وَ نَعْبُدُ الشَّجَرَ وَ الْحَجَرَ، فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ إِذْ بَعَثَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَ رَبُّ الْاَرَضِيْنَ - تَعَالٰى ذِكْرُهٗ وَ جَلَّتْ عَظَمَتُهٗ - إِلَيْنَا نَبِيًّا مِنْ اَنْفُسِنَا نَعْرِفُ اَبَاهُ وَ اُمَّهٗ، فَاَمَرَنَا نَبِيُّنَا رَسُوْلُ رَبِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَنْ نُّقَاتِلَكُمْ حَتّٰى تَعْبُدُوا اللهَ وَحْدَهٗ اَوْ تُؤَدُّوا الْجِزْيَةَ، وَ اَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا اَنَّهٗ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ فِيْ نَعِيْمٍ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا قَطُّ، وَ مَنْ بَقِيَ مِنَّا مَلَكَ رِقَابَكُمْ۔

أخرجه البخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٣١٥٩]

ترجمہ: حضرت جبیر بن حیہ ؒ فرماتے ہیں:

”حضرت عمر ؓ نے (کفار سے جنگ کرنے کے لیے) فوجی دستوں کو (فارس کے) بڑے بڑے شہروں کی طرف بھیجا تھا۔ (جب لشکر قادسیہ پہنچا اور لڑائی کا نتیجہ مسلمانوں کے حق میں نکلا) تو ہرمزان (ایران کا ایک بڑا گورنر) اسلام لے آیا۔ حضرت عمر ؓ نے اس سے فرمایا: ”میں تم سے ان (ممالک فارس وغیرہ) پر فوج بھیجنے کے سلسلے میں مشورہ چاہتا ہوں (کہ ان تین مقامات یعنی فارس، اصفہان اور آذربائیجان میں سے پہلے کس سے لڑائی شروع کی جائے؟)“ اس نے کہا: ”جی ہاں! اس ملک کی مثال اور اس میں رہنے والے اسلام دشمن باشندوں کی مثال ایک پرندے جیسی ہے، جس کا ایک سر، دو بازو اور دو پاؤں ہیں۔ اگر اس کا ایک بازو توڑ دیا جائے، تو وہ اپنے دونوں پاؤں، ایک بازو اور ایک سر کے ساتھ کھڑا رہ سکتا ہے۔ اگر دوسرا بازو بھی توڑ دیا جائے تو دونوں پاؤں اور سر کے ساتھ کھڑا رہ سکتا ہے۔ (لیکن) اگر اس کا سر توڑ دیا جائے تو دونوں پاؤں، دونوں بازو اور سر سب بے کار رہ جائیں گے۔ بس ”سر“ تو کسریٰ ہے، جس کا ایک بازو قیصر ہے اور دوسرا فارس، اس لیے آپ مسلمانوں کو حکم دیں کہ وہ پہلے کسریٰ پر حملہ کریں۔“

(بکر بن عبداللہ اور زیاد بن جبیر دونوں حضرت جبیر بن حیہ ؒ سے نقل فرماتے ہیں) کہ (اس مشورہ کے بعد) حضرت عمر ؓ نے ہمیں (جہاد کے لیے) بلایا اور حضرت نعمان بن مقرن ؓ کو ہمارا امیر مقرر فرمایا۔ جب ہم دشمن کی سرزمین (نہاوند) کے قریب پہنچے، تو کسریٰ کا ایک نمائندہ یا کماندان چالیس ہزار کا لشکر ساتھ لیے ہوئے ہمارے مقابلہ کے لیے نکلا۔ پھر ایک ترجمان نے آگے بڑھ کر کہا کہ تم میں سے کوئی ایک شخص مجھ سے (معاملات پر) گفتگو کرے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ نے (مسلمانوں کی نمائندگی کی اور) فرمایا کہ جو دریافت کرنا چاہتے ہو، کرلو۔ اس نے پوچھا: تم کون لوگ ہو؟ حضرت مغیرہ ؓ نے فرمایا: ”ہم عرب کے رہنے والے ہیں، ہم انتہائی بدبختیوں اور مصیبتوں میں مبتلاء تھے۔ بھوک کی شدت سے ہم چمڑے، اور گٹھلیاں چوسا کرتے تھے۔ اون اور بال ہماری پوشاک تھی، پتھروں اور درختوں کی ہم عبادت کیا کرتے تھے۔ ہماری مصیبتیں اسی طرح قائم تھیں کہ آسمان اور زمین کے رب نے (جس کا ذکر اپنی تمام عظمت و جلال کے ساتھ بلند ہے) ہماری

طرف ہماری ہی طرح (انسانی عادات وخصائص رکھنے والا) ایک نبی بھیجا۔ ہم ان کے ماں، باپ کو جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم تم سے اس وقت تک جنگ کرتے رہیں، جب تک تم صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرنے لگو۔ یا پھر (اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں) جزیہ دینا قبول کرلو، اور ہمارے نبی کریم ﷺ نے ہمیں اپنے رب کا یہ پیغام بھی پہنچایا ہے کہ (اسلام کے لیے لڑتے ہوئے) جہاد میں ہمارا جو آدمی بھی قتل کیا جائے گا وہ ایسی جنت میں جائے گا جو اس نے کبھی نہیں دیکھی، اور جو لوگ ہم میں سے زندہ باقی رہ جائیں گے وہ تمہاری گردنوں پر (یعنی تم پر) حکومت کریں گے۔“

﴿۲۶۵﴾

عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَعَثَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِهٖ فِيْ بَعْضِ اَمْرِهٖ، قَالَ: بَشِّرُوْا وَ لَا تُنَفِّرُوْا، وَ يَسِّرُوْا وَ لَا تُعَسِّرُوْا-
أخرجه مسلم-

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٧٣٢]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں میں سے جب کسی کو اپنے کسی کام کے لیے کہیں بھیجتے تو یوں ارشاد فرماتے:

”(لوگوں کو) خوشخبری دینا، متنفر نہ کرنا اور آسانیاں پیدا کرنا، مشکلات میں نہ ڈالنا۔“

فائدہ: یعنی لوگوں میں ایسے انداز سے کام کرو کہ وہ...... مانوس ہوں، خوش ہوں اور سختی سے ڈر کر متنفر نہ ہو جائیں...... اور احکامات کے بیان اور نفاذ میں اُن کے لیے آسانی کیا کرو اور ایسی ناجائز شدّت نہ کرو کہ وہ مشکل میں آجائیں...... دعوت جہاد اور جہاد کے لیے افراد کی بھرتی میں بھی یہ اصول سامنے رکھنا ضروری ہیں۔

﴿۲۶۶﴾

وَ فِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهٗ وَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: يَسِّرَا وَ لَا تُعَسِّرَا، وَ بَشِّرَا وَ لَا تُنَفِّرَا، وَ تَطَاوَعَا وَ لَا تَخْتَلِفَا-
متفق عليه و اللفظ لمسلم-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٦١٢٤، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ١٧٣٣]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں مروی ہے کہ:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا:

”تم دونوں آسانی پیدا کرنا، مشکل میں نہ ڈالنا، خوشخبری دینا، دور نہ بھگانا، آپس میں اتفاق رکھنا، اختلاف نہ کرنا۔“

﴿۲۶۷﴾

عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اَمَّرَ اَمِيْرًا عَلٰى جَيْشٍ اَوْ سَرِيَّةٍ اَوْصَاهُ فِيْ خَاصَّتِهٖ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَ مَّنْ مَّعَهٗ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا، ثُمَّ قَالَ: اُغْزُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ، اُغْزُوْا وَ لَاتَغُلُّوْا، وَ لَاتَغْدِرُوْا، وَ لَاتَمْثُلُوْا، وَ لَاتَقْتُلُوْا وَلِيْدًا، وَ إِذَا لَقِيتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَادْعُهُمْ إِلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ (اَوْ خِلَالٍ) فَاَيَّتُهُنَّ مَا اَجَابُوْكَ فَاَقْبَلْ مِنْهُمْ وَ كُفَّ عَنْهُمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَإِنْ اَجَابُوْكَ فَاَقْبَلْ مِنْهُمْ وَ كُفَّ عَنْهُمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلٰى دَارِ الْمُهَاجِرِيْنَ، وَ اَخْبِرْهُمْ اَنَّهُمْ إِنْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَلَهُمْ مَّا لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَ عَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِيْنَ، فَإِنْ اَبَوْا اَنْ يَّتَحَوَّلُوْا مِنْهَا فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّهُمْ يَكُوْنُوْنَ كَاَعْرَابِ الْمُسْلِمِيْنَ، يَجْرِيْ عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللّٰهِ الَّذِيْ يَجْرِيْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ، وَ لَايَكُوْنُ لَهُمْ فِي الْغَنِيْمَةِ وَ الْفَيْءِ شَيْءٌ إِلَّا اَنْ يُّجَاهِدُوْا مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ، فَإِنْ هُمْ اَبَوْا فَسَلْهُمُ الْجِزْيَةَ، فَإِنْ هُمْ اَجَابُوْكَ فَاَقْبَلْ مِنْهُمْ وَ كُفَّ عَنْهُمْ، فَإِنْ هُمْ اَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَ قَاتِلْهُمْ، وَ إِذَا حَاصَرْتَ اَهْلَ حِصْنٍ فَاَرَادُوْكَ اَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَ ذِمَّةَ نَبِيِّهٖ فَلَاتَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَ لَا ذِمَّةَ نَبِيِّهٖ، وَ لٰكِنِ اجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَ ذِمَّةَ اَصْحَابِكَ، فَإِنَّكُمْ اَنْ تُخْفِرُوْا ذِمَمَكُمْ وَ ذِمَمَ اَصْحَابِكُمْ اَهْوَنُ مِنْ اَنْ تُخْفِرُوْا ذِمَّةَ اللّٰهِ وَ ذِمَّةَ رَسُوْلِهٖ، وَ إِذَا حَاصَرْتَ اَهْلَ حِصْنٍ فَاَرَادُوْكَ اَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ فَلَاتُنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ، وَ لٰكِنْ اَنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِكَ، فَإِنَّكَ لَاتَدْرِيْ اَتُصِيْبُ حُكْمَ

اللّٰهِ فِيْهِمْ اَمْ لَا۔

أخرجه مسلم، وأبوداؤد، والترمذي مختصرا، وهذا اللفظ لمسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٧٣١، و سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٦١٢، و سنن الترمذي، رقم الحديث: ١٦١٧]

ترجمہ: حضرت سیدنا بریدہ ؓ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ جب کسی بڑے لشکر یا چھوٹے دستے پر کسی کو امیر مقرر فرماتے، تو اسے خاص اس کی اپنی ذات کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اس کے ہمراہ جانے والے تمام مسلمانوں کے بارے میں بھلائی کی تلقین کرتے، پھر فرماتے:

”اللہ تعالیٰ کے نام سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو، جو اللہ تعالیٰ سے کفر کرتے ہیں ان سے قتال کرو، خیانت نہ کرو، بدعہدی نہ کرو، مثلہ نہ کرو (یعنی لاشوں کے اعضاء نہ کاٹو) اور نہ ہی کسی بچے کو قتل کرو۔ اور جب مشرک دشمن سے ٹکراؤ تو انہیں تین باتوں کی دعوت دو، ان میں سے جسے وہ تسلیم کرلیں، (اسی کو) ان کی طرف سے قبول کرلو اور ان (پر حملے) سے رک جاؤ۔ انہیں اسلام کی دعوت دو، اگر وہ مان لیں تو اسے ان (کی طرف) سے قبول کرلو اور (جنگ سے) رک جاؤ۔ پھر انہیں اپنے علاقے سے مہاجرین کے علاقے کی طرف ہجرت کی دعوت دو اور انہیں بتاؤ کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو ان کے لیے وہی حقوق ہوں گے جو مہاجرین کے ہیں اور ان پر وہی ذمہ داریاں عائد ہوں گی جو مہاجرین پر ہیں۔ اگر وہ (مسلمان ہونے کے بعد) وہاں سے نقل مکانی سے انکار کریں تو انہیں بتاؤ کہ پھر وہ بادیہ نشیں مسلمانوں کی طرح ہوں گے، ان پر اللہ تعالیٰ کا وہی حکم نافذ ہوگا جو مؤمنوں پر نافذ ہوتا ہے، (البتہ) غنیمت اور مال فئے میں سے ان کے لیے کچھ نہ ہوگا مگر اس صورت میں کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد کریں۔ اگر وہ (اسلام سے) انکار کریں تو ان سے جزیے کا مطالبہ کرو، اگر وہ تسلیم کرلیں تو ان کی طرف سے قبول کرلو اور (حملہ سے) رک جاؤ اور اگر وہ (اس بات کا بھی) انکار کریں تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور ان سے لڑو، اور جب تم کسی قلعے (میں رہنے) والوں کا محاصرہ کرو اور وہ تم سے چاہیں کہ تم انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی (ﷺ) کا عہد و پیمان دو، تو انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی (ﷺ) کا عہد و پیمان نہ دینا، بلکہ خود اپنے اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے عہد و امان دینا، کیونکہ (اگر بدعہدی ہوگئی تو) تمہارا اپنے اور

اپنے ساتھیوں کے عہد و پیمان کی خلاف ورزی کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے عہد و پیمان کو توڑنے سے ہلکا ہے۔ اور جب تم قلعہ بند لوگوں کا محاصرہ کرو اور وہ تم سے چاہیں کہ تم انہیں اللہ تعالیٰ کے حکم پر (قلعے سے) نیچے اترنے دو، تو انہیں اللہ تعالیٰ کے حکم پر نیچے نہ اتارنا، بلکہ اپنے حکم پر انہیں نیچے اتارنا، کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ تم ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کا حق ادا کر سکتے ہو یا نہیں۔“

فائدہ:

- حدیث مبارکہ میں قیامت تک کے ہر اسلامی لشکر کے لیے جامع احکامات موجود ہیں، ہر جنگ سے پہلے مجاہدین کو ان کا مذاکرہ کرنا چاہیے۔
- تین باتوں کی دعوت اور اختیار دینا یہ اقدامی جہاد میں ہے۔
- اگر دشمن حملہ آور ہوں تو پھر اُن سے صرف جنگ و قتال ہی ہوگا۔
- بچوں اور عورتوں کو مارنے کی ممانعت اُس وقت ہے جب وہ لڑائی میں شامل نہ ہوں۔
- دشمنوں کے ساتھ معاہدہ امیر لشکر اپنی طرف سے کرے...... اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی طرف سے نہ کرے...... کیونکہ پھر اس میں غلطی کی صورت میں بڑا وبال ہوگا...... اور اپنی طرف سے کیے گئے معاہدے کی بھی مکمل پاسداری کرنی چاہیے۔

﴿۲٦۸﴾

عَنْ مُسْلِمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ مُسْلِمٍ التَّمِيْمِيِّ قَالَ: إِنَّ اَبَاهُ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَرِيَّةٍ فَلَمَّا بَلَغْنَا الْمُغَارَ اسْتَحْثَثْتُ فَرَسِيْ فَسَبَقْتُ اَصْحَابِيْ وَ تَلَقَّانِيَ الْحَيُّ بِالرَّنِيْنِ، فَقُلْتُ لَهُمْ: قُوْلُوْا لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ تُحْرَزُوْا، فَقَالُوْهَا، فَلَامَنِيْ اَصْحَابِيْ، وَ قَالُوْا: حَرَمْتَنَا الْغَنِيْمَةَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَخْبَرُوْهُ بِالَّذِيْ صَنَعْتُ، فَدَعَانِيْ فَحَسَّنَ لِيْ مَا صَنَعْتُ، وَ قَالَ: اَمَا إِنَّ اللّٰهَ قَدْ كَتَبَ لَكَ مِنْ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ كَذَا وَ كَذَا، قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ: فَاَنَا نَسِيْتُ الثَّوَابَ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَمَا إِنِّيْ سَاَكْتُبُ لَكَ بِالْوَصَاةِ بَعْدِيْ، قَالَ: فَفَعَلَ وَخَتَمَ عَلَيْهِ فَدَفَعَهٗ إِلَيَّ۔

أخرجه أبوداؤد و ابن حبان في صحيحه و اللفظ لأبى داؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٥٠٨٠، وصحيح ابن حبان، رقم الحديث: ٢٠٢٢]

ترجمہ: حضرت مسلم بن حارث بن مسلم تمیمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (حضرت حارث بن مسلم رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایک سریہ میں بھیجا، جب ہم لڑائی کے مقام پر پہنچے تو میں نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور اپنے ساتھیوں سے آگے نکل گیا، مجھے دشمن قبیلے کی آوازیں سنائی دیں۔ میں نے ان سے کہا: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ'' کہہ لو (اپنے جان ومال سمیت) محفوظ ہو جاؤ گے۔ چنانچہ ان لوگوں نے یہ کلمہ پڑھ لیا۔ میرے ساتھیوں نے مجھے ملامت کی اور کہنے لگے کہ تم نے ہمیں غنیمت سے محروم کر دیا۔ پھر جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچے اور ساتھیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر دی جو میں نے کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلوایا اور میرے عمل کی تحسین فرمائی اور فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے ان میں سے ہر انسان کے بدلے اتنا اتنا ثواب لکھا ہے۔''

عبد الرحمٰن (راوی) کا کہنا ہے کہ مجھے اس ثواب کی تفصیل بھول گئی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں اپنے بعد تمہارے لیے (کسی منصب کی) وصیت لکھ دیتا ہوں۔''

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے ہی فرمایا اور اس تحریر پر مہر لگا کر میرے حوالے کر دی۔''

﴿٢٦٩﴾

عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، اَنَّ جَيْشًا مِّنْ جُيُوْشِ الْمُسْلِمِيْنَ كَانَ اَمِيْرَهُمْ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ حَاصَرُوْا قَصْرًا مِّنْ قُصُوْرِ فَارِسَ، فَقَالُوْا: يَا اَبَاعَبْدِاللهِ! اَلَا نَنْهَدُ إِلَيْهِمْ؟ قَالَ: دَعُوْنِيْ اَدْعُهُمْ كَمَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْهُمْ فَاَتَاهُمْ سَلْمَانُ، فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّمَا اَنَا رَجُلٌ مِّنْكُمْ فَارِسِيٌّ، تَرَوْنَ الْعَرَبَ يُطِيْعُوْنَنِيْ، فَإِنْ اَسْلَمْتُمْ فَلَكُمْ مِثْلُ الَّذِيْ لَنَا وَ عَلَيْكُمْ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْنَا، وَ إِنْ اَبَيْتُمْ إِلَّا دِيْنَكُمْ تَرَكْنَاكُمْ عَلَيْهِ وَ اَعْطُوْنَا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَّ اَنْتُمْ صَاغِرُوْنَ، قَالَ: وَ رَطَنَ إِلَيْهِمْ بِالْفَارِسِيَّةِ وَ اَنْتُمْ غَيْرُ مَحْمُوْدِيْنَ، وَ

إِنْ اَبَيْتُمْ نَابَذْنَاكُمْ عَلٰى سَوَاءٍ، قَالُوا: مَا نَحْنُ بِالَّذِيْ نُعْطِي الْجِزْيَةَ، وَ لٰكِنَّا نُقَاتِلُكُمْ، فَقَالُوْا: يَااَبَاعَبْدِاللهِ! اَلَانَنْهَدُ إِلَيْهِمْ؟ قَالَ: لَا، فَدَعَاهُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ إِلٰى مِثْلِ هٰذَا، ثُمَّ قَالَ: انْهَدُوْا إِلَيْهِمْ، قَالَ: فَنَهَدْنَا إِلَيْهِمْ، فَفَتَحْنَا ذٰلِكَ الْقَصْرَ۔

أخرجه الترمذي۔

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ١٥٤٨، و قال: وحديث سلمان حديث حسن، لا نعرفه إلا من حديث عطاء بن السائب]

ترجمہ: حضرت ابوالبختری سعید بن فیروز ؒ فرماتے ہیں:

”مسلمانوں کے ایک لشکر نے جس کے امیر حضرت سیدنا سلمان فارسی ؓ تھے، فارس کے محلات میں سے ایک محل کا محاصرہ کیا، لوگوں نے عرض کیا: ”اے ابوعبداللہ! (یہ حضرت سلمان فارسی ؓ کی کنیت ہے۔) کیا ہم ان پر حملہ نہ کر دیں؟“ آپ ؓ نے فرمایا: ”مجھے مہلت دو (تاکہ) میں ان کافروں کو اسی طرح اسلام کی دعوت دوں جیسا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو انہیں دعوت دیتے ہوئے سنا ہے۔“ چنانچہ حضرت سیدنا سلمان فارسی ؓ ان کے پاس گئے، اور ان سے کہا:

”میں تمہاری ہی قوم فارس کا ایک شخص ہوں، تم دیکھ رہے ہو کہ عرب میری اطاعت کرتے ہیں، اگر تم اسلام قبول کرو گے تو تمہارے لیے وہی حقوق ہوں گے جو ہمارے لیے ہیں، اور تمہارے اوپر وہی ذمہ داریاں عائد ہوں گی جو ہمارے اوپر ہیں، اور اگر تم اپنے دین پر ہی قائم رہنا چاہتے ہو تو ہم تمہیں اسی پر چھوڑ دیں گے، اور تم ذلیل وخوار ہو کر اپنے ہاتھ سے ہمیں جزیہ اداء کرو گے۔ (راوی کہتے ہیں) اور حضرت سلمان فارسی ؓ نے فارسی زبان میں ان کو کہا: ”اور تم قابل تعریف لوگ نہیں ہو گے۔“ اور اگر تم نے انکار کیا تو ہم تم سے اعلان کر کے آمنے سامنے جنگ کریں گے۔ ان لوگوں نے جواب دیا: ”ہم وہ لوگ نہیں ہیں کہ جزیہ دیں، بلکہ ہم تم سے جنگ کریں گے۔“ مسلمانوں نے عرض کیا: ”اے ابوعبداللہ! کیا ہم ان پر حملہ نہ کر دیں؟“ آپ ؓ نے فرمایا: ”نہیں!“ پھر انہوں نے تین دن تک اسی طرح ان کو اسلام کی دعوت دی، پھر مسلمانوں سے فرمایا: ان پر حملہ کرو، ہم لوگوں نے ان پر حملہ کیا اور اس محل کو فتح کر لیا۔“

﴿۲۷۰﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَا قَاتَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمًا حَتّٰى يَدْعُوَهُمْ۔

أخرجه أحمد و أبويعلى و الطبراني و اللفظ لأحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ٢٠٥٣، و مسند أبي يعلى الموصلي، رقم الحديث: ٢٤٩٤، و الطبراني، رقم الحديث: ١١٢٦٩، و قال الهيثمي: رواه أحمد، و أبويعلى، و الطبراني بأسانيد، و رجال أحدها رجال الصحيح. مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ٥: ٣٠٤]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی قوم سے اس وقت تک قتال شروع نہیں فرماتے تھے جب تک انہیں دعوت نہ دے دیتے۔“

﴿۲۷۱﴾

عَنْ مَرْثَدِ بْنِ ظَبْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَنَا كِتَابٌ مِّنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا وَجَدْنَا لَهٗ كَاتِبًا يَقْرَؤُهٗ عَلَيْنَا، حَتّٰى قَرَاَهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ ضُبَيْعَةَ: ”مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) إِلٰى بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ، اَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا۔

أخرجه أحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ٢٠٦٦٧، و قال الهيثمي: رواه أحمد و رجاله رجال الصحيح. مجمع الزوائد، ج: ٥، ص: ٣٠]

ترجمہ: حضرت سیدنا مرثد بن ظبیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط آیا، ہمیں کوئی ایسا پڑھا لکھا آدمی نہیں مل رہا تھا جو ہمیں وہ خط پڑھ کر سناتا، بالآخر بنوضبیعہ کے ایک آدمی نے وہ خط پڑھ کر سنایا، جس کا مضمون یہ تھا:

”اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے (قبیلہ) بکر بن وائل کی طرف پیغام ہے کہ ”اسلام قبول کرلو سلامتی پاجاؤ گے۔“

﴿۲۷۲﴾

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ: اَسْلِمْ، قَالَ: اَجِدُنِيْ كَارِهًا، قَالَ: اَسْلِمْ وَ إِنْ كُنْتَ كَارِهًا۔

أخرجه أحمد و أبويعلٰى و اللفظ لأبى يعلٰى۔

[مسند أحمد، رقم الحديث:١٢٠٦١، ومسند أبي يعلى الموصلي، رقم الحديث: ٣٨٧٩، وقال الهيثمي: رواه أحمد و أبويعلى، ورجالهما رجال الصحيح. مجمع الزوائد، ج: ٥، ص: ٣٠٥]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (بنونجار کے) ایک شخص سے فرمایا:

”اسلام قبول کرلو۔“

اس نے کہا: ”میں (اس پر) خود کو مجبور کیا ہوا سمجھ رہا ہوں۔“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”خود کو مجبور سمجھ کر ہی اسلام قبول کرلو۔“

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شارع ہیں...... آپ نے اُن کے بارے میں...... اُن پر شفقت فرماتے ہوئے...... یہ بہتر محسوس فرمایا کہ وہ مجبوراً ہی اسلام قبول کرلیں...... بعد میں اُن کا دل اس پر بخوشی راضی ہوجائے گا۔

﴿۲۷۳﴾

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ إِلٰى قَوْمٍ يُقَاتِلُهُمْ، ثُمَّ بَعَثَ إِلَيْهِ رَجُلًا، فَقَالَ: لَاتَدْعُهُ مِنْ خَلْفِهٖ وَ قُلْ لَّهٗ: لَاتُقَاتِلْهُمْ حَتّٰى تَدْعُوَهُمْ۔

أخرجه الطبراني في الأوسط و مجمع الزوائد۔

[المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث: ٨٢٦٥، و قال الهيثمي: و رجاله رجال الصحيح غير عثمان بن يحيى القرقساني، و هو ثقة، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ج:٥، ص:٣٠٥]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک قوم کی طرف قتال کے لیے بھیجا، پھر ان کی طرف ایک شخص کو بھیجا اور فرمایا:

”ان کو پیچھے سے نہ بلانا، اور انہیں کہنا کہ ان سے اس وقت تک لڑائی شروع نہ کرنا جب تک کہ انہیں اسلام کی دعوت نہ دے دو۔“

﴿۲۷۴﴾

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْفَتْحِ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ قُحَافَةَ: اَسْلِمْ تَسْلَمْ-
أخرجه الطبراني-

[المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث: ٢٣٨، وقال الهيثمي: رجاله رجال الصحيح، مجمع الزوائد .٥: ٣٠٥]

ترجمہ: حضرت سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد) سے ارشاد فرمایا:

”آپ اسلام قبول کرلیں (ہر طرح کی) سلامتی پالیں گے۔“

﴿۲۷۵﴾

عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: مَنْ مَّرَرْتَ بِهٖ مِنَ الْعَرَبِ فَسَمِعْتَ فِيْهِمُ الْأَذَانَ فَلَاتَعْرِضْ لَهٗ، وَ مَنْ لَّمْ تَسْمَعْ فِيْهِمُ الْأَذَانَ فَادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَإِنْ لَّمْ يُجِيْبُوْا فَجَاهِدْهُمْ-
أخرجه الطبراني-

[المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث:٤١١٦، و قال الهيثمي: و فيه يحيى بن عبد الحميد الحماني، و هو ضعيف. مجمع الزوائد، ج: ٥، ص: ٣٠٧]

ترجمہ: حضرت سیدنا خالد بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا، اور یہ نصیحت فرمائی:

”تم عرب کی جس قوم سے گزرو، اور اس میں اذان سنو تو انہیں مت چھیڑنا، اور جس میں اذان نہ سنو تو انہیں اسلام کی دعوت دینا، اگر وہ قبول نہ کریں تب ان سے جہاد کرنا۔“

❀...❀...❀

باب: وَقتُ القِتَال

قتال کا مستحب وقت

﴿۲۷۶﴾

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ إِذَا طَلَعَ الفَجْرُ اَمْسَكَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَإِذَا طَلَعَتْ قَاتَلَ، فَإِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ اَمْسَكَ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ، فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ قَاتَلَ حَتَّى الْعَصْرِ، ثُمَّ اَمْسَكَ حَتّٰى يُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ يُقَاتِلُ قَالَ: وَ كَانَ يُقَالُ: عِنْدَ ذٰلِكَ تَهِيْجُ رِيَاحُ النَّصْرِ وَ يَدْعُو الْمُؤْمِنُوْنَ لِجُيُوْشِهِمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ۔

أخرجه البخاري في حديث طويل و الترمذي و أبوداؤد و النسائي و هذا اللفظ للترمذي۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٣١٦٠، و سنن الترمذي، رقم الحديث: ١٦١٢، و سنن أبي داوٗد، رقم الحديث: ٢٦٥٥]

ترجمہ: حضرت سیدنا نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ) صبح صادق کے بعد سورج طلوع ہونے تک انتظار فرماتے۔ جب سورج طلوع ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لڑائی شروع فرما دیتے۔ پھر جب دوپہر ہو جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رُک جاتے یہاں تک کہ سورج ڈھل جاتا، پھر سورج ڈھلنے کے بعد سے عصر تک لڑائی فرماتے، پھر رک جاتے یہاں تک کہ عصر کی نماز پڑھ لیتے، (اس کے بعد) پھر قتال (شروع) فرما دیتے۔

(صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں) کہا کرتے تھے کہ اس وقت (یعنی عصر کے وقت) نصرتِ الٰہی کی ہوائیں چلتی ہیں اور مؤمنین اپنی نمازوں میں مجاہدین کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔“

﴿۲۷۷﴾

و اما لفظ أبي داؤد فهو:

اَنَّ النُّعْمَانَ يَعْنِي ابْنَ مُقَرِّنٍ قَالَ: شَهِدْتُّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ اَخَّرَ الْقِتَالَ حَتّٰى تَزُولَ الشَّمْسُ وَ تَهُبَّ الرِّيَاحُ وَ يَنْزِلَ النَّصْرُ۔

[سنن ابى داؤد۔ رقم الحديث:٢٦٥٥]

ترجمہ: سنن ابی داوٴد کے الفاظ یہ ہیں۔ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شرکت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دن کے ابتدائی حصے میں قتال نہ کر پاتے تو پھر لڑائی کو سورج کے ڈھلنے، ہواؤں کے چلنے اور نصرت کے نازل ہونے تک مؤخر فرما دیتے۔“

﴿۲۷۸﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غَزَا نَبِيٌّ مِّنَ الاَنْبِيَاءِ، فَقَالَ لِقَوْمِهٖ: لَايَتْبَعْنِي رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَاَةٍ وَ هُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَبْنِيَ بِهَا وَ لَمَّا يَبْنِ بِهَا، وَ لَا اَحَدٌ بَنٰى بُيُوْتًا وَ لَمْ يَرْفَعْ سُقُوْفَهَا، وَ لَا اَحَدٌ اشْتَرٰى غَنَمًا اَوْ خَلِفَاتٍ وَ هُوَ يَنْتَظِرُ وِلَادَهَا، فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلٰوةَ الْعَصْرِ اَوْ قَرِيبًا مِّنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ لِلشَّمْسِ: إِنَّكِ مَأْمُوْرَةٌ وَ اَنَا مَاْمُوْرٌ اَللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا، فَحُبِسَتْ حَتّٰى فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ، فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ، فَجَاءَتْ -يَعْنِي النَّارَ- لِتَأْكُلَهَا، فَلَمْ تَطْعَمْهَا فَقَالَ: إِنَّ فِيْكُمْ غُلُوْلًا، فَلْيُبَايِعْنِيْ مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَجُلٌ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهٖ، فَقَالَ: فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ، فَلْيُبَايِعْنِيْ قَبِيْلَتُكَ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ بِيَدِهٖ، فَقَالَ: فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ، فَجَاءُوْا بِرَأْسٍ مِثْلِ رَأْسِ بَقَرَةٍ مِّنَ الذَّهَبِ فَوَضَعُوْهَا، فَجَاءَتِ النَّارُ فَاَكَلَتْهَا، ثُمَّ اَحَلَّ اللهُ لَنَا الْغَنَائِمَ رَاٰى ضَعْفَنَا وَ عَجْزَنَا فَاَحَلَّهَا لَنَا۔

أخرجه البخاری۔

[صحیح البخاری۔ رقم الحدیث:۳۱۲۴]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی (حضرت یوشع بن نون علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے جہاد کا ارادہ فرمایا، تو اپنی قوم سے فرمایا:

”میرے ساتھ کوئی ایسا شخص نہ چلے جس نے ابھی نئی نئی شادی کی ہو اور وہ رخصتی کرنا چاہتا ہو لیکن ابھی تک کی نہ ہو، اور (اسی طرح) وہ شخص جس نے گھر بنایا ہو اور ابھی اس کی چھت نہ ڈال پایا ہو، اور (اسی طرح) وہ شخص جس نے گابھن بکری یا گابھن اونٹنیاں خریدی ہوں اور اسے ان کے بچے جننے کا انتظار ہو (ایسے لوگوں میں سے کوئی بھی ہمارے ساتھ نہ چلے)۔

پھر انہوں نے جہاد شروع فرمایا، اور جب (اریحا) بستی کے قریب ہوئے تو عصر کا وقت ہو گیا یا اس کے قریب قریب کوئی وقت۔ تب انہوں نے سورج کو (مخاطب کر کے) کہا:

”تو بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کا تابع ہے اور میں بھی حکم کا پابند ہوں۔“ (اور پھر دعاء کی:) ”یا اللہ! اسے ہمارے لئے اپنی جگہ پر روک دیجیے۔“ چنانچہ سورج رک گیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عطاء فرمائی۔ پھر انہوں نے مال غنیمت جمع کیا اور آگ اسے جلانے کے لئے آئی لیکن جلا نہ سکی۔ نبی نے فرمایا: ”تم میں سے کسی نے مال غنیمت میں خیانت کی ہے۔ اس لئے ہر قبیلے کا ایک شخص میرے ہاتھ پر بیعت کرے۔“ (جب بیعت کرنے لگے تو) ایک قبیلے والے کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چمٹ گیا۔ انہوں نے فرمایا: ”چوری تمہارے قبیلہ والوں نے ہی کی ہے۔ اب تمہارے قبیلے کے سب لوگ آئیں اور بیعت کریں۔“ چنانچہ اس قبیلے کے دو تین آدمیوں کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چمٹ گیا، تو انہوں نے فرمایا: ”خیانت تمہی لوگوں نے کی ہے۔“ چنانچہ وہ لوگ گائے کے سر کے برابر سونے کا ایک سر لائے (جو غنیمت میں سے چرالیا گیا تھا) اور اسے مال غنیمت میں رکھ دیا، تب آگ آئی اور اسے جلا گئی۔

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ واقعہ سنانے کے بعد ارشاد فرمایا:) پھر اللہ تعالیٰ نے غنیمت ہمارے لئے جائز قرار دے دی، (کیوں کہ) اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزوری اور عاجزی کو دیکھا تو ہمارے لیے حلال فرمادی۔“

فائدہ:

- پہلی اُمتوں میں مالِ غنیمت اور صدقات کی قبولیت یہی تھی کہ...... آسمان سے ایک آگ آتی تھی اور اُس مال کو جلا دیتی تھی...... اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس اُمت کے لیے مالِ غنیمت کا استعمال حلال فرما دیا...... مگر اُس وقت جبکہ یہ شریعت کے مطابق جمع اور تقسیم کیا جائے۔
- عصر کے بعد سے مغرب تک کا وقت جہادی فتوحات کے لیے مبارک وقت ہے۔

۲۷۹

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُغِيْرُ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ، وَ كَانَ يَسْتَمِعُ الْاَذَانَ، فَإِنْ سَمِعَ اَذَانًا اَمْسَكَ وَ إِلَّا اَغَارَ، فَسَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ: اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَى الْفِطْرَةِ، ثُمَّ قَالَ: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَرَجْتَ مِنَ النَّارِ، فَنَظَرُوْا فَإِذَا هُوَ رَاعِيْ مِعْزًى-

أخرجه مسلم و الترمذي و أبوداؤد مختصرا و هذا اللفظ لمسلم-

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ٣٨٢، وسنن الترمذي، رقم الحديث: ١٦١٨، و سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٦٣٤]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (دشمن پر) طلوع فجر کے وقت حملہ کرتے تھے اور اذان کی آواز پر کان لگائے رکھتے تھے، اگر اذان سن لیتے تو رک جاتے، ورنہ حملہ کر دیتے، (ایک بار ایسا ہوا کہ) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو ”اللہ اکبر، اللہ اکبر“ کہتے ہوئے سنا، تو ارشاد فرمایا:

”یہ فطرت (اسلام) پر ہے۔“

پھر اس نے کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تو جہنم کی آگ سے بچ گیا۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب دیکھا تو وہ بکریوں کا چرواہا تھا۔

﴿٢٨٠﴾

و أما لفظ أبي داؤد فهو:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُغِيْرُ عِنْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ، وَ كَانَ يَتَسَمَّعُ، فَإِذَا سَمِعَ اَذَانًا اَمْسَكَ وَ إِلَّا اَغَارَ۔

[سنن ابی داؤد۔ رقم الحديث:٢٦٣٤]

ترجمہ: سنن ابی داؤد کے الفاظ اس طرح ہیں۔ حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر کے وقت (دشمن پر) حملہ فرماتے تھے۔ اور (اس سے پہلے) کان لگا کر سنتے تھے، اگر اذان کی آواز سن لیتے تو رک جاتے ورنہ حملہ فرما دیتے۔“

﴿٢٨١﴾

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ اَنْ يَّنْهَضَ إِلٰى عَدُوِّهٖ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ۔

أخرجه أحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ١٩١٤١، و قال الهيثمي: رواه أحمد و الطبراني من طريق إسماعيل بن عياش عن موسى بن عقبة و هي ضعيفة]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورج کے زوال کے بعد دشمن پر حملہ کرنا پسند فرماتے تھے۔“

﴿٢٨٢﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا لَمْ يَلْقَ الْعَدُوَّ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ اَخَّرَهٗ حَتّٰى يَهُبَّ الرِّيْحُ وَ يَكُوْنَ عِنْدَ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ، وَ كَانَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصُوْلُ وَ بِكَ اَجُوْلُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

أخرجه الطبراني في الكبير والأوسط و اللفظ لمعجم الكبير۔

[المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث: ١١٩٨٠، و المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث: ١٠٠٣، وقال الهيثمي: رواه الطبراني في الكبير و الأوسط، و فيه عثمان بن سعد المكتب، وثقه أبونعيم و أبوحاتم، و ضعفه النسائي وغيره، و بقية رجاله ثقات مجمع الزوائد. ٢٩٩:١٠]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جب دن کے پہلے حصے میں دشمن سے لڑائی نہ ہوسکتی تو اس لڑائی کو ہوا کے چلنے تک اور نماز کے وقت تک مؤخر فرما دیتے تھے، اور (دشمن پر حملہ آور ہوتے وقت یوں دعاء) فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصُوْلُ وَ بِكَ اَجُوْلُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔

”یا اللہ! میں آپ ہی کے نام کی برکت سے حملہ کرتا ہوں، اور آپ ہی کے نام کی برکت سے حرکت کرتا ہوں، اور ہر قسمی طاقت وقوت اللہ تعالیٰ ہی سے ملتی ہے۔“

﴿٢٨٣﴾

عَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَشْهَدُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِتَالَ، فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ قَالَ لَنَا: احْمِلُوا، فَحَمَلْنَا۔
أخرجه الطبراني في الكبير و الأوسط و الصغير و اللفظ لمعجم الأوسط۔

[المعجم الكبير، رقم الحديث: ٢٨٧، و المعجم الأوسط، رقم الحديث: ٤٨٥٠، و المعجم الصغير، رقم الحديث: ٧٠٩، و قال الهيثمي: رواه الطبراني في الثلاثة، و فيه محمد بن لهيعة العطار، و هو ضعيف. مجمع الزوائد، ج:٥، ص: ٣٢٦]

ترجمہ: حضرت سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک جنگ میں شریک تھے۔ جب سورج زائل ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”حملہ کرو۔“

تو ہم نے حملہ کر دیا۔“

❀...❀...❀

باب: الشّعار فی الحرب

جہادی ناموں اور جہادی علامات (رموز، کوڈز) کا بیان

﴿۲۸۴﴾

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ شِعَارُ الْمُهَاجِرِيْنَ عَبْدَاللهِ وَ شِعَارُ الْاَنْصَارِ عَبْدَالرَّحْمٰنِ۔

أخرجه أبوداؤد.

[سنن أبي داوٗد، رقم الحديث: ۲۵۹۵، و قال المنذري: في إسناده الحجاج بن أرطأة، و لايحتج بحديثه. مختصر سنن أبي داوٗد، ج: ۲، ص: ۱۷۲]

ترجمہ: حضرت سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”(ایک جنگ میں) مہاجرین کا شعار ”عبداللہ“ اور انصار کا شعار ”عبدالرحمٰن“ تھا۔“

فائدہ: جنگ میں اپنے افراد اور اپنے لشکر کو پہچاننے اور اُن تک خفیہ پیغامات پہنچانے کے لیے جو الفاظ، رموز اور کوڈز مقرر کیے جاتے ہیں اُن کو ”شعار“ کہتے ہیں۔

﴿۲۸۵﴾

عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: اَمَّرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا أَبَابَكْرٍ، فَغَزَوْنَا نَاسًا مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَبَيَّتْنَاهُمْ نَقْتُلُهُمْ، وَ كَانَ شِعَارُنَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ اَمِتْ اَمِتْ، قَالَ سَلَمَةُ: فَقَتَلْتُ بِيَدِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ سَبْعَةَ اَهْلِ اَبْيَاتٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

أخرجه أبوداؤد و النسائي في الكبرىٰ و ابن ماجة و اللفظ لأبي داؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۲۶۳۸، و السنن الكبرىٰ للنسائي، رقم الحديث: ۸۶۱۲]

ترجمہ: حضرت سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کو ہمارا امیر بنایا، پھر ہم مشرکین سے جہاد کے لیے نکلے، ہم نے ان پر شب خون مارا، اس رات ہمارا شعار ”اَمِتْ اَمِتْ“ تھا۔ اس رات میں نے اپنے ہاتھ سے سات گھروں کے مشرکین کو قتل کیا تھا۔“

﴿٢٨٦﴾

وَ فِيْ رِوايَةٍ عَنْهُ: غَزَوْنَا مَعَ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ زَمَنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ شِعَارُنَا: اَمِتْ اَمِتْ۔

أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٥٩٦]

ترجمہ: حضرت سیدنا سلمہ بن اکوع ؓ کی دوسری روایت میں ہے:

”ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی معیت میں جہاد کیا، (اس لڑائی میں) ہمارا شعار ”اَمِتْ اَمِتْ“ تھا۔

فائدہ: یہ شعار کے ساتھ ساتھ دعاء بھی ہے اور نیک فالی بھی۔

﴿٢٨٧﴾

عَنِ الْمُهَلَّبِ بْنِ أَبِيْ صُفْرَةَ، قَالَ: اَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنْ بُيِّتُّمْ فَلْيَكُنْ شِعَارُكُمْ حٰمٓ لَايُنْصَرُوْنَ۔

أخرجه أبوداؤد و الترمذي واللفظ لأبي داؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث:٢٥٩٧، و سنن الترمذي، رقم الحديث: ١٦٨٢، و قال: و في الباب عن سلمة بن الأكوع، و هكذا روى بعضهم، عن أبي إسحاق مثل رواية الثوري، و روي عنه عن المهلب بن أبي صفرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم مرسلا]

ترجمہ: حضرت سیدنا مہلب بن ابی صفرہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھے اس شخص نے بیان کیا جس نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اگر تم پر رات کو حملہ ہو جائے تو تمہارا شعار ”حٰمٓ لَا يُنْصَرُوْنَ“ ہو گا۔

فائدہ: یہ شعار یعنی کوڈ بھی ہے اور نصرت و فتح کا وظیفہ بھی۔ واللہ اعلم بالصواب

﴿۲۸۸﴾

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ شِعَارُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”يَا كُلَّ خَيْرٍ“-

أخرجه أبويعلى الموصلي-

[مسند أبي يعلى الموصلي، رقم الحديث: ۵۰۵، و قال الهيثمي: رواه أبويعلى عن القواريري، عن منصور بن عبدالله الثقفي القواريري، روى عن سفيان، و ذكر ابن حبان في الثقات منصور بن عبدالله يروي عن الزهري، و كان يطلب الحديث مع ابن عيينة، و الظاهر أنه هو، و بقية رجاله ثقات]

ترجمہ: حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”(جہاد) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شعار ”يَا كُلَّ خَيْر“ ہوتا تھا۔“

فائدہ: یہ شعار بھی ہے اور تفاؤل یعنی خوش فالی بھی۔

﴿۲۸۹﴾

عَنْ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى فِيْ اَصْحَابِهٖ تَاَخُّرًا، فَنَادٰى فِيْهِمْ: يَا اَصْحَابَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ-

أخرجه الطبراني-

[المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث: ۳۲۸، ج:۱۷، و قال الهيثمي: رواه الطبراني و فيه علي بن قتيبة و هو ضعيف. مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ج:۵، ص: ۳۲۷]

ترجمہ: حضرت سیدنا عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (غزوہ حنین میں) اپنے صحابہ کو پیچھے ہٹتے دیکھا تو ارشاد فرمایا:

”اے سورۃ البقرہ والو!“

فائدہ: یہ آواز سنتے ہی پیچھے ہٹنے والے حضرات تیزی سے لوٹ آئے اور جنگ مسلمانوں کے حق میں ہوگئی...... یعنی یہ آواز ایک نعرہ، کوڈ اور شعار بھی تھی...... اور ثابت قدمی کی دعوت بھی...... سورۂ بقرہ کے آخر میں نصرت، فتح اور غلبہ کی دعاء ہے...... اس دعاء کی طرف توجہ دلانا بھی مقصود ہوسکتا ہے...... واللہ اعلم بالصواب

❁...❁...❁

باب: الصَّف لِلْقِتَال

جہاد میں ”صف بندی“ کا بیان

﴿۲۹۰﴾

عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْاَنْصارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، يَقُوْلُ: صَفَفْنَا يَوْمَ بَدْرٍ، فَنَدَرَتْ مِنَّا نَادِرَةٌ اَمَامَ الصَّفِّ، فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: مَعِيْ مَعِيْ-
أخرجه أحمد و الطبراني و اللفظ لأحمد-

[مسند أحمد، رقم الحديث: ٢٣٥٦٧، و أخرجه الطبراني في سياق غزوة بدر، رقم الحديث: ٤٠٥٦، و قال اليهثمي عنه: رواه الطبراني، و إسناده حسن. مجمع الزوائد، ج: ٦، ص: ٧٤]

ترجمۂ: حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جنگ بدر کے دن ہم نے صف بندی کی تو ہم میں سے کچھ لوگ صف سے آگے نکل گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھ کر ارشاد فرمایا:

”میرے ساتھ رہو، میرے ساتھ رہو۔“

فائدہ: جہاد فی سبیل اللہ...... باجماعت نماز...... اور دیگر اجتماعی کاموں میں نظم وضبط...... خصوصاً مضبوط اور سیدھی صف بندی کی بہت اہمیت، افادیت اور برکت ہے۔

......*

باب: الصَّبْرِ وَ الثَّبَاتِ وَ السَّكِيْنَةِ وَ الْجَمَاعَةِ فِي الْقِتَالِ

جہاد میں صابر، ثابت قدم، پُرسکون اور مجتمع رہنے کا بیان

﴿۲۹۱﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا۔

متفق عليه و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۳۰۲۶، و صحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۷۴۱]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”دشمن سے مقابلہ کی خواہش نہ کرو، ہاں جب مقابلہ ہو جائے تو پھر صبر (ثابت قدمی) سے کام لو۔“

﴿۲۹۲﴾

عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَاَعْرِفُ اَصْوَاتَ رُفْقَةِ الْاَشْعَرِيِّيْنَ بِالْقُرْآنِ حِيْنَ يَدْخُلُوْنَ بِاللَّيْلِ، وَ اَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ اَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ، وَ إِنْ كُنْتُ لَمْ اَرَ مَنَازِلَهُمْ حِيْنَ نَزَلُوْا بِالنَّهَارِ، وَ مِنْهُمْ حَكِيْمٌ إِذَا لَقِيَ الْخَيْلَ - اَوْ قَالَ الْعَدُوَّ - قَالَ لَهُمْ: إِنَّ اَصْحَابِيْ يَأْمُرُوْنَكُمْ اَنْ تَنْظُرُوْهُمْ۔

أخرجه البخاري و مسلم و اللفظ لمسلم۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٤٢٣٢، و صحيح مسلم، رقم الحديث: ٢٤٩٩]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جب اشعری رفقاء رات کو (مدینہ منورہ) آتے ہیں، تو میں ان کی تلاوتِ قرآن کی آوازیں پہچان لیتا ہوں۔ اور ان کی تلاوتِ قرآن کی آوازوں سے ان کے ٹھکانے (خیمے) پہچان جاتا ہوں، اگر چہ دن

میں ان کی اقامت گاہوں کو نہ دیکھا ہو۔ ان اشعری رفقاء میں ایک سمجھ دار شخص ہیں کہ جب وہ راستے میں سواروں کا سامنا کرتے ہیں، یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب وہ دشمن سے مقابلہ کرتے ہیں، تو ان سے کہتے ہیں کہ میرے ساتھیوں نے پیغام بھیجا ہے کہ تم تھوڑی دیر ان کا انتظار کرلو۔“

فائدہ: حدیث کے آخری جملہ میں احتمال کے ساتھ دو باتیں ارشاد فرمائی گئی ہیں۔ پہلی صورت میں مطلب ہے کہ اگر اُن کا دشمن سے سامنا ہو جائے تو اپنے ساتھیوں سے کہتے ہیں کہ...... بھاگو نہیں، ڈٹ کر لڑو...... ہمارے شہسوار پہنچنے والے ہیں...... اور دوسری صورت میں مطلب ہے کہ وہ اس قدر بہادر شخص ہیں کہ جب وہ اکیلے دشمن سے سامنا کرتے ہیں تو اپنے ساتھیوں کے آنے تک تنہا انہیں مصروف رکھتے ہیں۔ خود بھی نہیں بھاگتے اور انہیں بھی نہیں بھاگنے دیتے...... مقصد دونوں صورتوں میں ان کی جہاد کے ساتھ وفاداری اور بہادری کو بیان کرنا ہے کہ وہ ہر حال میں ڈٹ کر لڑتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

﴿۲۹۳﴾

عَنْ مُوْسَى بْنِ أَنَسٍ، قَالَ: وَ ذَكَرَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ، قَالَ: اَتٰى أَنَسٌ رضي الله عنه ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ رضي الله عنه وَ قَدْ حَسَرَ عَنْ فَخِذَيْهِ وَ هُوَ يَتَحَنَّطُ، فَقَالَ: يَا عَمِّ! مَا يَحْبِسُكَ اَنْ لَّاتَجِيْءَ؟ قَالَ: اَلْآنَ يَا ابْنَ اَخِيْ! وَ جَعَلَ يَتَحَنَّطُ، يَعْنِيْ مِنَ الْحَنُوْطِ، ثُمَّ جَاءَ فَجَلَسَ، فَذَكَرَ فِي الْحَدِيْثِ اِنْكِشَافًا مِّنَ النَّاسِ، فَقَالَ: هٰكَذَا عَنْ وُجُوْهِنَا حَتّٰى نُضَارِبَ الْقَوْمَ، مَا هٰكَذَا كُنَّا نَفْعَلُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، بِئْسَ مَا عَوَّدْتُّمْ اَقْرَانَكُمْ۔

أخرجه البخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۲۸٤۵]

ترجمہ: حضرت موسیٰ بن انس رحمۃ اللہ علیہ جنگ یمامہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، انہوں نے اپنی ران کھول رکھی تھی اور خوشبو لگا رہے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”چچا جان! آپ ابھی تک جنگ میں کیوں تشریف نہیں لائے؟“ انہوں نے جواب دیا: ”بھتیجے! ابھی آتا ہوں۔“ اور پھر خوشبو لگانے لگے، اس کے

بعد لشکر میں آ کر بیٹھ گئے (یعنی جنگ میں شریک ہو گئے)۔ حضرت انس ؓ نے دورانِ گفتگو کچھ مسلمانوں کے پیچھے ہٹنے کا ذکر کیا انہوں نے فرمایا:

”ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ تا کہ ہم کافروں سے دست بدست لڑیں، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے ہوئے ہم کبھی ایسا نہیں کرتے تھے۔ (یعنی ہم لوگ ڈٹ کر لڑتے تھے، کمزوری کا ہرگز مظاہرہ نہیں کرتے تھے) تم نے اپنے دشمنوں کو بہت بری چیز کا عادی بنا دیا ہے (یعنی تم جنگ کے موقع پر پیچھے ہٹ جاتے ہو تو اسی لیے وہ حملہ کرنے لگے ہیں)۔“

فائدہ: یہ حدیث مبارک ظاہراً موقوف ہے، لیکن در حقیقت مرفوع ہے۔ کیونکہ اس میں آپ ﷺ کے ہمراہ ثابت قدم رہنے والے صحابہ ؓ کا تذکرہ ہے۔

﴿۲۹۴﴾

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: اَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمّٰى خَيْلَنَا خَيْلَ اللهِ إِذَا فَزِعْنَا، وَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا فَزِعْنَا بِالْجَمَاعَةِ وَ الصَّبْرِ وَ السَّكِيْنَةِ، وَ إِذَا قَاتَلْنَا۔

أخرجه أبو داؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٥٦٠. و سكت عنه المنذري ـ مختصر سنن أبي داؤد، ٢:١٦٣]

ترجمہ: حضرت سیدنا سمرہ بن جندب ؓ فرماتے ہیں:

”حمد وصلوٰۃ کے بعد! نبی کریم ﷺ ہمارے سواروں کو جب ہم گھبراتے تو ”خیل اللہ“ (”اللہ تعالیٰ کے شہسوار بندو!“) کہہ کر پکارتے، اور رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ جب خوف اور گھبراہٹ کی کیفیت ہو تو ہم اکٹھے ہو جایا کریں، اور صبر اور سکون سے کام لیں اور ایسے ہی قتال کے وقت کیا کریں۔“

فائدہ: یہ خوف کا علاج ہے کہ اکٹھے رہیں، ثابت قدم رہیں اور پرسکون رہیں...... اس سے خوف کی کیفیت دور ہو جاتی ہے...... اور دشمن سے لڑائی میں بھی یہ تینوں باتیں عمل میں رکھیں تو قوت اور مضبوطی آتی ہے...... اسی طرح امیر جہاد کی طرف سے جنگ کے دوران مجاہدین کو بہادری والے القاب دینے سے بھی ان میں مضبوطی آتی ہے۔

﴿۲۹۵﴾

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ لَيَضْحَكُ إِلٰى ثَلَاثَةٍ: لِلصَّفِّ فِي الصَّلٰوةِ، وَ لِلرَّجُلِ يُصَلِّيْ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ، وَ لِلرَّجُلِ يُقَاتِلُ (أُرَاهُ) قَالَ: خَلْفَ الْكَتِيْبَةِ-

أخرجه ابن ماجة-

[سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ٢٠٠، و إسناده ضعيف]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ تین افراد کو دیکھ کر خوشی سے مسکراتے ہیں۔ ① نمازیوں کی صف، ② وہ شخص جو رات کے اوقات میں نماز پڑھتا ہے، ③ اور وہ شخص جو اپنے دستے کے پیچھے (ساتھیوں کا دفاع کرتے ہوئے) قتال کرتا ہے۔“

﴿۲۹۶﴾

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَاتَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَ اسْاَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ، فَإِنْ لَقِيْتُمُوهُمْ فَاثْبُتُوْا وَ اَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللهِ، فَإِنْ اَجْلَبُوْا وَ ضَجُّوْا فَعَلَيْكُمْ بِالصَّمْتِ-

أخرجه الدارمى و ابن أبى شيبة و البيهقى و اللفظ للدارمى-

[سنن الدارمي، رقم: ٢٤٨٤ و مصنف ابن ابي شيبة، رقم الحديث: ٣٣٤١٨ و سنن الكبري للبيهقي، رقم الحديث: ١٨٤٦٩]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”دشمن سے لڑائی کی آرزو نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو، (لیکن) جب دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو پھر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو۔ اور جب وہ چیخ و پکار کریں تو تم خاموش رہو۔“

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے مؤمن کے دل اور اُس کی نیت کو خصوصی طاقت، برکت اور قبولیت عطاء فرمائی ہے...... مگر اکثر لوگ اس طاقت کے استعمال سے غافل ہیں۔

❀...❀...❀

باب: النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَ الصِّبْيَانِ وَغَيْرِهِمْ

جنگ میں عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل کرنے کی ممانعت کا بیان

﴿٢٩٧﴾

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ امْرَاَةً وُجِدَتْ فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْتُوْلَةً، فَاَنْكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلَ النِّسَاءِ وَ الصِّبْيَانِ۔

أخرجه البخاري ومسلم والترمذي والدارمي وابن ماجة واللفظ لمسلم۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٣٠١٤، و صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٧٤٤، و سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٦٦٨، و سنن الترمذي، ١٥٦٩، و سنن الدارمي، رقم الحديث: ٢٥٠٥، و سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ٢٨٤١]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک غزوہ میں ایک عورت مقتول پائی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اسے ناپسند فرمایا اور) عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمادیا۔“

﴿٢٩٨﴾

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: انْطَلِقُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ، وَ لَاتَقْتُلُوْا شَيْخًا فَانِيًا وَ لَا طِفْلًا وَ لَا صَغِيْرًا وَ لَا امْرَاَةً، وَ لَاتَغُلُّوْا، وَ ضُمُّوْا غَنَائِمَكُمْ، وَ اَصْلِحُوْا وَ اَحْسِنُوْا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔

أخرجه أبو داؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٦١٤]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کے نام سے، اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرتے ہوئے اور رسول اللہ کی ملت پر قائم رہتے ہوئے چلو۔ اور کسی عمر رسیدہ بوڑھے، کسی بچے، نابالغ اور کسی عورت کو قتل نہ کرنا۔ (مالِ غنیمت میں) خیانت سے باز رہنا، غنائم ایک ساتھ ملا کر رکھنا اور اصلاح کا معاملہ کرنا، نیکی اور احسان کو اپنانا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں۔“

فائدہ: عورتیں اور بچے اگر مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شریک نہ ہوں تو اُن کو قتل کرنا منع ہے...... جنگ میں شریک یا مددگار ہوں تو قتل کیے جائیں گے...... ناکارہ بوڑھوں کو بھی جنگ میں قتل کرنا منع ہے...... لیکن اگر وہ مشورہ، رائے یا اپنے مال، منصب اور حوصلہ افزائی کے ذریعہ اپنے لشکر کی مدد کر رہے ہوں تو وہ بھی قتل کیے جائیں گے۔

﴿۲۹۹﴾

عَنْ عِصَامِ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ -وَ كَانَتْ لَهٗ صُحْبَةٌ- قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَعَثَ جَيْشًا اَوْ سَرِيَّةً يَقُوْلُ لَهُمْ: إِذَا رَاَيْتُمْ مَسْجِدًا اَوْ سَمِعْتُمْ مُؤَذِّنًا فَلَا تَقْتُلُوْا اَحَدًا-

أخرجه الترمذي و أبوداؤد و اللفظ للترمذي-

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ١٥٤٩، و سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٦٣٥، و قال الترمذي: هذا حديث حسن غريب، و هو حديث ابن عيينة]

ترجمہ: حضرت سیدنا عصام مزنی رضی اللہ عنہ (انہیں شرف صحابیت حاصل ہے) فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی لشکر یا سریہ کو بھیجتے تو ان سے فرماتے: ”جب تم کسی مسجد کو دیکھو یا مؤذن کی آواز سنو تو کسی کو قتل مت کرو۔“

﴿۳۰۰﴾

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ مَكِيْثٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَاللّٰهِ

بْنَ غَالِبٍ اللَّيْثِيَّ فِيْ سَرِيَّةٍ وَ كُنْتُ فِيْهِمْ، وَ اَمَرَهُمْ اَنْ يَّشُنُّوا الْغَارَةَ عَلٰى بَنِي الْمُلَوِّحِ بِالْكَدِيْدِ، فَخَرَجْنَا حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْكَدِيْدِ لَقِيْنَا الْحَارِثَ بْنَ الْبَرْصَاءَ اللَّيْثِيَّ فَاَخَذْنَاهُ فَقَالَ: إِنَّمَا جِئْتُ اُرِيْدُ الْإِسْلَامَ، وَ إِنَّمَا خَرَجْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا: إِنْ تَكُنْ مُسْلِمًا لَمْ يَضُرَّكَ رِبَاطُنَا يَوْمًا وَ لَيْلَةً، وَ إِنْ تَكُنْ غَيْرَ ذٰلِكَ نَسْتَوْثِقُ مِنْكَ، فَشَدَدْنَاهُ وِثَاقًا۔

أخرجه أبو داؤد۔

[سنن أبي داؤد رقم الحديث: ٢٦٧٨، و سكت عنه المنذري ۔ مختصر سنن أبي داؤد، ٢:٢٠٠]

ترجمہ: حضرت سیدنا جندب بن مکیث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن غالب لیثی رضی اللہ عنہ کو ایک دستہ دے کر روانہ فرمایا، میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا:

”مقام کدید میں بنی مُلَوّح پر (ہر طرف سے) چڑھائی کرنا۔“

چنانچہ ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ مقام کدید پر پہنچ گئے، (وہاں) ہمیں حارث بن برصاء لیثی ملے، ہم نے ان کو پکڑ لیا۔ انہوں نے کہا: ”میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جانے کی نیت ہی سے نکلا ہوں۔“ ہم نے ان سے کہا: ”اگر آپ واقعی مسلمان ہیں تو ہمارا آپ کو ایک دن اور رات کے لیے باندھ لینا آپ کے لیے کوئی نقصان دہ نہیں ہے اور اگر آپ مسلمان نہ ہوئے تو (آپ کو باندھ کر) ہم آپ کی طرف سے بے فکر ہو جائیں گے۔“ چنانچہ ہم نے ان کو رسی سے جکڑ لیا۔“

﴿٣٠١﴾

عَنْ رَبَاحِ بْنِ الرَّبِيْعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ: اِنَّهٗ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا، وَ عَلٰى مُقَدِّمَتِهٖ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ، فَمَرَّ رَبَاحٌ وَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَاَةٍ مَّقْتُوْلَةٍ مِمَّا اَصَابَتِ الْمُقَدِّمَةُ، فَوَقَفُوْا يَنْظُرُوْنَ إِلَيْهَا، وَ يَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ خَلْقِهَا، حَتّٰى لَحِقَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ فَانْفَرَجُوْا عَنْهَا، فَوَقَفَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا كَانَتْ هٰذِهٖ لِتُقَاتِلَ، فَقَالَ لِاَحَدِهِمْ: اِلْحَقْ خَالِدًا فَقُلْ لَّهٗ: لَاتَقْتُلُوْا ذُرِّيَّةً وَ

لَا عَسِيْفًا-

أخرجه أبوداؤد و أحمد و النسائي في الكبرى و الطحاوي و اللفظ لأحمد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٦٦٩، مسند أحمد، رقم الحديث: ١٥٩٩٢، و السنن الكبرى للنسائي، رقم الحديث: ٨٥٧٣، و شرح معاني الآثار للطحاوي، رقم الحديث: ٥١٧٢]

ترجمہ: حضرت سیدنا رباح بن ربیع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی غزوہ کے لیے روانہ ہوئے، اس کے مقدمۃ الجیش پر حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مامور تھے۔ اسی دوران مقدمۃ الجیش کے ہاتھوں قتل ہونے والی ایک عورت پر حضرت رباح اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گزر ہوا تو وہ رک گئے اور اسے دیکھ کر اس کی خلقت پر تعجب کرنے لگے۔ اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنی سواری پر وہاں پہنچ گئے، لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے راستہ چھوڑ دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی لاش کے پاس پہنچ کر رک گئے اور ارشاد فرمایا:

”یہ تو لڑائی میں شریک نہیں ہوئی ہوگی۔ پھر ایک صحابی سے فرمایا:

”خالد کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ بچوں اور مزدوروں کو قتل نہ کریں۔“

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان...... مَا كَانَتْ هٰذِهٖ لِتُقَاتِلَ...... سے مسئلہ واضح ہوگیا کہ...... جو عورت لڑائی میں شامل نہ ہو وہ قتل نہیں کی جائے گی...... اگر شامل ہو تو پھر اس کا حکم الگ ہے۔

﴿٣٠٢﴾

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اُقْتُلُوْا شُيُوْخَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ اسْتَبْقُوْا شَرْخَهُمْ-

أخرجه أبوداؤد و الترمذي و اللفظ لأبي داؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٦٧٠، و سنن الترمذي، رقم الحديث: ١٨٨٣، و قال: هذا حديث حسن صحيح غريب]

ترجمہ: حضرت سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مشرکین کے بوڑھوں کو قتل کر دو اور نو عمر (نابالغ بچوں) کو زندہ رہنے دو۔“

فائدہ: یہاں وہ ادھیڑ عمر بوڑھے مُراد ہیں جو جنگ کے قابل ہوں...... یا وہ بوڑھے جو جنگ میں اپنی

رائے یا مشورہ وغیرہ سے معاونت کرتے ہوں...... تجربہ بھی یہی بتاتا ہے کہ کئی مشرکین عمر بڑھنے کے ساتھ زیادہ متعصب، شرارتی اور بعض اوقات زیادہ خطرناک ہو جاتے ہیں۔

﴿۳۰۳﴾

عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ عَمِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَعَثَ إِلَى ابْنِ أَبِي الْحُقَيْقِ بِخَيْبَرَ نَهٰى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَ الصِّبْيَانِ۔

أخرجه أحمد۔

[مسند أحمد، ۵۰۶/۳۹، و قال الهيثمي: و رجاله رجال الصحيح ۔مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ج:۵، ص: ۳۱۵]

ترجمہ: حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے بیٹے اپنے چچا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

”جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (یہودی سردار) ابن ابی الحقیق کو قتل کرنے کے لیے دستہ بھیجا تو عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔“

﴿۳۰۴﴾

وَ فِيْ رِوَايَةٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَ الصِّبْيَانِ۔

أخرجه البزار۔

[كشف الأستار عن زوائد البزار، رقم الحديث: ۱۶۷۹، و قال الهيثمي: رواه البزار و رجاله رجال الصحيح. مجمع الزوائد، ج:۵، ص: ۳۱۶]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں ہے:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔“

﴿۳۰۵﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَجُلًا أَخَذَ امْرَأَةً أَوْ سَبَاهَا فَنَازَعَتْهُ قَائِمَ سَيْفِهٖ فَقَتَلَهَا، فَمَرَّ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخْبِرَ بِأَمْرِهَا، فَنَهٰى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ۔

أخرجه أحمد و الطبراني و هذا اللفظ لأحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ٢٣١٦]

ترجمۂ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

”ایک شخص نے ایک عورت کو پکڑا یا اسے قیدی بنالیا، اس عورت نے اس کی تلوار چھیننے کی کوشش کی تو اس آدمی نے اسے قتل کر دیا۔ نبی کریم ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا تو آپ ﷺ کو ساری بات بتائی گئی۔ آپ ﷺ نے عورتوں کو قتل کرنے سے منع فرما دیا۔“

﴿٣٠٦﴾

و أما لفظ الطبراني فهو:

اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِامْرَاَةٍ يَّوْمَ الْخَنْدَقِ مَقْتُوْلَةً، فَقَالَ: مَنْ قَتَلَ هٰذِهٖ؟ فَقَالَ رَجُلٌ: اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: وَ لِمَ؟ قَالَ: نَازَعَتْنِيْ سَيْفِيْ، فَسَكَتَ۔

[المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث: ١٢٠٨٢، و قال الهيثمي: و في إسنادهما الحجاج بن أرطاة و هو مدلس. مجمع الزوائد و منبع الزوائد، ج: ٥، ص: ٣١٦]

ترجمۂ: جبکہ طبرانی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ:

”غزوۂ خندق کے دن نبی کریم ﷺ کا ایک مقتولہ عورت پر سے گزر ہوا تو دریافت فرمایا:

”اسے کس نے قتل کیا ہے؟“

ایک شخص نے عرض کیا: ”میں نے یارسول اللہ!“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”کس وجہ سے؟“

انہوں نے عرض کیا: ”اس نے میری تلوار چھیننے کی کوشش کی، اس لیے میں نے اسے قتل کر دیا۔

(یہ سن کر) آپ ﷺ خاموش رہے۔“

فائدۂ: حکم تو وہی ہے جو پچھلی روایات میں بیان ہوا...... باقی ان جزوی واقعات میں جو پوری صورتحال سامنے آئی ہوگی...... اسی کے مطابق آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا...... ایک واقعہ میں نکیر فرمائی...... اور دوسرے میں خاموشی کے ذریعہ تصویب۔

﴿۳۰۷﴾

عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ سَرِيْعٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَ غَزَوْتُ مَعَهٗ فَاَصَبْتُ ظَهْرًا، فَقَتَلَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ حَتّٰى قَتَلُوا الْوِلْدَانَ، وَ قَالَ مَرَّةً: اَلذُّرِّيَّةَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا بَالُ اَقْوَامٍ جَاوَزَهُمُ الْقَتْلُ الْيَوْمَ حَتّٰى قَتَلُوا الذُّرِّيَّةَ؟ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنَّمَا هُمْ اَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ، فَقَالَ: اَلَا! إِنَّ خِيَارَكُمْ اَبْنَاءُ الْمُشْرِكِيْنَ؟ ثُمَّ قَالَ: اَلَا! لَاتَقْتُلُوْا ذُرِّيَّةً، اَلَا! لَاتَقْتُلُوْا ذُرِّيَّةً، قَالَ: كُلُّ نَسَمَةٍ تُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ حَتّٰى يُعْرِبَ عَنْهَا لِسَانُهَا، فَاَبَوَاهَا يُهَوِّدَانِهَا وَ يُنَصِّرَانِهَا۔

أخرجه أحمد و الطبراني في الكبير و الأوسط و هذا اللفظ لأحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ١٥٥٨٩، المعجم الكبير، رقم الحديث: ٨٢٦، و المعجم الأوسط، رقم الحديث: ١٩٨٤]

ترجمہ: حضرت سیدنا اسود بن سریع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شرکت کی، اور میں نے غنیمت میں اونٹ بھی حاصل کیا۔ اس دن لوگوں نے اتنا قتل کیا کہ بچے تک قتل کر دیئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ آج ان کا قتل حد سے تجاوز کر گیا، یہاں تک کہ انہوں نے بچوں تک کو قتل کر دیا؟“

ایک آدمی نے عرض کیا: ”یارسول اللہ! وہ تو مشرکین کے بچے تھے۔“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”کیا تم میں سے جو بہترین لوگ ہیں وہ مشرکین کی اولاد نہیں ہیں؟“

پھر فرمایا:

”خبردار بچوں کو مت قتل کرنا، خبردار بچوں کو مت قتل کرنا۔“

(اور) فرمایا:

”جو روح بھی دنیا میں جنم لیتی ہے وہ فطرت (یعنی اسلام) پر پیدا ہوتی ہے، یہاں تک کہ اس کی زبان اپنا مافی الضمیر اداء کرنے لگے، اور اس کے والدین ہی اسے یہودی اور عیسائی بناتے ہیں۔“

﴿٣٠٨﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَعَثَ جُيُوْشَهٗ قَالَ: اُخْرُجُوْا بِسْمِ اللّٰهِ تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ، لَا تَغْدِرُوْا، وَ لَا تَغُلُّوْا، وَ لَا تُمَثِّلُوْا، وَ لَا تَقْتُلُوا الْوِلْدَانَ وَلَا اَصْحَابَ الصَّوَامِعِ۔

أخرجه أحمد و أبويعلى و البزار و الطبراني في الكبير و في الأوسط بغيره و اللفظ لأحمد۔

[مسندأحمد، رقم الحديث: ٢٧٢٨، و مسند البزار، رقم الحديث: ٤٨٠٦، و مسند أبي يعلى الموصلي، رقم الحديث: ٢٥٤٩،و المعجم الكبير، رقم الحديث:١١٥٦٢. و قال الهيثمي: و في رجال البزار إبراهيم بن إسماعيل بن أبي حبيبة، وثقه أحمد، و ضعفه الجمهور، و بقية رجال البزار رجال الصحيح. مجمع الزوائد و منبع الزوائد، ج: ٥،ص: ٣١٦]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب اپنے لشکروں کو روانہ فرماتے تو یہ نصیحت فرماتے:

”اللہ تعالیٰ کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے والوں سے جہاد کرنا، عہد شکنی مت کرنا، مال غنیمت میں خیانت نہ کرنا، لاشوں کا مثلہ نہ کرنا، بچوں اور عبادت گاہوں میں مقیم افراد کو قتل مت کرنا۔“

﴿٣٠٩﴾

عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ قَتَلَ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا، اَوْ اَحْرَقَ نَخْلًا، اَوْ قَطَعَ شَجَرَةً مُّثْمِرَةً، اَوْ ذَبَحَ شَاةً لِإِهَابِهَا لَمْ يَرْجِعْ كَفَافًا۔

أخرجه أحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ٢٢٣٦٨، و قال الهيثمي: رواه أحمد و فيه راو لم يسم، و ابن لهيعة فيه ضعف.٥: ٣١٧]

ترجمہ: حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

”جس شخص نے میدانِ جہاد میں نابالغ بچے یا بوڑھے آدمی کو قتل کیا، یا باغ کو آگ لگائی، یا پھل دار درخت کو کاٹ ڈالا، یا کھال حاصل کرنے کے لیے بکری ذبح کر ڈالی، تو وہ (جہاد کے اجر میں) برابری کے ساتھ بھی واپس نہیں لوٹے گا، (بلکہ گناہ کما لائے گا)۔“

باب: جواز قتل النّساء و الصّبيان في البيات من غير تعمد

شب خون میں عورتوں اور بچوں کے قتل کے جواز کا بیان

﴿۳۱۰﴾

عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الذَّرَارِيِّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، يُبَيَّتُوْنَ فَيُصِيْبُوْنَ مِنْ نِسَائِهِمْ وَ ذَرَارِيِّهِمْ؟ فَقَالَ: هُمْ مِنْهُمْ۔

متفق عليه و اللفظ لمسلم۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۳۰۱۲، وصحيح مسلم، رقم الحديث:۱۷۴۵]

ترجمہ: حضرت سیدنا صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرکین کے بچوں کے بارے میں پوچھا گیا، (کیونکہ کبھی) ان مشرکین پر شب خون مارا جاتا ہے تو (اندھیرا ہونے کی وجہ سے) ان کی عورتوں اور بچوں کو بھی نقصان پہنچ جاتا ہے؟“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”وہ انہی میں سے ہیں۔“

فائدہ: جب نیت عورتوں اور بچوں کو مارنے کی نہ ہو...... اور اچانک حملے اور رات ہونے کی وجہ سے امتیاز مشکل ہو تو اُس صورت میں یہ حکم ہے۔

﴿۳۱۱﴾

وَ فِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ لَهُ: لَوْ اَنَّ خَيْلًا اَغَارَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَاَصَابَتْ مِنْ اَبْنَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ؟ قَالَ: هُمْ مِنْ آبَائِهِمْ۔

أخرجه مسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث:۱۷۴۵]

ترجمہ: ایک اور روایت میں ہے:

’’نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ اگر کچھ گھڑسوار رات کو دھاوا بولیں اور مشرکوں کے (ساتھ ان کے کچھ) بچوں کو (بھی) قتل کر دیں (تو ان کا کیا حکم ہے)؟‘‘ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’وہ اپنے آباء ہی میں سے ہیں۔‘‘

❁…❁…❁

باب: جواز قتل المرأة الشاتمة

گستاخ عورت کو قتل کرنے کی اجازت کا بیان

﴿۳۱۲﴾

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: لَمْ يُقْتَلْ مِنْ نِسَائِهِمْ - تَعْنِي بَنِيْ قُرَيْظَةَ - إِلَّا امْرَأَةٌ، إِنَّهَا لَعِنْدِيْ تُحَدِّثُ تَضْحَكُ ظَهْرًا وَ بَطْنًا وَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْتُلُ رِجَالَهُمْ بِالسُّيُوْفِ، إِذْ هَتَفَ هَاتِفٌ بِاسْمِهَا اَيْنَ فُلَانَةُ؟ قَالَتْ: اَنَا. قُلْتُ: وَ مَا شَأْنُكِ؟ قَالَتْ: حَدَثٌ اَحْدَثْتُهُ. قَالَتْ: فَانْطَلَقَ بِهَا فَضُرِبَتْ عُنُقُهَا، فَمَا اَنْسٰى عَجَبًا مِنْهَا اَنَّهَا تَضْحَكُ ظَهْرًا وَ بَطْنًا وَ قَدْ عَلِمَتْ اَنَّهَا تُقْتَلُ-

أخرجه أبوداؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٦٧١]

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”(یہودیوں کے قبیلہ) بنی قریظہ کی عورتوں میں سے صرف ایک عورت کو قتل کیا گیا تھا، وہ میرے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی اور اتنا ہنستی تھی کہ اس کے پیٹ اور کمر میں بل پڑ جاتے تھے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تلوار سے اس کی قوم کے لوگوں کو قتل کر رہے تھے۔ اچانک ایک پکارنے والے نے اس عورت کا نام پکارا کہ فلانی کہاں ہے؟ وہ کہنے لگی: ”میں ہوں۔“

میں نے پوچھا: ”تیرا کیا قصہ ہے؟“ کہنے لگی: ”میں نے ایک سازشی کام کیا ہے۔“ چنانچہ وہ پکارنے والا اسے لے گیا اور پھر اس کی گردن ماردی گئی۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”میں اس کے اس حالت میں بھی خوش رہنے کو نہیں بھول پائی ہوں، اسے معلوم تھا کہ وہ قتل ہونے والی ہے مگر پھر بھی وہ ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔“

فائدہ: معلوم ہوا کہ ایسی شریر عورتوں کو...... جو سازشوں میں ملوث ہوں، یا جنگ کے کسی کام میں شریک ہوں، یا گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوں...... اُن کو ضرور قتل کیا جائے گا...... اس یہودیہ کے بھی یہی جرائم تھے۔

بَاب: اَلنَّہْیِ عَنِ النُّہْبیٰ وَالْمُثْلَۃِ وَغَيْرِهِمَا فِی الْقِتَالِ

میدانِ جہاد میں مثلہ اور لوٹ مار وغیرہ کی ممانعت کا بیان

﴿٣١٣﴾

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ يَزِيْدَ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النُّهْبَى وَ الْمُثْلَةِ۔

أخرجه البخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٢٤٧٤]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوٹ مار اور مثلہ کرنے سے منع فرمایا۔“

فائدہ: ”نُھبٰی“ کہتے ہیں چھینا جھپٹی کو...... یا شرعی تقسیم سے پہلے کچھ مال غنیمت اٹھا لینے کو...... ”نُھبٰی“ عمومی حالات میں بھی منع ہے کہ کوئی دوسرے کا حق چھین یا لوٹ لے...... جبکہ جہاد میں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مال غنیمت جمع کرتے وقت کوئی مجاہد دوسرے سے کچھ نہ چھینے اور غنیمت کی تقسیم سے پہلے کوئی چیز اپنے لیے نہ اٹھائے...... ”مُثْلَہ“ کا معنیٰ ہے لاشوں کے اعضاء کاٹنا اور ان کی شکل وصورت بگاڑنا، یہ بھی منع ہے۔

﴿٣١٤﴾

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُثُّنَا عَلَى الصَّدَقَةِ وَ يَنْهَانَا عَنِ الْمُثْلَةِ۔

أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبى داؤد، رقم الحديث:٢٦٦٧]

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں صدقہ پر ابھارتے تھے اور مثلہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔“

﴿۳۱۵﴾

عَنْ عُبَيْدِ ابْنِ تِعْلٰى، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَأُتِيَ بِاَرْبَعَةِ اَعْلَاجٍ مِنَ الْعَدُوِّ، فَاَمَرَ بِهِمْ فَقُتِلُوْا صَبْرًا۔ وَ فِيْ رِوَايَةٍ: بِالنَّبْلِ صَبْرًا، فَبَلَغَ ذٰلِكَ أَبَاأَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَنْهٰى عَنْ قَتْلِ الصَّبْرِ، فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ كَانَتْ دَجَاجَةٌ مَا صَبَرْتُهَا، فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ فَاَعْتَقَ اَرْبَعَ رِقَابٍ۔

أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۲٦٨٧، و سكت عنه المنذري. مختصر سنن أبي داؤد، ۲: ۲۰٤]

ترجمۂ: حضرت عبید بن تِعلٰی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ہم نے حضرت عبد الرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی معیت میں جہاد کیا، ان کے سامنے دشمن کے چار عجمی (طاقتور) جنگجو پکڑ کر لائے گئے۔ انہوں نے ان کے بارے میں (قتل کا) حکم دیا، چنانچہ انہیں باندھ کر قتل کر دیا گیا۔“ دوسری روایت میں ہے:

”انہیں بندھی ہوئی حالت میں تیر مار کر قتل کر دیا گیا۔“

اس واقعہ کی خبر حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو پہنچ گئی، انہوں نے فرمایا: ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باندھ کر قتل کرنے سے منع فرما رہے تھے۔“ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ایک مرغی بھی ہوتی تو میں اس کو باندھ کر قتل نہ کرتا۔“

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی یہ گفتگو حضرت عبد الرحمٰن بن خالد کو پہنچی تو انہوں نے (کفارہ کے طور پر) چار غلام آزاد کیے۔

فائدہ: کسی کافر جنگجو قیدی...... یا کسی جانور کو باندھ دینا...... اور پھر اُس پر تیر چلا کر اُسے قتل کرنا...... یہ اس حدیث شریف میں مُراد ہے...... کیونکہ اس میں تیروں کا بھی ضیاع ہے اور ایذاء بھی زیادہ ہے...... باقی اس مسئلہ میں کافی فقہی تفصیلات ہیں اور کئی صورتیں مستثنیٰ ہیں...... واللہ اعلم بالصواب

❀...❀...❀

باب: الرُّخصة في المُثلةِ عند الحاجة

ضرورت کے وقت مثلہ کرنے کی اجازت کا بیان

﴿۳۱۶﴾

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ نَاسًا مِّنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَاجْتَوَوْهَا، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ شِئْتُمْ اَنْ تَخْرُجُوْا إِلٰى إِبِلِ الصَّدَقَةِ فَتَشْرَبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَ اَبْوَالِهَا، فَفَعَلُوْا فَصَحُّوْا، ثُمَّ مَالُوْا عَلَى الرِّعَاءِ فَقَتَلُوْهُمْ وَ ارْتَدُّوْا عَنِ الْإِسْلَامِ وَ سَاقُوْا ذَوْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَعَثَ فِي اَثَرِهِمْ فَاُتِيَ بِهِمْ، فَقَطَعَ اَيْدِيَهُمْ وَ اَرْجُلَهُمْ وَ سَمَلَ اَعْيُنَهُمْ وَ تَرَكَهُمْ فِي الْحَرَّةِ حَتّٰى مَاتُوْا۔ أخرجه البخاري و مسلم و اللفظ لمسلم۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ١٥٠١، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ١٦٧١]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”قبیلہ عرینہ کے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ آئے، انہیں یہاں کی آب وہوا ناموافق لگی (اور پیٹ کی بیماری میں مبتلاء ہو گئے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان (کے مطالبے پر ان سے) فرمایا: ”اگر تم چاہو تو صدقے کے اونٹوں کے پاس چلے جاؤ اور ان کے دودھ اور پیشاب (جسے وہ لوگ اس بیماری میں اپنی شفایابی کا ذریعہ سمجھتے تھے) پیو۔“

انہوں نے ایسے ہی کیا اور صحت یاب ہو گئے۔ پھر انہوں نے چرواہوں پر حملہ کر کے، ان کو قتل کر دیا اور اسلام سے مرتد ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (بیت المال کے) اونٹ لے کر بھاگ نکلے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (کچھ لوگوں کو) ان کے تعاقب میں روانہ فرمایا۔

انہیں (پکڑ کر) لایا گیا، آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے، ان کی آنکھوں میں گرم سلائیں ڈلوائیں اور انہیں سیاہ پتھروں والی زمین میں چھوڑ دیا یہاں تک کہ (وہیں پیاسے) مرگئے۔ ‘‘

فائدہ: جہاں جرم بہت بھیانک ہو...... اور عبرت دلا کر اس جرم کا قلع قمع کرنا مقصود ہو...... یا قاتلوں نے مسلمانوں کا مثلہ کیا ہو جیسا کہ یہاں ان منافقین نے مسلمان چرواہوں کا کیا تھا تو پھر ایسے حالات میں مثلہ کیا جا سکتا ہے۔

* * *

بَابْ: تَحْرِيْمُ قَتْلِ الْكَافِرِ بَعْدَ اَنْ قَالَ ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ“

”لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ“ کے اقرار کے بعد کافر کو قتل کرنے کی حرمت کا بیان

﴿٣١٧﴾

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، يُحَدِّثُ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ، قَالَ: فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ، قَالَ: وَ لَحِقْتُ اَنَا وَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ رَجُلًا مِّنْهُمْ، قَالَ: فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ قَالَ: لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، قَالَ: فَكَفَّ عَنْهُ الْأَنْصَارِيُّ، فَطَعَنْتُهٗ بِرُمْحِي حَتّٰى قَتَلْتُهٗ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَقَالَ لِيْ: يَا أُسَامَةُ! اَقَتَلْتَهٗ بَعْدَ مَا قَالَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا، قَالَ: أَقَتَلْتَهٗ بَعْدَ مَا قَالَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، قَالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ۔

متفق عليه و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٦٨٧٢، وصحيح مسلم، رقم الحديث:٩٦]

ترجمہ: حضرت سیدنا اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ جہینہ کی ایک شاخ کی طرف (مہم پر) بھیجا۔ ہم نے ان لوگوں پر صبح کے وقت حملہ کیا اور انہیں شکست دے دی۔ میں اور انصار کے ایک شخص قبیلہ جہینہ کے ایک آدمی تک پہنچے اور جب ہم نے اسے گھیر لیا تو اس نے کہا: ”لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ۔“ انصاری صحابی نے تو (یہ سنتے ہی) ہاتھ روک لیا، لیکن میں نے اپنے نیزے سے اسے قتل کر دیا۔ فرماتے ہیں: جب ہم واپس آئے تو اس واقعہ کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

”اسامہ! کیا تم نے ’لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ‘ کا اقرار کرنے کے بعد اسے قتل کر ڈالا۔“

میں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! اس نے صرف جان بچانے کے لیے اس کا اقرار کیا تھا۔“ آپ ﷺ نے پھر فرمایا:

”تم نے اسے ’لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ‘ کا اقرار کرنے کے بعد قتل کر ڈالا۔“

فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اس جملے کو اس قدر دہراتے رہے کہ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوگئی کہ کاش! میں اس دن سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔ (یعنی حالت اسلام میں مجھ سے یہ غلطی نہ ہوتی)

﴿۳۱۸﴾

وَ فِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: اَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ حَتّٰى تَعْلَمَ اَقَالَهَا اَمْ لَا؟...الخ أخرجه مسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث:۹۶]

ترجمہ: ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے یوں) فرمایا:
”تم نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا، تاکہ تمہیں معلوم ہو جاتا کہ اس نے (دل سے) کہا ہے یا نہیں۔“

﴿۳۱۹﴾

عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ: اَخْبَرَهٗ اَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرٍو الْكِنْدِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ كَانَ حَلِيْفًا لِبَنِي زُهْرَةَ، وَ كَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اَخْبَرَهٗ: اَنَّهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ: اَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِّنَ الْكُفَّارِ فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ إِحْدٰى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا، ثُمَّ لَاذَ مِنِّي بِشَجَرَةٍ، فَقَالَ: اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ، اَ اَقْتُلُهٗ يَا رَسُوْلَ اللهِ! بَعْدَ اَنْ قَالَهَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَاتَقْتُلْهُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنَّهٗ قَطَعَ إِحْدٰى يَدَيَّ، ثُمَّ قَالَ ذَاكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَاتَقْتُلْهُ، فَإِنْ قَتَلْتَهٗ فَإِنَّهٗ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ اَنْ تَقْتُلَهٗ وَ إِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ۔

متفق عليه و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٤٠١٩، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ٩٥]

ترجمہ: حضرت عبید اللہ بن عدی بن خیار رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ انہیں حضرت مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ (جو بنی زہرہ کے حلیف تھے اور بدر کی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک تھے) نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: ’’اگر کسی موقع پر میرا کسی کافر سے مقابلہ ہو جائے اور ہم دونوں ایک دوسرے کو قتل کرنے کی کوشش میں لگ جائیں اور وہ میرے ایک ہاتھ پر تلوار مار کر اسے کاٹ ڈالے، پھر وہ مجھ سے بھاگ کر ایک درخت کی پناہ لے اور کہے: ’’میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا۔‘‘ تو کیا یا رسول اللہ! اس کے اس اقرار کے بعد میں اسے قتل کر دوں؟‘‘ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’اسے قتل مت کرنا۔‘‘

انہوں نے عرض کیا: ’’یا رسول اللہ! وہ پہلے میرا ایک ہاتھ کاٹ چکا ہے اور یہ اقرار میرے ہاتھ کاٹنے کے بعد کیا ہے؟‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’اسے قتل مت کرنا، کیونکہ اگر تم نے اسے قتل کر ڈالا تو اسے قتل کرنے سے پہلے جو تمہارا مقام تھا اب اس کا وہ مقام ہوگا، اور تمہارا مقام وہ ہوگا جو کلمہ کے اقرار سے پہلے اس کا مقام تھا۔‘‘

﴿٣٢٠﴾

عَنْ اَوْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَفْدِ ثَقِيْفٍ، فَكُنْتُ مَعَهُ فِيْ قُبَّةٍ، فَنَامَ مَنْ كَانَ فِي الْقُبَّةِ غَيْرِيْ وَ غَيْرُهُ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَسَارَّهُ، فَقَالَ: اِذْهَبْ فَاقْتُلْهُ، فَقَالَ: اَلَيْسَ يَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ؟ قَالَ: يَشْهَدُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَرْهُ، ثُمَّ قَالَ: اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، فَاِذَا قَالُوْهَا حَرُمَتْ دِمَاؤُهُمْ وَ اَمْوَالُهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا۔

أخرجه النسائي و الدارمي و اللفظ للنسائی۔

[سنن النسائي: رقم الحديث: ٣٩٨٢، وسنن الدارمي، رقم الحديث: ٢٤٩٠]

ترجمہ: حضرت سیدنا اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں بنو ثقیف کے وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قبہ میں تھا۔ میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ قبے میں موجود سب لوگ سو گئے۔ اتنے میں ایک شخص آئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راز و نیاز کے انداز میں کوئی بات کہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”جاؤ! اسے قتل کردو۔“

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

”کہیں وہ یہ گواہی تو نہیں دیتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟“

انہوں نے کہا: ”یہ گواہی تو وہ دیتا ہے۔“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”پھر رہنے دیں۔“

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں، یہاں تک کہ وہ ’لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ‘“ کا اقرار کرلیں۔ جب وہ یہ اقرار کرلیں تو ان کے جان و مال قابل احترام ہو جاتے ہیں، مگر یہ کہ ان پر اسلام کا کوئی حق بنتا ہو (یعنی حدود و قصاص وغیرہ)۔“

❁...❁...❁

باب: كَيفية القِتال

جنگ کے طریقے کا بیان

﴿۳۲۱﴾

عَنْ أَبِيْ أُسَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ: إِذَا أَكْثَبُوْكُمْ يَعْنِيْ -كَثَرُوْكُمْ- فَارْمُوْهُمْ وَ اسْتَبْقُوْا نَبْلَكُمْ۔

أخرجه البخاري في ثلاث مواضع و أبوداؤد و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۳۹۸۵، وسنن أبي داوٗد، رقم الحديث: ۲۶۶۳]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو اسید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جنگ بدر کے موقع پر ہمیں یہ ہدایت فرمائی:

”جب کفار تمہارے قریب آجائیں (یعنی تم پر ہجوم کی شکل میں حملہ آور ہو جائیں) تو ان پر تیر چلانا اور اپنے تیروں کو بچائے رکھنا۔ (یعنی احتیاط سے چلانا، ضرورت سے زیادہ نہ چلانا، تاکہ اسلحہ جلد ختم نہ ہو جائے)۔“

فائدہ: یعنی دشمن جب تمہارے کسی اسلحہ کی زد میں آجائے تو وہ اسلحہ اُس پر استعمال کرو...... زیادہ دور سے مار کر اپنا اسلحہ یا ذخیرہ (ایمونیشن) ضائع نہ کرو...... یہ میدان جنگ کی حکمت عملی ہے...... محاصرہ وغیرہ کی ترتیب اس سے الگ ہے۔

﴿۳۲۲﴾

وَ فِيْ رِوَايَةٍ أُخْرٰى عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ: إِذَا أَكْثَبُوْكُمْ فَارْمُوْهُمْ بِالنَّبْلِ، وَ لَا تَسُلُّوا السُّيُوْفَ حَتّٰى يَغْشَوْكُمْ۔

أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داوٗد، رقم الحديث: ۲۶۶۴]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابواسید (مالک بن ربیعہ انصاری ؓ) کی دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر والے دن ارشاد فرمایا:

’’جب وہ (دشمن) تمہارے قریب آجائیں (اور تمہاری زد میں ہوں) تب ان پر تیر چلانا اور تلوار اس وقت تک نہ سونتنا جب تک وہ تم پر چھا نہ جائیں (یعنی جب تک تلوار کی مار پر نہ آجائیں)‘‘۔

﴿۳۲۳﴾

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا لَقِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَ حُنَيْنٍ [فَانْكَشَفُوْا] نَزَلَ عَنْ بَغْلَتِهِ فَتَرَجَّلَ۔

أخرجه أبوداؤد۔

[أبوداؤد، رقم الحديث: ٢٦٥٨]

ترجمہ: حضرت سیدنا براء ؓ فرماتے ہیں:

’’حنین کے دن جب نبی کریم ﷺ کا مشرکین کے ساتھ مقابلہ ہوا (اور مسلمان آپ ﷺ کے پاس سے چھٹ گئے) تو آپ ﷺ اپنے خچر سے نیچے اتر کر پیدل مقابلہ کرنے لگے‘‘۔

فائدہ: جنگی طریقہ کار پر ایک اہم ترین مرسل روایت ہے، جسے فائدے کے طور پر نقل کیا جا رہا ہے:

عَنْ حُسَيْنِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ أَبِيْ لُبَابَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ: كَيْفَ تُقَاتِلُوْنَ الْقَوْمَ إِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ؟ فَقَامَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! إِذَا كَانَ الْقَوْمُ مِنَّا حَيْثُ يَنَالُهُمُ النَّبْلُ كَانَتِ الْمُرَامَاةُ بِالنَّبْلِ، فَإِذَا اقْتَرَبُوْا حَتّٰى يَنَالَنَا وَإِيَّاهُمُ الْحِجَارَةُ كَانَتِ الْمُرَاضَخَةُ بِالْحِجَارَةِ، فَأَخَذَ ثَلَاثَةَ أَحْجَارٍ فِيْ يَدِهٖ وَ حَجَرَيْنِ فِيْ حِزْمَتِهٖ، فَإِذَا اقْتَرَبُوْا حَتّٰى يَنَالَنَا وَ إِيَّاهُمُ الرِّمَاحُ كَانَتِ الْمُدَاعَسَةُ بِالرِّمَاحِ، فَإِذَا انْقَضَتِ الرِّمَاحُ كَانَتِ الْجِلَادُ بِالسُّيُوْفِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِهٰذَا أُنْزِلَتِ الْحَرْبُ، مَنْ قَاتَلَ فَلْيُقَاتِلْ قِتَالَ عَاصِمٍ۔

أخرجه الطبرانی۔

[المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث: ٤٥١٣، و قال الهيثمي: رواه الطبراني، و محمد بن الحجاج قال أبوحاتم: مجهول. مجمع الزوائد، ج:٥، ص: ٣٢٧]

حضرت حسین بن سائب بن ابی لبابہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر کے

دن (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے) دریافت فرمایا:

’’جب تم دشمن سے ٹکراؤ گے تو کس طرح لڑو گے؟‘‘

حضرت سیدنا عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ’’یارسول اللہ! جب دشمن اتنا دور ہو کہ اس تک تیر پہنچ سکتے ہوں تو تیر اندازی سے مقابلہ ہوگا، اور جب وہ اس قدر قریب ہو جائیں کہ ہمارے اور ان کے درمیان پتھراؤ ہو سکتا ہو تو پتھراؤ کریں گے، (یہ کہہ کر) آپ رضی اللہ عنہ نے تین پتھر اپنے ہاتھ میں لے لیے، اور دو پتھر اپنے تھیلے میں ڈال لیے۔ (پھر عرض کیا) اور جب وہ نیزوں کی حد تک ہمارے قریب ہو جائیں تو نیزوں سے مقابلہ ہوگا، پھر جب نیزے کام کر چکیں تو تلواریں چلائی جائیں۔‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’جنگ اسی طرز پر اتاری گئی ہے، جو قتال کرے اسے چاہیے کہ عاصم کے طریقہ پر قتال کرے۔‘‘

(یہ مرسل مرفوع روایت ہے یعنی تابعی کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے واسطے کے بغیر براہِ راست حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرما رہے ہیں۔ مرسل روایات جمہور فقہاء کے نزدیک معتبر ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بھی بعض شرائط کے ساتھ معتبر ہیں۔)

❁...❁...❁

باب: الاستنصار بدعاء الضعفاء

کمزوروں کی برکت اور دعاء سے نصرت حاصل ہونے کا بیان

﴿۳۲۴﴾

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَ تُرْزَقُوْنَ إِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ۔

أخرجه البخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٢٨٩٦]

ترجمہ: حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’تمہیں اللہ تعالیٰ کی مدد اور رزق تمہارے کمزور لوگوں کی بدولت ہی ملتا ہے۔‘‘

فائدہ: وہ کمزور، مخلص اور دردمند مسلمان...... جو نہ خود لڑ سکتے ہیں اور نہ مال دے سکتے ہیں...... مگر وہ دین کی نصرت کے لیے تڑپتے ہیں اور مجاہدین کے ساتھ اپنی نیت اور دعاء کے ذریعے شریک ہوتے ہیں...... ایسے افراد کا اخلاص، دعاء اور تڑپ...... مجاہدین کی نصرت اور رزق کا ذریعہ بن جاتی ہے...... اس لیے اُن کی قدر کرنی چاہیے...... اور انہیں ان کی کمزوری کا طعنہ نہیں دینا چاہیے۔

﴿۳۲۵﴾

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِبْغُوْنِي الضُّعَفَاءَ، فَإِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَ تُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ۔

أخرجه أبوداؤد و الترمذى و النسائي و أحمد و اللفظ لأبى داؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث:٢٥٩٤، و سنن الترمذي، ١٧٠٢، سنن النسائي، رقم الحديث:٣١٧٩، و مسند أحمد، رقم الحديث:٢١٧٣١، و قال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

”تم میری خوشنودی کمزوروں کے ذریعے تلاش کرو، یقیناً تم اپنے ضعفاء کی بدولت رزق دیئے جاتے ہو اوران کی برکت سے تمہاری مدد کی جاتی ہے۔“

فائدہ: اسلامی معاشرے میں معذور، کمزور، بیمار اور لاچار افراد کی کس قدر عزت اور توقیر ہونی چاہیے...... اس کا اندازہ اس حدیث مبارکہ سے لگایا جاسکتا ہے۔

﴿٣٢٦﴾

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا يَنْصُرُ اللهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ بِضَعِيْفِهَا، بِدَعْوَتِهِمْ وَ صَلٰوتِهِمْ وَ إِخْلَاصِهِمْ-

أخرجه النسائي-

[سنن النسائي، رقم الحديث: ٣١٧٨]

ترجمہ: حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”یقیناً اللہ تعالیٰ اس امت کی نصرت و مدد اس کے کمزور طبقہ کی دعاء، ان کی نماز اوران کے اخلاص کی بدولت فرماتے ہیں۔“

❀...❀...❀

باب: احکام السَّفر فی الجہاد

جہادی سفر کے احکامات کا بیان

﴿٣٢٧﴾

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ: لَقَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ إِذَا خَرَجَ فِي سَفَرٍ إِلَّا يَوْمَ الْخَمِيْسِ-

أخرجه البخاري و أبوداؤد و اللفظ للبخاري-

[صحيح البخارى، رقم الحديث: ٢٩٤٩، سنن أبى داوٗد، رقم الحديث : ٢٦٠٥]

ترجمہ: حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سفر پر جمعرات کے علاوہ کسی اور دن نکلیں۔“

﴿٣٢٨﴾

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوْا اَحَدَهُمْ-

أخرجه مسلم و أبوداؤد و اللفظ لأبي داؤد -

[صحيح مسلم، رقم الحديث:٦٧٢، وسنن أبى داوٗد، رقم الحديث:٢٦٠٨]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جب تین افراد سفر پر نکلیں تو انہیں چاہیے کہ ایک کو اپنا امیر مقرر کرلیں۔“

فائدہ: اس طرح جماعت اور اجتماعیت کی بے شمار برکتیں نصیب ہو جاتی ہیں...... اور سب کو ایک قوت مل جاتی ہے...... جسے پانا تنہا افراد کے لیے ممکن نہیں ہوتا۔

﴿۳۲۹﴾

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ، فَإِنَّ الْاَرْضَ تُطْوٰى بِاللَّيْلِ-

أخرجه أبو داؤد-

[سنن أبى داؤد، رقم الحديث : ٢٥٧١]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”رات کے پہلے پہر (یا رات کے کسی بھی حصہ میں) سفر کیا کرو، کیوں کہ رات کے وقت زمین لپیٹ لی جاتی ہے۔“

فائدہ: بہت اہم نکتہ ہے کہ رات کا سفر آسان اور ہلکا ہوتا ہے...... اور ”طَيُّ الْأَرْض “یعنی زمین کا لپیٹ لیا جانا ایک حقیقت ہے...... جس میں کسی تاویل کی چنداں حاجت نہیں۔

﴿۳۳۰﴾

عَنْ أَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّاسُ إِذَا نَزَلُوْا مَنْزِلًا تَفَرَّقُوْا فِي الشِّعَابِ وَ الْاَوْدِيَةِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ تَفَرُّقَكُمْ فِيْ هٰذِهِ الشِّعَابِ وَ الْاَوْدِيَةِ إِنَّمَا ذٰلِكُمْ مِّنَ الشَّيْطَانِ، قَالَ: فَلَمْ يَنْزِلُوْا بَعْدُ مَنْزِلًا إِلَّا انْضَمَّ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ حَتّٰى لَوْ بُسِطَ عَلَيْهِمْ ثَوْبٌ لَعَمَّهُمْ-

أخرجه أبوداؤد و ابن حبان و اللفظ لإبن حبان-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٦٢٨، وصحيح ابن حبان، رقم الحديث: ٢٦٩٠]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”لوگ جب (سفر جہاد میں) کسی جگہ پر قیام کرتے تو مختلف گھاٹیوں اور وادیوں میں پھیل جاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تمہارا اس طرح مختلف گھاٹیوں اور وادیوں میں پھیل جانا شیطان کی طرف سے ہے۔“

اس کے بعد جب بھی صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کسی جگہ ٹھہرتے تو ایک دوسرے سے اس قدر قریب رہتے کہ اگر

ان پر ایک چادر ڈالی جاتی وہ سب کے لیے کافی ہو جاتی۔“

﴿۳۳۱﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اُسَافِرَ فَاَوْصِنِيْ، قَالَ: عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَ التَّكْبِيْرِ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ، فَلَمَّا اَنْ وَلَّى الرَّجُلُ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ اطْوِ لَهُ الْاَرْضَ وَ هَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ-

أخرجه الترمذي و ابن ماجة و أحمد و اللفظ للترمذي-

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ۳۴۴۵، سنن ابن ماجة، رقم الحديث:۲۷۷۱، و مسند أحمد، رقم الحديث: ۸۳۱۰. ، قال الترمذي: هذا حديث حسن]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ! میں سفر پر نکلنے کا ارادہ رکھتا ہوں، مجھے کچھ نصیحت فرما دیجئے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہوں اور اس بات کی کہ جب بھی کسی بلندی پر چڑھو تو اللہ تعالیٰ کی تکبیر پڑھو، (یعنی اللہ اکبر کہو)۔“

پھر جب وہ آدمی واپس لوٹا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اُس کے لیے) یوں دعاء فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اطْوِ لَهُ الْاَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ-

”یا اللہ! اس کے لیے زمین سمیٹ دیجیے اور اس کا سفر آسان فرما دیجیے۔“

فائدہ: یہ کامیاب سفر کا یقینی نسخہ ہے...... گناہوں سے پرہیز اور ہر اونچائی پر تکبیر...... اور پھر یہ دعاء: اَللّٰهُمَّ اطْوِلِيَ الْاَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيَّ سَفَرِيْ...... (اسی مفہوم کی دعاء دیگر الفاظ سے بھی معروف ہے)۔

﴿۳۳۲﴾

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا سِرْتُمْ فِيْ اَرْضٍ خِصْبَةٍ فَاَعْطُوا الدَّوَابَّ حَقَّهَا، اَوْ حَظَّهَا، وَ إِذَا سِرْتُمْ فِيْ اَرْضٍ جَدْبَةٍ فَانْجُوْا عَلَيْهَا، وَ عَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ فَإِنَّ الْاَرْضَ تُطْوٰى بِاللَّيْلِ، وَ إِذَا عَرَّسْتُمْ فَلَاتُعَرِّسُوْا عَلٰى قَارِعَةِ الطَّرِيْقِ فَإِنَّهَا مَأْوٰى كُلِّ دَابَّةٍ-

أخرجه البزار۔

[مسند البزار، رقم الحديث:٦٥٢١، و قال الهيثمي: رواه البزار ورجاله ثقات،مجمع الزوائد، ج:٥، ص: ٢٥٧]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

”جب تم سرسبز زمین سے گزرو تو سواریوں کو ان کا حق دو (یعنی اپنے گھوڑے، اونٹ وغیرہ کو وہاں کچھ چرنے کھانے دیا کرو)، اور جب چٹیل زمین پر سے گزرو تو اسے تیزی سے طے کرو، اور رات کے سفر کا اہتمام کرو، کیونکہ رات کے وقت زمین سمیٹ دی جاتی ہے، اور جب رات کے آخری پہر آرام کی غرض سے رکو تو راستے کی گذرگاہوں پر قیام نہ کرو، کیونکہ وہ ہر جانور کا ٹھکانہ ہے۔ (کوئی بھی موذی جانور تمہیں نقصان پہنچا سکتا ہے)۔“

﴿۳۳۳﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا كَانَتِ الْاَرْضُ مُخْصِبَةً فَتَقَصَّدُوْا فِيْ السَّيْرِ وَ اَعْطُوا الرِّكَابَ حَقَّهَا، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَ إِنْ كَانَتْ مُجْدِبَةً فَانْجُوْا، وَ عَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ، فَإِنَّ الْاَرْضَ تُطْوٰى بِاللَّيْلِ وَ إِيَّاكُمْ وَ التَّعْرِيْسَ عَلٰى ظَهْرِ الطَّرِيْقِ: فَإِنَّهٗ مَأْوَى الْحَيَّاتِ وَ مَدْرَجَةُ السِّبَاعِ۔

أخرجه الطبرانی۔

[المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث:١٠٨١١]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

”جب زمین سرسبز وشاداب ہو تو میانہ روی سے سفر کرو اور سواریوں کو ان کا حق دو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والے اور نرمی کو پسند فرمانے والے ہیں، اور جب زمین خشک ہو تو تیزی سے چلو، اور سفر کا رات کو اہتمام کرو، کیونکہ رات کے وقت زمین سمیٹ دی جاتی ہے، اور رات کے آخری پہر راستہ کے درمیان پڑاؤ ڈالنے سے بچو، کیونکہ وہ سانپوں کا ٹھکانہ اور درندوں کی جگہ ہے۔“

﴿۳۳۴﴾

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا

غَزَوْنَا، فَدَعَا رَجُلٌ فِيْ أُخْرَى الْقَوْمِ فَقَالَ: يَا اَيُّهَا الْاَوَّلُ! اَنْ يَّنْتَظِرَهٗ حَتّٰى يَلْحَقَ۔

أخرجه البزار و الطبراني و اللفظ للبزار۔

[مسند البزار، رقم الحديث: ٤٦٤٤، و المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث: ٧٠٧١، و قال الهيثمي: وفيه يوسف بن خالد، و هو ضعيف، ٥: ٢٥٦]

ترجمہ: حضرت سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جب ہم کسی غزوہ میں جاتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیں حکم فرماتے، پس لشکر کے پچھلے حصہ سے ایک شخص پکار کر کہتا:

”اے آگے والو! پیچھے والوں کے لیے ذرا رک جاؤ، یہاں تک کہ وہ آجائیں۔“

فائدہ: لشکر اور قافلے کو جوڑ کر رکھنے کی تدبیر کی جائے۔

......*

باب: شرکۃ النسٓاء فی الجھاد

جہاد میں عورتوں کے شریک ہونے کا بیان

﴿۳۳۵﴾

عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا، اَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نَرَى الْجِهَادَ اَفْضَلَ الْعَمَلِ، اَفَلَا نُجَاهِدُ؟ قَالَ: لَا، لَكُنَّ اَفْضَلُ الْجِهَادِ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ۔
أخرجه البخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۱۵۲۰]

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا:
”یارسول اللہ! ہم (خواتین) جہاد کو افضل ترین عمل سمجھتی ہیں، کیا ہم جہاد نہ کریں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
”تمہارے (یعنی خواتین کے) لیے افضل جہاد حج مبرور ہے۔“

﴿۳۳۶﴾

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا، قَالَتْ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْقِي وَ نُدَاوِي الْجَرْحٰى وَ نَرُدُّ الْقَتْلٰى إِلَى الْمَدِيْنَةِ۔
أخرجه البخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۲۸۸۲]

ترجمہ: حضرت سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:
”ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ (جہاد میں شریک) ہوتی تھیں، مجاہدین کو پانی پلاتیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں اور شہداء کو مدینہ پہنچاتیں۔“

﴿۳۳۷﴾

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ اَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَاَيَّتُهُنَّ يَخْرُجُ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَقْرَعَ بَيْنَنَا فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا، فَخَرَجَ فِيْهَا سَهْمِيْ، فَخَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَمَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ-

أخرجه البخاري-

[صحيح البخارى، رقم الحديث : ۲۸۷۹]

ترجمہ: حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب (جہاد کے لیے) تشریف لے جانا چاہتے تو اپنی ازواج میں قرعہ اندازی فرماتے، پھر جس کا نام نکل آتا اسے اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ ایک غزوہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے درمیان قرعہ اندازی فرمائی تو اس میں میرا نام آیا اور میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گئی۔ یہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد کا واقعہ ہے۔“

﴿۳۳۸﴾

عَنْ ثَعْلَبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَسَمَ مُرُوْطًا بَيْنَ نِسَاءٍ مِّنْ نِسَاءِ الْمَدِيْنَةِ، فَبَقِيَ مِرْطٌ جَيِّدٌ، فَقَالَ لَهٗ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهٗ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اَعْطِ هٰذَا ابْنَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ عِنْدَكَ، يُرِيْدُوْنَ أُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ عَلِيٍّ، فَقَالَ عُمَرُ: أُمُّ سَلِيْطٍ اَحَقُّ، وَ أُمُّ سَلِيْطٍ مِنْ نِسَاءِ الْاَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ عُمَرُ: فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقِرَبَ يَوْمَ أُحُدٍ-

أخرجه البخاري-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۲۸۸۱]

ترجمہ: حضرت سیدنا ثعلبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی خواتین میں کچھ چادریں تقسیم فرمائیں۔ ان میں سے ایک عمدہ چادر بچ گئی۔ وہاں پر موجود بعض حضرات نے عرض کی: ’’اے امیر المؤمنین! یہ چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نواسی کو دے دیجئے، جو آپ کے گھر میں ہیں۔‘‘ ان کی مراد (آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ) حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما تھیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

’’ام سلیط اس کی زیادہ مستحق ہیں۔‘‘ یہ ام سلیط رضی اللہ عنہا ان انصاری خواتین میں سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

’’ام سلیط غزوۂ احد کے موقع پر ہمارے لیے (پانی کے) مشکیزے اٹھا کر لاتی تھیں۔‘‘

﴿۳۳۹﴾

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَ لَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِيْ بَكْرٍ وَ أُمَّ سُلَيْمٍ وَ إِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ، أَرٰى خَدَمَ سُوْقِهِمَا تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ، وَ فِيْ رِوَايَةٍ: تَنْقُلَانِ الْقِرَبَ عَلٰى مُتُوْنِهِمَا، ثُمَّ تُفْرِغَانِهِ فِيْ أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا، ثُمَّ تَجِيْئَانِ فَتُفْرِغَانِهَا فِيْ أَفْوَاهِ الْقَوْمِ۔

أخرجه البخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۲۸۸۰]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’غزوۂ احد کے موقع پر جب مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے جدا ہو گئے تھے، تو اس وقت میں نے حضرت سیدہ عائشہ بنت ابی بکر اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہما کو دیکھا وہ دونوں اچھی طرح چادریں لپیٹے ہوئے تھیں، میں نے ان کے پازیب دیکھے، وہ دونوں (تیز چلنے کی وجہ سے) پانی کے مشکیزے چھلکاتی ہوئی لے جا رہی تھیں۔ اور ایک روایت میں ہے۔ وہ مشکیزوں کو اپنی پشت پر لادے ہوئے اِدھر اُدھر لے جاتی تھیں اور (زخمی) لوگوں کو پانی پلاتی تھیں، (جب مشکیزہ خالی ہو جاتا تو) واپس آتیں اور مشکیزوں کو پانی سے بھر کر لے جاتیں اور لوگوں کو پانی پلاتیں۔‘‘

﴿۳۴۰﴾

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ اتَّخَذَتْ يَوْمَ حُنَيْنٍ خِنْجَرًا، فَكَانَ مَعَهَا، فَرَآهَا اَبُوْطَلْحَةَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذِهٖ اُمُّ سُلَيْمٍ مَعَهَا خِنْجَرٌ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا هٰذَا الْخِنْجَرُ؟ قَالَتْ: اتَّخَذْتُهٗ إِنْ دَنَا مِنِّيْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ بَقَرْتُ بِهٖ بَطْنَهٗ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اقْتُلْ مَنْ بَعْدَنَا مِنَ الطُّلَقَاءِ انْهَزَمُوْا بِكَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا اُمَّ سُلَيْمٍ! إِنَّ اللّٰهَ قَدْ كَفٰى وَ اَحْسَنَ-
أخرجه مسلم-

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۸۰۹]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”غزوہ حنین کے موقع پر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے (اپنے پاس) ایک خنجر رکھ لیا، وہ ان کے ساتھ ہی تھا کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا۔ انہوں نے عرض کیا: ”یارسول اللہ! یہ ام سلیم ہیں، ان کے پاس ایک خنجر ہے۔“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دریافت کیا:

”یہ خنجر کیسا ہے؟“

انہوں نے عرض کیا: ”میں نے یہ اس لیے لیا ہے کہ اگر مشرکوں میں سے کوئی میرے قریب آیا تو میں اس سے اس کا پیٹ چاک کر دوں گی۔“ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسنے لگے۔ انہوں نے عرض کیا: ”یارسول اللہ! ہمارے بعد دائرہ اسلام میں شامل ہونے والے طلقاء (فتح مکہ کے دن معاف کر دیئے جانے والوں) میں سے جو آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے انہیں قتل کروا دیجیے۔“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اے ام سلیم! بلاشبہ اللہ تعالیٰ کافی ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے (ہم پر) احسان فرمایا ہے۔“

﴿۳۴۱﴾

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُوْ بِاُمِّ

سُلَيْمٍ وَ نِسْوَةٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ مَعَهٗ إِذَا غَزَا، فَيَسْقِيْنَ الْمَاءَ وَ يُدَاوِيْنَ الْجَرْحٰى۔
أخرجه مسلم و أبو داؤد و الترمذي و الطبراني و اللفظ لمسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٨١٠، وسنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٥٣١، و سنن الترمذي، رقم الحديث: ١٥٧٥، والمعجم الكبير، ج: ٢٥، ص: ١٢٣]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ ام سلیم (حضرت انس ؓ کی والدہ) اور انصار کی کچھ عورتوں کو جہاد میں ساتھ لے جایا کرتے تھے، وہ لشکر کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔“

﴿٣٤٢﴾

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ هُرْمُزَ، اَنَّ نَجْدَةَ ابْنِ عَامِرٍ كَتَبَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْاَلُهٗ عَنْ خَمْسِ خِلَالٍ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: لَوْلَا اَنْ اَكْتُمَ عِلْمًا مَا كَتَبْتُ إِلَيْهِ، كَتَبَ إِلَيْهِ نَجْدَةُ: اَمَّا بَعْدُ! فَاَخْبِرْنِيْ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَغْزُوْ بِالنِّسَاءِ؟ وَ هَلْ كَانَ يَضْرِبُ لَهُنَّ بِسَهْمٍ؟ وَ هَلْ كَانَ يَقْتُلُ الصِّبْيَانَ؟ وَ مَتٰى يَنْقَضِيْ يُتْمُ الْيَتِيْمِ؟ وَ عَنِ الْخُمُسِ لِمَنْ هُوَ؟ فَكَتَبَ إِلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَتَبْتَ تَسْاَلُنِيْ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَغْزُوْ بِالنِّسَاءِ؟ وَ قَدْ كَانَ يَغْزُوْ بِهِنَّ، فَيُدَاوِيْنَ الْجَرْحٰى وَ يُحْذَيْنَ مِنَ الْغَنِيْمَةِ، وَ اَمَّا بِسَهْمٍ فَلَمْ يَضْرِبْ لَهُنَّ، وَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَقْتُلُ الصِّبْيَانَ، فَلَاتَقْتُلِ الصِّبْيَانَ، وَ كَتَبْتَ تَسْاَلُنِيْ مَتٰى يَنْقَضِيْ يُتْمُ الْيَتِيْمِ؟ فَلَعَمْرِيْ! إِنَّ الرَّجُلَ لَتَنْبُتُ لِحْيَتُهٗ وَ إِنَّهٗ لَضَعِيْفُ الْاَخْذِ لِنَفْسِهٖ، ضَعِيْفُ الْعَطَاءِ مِنْهَا، فَإِذَا اَخَذَ لِنَفْسِهٖ مِنْ صَالِحِ مَا يَأْخُذُ النَّاسُ فَقَدْ ذَهَبَ عَنْهُ الْيُتْمُ، وَ كَتَبْتَ تَسْأَلُنِيْ عَنِ الْخُمُسِ لِمَنْ هُوَ؟ وَ إِنَّا كُنَّا نَقُوْلُ: هُوَ لَنَا، فَأَبٰى عَلَيْنَا قَوْمُنَا ذَاكَ۔

وَ فِيْ رِوَايَةٍ: وَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَقْتُلُ الصِّبْيَانَ، فَلَاتَقْتُلِ الصِّبْيَانَ، إِلَّا اَنْ تَكُوْنَ تَعْلَمُ مَا عَلِمَ الْخَضِرُ مِنَ الصَّبِيِّ الَّذِيْ قَتَلَ۔

زَادَ فِيْ أُخْرٰى: وَ تُمَيِّزَ الْمُؤْمِنَ، فَتَقْتُلَ الْكَافِرَ وَ تَدَعَ الْمُؤْمِنَ۔

أخرجه مسلم و أبوداؤد و الترمذي و اللفظ لمسلم-

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، و سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۲۷۲۷، و سنن الترمذي، رقم الحديث:۱۵۵۶]

ترجمہ: حضرت یزید بن ہرمز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”نجدہ بن عامر (یہ خوارج کا سردار تھا) نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پانچ باتیں دریافت کرنے کے لیے خط لکھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے (خوارج سے اپنی نفرت کے اظہار کے لیے) فرمایا:

”اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ میں علم چھپا رہا ہوں تو میں اسے جواب نہ لکھتا۔“

نجدہ نے انہیں لکھا تھا:

”امابعد! مجھے بتائیے: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کو جنگ میں لے جایا کرتے تھے؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غنیمت میں ان کا حصہ رکھتے تھے؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کو قتل کرتے تھے؟ اور یتیم کی یتیمی کب ختم ہوتی ہے؟ اور خمس کس کا حق ہے؟“

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی طرف (جواب) لکھا: ”تم نے مجھ سے یہ دریافت کرنے کے لیے خط لکھا تھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کو جہاد میں لے جایا کرتے تھے؟ (تو سنو!) بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں لے جایا کرتے تھے، وہ زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں اور انہیں غنیمت (کے مال) سے عطیہ دیا جاتا تھا۔ رہا (غنیمت کا باقاعدہ) حصہ تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے مقرر نہیں فرمایا۔ اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کو قتل نہیں کرتے تھے، لہٰذا تم بھی بچوں کو قتل نہ کیا کرو۔ اور تم نے مجھ سے دریافت کیا کہ یتیم کی یتیمی کب ختم ہوتی ہے؟ مجھے اپنی عمر (کے مالک) کی قسم! (بسا اوقات) کسی آدمی کی داڑھی نکل آتی ہے، جبکہ ابھی وہ اپنے لیے حق لینے اور اپنی طرف سے حق دینے میں کمزور ہوتا ہے۔ (لہٰذا) جب وہ اپنے لیے ٹھیک طرح سے حقوق لے سکے، جس طرح لوگ لیتے ہیں تو اس کی یتیمی ختم ہو جائے گی۔ اور تم نے مجھ سے خمس کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کس کا حق ہے؟ تو ہم کہتے تھے: وہ ہمارا حق ہے، لیکن ہماری قوم نے ہماری یہ بات ماننے سے انکار کر دیا ہے۔“

دوسری روایت میں ہے کہ (تیسرے سوال کے جواب میں حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقیناً بچوں کو قتل نہیں کرتے تھے، لہٰذا تم بھی بچوں کو قتل نہ کرو، مگر یہ کہ تمہیں بھی اسی طرح علم حاصل ہو جائے جس طرح حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بچے کے بارے میں تھا جسے انہوں نے قتل کیا تھا۔“

ایک اور روایت میں اس پر یہ بھی اضافہ ہے کہ ”(مگر یہ کہ) تم (بچوں میں سے) مؤمن کا امتیاز کر سکو، تو کافر کو قتل کر دینا اور مؤمن کو چھوڑ دینا۔ (اور یہ دونوں باتیں کسی عام انسان کے بس میں نہیں جب تک اللہ تعالیٰ نہ بتائیں، اس لیے قتل سے باز رہو۔)“

﴿۳۴۳﴾

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، اَخْلُفُهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ، فَاَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ وَ اُدَاوِي الْجَرْحٰى وَ اَقُوْمُ عَلَى الْمَرْضٰى۔

أخرجه مسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٨١٢، ٣: ١٤٤٧]

ترجمہ: حضرت سیدہ ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ سات غزوات میں شریک ہوئی۔ میں پیچھے ان کے خیموں کی دیکھ بھال کرتی تھی، ان کے لیے کھانا تیار کرتی، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی اور مریضوں کا خیال رکھتی۔“

﴿۳۴۴﴾

عَنْ حَشْرَجِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ أَبِيْهِ اَنَّهَا خَرَجَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ سَادِسَ سِتِّ نِسْوَةٍ، فَبَلَغَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَعَثَ إِلَيْنَا فَجِئْنَا فَرَاَيْنَا فِيْهِ الْغَضَبَ، فَقَالَ: مَعَ مَنْ خَرَجْتُنَّ، وَ بِإِذْنِ مَنْ خَرَجْتُنَّ؟ فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللهِ! خَرَجْنَا نَغْزِلُ الشَّعَرَ وَ نُعِيْنُ بِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، وَ مَعَنَا دَوَاءُ الْجَرْحٰى، وَ نُنَاوِلُ السِّهَامَ وَ نَسْقِي السَّوِيْقَ، فَقَالَ: قُمْنَ! حَتّٰى إِذَا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ خَيْبَرَ اَسْهَمَ لَنَا كَمَا اَسْهَمَ لِلرِّجَالِ. قَالَ: قُلْتُ لَهَا: يَا جَدَّةُ! وَ مَا كَانَ ذٰلِكَ؟ قَالَتْ: تَمْرًا۔

أخرجه أبوداؤد و أحمد و اللفظ لأبی داؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٧٢٩، ومسند أحمد، رقم الحديث: ٢٢٣٣٢]

ترجمہ: حضرت حشرج بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ اپنی دادی (ام زیاد اشجعیہ رضی اللہ عنہا) سے روایت کرتے ہیں کہ:

"وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوۂ خیبر میں شریک ہوئی تھیں اور وہ (لشکر میں شامل) چھ خواتین میں سے ایک تھیں۔ (فرماتی ہیں:) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہماری خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بلوا بھیجا۔ ہم حاضر خدمت ہوئیں تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غصے میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تم کس کے ساتھ اور کس کی اجازت سے آئی ہو؟"

ہم نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! ہم (اس لیے) آئی ہیں کہ ہم (رسّیاں وغیرہ بنانے کے لیے) بال بٹتی ہیں اور اس سے جہاد میں تعاون کرتی ہیں، ہمارے پاس زخمیوں کے لیے دوا بھی ہے، ہم تیر اکٹھے کر کے دیتی ہیں اور ستو پلاتی ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"(ٹھیک ہے) جاؤ۔" (کوئی بات نہیں)

پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیبر کی فتح عطاء فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بھی مالِ غنیمت میں سے حصہ عنایت فرمایا جیسا کہ مردوں کو دیا تھا۔ میں نے پوچھا دادی اماں! وہ کیا تھا؟ فرمایا: کھجور۔"

فائدہ: عورتوں کا مالِ غنیمت میں مقرر حصہ نہیں ہوتا، البتہ امیر المجاہدین اپنی صوابدید پر کچھ دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔

﴿۳۴۵﴾

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: يَا رَسُوْلَ اللهِ! اَخْرُجُ مَعَكَ إِلَى الْغَزْوِ؟ قَالَ: يَا أُمَّ سَلَمَةَ! إِنَّهُ لَمْ يُكْتَبْ عَلَى النِّسَاءِ الْجِهَادُ، قَالَتْ: أُدَاوِي الْجَرْحٰى وَ أُعَالِجُ الْعَيْنَ وَ اَسْقِي الْمَاءَ، قَالَ: فَنَعَمْ إِذًا- أخرجه الطبراني-

[المعجم الكبير، رقم الحديث: ٧٤٠، وقال الهيثمي: رواه الطبراني عن شيخه جعفر بن سليمان بن حاجب ولم أعرفه، وبقية رجاله ثقات. مجمع الزوائد، ج:٥، ص: ٣٢٤]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) عرض کیا: "یا رسول اللہ! کیا میں آپ کے ساتھ جہاد کے

لیے نکل سکتی ہوں؟‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’عورتوں پر جہاد فرض نہیں کیا گیا۔‘‘

انہوں نے عرض کیا: ’’میں زخمیوں کی مرہم پٹی کروں گی، آنکھ کا علاج کروں گی اور پانی پلاؤں گی۔‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’تب ٹھیک ہے (جا سکتی ہیں)۔‘‘

﴿٣٤٦﴾

عَنْ أُمِّ كَبْشَةَ امْرَاَةٍ مِّنْ عُذْرَةَ قُضَاعَةَ قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! اِئْذَنْ لِيْ اَنْ اَخْرُجَ فِيْ جَيْشِ كَذَا وَ كَذَا، قَالَ: لَا. قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنَّهٗ لَيْسَ اُرِيْدُ اَنْ اُقَاتِلَ إِنَّمَا اُرِيْدُ اَنْ اُدَاوِيَ الْجَرْحٰى وَ الْمَرْضٰى، اَوْ اَسْقِيَ الْمَرْضٰى. قَالَ: لَوْلَا اَنْ تَكُوْنَ سُنَّةً وَ اَنْ يُقَالَ: فُلَانَةُ خَرَجَتْ لَاَذِنْتُ لَكِ وَ لٰكِنِ اجْلِسِيْ-
أخرجه الطبراني في الكبير و الأوسط و اللفظ لمعجم الكبير-

[المعجم الكبير، ٢٥: ١٧٦، والمعجم الأوسط، رقم الحديث: ٤٤٤٣، وقال الهيثمي: ورجالهما رجال الصحيح. ٥: ٣٢٤]

ترجمہ: حضرت سیدہ ام کبشہ رضی اللہ عنہا (قبیلہ قضاعہ کے عذرۃ خاندان سے تعلق تھا) سے روایت ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: ’’یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجیے کہ فلاں فلاں لشکر کے ساتھ جہاد میں نکلوں۔‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’نہیں۔‘‘

(فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا: ’’یارسول اللہ! میں لڑائی میں حصہ نہیں لینا چاہ رہی، بلکہ میں چاہتی ہوں کہ زخمیوں اور مریضوں کا علاج کروں، یا مریضوں کو پانی پلاؤں۔‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’اگر (یہ بات نہ ہوتی کہ عورتوں کا جہاد کے لیے نکلنا) مستقل سنت بن جائے گی اور یہ کہا جانے لگے کہ فلاں بھی تو جہاد کے لیے نکلی تھی، تو میں آپ کو اجازت دے دیتا لیکن آپ گھر بیٹھی رہیں۔‘‘

فائدہ (۱): عورتوں پر جہاد فرض نہیں لیکن عہد رسالت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہمراہ عموماً ان عورتوں کو جہاد میں لے جایا کرتے تھے جو یا تو عمر رسیدہ خواتین ہوتی تھیں، جیسے ام سلیم رضی اللہ عنہا، اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا وغیرہ، یا جن کا

آپ ﷺ سے انتہائی قریبی تعلق تھا، جیسے ازواج مطہرات وغیرہ۔ چونکہ یہ خاتون نوجوان تھیں اور حضور ﷺ سے خاندانی تعلق بھی نہیں تھا اسی لیے آپ ﷺ نے انہیں اجازت مرحمت نہیں فرمائی۔ اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ جس لشکر میں جانے کی انہوں نے اجازت مانگی تھی وہ آپ ﷺ کے غزوہ کے علاوہ تھا، اس لیے جانے سے منع فرما دیا۔ واللہ اعلم بالصواب

فائدہ (۲): اس پورے باب کا خلاصہ یہ ہے کہ:

- بنیادی طور پر خواتین کے لیے جہاد فرض نہیں ہے۔
- اگر اپنی جان، ایمان اور عزت بچانے کا معاملہ ہو تو پھر عورت کو بھی اس کے لیے لڑنا ضروری ہے۔
- عورتوں کو جہاد میں لے جانے کی بالکل ممانعت بھی نہیں ہے، کچھ شرائط کے ساتھ وہ جا سکتی ہیں، مگر نہ جانا بہتر ہے۔
- اگر عورتیں جہاد میں شریک ہوں تو اُن کے لیے مال غنیمت میں باقاعدہ حصہ نہیں ہوگا، البتہ انہیں اس میں سے کچھ عطیہ، ہدیہ دیا جائے گا۔
- دشمنوں کے حملے یعنی جہاد فرض عین ہونے کی صورت میں عورتوں کو بھی اس میں اپنی طاقت کے مطابق کردار ادا کرنا چاہیے...... اور یہ فرض ہے۔
- خواتین کو حج مبرور کے ذریعے جہاد کا مکمل اجر و ثواب ملتا ہے...... اسی طرح وہ اموال اور سامان جہاد فراہم کر کے یا دعوت کے ذریعے بھی مجاہدین کے اجر میں شامل ہو سکتی ہیں۔
- عورتوں پر جہاد فرض نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اسلام کے فریضہ جہاد کا انکار کریں یا اس کی مخالفت کریں یا اُس کی ادائیگی میں رکاوٹ ڈالیں...... فریضۂ جہاد کا انکار کفر ہے...... کوئی مرد انکار کرے یا عورت۔
- جہاد ایک اجتماعی فریضہ ہے...... مسلمان عورتوں کے تعاون کے بغیر اسے منظم کرنا بہت مشکل ہے...... اس لیے مسلمان عورتوں کو جہاد کے قیام میں بھرپور معاونت کرنی چاہیے...... اور حضرات صحابیات رضی اللہ عنہن کا جہاد کے بارے میں جو نظریہ اور طرز عمل تھا اسے اپنانا چاہیے...... واللہ اعلم بالصواب

❁...❁...❁

باب: تحريق الناس بالنّار

انسانوں کو آگ سے جلانے کی ممانعت کا بیان

﴿۳۴۷﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْثٍ، فَقَالَ: إِنْ وَجَدْتُّمْ فُلَانًا وَ فُلَانًا لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ فَاَحْرِقُوْهُمَا بِالنَّارِ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَرَدْنَا الْخُرُوْجَ: إِنِّيْ كُنْتُ اَمَرْتُكُمْ اَنْ تُحْرِقُوْا فُلَانًا وَ فُلَانًا بِالنَّارِ وَ إِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللهُ، فَإِنْ وَجَدْتُّمُوْهُمَا فَاقْتُلُوْهُمَا۔ أخرجه البخاري و أبو داؤد و الترمذي و أحمد و اللفظ للترمذي۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٣٠١٦، سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٦٧٤، وسنن الترمذي، رقم الحديث: ١٥٧١، مسند أحمد، رقم الحديث: ٨٠٦٨]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا اور فرمایا:

”اگر تم قریش کے فلاں فلاں دو آدمیوں کو پاؤ تو انہیں آگ میں جلا دینا۔“

پھر جب ہم نے روانگی کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں کو آگ میں جلا دینا، حالانکہ آگ سے صرف اللہ تعالیٰ ہی عذاب دے سکتے ہیں، اس لیے اب اگر تم ان کو پاؤ تو (صرف) قتل کرنا۔“

﴿۳۴۸﴾

عَنْ حَمْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّرَهُ عَلٰى سَرِيَّةٍ قَالَ: فَخَرَجْتُ فِيْهَا، وَ قَالَ: إِنْ وَجَدْتُّمْ فُلَانًا فَاَحْرِقُوْهُ بِالنَّارِ. فَوَلَّيْتُ فَنَادَانِيْ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: إِنْ وَجَدْتُّمْ فُلَانًا فَاقْتُلُوْهُ وَ لَا تُحْرِقُوْهُ، فَإِنَّهُ لَا يُعَذِّبُ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ۔

أخرجه أبوداؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٦٧٣، و سكت عنه المنذري، و رجاله رجال الصحيح]

ترجمہ: حضرت سیدنا حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک دستے کا امیر بنایا تھا۔ فرماتے ہیں: جب میں روانہ ہونے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”اگر تمہیں فلاں شخص مل جائے تو اسے آگ میں جلا دینا۔“

میں (جانے کے لیے) مڑا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلایا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف واپس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”اگر تم فلاں کو پاؤ تو اسے (صرف) قتل کر دینا، جلانا نہیں، بلاشبہ آگ سے عذاب آگ کا رب ہی دے سکتا ہے۔“

فائدہ: آگ میں نہ جلانے کا حکم اللہ تعالیٰ کے ادب میں تواضعاً ارشاد فرمایا ہے...... حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض کے نزدیک اس کا جواز بھی معلوم ہوتا ہے...... بہتر یہ ہے کہ کسی کو پکڑ کر قصداً نہ جلایا جائے...... باقی جنگ کی آگ جب بھڑکتی ہے تو بہت کچھ خود ہی جل جاتا ہے۔

* * *

باب: جواز التّحريق فى أرض العدوّ

دشمن کے مال و اسباب جلانے کی اجازت کا بیان

﴿۳۴۹﴾

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: حَرَّقَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ وَ قَطَعَ، وَ هِيَ الْبُوَيْرَةُ، فَنَزَلَتْ: ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا فَبِإِذْنِ اللهِ﴾۔

متفق عليه و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٤٠٣١، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ١٧٤٦]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (یہودیوں کے قبیلے) بنو نضیر کی کھجوروں کے باغات جلوا دیئے تھے اور ان کے درختوں کو کٹوایا تھا۔ یہ باغات بویرہ مقام میں تھے۔ اسی پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى أُصُوْلِهَا فَبِإِذْنِ اللهِ﴾

”جو درخت تم نے کاٹ دیئے ہیں یا جنہیں تم نے اپنی جڑوں پر کھڑا چھوڑ دیا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا ہے۔“

﴿۳۵۰﴾

عَنْ اُسَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَهِدَ اِلَيْهِ، فَقَالَ: اَغِرْ عَلٰى اُبْنٰى صَبَاحًا وَ حَرِّقْ۔

أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٦١٦. و سكت عنه المنذري ، مختصر سنن أبي داؤد، ج: ٢، ص: ١٨١]

ترجمہ: حضرت سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے عہد لیا تھا اور فرمایا تھا کہ ”اُبْنٰی“ کے علاقے پر اچانک حملہ کرنا اور (اس کے درختوں، کھیتوں اور مکانات وغیرہ) جلا دینا۔

فائدہ (۱): ”اُبْنٰی“ عسقلان اور رملہ کے درمیان فلسطین کی ایک جگہ کا نام ہے۔

فائدہ (۲): یہ جہاد کی ایک بہت اہم حکمت عملی ہے کہ...... دشمنوں کو مالی طور پر ٹھیک ٹھاک نقصان پہنچایا جائے...... مشرکین کو اپنے مال سے بے حد محبت ہوتی ہے...... اس لیے اگر ان کی معیشت پر حملہ کیا جائے تو اس کے بہترین نتائج نکلتے ہیں...... غزوۂ بدر کا آغاز بھی اسی طرح ہوا کہ قریش کے تجارتی قافلے کو ہدف قرار دیا گیا...... چنانچہ اپنے مال کو بچانے کے لیے وہ باہر نکل کھڑے ہوئے اور ان کی جڑ کاٹ دی گئی...... اور کئی بار اس طرح کے معاشی اہداف پر حملے کفار کے ایمان قبول کرنے کا بھی ذریعہ بن جاتے ہیں...... کیونکہ جب گردن سے ”مالداری“ کا سریا نکلتا ہے تو دماغ سوچنے سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

* * *

باب: عدم الاستعانة بالمشركين في الجهاد

جہاد میں مُشرکین سے مدد نہ لینے کا بیان

﴿٣٥١﴾

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ بَدْرٍ، فَلَمَّا كَانَ بِحَرَّةِ الْوَبَرَةِ اَدْرَكَهٗ رَجُلٌ قَدْ كَانَ يُذْكَرُ مِنْهُ جُرْاَةٌ وَ نَجْدَةٌ فَفَرِحَ اَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَاَوْهُ، فَلَمَّا اَدْرَكَهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جِئْتُ لِاَتَّبِعَكَ وَ اُصِيبَ مَعَكَ، قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تُؤْمِنُ بِاللهِ وَ رَسُوْلِهٖ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَارْجِعْ، فَلَنْ اَسْتَعِينَ بِمُشْرِكٍ. قَالَتْ : ثُمَّ مَضٰى، حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالشَّجَرَةِ اَدْرَكَهُ الرَّجُلُ، فَقَالَ لَهٗ كَمَا قَالَ اَوَّلَ مَرَّةٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَالَ اَوَّلَ مَرَّةٍ، قَالَ: فَارْجِعْ فَلَنْ اَسْتَعِينَ بِمُشْرِكٍ. قَالَ: ثُمَّ رَجَعَ، فَاَدْرَكَهٗ بِالْبَيْدَاءِ، فَقَالَ لَهٗ كَمَا قَالَ اَوَّلَ مَرَّةٍ: تُؤْمِنُ بِاللهِ وَ رَسُولِهٖ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَقَالَ لَهٗ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَانْطَلِقْ۔

أخرجه مسلم و الترمذي و اللفظ لمسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٨١٧، سنن الترمذي، رقم الحديث : ١٥٥٨]

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر کے لیے نکلے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ”حرۃ الوبرہ“ پہنچے تو ایک شخص آپ کے ساتھ ہولیا، جس کی جرأت و دلیری مشہور تھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اُسے دیکھ کر خوش ہو گئے، جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: ”میں اس لیے آیا ہوں تاکہ آپ کا ساتھ دوں اور آپ کے ساتھ

(غنیمت میں) حصہ پاؤں۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا:

''کیا تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو؟''

اس نے کہا: ''نہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''چلے جاؤ، میں کسی مشرک سے ہرگز مدد نہیں لیتا۔''

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ وہ چلا گیا، حتیٰ کہ جب ہم درخت کے پاس پہنچے تو وہ آدمی (دوسری بار) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اُس نے وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس سے وہی کچھ کہا جو پہلا کہا تھا، چنانچہ فرمایا:

''واپس ہو جاؤ، میں کسی مشرک سے ہرگز مدد نہیں لیتا۔''

وہ واپس چلا گیا اور ''بیداء'' کے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پھر ملا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے وہی بات پوچھی جو پہلی بار پوچھی تھی کہ:

''تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتے ہو؟''

اس نے کہا: ''جی ہاں۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تو پھر (ہمارے ساتھ) چلو۔''

﴿۳۵۲﴾

عَنْ خُبَيْبِ بْنِ يَسَافٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ يُرِيْدُ غَزْوًا اَنَا وَ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِي وَلَمْ نُسْلِمْ فَقُلْنَا: إِنَّا نَسْتَحْيِي اَنْ يَّشْهَدَ قَوْمُنَا مَشْهَدًا لَانَشْهَدُهٗ مَعَهُمْ قَالَ: اَوَ اَسْلَمْتُمَا؟ قُلْنَا: لَا. قَالَ: فَلَانَسْتَعِيْنُ بِالْمُشْرِكِيْنَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ. قَالَ: فَاَسْلَمْنَا وَ شَهِدْنَا مَعَهٗ فَقَتَلْتُ رَجُلًا وَ ضَرَبَنِيْ ضَرْبَةً، فَتَزَوَّجْتُ بِابْنَتِهٖ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَكَانَتْ تَقُوْلُ: لَا عَدِمْتَ رَجُلًا وَشَّحَكَ هٰذَا الْوِشَاحَ، فَاَقُوْلُ: لَا عَدِمْتِ رَجُلًا عَجَّلَ اَبَاكِ النَّارَ۔

أخرجه أحمد و الطبراني و اللفظ لأحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ١٥٧٦٣، و المعجم الكبير، ٤: ٢٢٣، و قال الهيثمي: رواه أحمد و الطبراني، و رجالهما ثقات. مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ج: ٥، ص: ٣٠٣]

ترجمہ: حضرت سیدنا خبیب بن یساف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ایک مرتبہ میں اور میری قوم کا ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے، جب نبی کریم ﷺ کسی غزوہ کی تیاری فرما رہے تھے، ہم نے اس وقت تک اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ ہم نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: ”اور یہ بات ہمارے لیے باعث شرم ہے کہ ہماری قوم کسی جنگ کے لیے جا رہی ہو اور ہم ان کے ساتھ شریک نہ ہوں (اس لیے ہم بھی آپ کے ساتھ چلیں گے)“، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”کیا تم دونوں نے اسلام قبول کر لیا ہے؟“

ہم نے کہا: ”نہیں!“ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”ہم مشرکوں کے خلاف مشرکوں سے مدد نہیں لیتے۔“

اس پر ہم نے اسلام قبول کر لیا اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ (جنگ میں) شریک ہو گئے۔ میں نے ایک آدمی کو قتل کیا اور اس نے مجھے ایک ضرب لگائی، بعد میں اسی مقتول کی بیٹی سے میں نے نکاح کر لیا تو وہ کہا کرتی تھی: ”تم اس آدمی کو بھلا نہیں سکو گے جس نے تمہیں یہ زخم لگایا۔“ اور میں اس سے کہتا تھا کہ:

”تم بھی اس آدمی کو بھلا نہیں پاؤ گی جس نے تمہارے باپ کو جلدی جہنم تک پہنچا دیا۔“

﴿۳۵۳﴾

عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ أُحُدٍ حَتّٰى إِذَا جَاوَزَ ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ إِذَا هُوَ بِكَتِيْبَةٍ خَشْنَاءَ فَقَالَ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالُوْا: هٰذَا عَبْدُاللهِ بْنُ أُبَيٍّ فِيْ سِتِّ مِائَةٍ مِّنْ مَوَالِيْهِ مِنَ الْيَهُوْدِ مِنْ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ، فَقَالَ: وَ قَدْ اَسْلَمُوْا؟ قَالُوْا: لَا يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: مُرُوْهُمْ فَلْيَرْجِعُوْا فَإِنَّا لَانَسْتَعِيْنُ بِالْمُشْرِكِيْنَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ۔

أخرجه الطبراني في الأوسط۔

[المعجم الأوسط، رقم الحديث: ٥١٤٢. وقال الهيثمي: وفيه سعد بن المنذر بن أبي حميد ذكره ابن حبان في الثقات فقال: سعد بن أبي حميد فنسبه إلى جده، وبقية رجاله ثقات. مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ج: ٥، ص: ٣٠٣، و اللفظ للهيثمى]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ احد کے دن جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے نکل کر ثنیۃ الوداع تک پہنچے تو وہاں ایک مضبوط لشکر کھڑا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”یہ کون ہیں؟“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”یہ عبد اللہ بن ابی کے ہمراہ یہودِ بنی قینقاع سے اس کے چھ سو موالی کا لشکر ہے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”یہ مسلمان ہو چکے ہیں؟“

عرض کیا: ”نہیں، یا رسول اللہ!“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”انہیں حکم دو کہ یہ واپس لوٹ جائیں، کیونکہ ہم مشرکین کے خلاف مشرکین کی مدد نہیں لیتے۔“

❁…❁…❁

باب: الرخصة فی الاستعانة بالمشرکین

جنگ میں مُشرکین سے تعاون لینے کی اجازت کا بیان

﴿۳۵۴﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِّمَّنْ مَعَهٗ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ: هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ، فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ، وَ كَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَاَثْبَتَتْهُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! اَرَاَيْتَ الرَّجُلَ الَّذِيْ تَحَدَّثْتَ اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَمَا إِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ، فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ يَرْتَابُ، فَبَيْنَمَا هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ إِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ اَلَمَ الْجِرَاحِ، فَاَهْوٰى بِيَدِهٖ إِلٰى كِنَانَتِهٖ فَانْتَزَعَ مِنْهَا سَهْمًا فَانْتَحَرَ بِهَا، فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ! صَدَّقَ اللهُ حَدِيْثَكَ، قَدِ انْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا بِلَالُ! قُمْ فَاَذِّنْ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَ إِنَّ اللهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ۔

متفق عليه، أخرجه البخاري و مسلم و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث:۶۶۰۶، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۱۱]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ خیبر میں موجود تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کے بارے میں جو

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک تھا اور اسلام کا دعویدار تھا فرمایا:

”یہ جہنمی ہے۔“

جب جنگ شروع ہوئی تو اس شخص نے خوب ڈٹ کر جنگ کی اور اُسے بہت سے زخم لگے جنہوں نے اسے گرا دیا۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے آ کر عرض کیا: ”یا رسول اللہ! کیا اس شخص کے بارے میں آپ کو معلوم ہوا جس کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے، اُس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خوب ڈٹ کر قتال کیا اور شدید زخمی بھی ہوا۔“ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”وہ جہنمی ہے۔“

قریب تھا کہ بعض مسلمان شک میں پڑ جاتے، لیکن اسی دوران اس شخص نے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنا ہاتھ اپنے ترکش میں ڈالا اور اس سے ایک تیر نکال کر خودکشی کر لی۔ (یہ منظر دیکھ کر) بہت سے مسلمان دوڑے، دوڑے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا: ”یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات سچ کر دکھائی۔ اس شخص نے خودکشی کر لی۔“ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”اے بلال! اٹھو اور لوگوں میں اعلان کر دو کہ جنت میں مؤمن کے علاوہ کوئی داخل نہیں ہو سکتا اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس دین کی تائید و نصرت فاجر و فاسق سے بھی کرا دیتے ہیں۔“

فائدہ: صحیح مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ غزوہ حنین کا واقعہ ہے۔ (واللہ اعلم)

﴿۳۵۵﴾

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَارَ مِنْهُ يَوْمَ حُنَيْنٍ اَدْرَاعًا، فَقَالَ: اَغَصْبًا يَا مُحَمَّدُ؟ فَقَالَ: بَلْ عَارِيَةٌ مَّضْمُوْنَةٌ۔ قَالَ: فَضَاعَ بَعْضُهَا، فَعَرَضَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّضْمَنَهَا لَهُ، فَقَالَ: اَنَا الْيَوْمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فِي الْإِسْلَامِ اَرْغَبُ۔

أخرجه أبوداؤد و أحمد و اللفظ لأحمد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث :۳۵٦۲، ومسند أحمد، رقم الحديث : ۱۵۳۰۲]

ترجمہ: حضرت سیدنا صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے غزوہ حنین کے موقع پر چند زر ہیں عاریتاً طلب کیں۔ انہوں نے کہا: ”اے محمد! کیا آپ زبردستی لینا چاہتے ہیں؟“ (اس وقت تک حضرت صفوان مسلمان نہیں ہوئے تھے)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”نہیں، بلکہ عاریتاً ہیں (اگر ضائع ہوئیں تو) ہم ان کا بدلہ دیں گے۔“

پھر کچھ زر ہیں ضائع ہوگئیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ان کا تاوان دینے کی پیش کش کی، مگر انہوں نے عرض کیا: ”یارسول اللہ! اب میری اسلام کی طرف رغبت بڑھتی جارہی ہے۔“

﴿۳۵۶﴾

عَنْ ذِيْ مِخْبَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: سَتُصَالِحُوْنَ الرُّوْمَ صُلْحًا آمِنًا، وَ تَغْزُوْنَ أَنْتُمْ وَ هُمْ عَدُوًّا مِنْ وَرَائِكُمْ-

أخرجه أبوداؤد و ابن ماجه و أحمد و اللفظ لأبي داؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث:٢٧٦٧، وسنن ابن ماجة، رقم الحديث:٤٠٨٩، و مسند أحمد، رقم الحديث: ١٦٨٢٥]

ترجمہ: حضرت سیدنا ذی مخبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

”عنقریب تم لوگ رومیوں سے ایک پرامن صلح کرو گے اور پھر تم اور وہ مل کر اپنے (کسی) مشترکہ دشمن سے قتال کرو گے۔“

﴿۳۵۷﴾

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيُؤَيِّدَنَّ اللهُ هٰذَا الدِّيْنَ بِقَوْمٍ لَا خَلَاقَ لَهُمْ-

أخرجه ابن حبان-

[صحيح ابن حبان، رقم الحديث: ٤٥١٧]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”یقیناً اللہ تعالیٰ بسا اوقات اس دین کی تائید و نصرت ایسے لوگوں کے ذریعے فرمائیں گے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔“

فائدہ: ’’کتاب الامن والصلح‘‘ کے تحت ’’باب اخذ الجزیۃ‘‘ میں ایک روایت آرہی ہے، جس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل نجران سے منجملہ جن چیزوں پر صلح کی تھی، ان میں یہ بات بھی شامل تھی کہ اگر یمن میں کوئی فساد ہوا تو وہ لوگ تیس زرہیں، تیس گھوڑے اور تیس اونٹ مسلمانوں کو دینے کے پابند ہوں گے، اور مسلمان ان چیزوں کی واپسی تک ان کے ضامن ہوں گے۔ چنانچہ اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت مشرکین سے تعاون لیا جاسکتا ہے۔

خلاصہ: ان تمام روایات سے جو مجموعی حکم معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ:

جہاد میں مشرکین اور کفار سے بوقت ضرورت مدد لینا جائز ہے...... مدد لینے یا نہ لینے کا اختیار مسلمانوں کے امیر کی صوابدید پر ہے...... کفار کی افرادی مدد ساتھ لینے کی صورت میں شرط ہے کہ قیادت مسلمانوں کے پاس ہو...... اور اس بات کا مکمل خیال رکھا جائے کہ وہ مسلمانوں کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں۔

* * *

باب: المکر فی الحرب

جنگ میں چال اور تدبیر کرنے کا بیان

﴿۳۵۸﴾

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْحَرْبُ خَدْعَةٌ۔
متفق عليه و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۳۰۳۰، و صحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۷۳۹]

ترجمہ: حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
”جنگ تو ایک چالبازی (تدبیر) کا نام ہے۔“

فائدہ: جنگ میں تدبیر، حکمت عملی اور چالبازی ضروری ہے...... کفار کو گھیرنا، جال میں پھنسانا، دکھانا کچھ اور کرنا کچھ اور، اُن سے اپنے رازوں کی حفاظت...... یہ سب اس میں شامل ہے...... مگر عہد توڑنے اور وعدہ خلافی کرنے کی اجازت نہیں ہے...... اور نہ ہی اس حدیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مجاہدین جھوٹ بولیں اور جھوٹ کو اپنی عادت بنالیں...... البتہ دشمنوں کے ساتھ تعریض اور ابہام کے ذریعے جنگی فائدہ کے لیے اسے استعمال کر سکتے ہیں۔

﴿۳۵۹﴾

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اَرَادَ غَزْوَةً وَرّٰى غَيْرَهَا وَ كَانَ يَقُوْلُ: اَلْحَرْبُ خَدْعَةٌ۔
أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۲۶۳۷]

ترجمہ: حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب (کسی طرف) جنگ (کے لیے جانے) کا ارادہ فرماتے تو اشارہ کسی اور طرف کا کرتے اور فرمایا کرتے تھے:
”جنگ ہے ہی چال اور تدبیر کا نام۔“

❋...❋...❋

باب: استحباب الدعاء بالنصر عند القتال

میدانِ جہاد میں نصرت کی دعاؤں کا بیان

﴿٣٦٠﴾

عَنْ سَالِمٍ أَبِيْ النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِاللهِ، كَانَ كَاتِبًا لَهُ، قَالَ: كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُاللهِ بْنُ أَبِيْ أَوْفَى حِيْنَ خَرَجَ إِلَى الْحَرُوْرِيَّةِ، فَقَرَأْتُهُ، فَإِذَا فِيْهِ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَيَّامِهِ الَّتِيْ لَقِيَ فِيْهَا الْعَدُوَّ، اِنْتَظَرَ حَتّٰى مَالَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ قَامَ فِيْ النَّاسِ، فَقَالَ: اَيُّهَا النَّاسُ! لَاتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَ سَلُوْا اللهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا، وَ اعْلَمُوْا! اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَ مُجْرِيَ السَّحَابِ وَ هَازِمَ الْاَحْزَابِ اِهْزِمْهُمْ وَ انْصُرْنَا عَلَيْهِمْ۔

متفق عليه أخرجه البخاري و مسلم و أبوداؤد و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث:٦٦-٢٩٦٥، و صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٧٤٢، و سنن أبي داوٗد، رقم الحديث: ٢٦٣١]

ترجمہ: حضرت عمر بن عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے غلام سالم ابو النضر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے (یہ حضرت عمر بن عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے منشی تھے) کہ جب حضرت عمر بن عبید اللہ خوارج سے لڑنے کے لیے روانہ ہوئے تو انہیں حضرت سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے خط لکھا، میں نے اسے پڑھا تو اس میں لکھا تھا: ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک لڑائی کے موقع پر سورج ڈھلنے تک انتظار کرتے رہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا:

”اے لوگو! دشمن سے لڑائی کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو، اور جب دشمن سے تمہاری لڑائی شروع ہو جائے تو پھر ڈٹ کر لڑو، اور یقین کر لو کہ بے شک جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔“

اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعاء مانگی:

اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَ مُجْرِيَ السَّحَابِ وَ هَازِمَ الْاَحْزَابِ اِهْزِمْهُمْ وَ انْصُرْنَا عَلَيْهِمْ۔

”یااللہ! کتاب کے نازل فرمانے والے، بادلوں کو چلانے والے، لشکروں کو شکست دینے والے، انہیں شکست دے اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔“

﴿٣٦١﴾

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، يَقُوْلُ: دَعَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاَحْزَابِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ، اَللّٰهُمَّ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ، اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ۔

متفق عليه و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٢٩٣٣، و صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٧٤٢]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ احزاب کے دن مشرکین کے خلاف یوں بددعاء فرمائی تھی:

اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ، اَللّٰهُمَّ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ، اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَ زَلْزِلْهُمْ۔

”یااللہ! کتاب کو نازل فرمانے والے، جلد حساب لینے والے، یااللہ! ان لشکروں کو شکست دے، یااللہ! انہیں ہزیمت سے دوچار کردے اور ان کے پاؤں اکھاڑ دے۔“

فائدہ: یہ بہت ہی زبردست، مؤثر اور طاقتور دعاء ہے...... ہر مجاہد کو اسے یاد کرنا اور اپنانا چاہیے۔

﴿٣٦٢﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَ هُوَ فِي قُبَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَ وَعْدَكَ، اَللّٰهُمَّ إِنْ تَشَأْ لَاتُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ۔ فَاَخَذَ أَبُوْبَكْرٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ: حَسْبُكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! اَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ، وَ هُوَ يَثِبُ فِي الدِّرْعِ، فَخَرَجَ وَ هُوَ يَقُوْلُ: ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ

الدُّبُرَ﴾ [القمر: ۴۵]۔
متفق عليه و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۴۸۷۵، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۷۶۳]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیمے میں یوں دعاء فرما رہے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَ وَعْدَكَ، اَللّٰهُمَّ إِنْ تَشَأْ لَاتُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ۔

”یا اللہ! میں آپ کو آپ کے عہد اور آپ کے وعدے کا واسطہ دیتا ہوں، یا اللہ! اگر آپ چاہیں تو آج کے بعد کوئی آپ کی عبادت کرنے والا نہیں رہے گا۔“

حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ تھام لیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اب بس کیجیے! آپ نے اپنے رب سے التجاء کرنے میں خوب الحاح و زاری کر لی۔“ (اس دن) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زرہ پہنے ہوئے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (خیمے سے) باہر تشریف لائے اور آپ یہ آیت مبارکہ پڑھ رہے تھے:

﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ﴾ [القمر:۴۵]

”عنقریب (کفار کا) یہ لشکر شکست کھائے گا اور یہ لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔“

فائدہ: حضرت استاذ مکرم الشیخ مولانا مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے تھے کہ دشمنوں کے شر سے حفاظت اور ان کی شکست کے لیے یہ دعاء بہت نافع اور مؤثر ہے:

﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ﴾

﴿۳۶۳﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ:

لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ، اَعَزَّ جُنْدَهٗ وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَ غَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ، فَلَاشَيْءَ بَعْدَهٗ۔

أخرجه البخاری۔

[صحيح البخاری، رقم الحديث: ۴۱۱۴]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ، اَعَزَّ جُنْدَهٗ وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَ غَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ، فَلَاشَيْءَ بَعْدَهٗ۔

”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہیں، جنہوں نے اپنے لشکر کو فتح سے نوازا، اور اپنے بندے کی مدد کی (یعنی حضور اکرم ﷺ کی) اور احزاب (یعنی افواجِ کفار) کو اکیلے شکست دی۔ پس اس کے بعد کوئی چیز اس کے مدمقابل نہیں ہو سکتی۔

فائدہ: یہ بہت مؤثر، جامع اور مقبول دعاء ہے...... مجاہدین کو اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔

﴿۳۶۴﴾

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ يَوْمَ اُحُدٍ: اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ إِنْ تَشَأْ لَاتُعْبَدْ فِي الْاَرْضِ۔

أخرجه مسلم و أحمد و اللفظ لمسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث:١٧٤٣، ومسند أحمد، رقم الحديث:١٢٥٣٨]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ احد کے دن (بھی) یہ دعاء فرما رہے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ إِنْ تَشَأْ لَاتُعْبَدْ فِي الْاَرْضِ۔

”یا اللہ! اگر آپ چاہیں تو زمین پر آپ کی عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے۔ (یعنی اس اُمت کے ان اوّلین مسلمانوں کو اپنی نصرت عطاء فرمائیے تاکہ وہ اور اُن کے بعد والے آپ کی عبادت کریں)۔“

﴿۳۶۵﴾

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ وَ هُمْ اَلْفٌ، وَ اَصْحَابُهٗ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَّ تِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا، فَاسْتَقْبَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِبْلَةَ، ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ، فَجَعَلَ يَهْتِفُ بِرَبِّهٖ: اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْ لِيْ مَا وَعَدْتَّنِيْ، اَللّٰهُمَّ آتِ مَا وَعَدْتَّنِيْ، اَللّٰهُمَّ إِنْ تَهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةُ مِنْ اَهْلِ الْإِسْلَامِ لَاتُعْبَدْ فِي الْاَرْضِ، فَمَا زَالَ يَهْتِفُ

بِرَبِّهٖ مَادًّا يَدَيْهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، حَتّٰى سَقَطَ رِدَاؤُهٗ عَنْ مَنْكِبَيْهِ۔
أخرجه مسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث:١٧٦٣]

ترجمہ: حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جب بدر کا دن تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کی طرف دیکھا تو وہ ایک ہزار تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تین سو انیس آدمی تھے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبلہ رخ ہوئے، پھر اپنے ہاتھ پھیلائے اور بلند آواز سے اپنے رب سے دعاء مانگنے لگے:

اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْ لِيْ مَا وَعَدْتَّنِيْ، اَللّٰهُمَّ آتِ مَا وَعَدْتَّنِيْ، اَللّٰهُمَّ إِنْ تَهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةُ مِنْ اَهْلِ الْإِسْلَامِ لَاتُعْبَدْ فِي الْاَرْضِ۔

”یا اللہ! آپ نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا اسے میرے لیے پورا فرما دیجیے۔ یا اللہ! آپ نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا وہ مجھے عطاء فرما دیجیے۔ یا اللہ! اگر اہل اسلام کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو زمین میں آپ کی بندگی نہیں ہوگی۔“
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبلہ رخ ہو کر اپنے ہاتھوں کو پھیلائے مسلسل اپنے رب کو پکارتے رہے، یہاں تک کہ آپ کی چادر مبارک آپ کے کندھوں سے گر گئی۔“

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے اتنے پکے وعدوں...... اور اُن پکے وعدوں پر مکمل یقین کے باوجود...... دعاء میں اتنی محنت اور آہ وزاری...... یہ اس بات کا سبق ہے کہ...... دعاء سے غافل نہیں ہونا چاہیے...... اور دعاء سے بہت کچھ ملتا ہے...... اور میدان جہاد کی دعاء ایک الگ شان رکھتی ہے۔

﴿٣٦٦﴾

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ اَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ، اَلدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ وَ عِنْدَ الْبَأْسِ حِيْنَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا۔
أخرجه أبو داؤد و الدارمي مرفوعا و مالك موقوفا و اللفظ لأبي داؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٥٤٠، وسنن الدارمي، ١٢٣٦، مؤطأ مالك، رقم الحديث: ٢٢٤ ط: الأعظمي و سكت عنه المنذري، و صححه الإمام النووي في الأذكار]

ترجمہ: حضرت سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”دو (وقت کی) دعائیں رد نہیں کی جاتیں یا بہت کم رد کی جاتی ہیں۔ ١ ایک اذان کے وقت۔ ٢ دوسری جنگ کے وقت، جب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ گھمسان کی لڑائی میں مصروف ہوتے ہیں۔“

﴿٣٦٧﴾

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا غَزَا قَالَ: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِيْ وَ نَصِيْرِيْ، بِكَ اَحُوْلُ وَ بِكَ اَصُوْلُ وَ بِكَ اُقَاتِلُ۔ أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٦٣٢]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی غزوہ کے لیے تشریف لے جاتے تو یوں دعاء فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِيْ وَ نَصِيْرِيْ، بِكَ اَحُوْلُ وَ بِكَ اَصُوْلُ وَ بِكَ اُقَاتِلُ۔

”یا اللہ! آپ میرے بازو اور میرے مددگار ہیں، آپ ہی کی مدد سے میں تدبیر کرتا ہوں اور حملہ کرتا ہوں اور جنگ کرتا ہوں۔“

﴿٣٦٨﴾

وَ فِيْ رِوَايَةٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا غَزَا قَالَ: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِيْ وَ اَنْتَ نَصِيْرِيْ وَ بِكَ اُقَاتِلُ۔ أخرجه الترمذي و أحمد و اللفظ للترمذي۔

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ٣٥٨٤، و مسند أحمد، رقم الحديث: ١٢٩٠٩، و قال الترمذي: هذا حديث حسن غريب]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جہاد کے لیے تشریف لے جاتے تو یوں دعاء فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِيْ وَ اَنْتَ نَصِيْرِيْ وَ بِكَ اُقَاتِلُ۔

”یا اللہ! آپ میرے بازو اور میرے مددگار ہیں، اور آپ ہی کی مدد سے میں جنگ کرتا ہوں۔“

﴿٣٦٩﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ: رَبِّ اَعِنِّيْ وَ لَا تُعِنْ عَلَيَّ وَ انْصُرْنِيْ وَ لَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَ امْكُرْ لِيْ وَ لَا تَمْكُرْ عَلَيَّ وَ اهْدِنِيْ وَ يَسِّرْ هُدَايَ إِلَيَّ وَ انْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيَّ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ لَكَ شَاكِرًا، لَكَ ذَاكِرًا، لَكَ رَاهِبًا، لَكَ مِطْوَاعًا، لَكَ مُخْبِتًا، إِلَيْكَ اَوَّاهًا مُّنِيبًا، رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ وَ اغْسِلْ حَوْبَتِيْ وَ اَجِبْ دَعْوَتِيْ وَ ثَبِّتْ حُجَّتِيْ وَ اهْدِ قَلْبِيْ وَ سَدِّدْ لِسَانِيْ وَ اسْلُلْ سَخِيْمَةَ قَلْبِيْ۔

أخرجه أبو داؤد و الترمذى و اللفظ للترمذي۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ١٥١٠، و سنن الترمذي، رقم الحديث: ٣٥٥١]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعاء فرمایا کرتے تھے:

رَبِّ اَعِنِّيْ وَ لَا تُعِنْ عَلَيَّ وَ انْصُرْنِيْ وَ لَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَ امْكُرْ لِيْ وَ لَا تَمْكُرْ عَلَيَّ وَ اهْدِنِيْ وَ يَسِّرْ هُدَايَ إِلَيَّ وَ انْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيَّ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ لَكَ شَاكِرًا، لَكَ ذَاكِرًا، لَكَ رَاهِبًا، لَكَ مِطْوَاعًا لَكَ مُخْبِتًا، إِلَيْكَ اَوَّاهًا مُّنِيبًا، رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ وَ اغْسِلْ حَوْبَتِيْ وَ اَجِبْ دَعْوَتِيْ وَ ثَبِّتْ حُجَّتِيْ وَ اهْدِ قَلْبِيْ وَ سَدِّدْ لِسَانِيْ وَ اسْلُلْ سَخِيْمَةَ قَلْبِيْ۔

”اے میرے رب! میری مدد فرمائیے، میرے خلاف کسی کی مدد نہ کیجیے۔ میری نصرت فرمائیے، میرے خلاف کسی کی نصرت نہ کیجیے۔ میرے حق میں تدبیر فرمائیے، میرے خلاف تدبیر نہ کیجیے۔ میری رہنمائی فرمائیے اور ہدایت کو میرے لیے آسان فرما دیجیے۔ اور جو مجھ پر تجاوز کرے اس کے مقابلے میں میری مدد فرمائیے۔ یا اللہ! مجھے اپنا شکر گزار، اپنا ذکر کرنے والا، آپ ہی سے ڈرنے والا، بے حد اطاعت گزار اور انتہائی تواضع کرنے والا، اپنے سامنے تضرع کرنے اور اپنی طرف رجوع کرنے والا بنا دیجیے۔ اے میرے رب! میری توبہ قبول کر لیجیے، میری خطائیں دھو ڈالیے، میری دعاء قبول فرمائیے، میری حجت قائم فرما دیجیے، میری زبان کو حق پر سیدھا رکھیے، میرے دل کو ہدایت دیجیے اور

میرے دل سے میل کچیل (یعنی بغض، حسد اور کینہ وغیرہ) نکال دیجیے۔“

فائدہ:

وَ انْصُرْنِيْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ: یا اللہ! مجھے دشمنوں پر غالب فرما دیجیے...... اور انہیں مجھ پر غالب نہ فرمائیے۔

وَ امْكُرْ لِيْ وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ: یا اللہ! مجھے اپنے دشمنوں پر فتح یاب ہونے کے خاص طریقے عطاء فرمائیے...... اور دشمنوں کی کوئی ظاہری یا خفیہ تدبیر مجھ پر نہ چلنے دیجیے۔

وَ انْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيَّ: اور مجھے اُن پر فتح اور نصرت دیجیے جو ظلم، جرم اور بغاوت لے کر میرے سامنے آجائیں۔

ثَبِّتْ حُجَّتِيْ: اور دشمنوں پر دنیا اور آخرت میں میری حجت پکی فرما دیں کہ...... دنیا میں اُن کو ذلت، شکست اور غلامی ملے اور آخرت میں جہنم...... یعنی دین اسلام کا برحق ہونا اُن پر ثابت ہو جائے۔

﴿۳۷۰﴾

عَنْ أَبِي الْيَسَرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَدْمِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّيْ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْغَرَقِ وَ الْحَرَقِ وَ الْهَرَمِ وَ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ يَّتَخَبَّطَنِيَ الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَمُوْتَ فِيْ سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا وَ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَمُوْتَ لَدِيْغًا۔
أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۱۵۵۲]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو الیسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں دعاء فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَدْمِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّيْ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْغَرَقِ وَ الْحَرَقِ وَ الْهَرَمِ وَ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ يَّتَخَبَّطَنِيَ الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَمُوْتَ فِيْ سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا وَ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَمُوْتَ لَدِيْغًا۔

”یا اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ کوئی مکان یا دیوار مجھ پر آگرے یا کسی بلند مقام سے لڑھک (یا پھسل) پڑوں۔ اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں ڈوبنے سے، جلنے سے اور کمزور بڑھاپے

سے۔ اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ شیطان موت کے وقت مجھے بدحواس کردے۔ اور میں پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ آپ کے راستے جہاد میں پیٹھ پھیرتے ہوئے مروں۔ اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ زہریلے جانور کے کاٹنے سے مروں۔“

﴿۳۷۱﴾

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ جُيُوْشُهٗ إِذَا عَلَوُا الثَّنَايَا كَبَّرُوْا وَ إِذَا هَبَطُوْا سَبَّحُوْا، فَوُضِعَتِ الصَّلٰوةُ عَلٰى ذٰلِكَ۔
أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۲۵۹۹]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:
”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے لشکر جب کسی بلندی پر چڑھتے تو ”اللہ اکبر“ کہتے اور جب کسی پستی میں اترتے تو ”سبحان اللہ“ کہتے، چنانچہ نماز میں بھی یہی صورت مقرر کردی گئی (یعنی اٹھتے وقت تکبیر اور رکوع وسجدہ میں تسبیح)۔“

﴿۳۷۲﴾

عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهٗ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔
أخرجه أبوداؤد و أحمد و اللفظ لأبی داؤد۔

[سنن أبی داؤد، رقم الحديث:۱۵۳۷، و مسند أحمد، رقم الحديث: ۱۹۷۹]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کسی قوم سے خوف ہوتا تو یہ دعاء پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

”یا اللہ! ہم آپ کو ان (دشمنوں) کے سامنے پیش کرتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں۔“

فائدہ: دشمنوں سے حفاظت اور دشمنوں پر غلبے کے لیے یہ بہت ہی مؤثر اور مضبوط دعاء ہے:

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

﴿٣٧٣﴾

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَ غَلَبَةِ الْعَدُوِّ وَ شَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ۔

أخرجه النسائی۔

[سنن نسائی، رقم الحديث: ٥٤٨٥]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کلمات کے ساتھ دعاء فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَ غَلَبَةِ الْعَدُوِّ وَ شَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ۔

”یا اللہ! میں قرض کے بوجھ، دشمن کے غلبے اور (اپنے بارے میں) دشمنوں کی خوشی سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔“

فائدہ: انسان پر کوئی ایسی حالت آجائے جسے دیکھ کر اُس کے دشمن خوشی منائیں...... اسے ”شَمَاتَةُ الْأَعْدَاءِ“ کہتے ہیں۔

بہت اہتمام کے ساتھ اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے رہنا چاہیے...... دوسری روایت میں آیا ہے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ سُوْءِ الْقَضَاءِ وَ شَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ۔ [الأدب المفرد، ٤١١]

﴿٣٧٤﴾

عَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ اَيَّامَ حُنَيْنٍ: اَللّٰهُمَّ بِكَ اُحَاوِلُ وَ بِكَ اُصَاوِلُ وَ بِكَ اُقَاتِلُ۔

أخرجه الدارمي۔

[سنن الدارمي، رقم الحديث: ٢٤٨٥]

ترجمہ: حضرت سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ حنین کے دنوں میں یہ دعاء مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ بِكَ اُحَاوِلُ وَ بِكَ اُصَاوِلُ وَ بِكَ اُقَاتِلُ۔

”یااللہ! آپ ہی کی مدد سے میں تدبیر کرتا ہوں، آپ ہی کی مدد سے حملہ کرتا ہوں اور آپ ہی کی مدد سے قتال کرتا ہوں۔“

فائدہ: یہ دعاء جہاد کی قوت دلواتی ہے...... عام حالات میں بھی پڑھتے، مانگتے رہنا چاہیے۔

﴿۳۷۵﴾

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اَرَادَ سَفَرًا قَالَ: اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصُوْلُ وَ بِكَ اَحُوْلُ وَ بِكَ اَسِيْرُ۔

أخرجه أحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث:٦٩١]

ترجمہ: حضرت سیدنا علی ؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو یہ دعاء مانگتے:

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصُوْلُ وَ بِكَ اَحُوْلُ وَ بِكَ اَسِيْرُ۔

”یااللہ! میں آپ ہی کی مدد سے حملہ کرتا ہوں، آپ ہی کی مدد سے تدبیر کرتا ہوں اور آپ ہی کی مدد سے چلتا ہوں۔“

﴿۳۷۶﴾

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَقَّنَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ إِذَا نَزَلَ بِيْ شِدَّةٌ اَوْ كَرْبٌ اَنْ اَقُوْلَهُنَّ: لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى۔ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

أخرجه الحاكم۔

[المستدرك على الصحيحين، رقم الحديث: ١٨٧٤]

ترجمہ: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مجھے شدّت اور کرب کے وقت یہ دعاء پڑھنے کی تلقین فرمائی:

لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى، تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

’’اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، جو بردبار اور کرم کرنے والے ہیں، پاک اور بلند تر ہیں۔ اللہ تعالیٰ عظیم تر عرش کے رب، بلندیوں کے مالک ہیں۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو دونوں جہانوں کے رب ہیں۔‘‘

فائدہ: جہاد میں سخت حالات (یعنی شدّت) اور تکلیف (یعنی کرب) کی کثرت ہوتی ہے...... تو یہ دعاء اس کے لیے اکسیر ہے۔

﴿٣٧٧﴾

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزَاةٍ، فَلَقِيَ الْعَدُوَّ، فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: يَا مَالِكَ يَوْمِ الدِّيْنِ! إِيَّاكَ اَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ اَسْتَعِيْنُ، قَالَ: فَلَقَدْ رَاَيْتُ الرِّجَالَ تُصْرَعُ تَضْرِبُهَا الْمَلَائِكَةُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهَا وَ مِنْ خَلْفِهَا۔

أخرجه الطبراني في الأوسط۔

[المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث:٨١٦٣، و قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، و فيه عبدالسلام بن هاشم، و هو ضعيف. مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ج: ٥:، ص: ٣٢٨]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک ؓ سیدنا ابوطلحہ ؓ سے نقل فرماتے ہیں:

’’ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، جب دشمن سے سامنا ہوا، تو میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا:

يَا مَالِكَ يَوْمِ الدِّيْنِ! إِيَّاكَ اَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ اَسْتَعِيْنُ۔

’’اے بدلہ کے دن کے مالک! آپ ہی کی میں عبادت کرتا ہوں اور آپ ہی سے مدد طلب کرتا ہوں۔‘‘

حضرت سیدنا ابوطلحہ ؓ فرماتے ہیں: ’’میں نے (اسی وقت) دشمنوں کو پیٹھ کے بل گرتے دیکھا، ملائکہ انہیں آگے اور پیچھے سے مار رہے تھے۔‘‘

فائدہ: یہ بہت پرکیف اور نافع دعاء ہے...... زندگی بھر اس کا معمول رکھنا چاہیے...... اور جہاد میں اس کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔

﴿۳۷۸﴾

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ نَفَّذَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَجَبُنَ فَجَاءَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! لَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ قَطُّ فَبَكٰى مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَاتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَ سَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ، فَإِنَّكُمْ لَاتَدْرُونَ مَا تُبْتَلَوْنَ بِهٖ مِنْهُمْ، فَإِذَا لَقِيْتُمُوهُمْ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّنَا وَ رَبُّهُمْ وَ نَوَاصِيْنَا بِيَدِكَ وَ إِنَّمَا تَقْتُلُهُمْ اَنْتَ، ثُمَّ الْزَمُوا الْاَرْضَ جُلُوْسًا فَإِذَا غَشُوْكُمْ فَانْهَضُوْا وَ كَبِّرُوْا۔

أخرجه الطبراني في الصغير بطوله، وسيأتي في غزوة خيبر۔

[المعجم الصغير، رقم الحديث: ۷۹۰، و قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، و فيه فضيل بن عبدالوهاب، قال أبوزرعة: شيخ صالح، و ضعفه البخاري و غيره، و بقية رجاله ثقات.مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ج: ۵، ص: ۳۲۸، قلت: لم أجده في الأوسط، و قد كان في الصغير، و الله أعلم بالصواب]

ترجمہ: حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”خیبر کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو امیر بنا کر بھیجا، مگر وہ کمزور ثابت ہوئے۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ آئے، اور عرض کیا: ”یارسول اللہ! آج جیسا دن میں نے کبھی نہیں دیکھا، اور رونے لگ گئے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”دشمن سے لڑنے کی تمنا مت کرو، اور اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو، کیوں کہ تم نہیں جانتے کہ اس جنگ میں تمہیں ان کی طرف سے کیا امتحان پیش آئے، اور جب تمہارا سامنا ہو جائے، تو یوں دعاء مانگو:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّنَا وَ رَبُّهُمْ وَ نَوَاصِيْنَا بِيَدِكَ وَ إِنَّمَا تَقْتُلُهُمْ اَنْتَ۔

”یا اللہ! آپ ہی ہمارے اور ان کے رب ہیں، ہماری پیشانیاں آپ کے قبضہ میں ہیں، اور بیشک انہیں قتل کرنے والے تو آپ ہی ہیں۔“

پھر زمین سے چمٹ کر بیٹھ جاؤ، اور جب وہ تمہیں گھیر لیں تو کھڑے ہو جاؤ اور تکبیر کہو۔“

❀…❀…❀

باب: الدّعاء على الاعداء الكفار

دشمنانِ دین کفار کیلیے بددعا کا بیان

﴿۳۷۹﴾

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ ﵁، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، فَقَالَ:مَلَأَ اللهُ قُبُوْرَهُمْ وَ بُيُوْتَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُوْنَا عَنْ صَلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ وَ هِىَ صَلٰوةُ الْعَصْرِ۔

أخرجه البخاري و مسلم و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٦٣٩٦، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ٦٢٧]

ترجمہ: حضرت سیدنا علی بن ابی طالب ﵁ فرماتے ہیں:

”غزوۂ خندق کے موقع پر ہم آپ ﷺ کے ہمراہ تھے، آپ ﷺ نے (مشرکین کے لیے ان الفاظ میں بددعاء) فرمائی: ”یا اللہ! ان کی قبروں اور ان کے گھروں کو آگ سے بھر دیں، کیونکہ انہوں نے ہمیں نماز وسطیٰ (یعنی نماز عصر) اداء نہیں کرنے دی، یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔“

﴿۳۸۰﴾

عَنْ عَبْدِاللهِ ﵁: اَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا اَبْطَئُوْا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالْإِسْلَامِ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَاَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى اَكَلُوا الْعِظَامَ، حَتّٰى جَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرٰى بَيْنَهٗ وَ بَيْنَهَا مِثْلَ الدُّخَانِ، قَالَ اللهُ: ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ﴾ [الدخان:١٠]، قَالَ اللهُ: ﴿إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيْلًا إِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ﴾ [الدخان: ١٥]، اَفَيُكْشَفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ وَ قَدْ مَضَى الدُّخَانُ، وَ مَضَتِ الْبَطْشَةُ۔

أخرجه البخاري-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۴۶۹۳]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جب قریش نے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے میں تاخیر کی تو آپ ﷺ نے ان کے حق میں یوں بد دعاء فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ-

"یا اللہ! ان پر یوسف (علیہ الصلوۃ والسلام) کے زمانے کے قحط جیسا قحط نازل فرما کر ان کے لیے میری طرف سے کافی ہو جائیے۔"

چنانچہ ایسا قحط پڑا جس نے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، یہاں تک کہ وہ ہڈیاں کھانے پر مجبور ہو گئے۔ (لوگوں کی اس وقت یہ کیفیت تھی کہ) کوئی شخص آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا تو اسے اپنے اور آسمان کے درمیان دھواں دھواں سا دکھائی دیتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ﴾ [الدخان: ۱۰]

"تو آپ انتظار کیجیے اس دن کا جب آسمان ایک واضح دھواں لے کر نمودار ہو گا۔"

اور (دوسری جگہ) فرمایا:

﴿إِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا إِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ﴾

"(اچھا) ہم عذاب کو کچھ عرصے تک ہٹا دیتے ہیں۔ یقین ہے کہ تم پھر اُسی حالت پر لوٹ آؤ گے۔"

لہٰذا عذاب سے قحط ہی مراد ہے اس لیے کہ آخرت کا عذاب کافروں سے ہٹایا نہیں جائے گا اور "دخان" اور "بطشہ" کا ذکر گزر چکا ہے۔

﴿۳۸۱﴾

عَنْ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَ جَمْعُ قُرَيْشٍ فِيْ مَجَالِسِهِمْ، إِذْ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: اَلَا تَنْظُرُوْنَ إِلٰى هٰذَا الْمُرَائِيْ؟ اَيُّكُمْ يَقُوْمُ إِلٰى جَزُوْرِ آلِ فُلَانٍ فَيَعْمِدُ إِلٰى فَرْثِهَا وَ دَمِهَا وَ

سَلَاهَا فَيَجِيْءُ بِهٖ ثُمَّ يُمْهِلُهٗ حَتّٰى إِذَا سَجَدَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ؟ فَانْبَعَثَ اَشْقَاهُمْ، فَلَمَّا سَجَدَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، وَ ثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا، فَضَحِكُوْا حَتّٰى مَالَ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ مِنَ الضَّحِكِ، فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ إِلٰى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا -وَ هِيَ جُوَيْرِيَةٌ- فَاَقْبَلَتْ تَسْعٰى وَ ثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتّٰى اَلْقَتْهُ عَنْهُ وَ اَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ، فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، ثُمَّ سَمّٰى: اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ وَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَ شَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَ اُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَ عُقْبَةَ بْنِ اَبِيْ مُعِيْطٍ وَ عُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ- قَالَ عَبْدُاللهِ: فَوَاللهِ لَقَدْ رَاَيْتُهُمْ صَرْعٰى يَوْمَ بَدْرٍ، ثُمَّ سُحِبُوْا إِلَى الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَ اُتْبِعَ اَصْحَابُ الْقَلِيْبِ لَعْنَةً-
أخرجه البخاري-

[صحيح البخارى، رقم الحديث: ٥٢٠]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبۃ اللہ کے پاس کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور قریش (قریب ہی) اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ان میں سے ایک قریشی نے (گستاخی کرتے ہوئے) کہا: ”کیا تم اس ریا کار کو نہیں دیکھتے؟ تم میں سے کون ہے جو فلاں قبیلہ کے ذبح کیے ہوئے اونٹ کا گوبر، خون اور اوجھڑی اٹھا لائے، پھر یہاں انتظار کرے، جب یہ (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سجدے میں جائے تو اس کے کندھوں کے درمیان (گردن پر) رکھ دے۔“ (چنانچہ اس کام کو انجام دینے کے لیے) ان میں سے سب سے زیادہ بدبخت شخص اٹھا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں گئے تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان (گردن مبارک پر) یہ غلاظتیں ڈال دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ ہی کی حالت میں سر رکھے رہے۔ مشرکین (یہ دیکھ کر) ہنسنے لگے اور مارے ہنسی کے ایک دوسرے پر لوٹ پوٹ ہونے لگے۔ ایک شخص حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ جبکہ ابھی وہ چھوٹی بچی تھیں۔ (اور انہیں سارا ماجرا بتایا) وہ

دوڑتی ہوئی آئیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب بھی سجدہ ہی میں تھے۔ اور انہوں نے ان غلاظتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر سے ہٹایا اور مشرکین کو برا بھلا کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب نماز پوری فرمالی تو (ان قریشیوں کے لیے یوں بددعاء) فرمائی:

”یا اللہ! قریش پر عذاب نازل فرمائیے، یا اللہ! قریش پر عذاب نازل فرمائیے، یا اللہ! قریش پر عذاب نازل فرمائیے۔“

پھر نام لے کر فرمایا:

”یا اللہ! عمرو بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو ہلاک کردیجیے۔“

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے ان سب کو بدر کی لڑائی میں مقتول پایا۔ پھر انہیں گھسیٹ کر بدر کے کنویں میں پھینک دیا گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”کنویں والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوئی۔“

فائدہ:

- جہاد فی سبیل اللہ کا مقام دیکھیں کہ...... اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاء کو پورا فرمایا...... اس کے ذریعے سے دشمنانِ دین پر اپنا عذاب نازل فرمایا...... اور اس کے ذریعے سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذاء پہنچانے والوں سے نقد بدلہ لیا۔
- دشمنانِ دین کے خلاف بددعاء کرنا...... ان کی ہلاکت کی تمنا کرنا...... اور اُن کے خاتمے کی فکر رکھنا...... یہ سب سنت اعمال ہیں...... اور ان میں بڑی قبولیت اور برکت ہے...... اور یہ کہنا درست نہیں ہے کہ کسی کے لیے بھی بددعاء نہ کرو۔

* * *

باب: مَا يُقَالُ عِنْدَ دُخُوْلِ قُرَى الْكُفَّارِ وَالْاِغَارَةِ عَلَيْهِمْ

کفّار کی بستیوں میں داخل ہونے اور ان پر حملہ کرنے کے وقت کی دعاء

﴿٣٨٢﴾

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: صَبَّحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ وَ قَدْ خَرَجُوْا بِالْمَسَاحِيْ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ، فَلَمَّا رَاَوْهُ قَالُوْا: هٰذَا مُحَمَّدٌ وَ الْخَمِيْسُ! مُحَمَّدٌ وَ الْخَمِيْسُ! فَلَجَئُوْا إِلَى الْحِصْنِ، فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَ قَالَ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ- أخرجه البخاری-

[صحيح البخاری، رقم الحديث:٢٩٩١]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح صبح خیبر پر اس حال میں حملہ آور ہوئے کہ وہاں کے رہنے والے (یہودی) پھاوڑے اپنی گردنوں پر رکھے (کھیتوں میں کام کے لیے) نکل رہے تھے۔ جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کو) دیکھا تو چلا اٹھے: ”یہ محمد لشکر کے ساتھ (آ گئے)!...... محمد لشکر کے ساتھ (آ گئے)۔“ اور بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزیں ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (یہ منظر دیکھ کر) اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے اور یوں دعاء فرمائی:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ-

”اللہ اکبر (اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں)، خیبر تباہ ہوا۔ یقیناً ہم جب کسی قوم کے آنگن میں اترتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بہت بری ہو جاتی ہے۔“

فائدہ: اسلامی لشکر جس علاقے پر حملہ آور ہو...... یہ دعاء پڑھے اور ”خیبر“ کی جگہ اس علاقے کا نام لے۔

❁...❁...❁

باب: اَلدُّعَاءُ لِلْمُسْتَضْعَفِيْنَ وَالْمَظْلُوْمِيْنَ

کمزور اور مظلوم مسلمانوں کیلیے دعاء کا بیان

﴿۳۸۳﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ قَنَتَ: اَللّٰهُمَّ اَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ، اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ، اَللّٰهُمَّ اَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ۔

أخرجه البخاري۔

[صحيح البخارى، رقم الحديث:۶۳۹۳]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عشاء کی آخر رکعت میں (رکوع سے اٹھتے ہوئے) سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے تو یہ دعائے قنوت پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ، اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ، اَللّٰهُمَّ اَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ۔

”یا اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دیجیے۔ یا اللہ! ولید بن ولید کو نجات دیجیے۔ یا اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دیجیے۔ یا اللہ! کمزور ناتواں مؤمنین کو نجات دیجیے۔ یا اللہ! قبیلہ مضر پر اپنی پکڑ کو سخت کر دیجیے۔ یا اللہ! وہاں ایسا قحط پیدا کر دیں جیسا حضرت یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے زمانہ میں ہوا تھا۔“

فائدہ: یہ خوش نصیب افراد جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاء کا حصہ بنے وہ کمزور مسلمان تھے جو مکہ مکرمہ سے نہ نکل سکے اور وہاں مشرکین کے ظلم وستم کا شکار تھے...... اس سے اسیران اسلام اور مظلوم مسلمانوں کے لیے خصوصی دعاء کی اہمیت سمجھی جاسکتی ہے۔

باب: فی أُحکام مُتفرّقة

جِہاد کے متفرق احکامات کا بیان

﴿٣٨٤﴾

عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَنَّهٗ كَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلٰى قَوْمٍ اَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ-

متفق عليه و اللفظ للبخاري-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٣٠٦٥، صحيح مسلم، رقم الحديث: ٢٨٧٤]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی قوم پر فتح پاتے تو تین راتیں میدان جنگ میں قیام فرماتے۔“

فائدہ: اس میں بہت سی حکمتیں ہیں، مثلاً فتح کا نفاذ اور مضبوطی...... واپسی حملے کے امکان کا خاتمہ...... کفر کے زیر قبضہ زمین پر جو نحوست ہوتی ہے، مجاہدین کے اعمال اور نماز و ذکر سے اس کی پاکی...... لشکر کا استحکام، آرام اور فتح کا شکر وغیرہ۔

﴿٣٨٥﴾

عَنْ قَيْسِ بْنِ بِشْرٍ التَّغْلِبِيِّ، قَالَ: اَخْبَرَنِيْ أَبِيْ وَ كَانَ جَلِيْسًا لِأَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ بِدِمَشْقَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهٗ: اِبْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ، وَ كَانَ رَجُلًا مُّتَوَحِّدًا، قَلَّمَا يُجَالِسُ النَّاسَ، إِنَّمَا هُوَ صَلٰوةٌ، فَإِذَا فَرَغَ فَإِنَّمَا هُوَ تَسْبِيْحٌ وَ تَكْبِيْرٌ حَتّٰى يَأْتِيَ اَهْلَهٗ، فَمَرَّ بِنَا وَ نَحْنُ عِنْدَ أَبِي الدَّرْدَاءِ، فَقَالَ لَهٗ أَبُوالدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَ لَاتَضُرُّكَ، قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَقَدِمَتْ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَجَلَسَ فِيْ

الْمَجْلِسِ الَّذِيْ يَجْلِسُ فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِرَجُلٍ إِلٰى جَنْبِهٖ: لَوْ رَاَيْتَنَا حِيْنَ الْتَقَيْنَا نَحْنُ وَ الْعَدُوُّ، فَحَمَلَ فُلَانٌ فَطَعَنَ، فَقَالَ: خُذْهَا مِنِّيْ وَ اَنَا الْغُلَامُ الْغِفَارِيُّ، كَيْفَ تَرٰى فِيْ قَوْلِهٖ؟ قَالَ: مَا اُرَاهُ إِلَّا قَدْ بَطَلَ اَجْرُهٗ، فَسَمِعَ بِذٰلِكَ آخَرُ، فَقَالَ: مَا اَرٰى بِذٰلِكَ بَأْسًا، فَتَنَازَعَا حَتّٰى سَمِعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: سُبْحَانَ اللهِ! لَا بَأْسَ اَنْ يُّؤْجَرَ وَ يُحْمَدَ، فَرَاَيْتُ أَبَاالدَّرْدَاءِ سُرَّ بِذٰلِكَ، وَ جَعَلَ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ إِلَيْهِ وَ يَقُوْلُ: اَنْتَ سَمِعْتَ ذٰلِكَ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ، فَمَا زَالَ يُعِيْدُ عَلَيْهِ حَتّٰى إِنِّيْ لَاَقُوْلُ: لَيَبْرُكَنَّ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ۔ قَالَ: فَمَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ، فَقَالَ لَهٗ أَبُوالدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَ لَاتَضُرُّكَ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْمُنْفِقُ عَلَى الْخَيْلِ كَالْبَاسِطِ يَدَهٗ بِالصَّدَقَةِ لَايَقْبِضُهَا۔ ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ، فَقَالَ لَهٗ أَبُوالدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَ لَاتَضُرُّكَ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمُ الْاَسَدِيُّ لَوْلَا طُوْلُ جُمَّتِهٖ وَ إِسْبَالُ إِزَارِهٖ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ خُرَيْمًا فَعَجِلَ فَاَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهٗ إِلٰى اُذُنَيْهِ، وَ رَفَعَ إِزَارَهٗ إِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ۔ ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ، فَقَالَ لَهٗ أَبُوالدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَ لَاتَضُرُّكَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّكُمْ قَادِمُوْنَ عَلٰى إِخْوَانِكُمْ فَاَصْلِحُوْا رِحَالَكُمْ وَ اَصْلِحُوْا لِبَاسَكُمْ حَتّٰى تَكُوْنُوْا كَاَنَّكُمْ شَامَةٌ فِيْ النَّاسِ، فَإِنَّ اللهَ لَايُحِبُّ الْفُحْشَ وَ لَا التَّفَحُّشَ۔ قَالَ أَبُوْدَاوُدَ: وَ كَذٰلِكَ قَالَ: أَبُوْنُعَيْمٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ: حَتّٰى تَكُوْنُوْا كَالشَّامَةِ فِيْ النَّاسِ۔

أخرجه أبوداؤد و أحمد و اللفظ لأبي داؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٤٠٨٩، ومسند أحمد، رقم الحديث: ١٧٦٢٢. وقال شعيب الأرنؤوط: إسناده محتمل للتحسين]

ترجمہ: حضرت قیس بن بشر تغلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، مجھے میرے والد گرامی نے بتایا اور وہ حضرت

سیدنا ابو درداء ؓ کی مجلس میں شریک ہوا کرتے تھے:

’’دمشق میں نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی ہوتے تھے، جنہیں ’’ابن حنظلیہ‘‘ کہا جاتا تھا، وہ تنہائی پسند آدمی تھے، لوگوں کے ساتھ بہت کم بیٹھتے تھے، یا تو نماز پڑھتے رہتے یا جب نماز سے فارغ ہو جاتے تو تسبیح و تکبیر میں مشغول رہتے، یہاں تک اپنے گھر چلے جاتے۔ (ایک مرتبہ) وہ ہمارے پاس سے گزرے جبکہ ہم حضرت سیدنا ابو درداء ؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، تو حضرت ابو درداء ؓ نے ان سے عرض کیا: ’’ہمیں کوئی نصیحت کی بات ارشاد فرمائیے! جس میں ہمیں فائدہ ہو اور آپ کا کوئی نقصان نہ ہو۔‘‘ انہوں نے فرمایا:

’’رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر جہاد کے لیے بھیجا، جب وہ واپس آیا تو ان میں سے ایک آدمی اس مجلس میں آ گیا جہاں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، اور اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے آدمی سے کہا: ’’کاش! کہ تم ہمیں دیکھتے جب ہم دشمن سے لڑ رہے تھے اور فلاں نے دشمن کو نیزہ مارا اور اس سے کہا: ’’نیزا سنبھالو! میں ہوں غفاری جوان!‘‘ تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہے؟‘‘ ساتھ والے نے کہا: ’’میں تو سمجھتا ہوں کہ اس کا اجر ضائع ہو گیا۔‘‘ یہ بات ایک دوسرے شخص نے سنی تو اس نے کہا: ’’میں تو اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔‘‘ ان دونوں میں تکرار ہونے لگی حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے سن لیا تو آپ ﷺ ارشاد فرمایا:

’’سبحان اللہ! (اس بات میں) کوئی حرج کی بات نہیں اسے اجر و ثواب بھی ملے اور اس کی تعریف (بھی) کی جائے۔‘‘

(بشر فرماتے ہیں:) میں نے حضرت سیدنا ابو درداء ؓ کو دیکھا کہ وہ اس بات سے بہت خوش ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا: ’’کیا یہ فرمان آپ نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا؟‘‘ انہوں نے کہا: ’’جی ہاں!‘‘ یہ بات حضرت ابو ادرداء ؓ نے ان سے بار بار پوچھی، (اس دوران وہ ان کے قریب بھی ہوتے جا رہے تھے) حتیٰ کہ میں سمجھا کہ شاید ان کے گھٹنوں پر چڑھ جائیں گے۔‘‘

(بشر ؒ فرماتے ہیں:) وہی صحابی ایک اور دن ہمارے پاس سے گزرے تو حضرت سیدنا ابو درداء ؓ نے ان سے عرض کیا:

’’کوئی نصیحت فرما دیجیے! جس میں ہمارا فائدہ ہو اور آپ کا کوئی نقصان نہ ہو۔‘‘

انہوں نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا:

’’گھوڑے پر خرچ کرنے والا ایسے ہے جیسے وہ شخص جو ہاتھ کھول کر صدقہ کرتا ہو اور اسے بند نہ کرتا ہو۔‘‘

(بشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) پھر ایک بار وہ صحابی ہمارے پاس سے گزرے تو حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ان سے عرض کیا: ’’کوئی کلمۂ خیر ارشاد فرما دیجیے! جس سے ہمیں فائدہ ہو اور آپ کا کوئی خسارا نہ ہو۔‘‘

انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’خریم اسدی کتنے ہی اچھے آدمی ہیں، اگر ان کے سر کے بال لمبے نہ ہوں اور وہ اپنے تہبند کو نہ لٹکائیں۔‘‘

یہ بات خریم کو پہنچی تو انہوں نے جلدی سے چھری پکڑی اور اپنے بالوں کو کانوں کی لو تک کاٹ لیا اور اپنے تہبند کو آدھی پنڈلی تک اونچا کر لیا۔

وہ صحابی ایک اور دن ہمارے پاس سے گزرے تو حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ان سے عرض کیا:

’’کوئی نصیحت ارشاد فرمائیں! جو ہمارے لیے نفع مند ہو اور آپ کے لیے نقصان دہ نہ ہو۔‘‘

انہوں نے فرمایا: ’’میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

’’تم لوگ اپنے بھائیوں کے پاس پہنچنے والے ہو، چنانچہ اپنی سواریوں کو درست کرلو، اپنے لباس کی اصلاح کرلو، حتیٰ کہ ایسے ہو جاؤ گویا تم ان میں بہت نمایاں افراد ہو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بے حیائی اور بیہودگی کو پسند نہیں فرماتے۔‘‘

﴿۳۸۶﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُ الصَّحَابَةِ اَرْبَعَةٌ وَ خَيْرُ السَّرَايَا اَرْبَعُ مِائَةٍ وَ خَيْرُ الْجُيُوْشِ اَرْبَعَةُ آلَافٍ وَ لَنْ يُّغْلَبَ اثْنَا عَشَرَ اَلْفًا مِّنْ قِلَّةٍ-

أخرجه أبوداؤد و الترمذي و الدارمي و اللفظ لأبي داؤد و الترمذي -

[سنن أبي داؤد رقم الحديث: ٢٦١١، و سنن الترمذي، رقم الحديث: ١٥٥٥، و سنن الدارمي، رقم الحديث: ٢٤٨٢، و قال: هذا حديث حسن غريب، لا يسنده كبير أحد غير جرير بن حازم و إنما روي هذا الحديث عن الزهري، عن النبي صلى الله عليه وسلم مرسلا]

و رواه أبويعلى الموصلي و زاد في آخره: إِذَا صَدَقُوْا وَ صَبَرُوْا-

[مسند أبي يعلى الموصلي، رقم الحديث: ٢٧١٤]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”بہترین رفقاء وہ ہیں جو چار کی تعداد میں ہوں، اور بہترین دستہ وہ ہے جس میں چار سو افراد ہوں، اور بہترین لشکر وہ ہے جو چار ہزار کی تعداد میں ہو، اور بارہ ہزار کا لشکر قلت کی بنا پر ہرگز مغلوب نہیں ہوسکتا۔“

مسند ابی یعلیٰ موصلی کی روایت کے آخر میں ایک اضافہ ہے: ”(بشرطیکہ) وہ سچے ہوں اور ثابت قدم رہیں۔“

۳۸۷

عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُوْنَ الصَّوْتَ عِنْدَ الْقِتَالِ، وَ قَدْ رَوٰى أَبُوْمُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ-

أخرجه أبوداؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٦٥٦، و رقم الحديث: ٢٦٥٧]

ترجمہ: حضرت سیدنا قیس بن عباد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ قتال کے دوران آوازیں نکالنے کو ناپسند کرتے تھے۔“

یہی بات حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرمائی ہے۔

۳۸۸

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ مَا يَكُوْنُ فِيْ ذٰلِكَ-

أخرجه أحمد و الطبراني و اللفظ لأحمد-

[مسند أحمد، رقم الحديث: ٩١٩٦، و المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث: ٨٠٥٦، و قال الهيثمي: قلت: هو في الصحيح خلا قوله: فإنكم لا تدرون ما يكون من ذلك. رواه أحمد، و الطبراني في الأوسط، و فيه محمد بن إسحاق و هو مدلس، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ج: ٥، ص: ٣٠٤]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”دشمن سے ٹکراؤ کی تمنا مت کیا کرو، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اس ٹکراؤ میں کیا کچھ ہوسکتا ہے۔“

﴿۳۸۹﴾

عَنْ سَفِيْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلٰى اَرْضِ الْعَدُوِّ مَخَافَةَ اَنْ يَّنَالَهُ الْعَدُوُّ۔

أخرجه البزار۔

[مسند البزار، رقم الحديث: ٣٨٣٥، و قال الهيثمي: و فيه إبراهيم بن عمر بن سفينة، و هو ضعيف]

ترجمہ: حضرت سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دشمنوں کی سرزمین کی طرف سفر کرتے ہوئے قرآن مجید کو ساتھ لے جانے سے منع فرمایا، اس خوف سے کہ کہیں وہ دشمن کے ہاتھ نہ لگ جائے (اور پھر وہ اس کی بے ادبی کریں)۔“

❀…❀…❀

كتاب الامان والصلح على الجزية

امان دینے اور جزیہ پر صلح کرنے کا بیان

بَاب: مَنْ لَہٗ حَقُّ التَّأْمِيْنِ

امان کون دے سکتا ہے؟

﴿٣٩٠﴾

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا كَتَبْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْقُرْآنَ وَ مَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْمَدِيْنَةُ حَرَامٌ مَا بَيْنَ عَائِرٍ إِلٰى كَذَا، فَمَنْ اَحْدَثَ حَدَثًا اَوْ آوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ، لَايُقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَّ لَا صَرْفٌ، وَ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ، فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَايُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّ لَا عَدْلٌ، وَ مَنْ وَّالٰى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَايُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّ لَا عَدْلٌ۔

أخرجه البخاري و مسلم و أبوداؤد و الترمذي و النسائي و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٣١٧٩، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ١٣٧٠، و سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٠٣٤، و سنن الترمذي، رقم الحديث: ٢١٢٧، و سنن النسائي، رقم الحديث: ٤٧٣٤]

ترجمہ: حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”ہمارے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لکھی ہوئی کوئی (امتیازی) چیز نہیں ہے، سوائے قرآن کریم کے اور سوائے اس چیز کے جو اس صحیفہ میں ہے، (جس میں یہ بھی ہے کہ) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جبل عائر سے فلاں پہاڑی تک مدینہ کا حرم ہے۔ جس نے اس دین میں کوئی نئی بات پیدا کی یا نئی بات پیدا کرنے والے کو پناہ دی تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اور اُس کا کوئی نیک عمل اور خرچ کیا ہوا مال قیامت کے دن مقبول نہ ہوگا۔ تمام مسلمانوں کا ذمہ (یعنی کسی کو امان

دینا) ایک ہی حیثیت کا ہے۔ ایک ادنیٰ مسلمان کے امان دینے کو بھی قائم رکھنے کی کوشش کی جائے گی۔ پس جس نے کسی مسلمان کی دی ہوئی امان کو توڑا اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے، اُس کا کوئی نیک عمل اور خرچ قیامت کے دن قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور جس نے اپنے مالکوں کی اجازت کے بغیر دوسرے لوگوں سے موالات قائم کر لی تو اس پر بھی اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے، اُس کا کوئی نیک عمل اور خرچ قیامت کے دن مقبول نہ ہوگا۔‘‘

﴿۳۹۱﴾

عَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ عمرٍو ابْنِ الْعَاص رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْمُسْلِمُوْنَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ، يَسْعٰى بِذِمَّتِهِمْ اَدْنَاهُمْ، وَ يُجِيْرُ عَلَيْهِمْ اَقْصَاهُمْ، وَ هُمْ يَدٌ عَلٰى مَنْ سِوَاهُمْ، يَرُدُّ مُشِدُّهُمْ عَلٰى مُضْعِفِهِمْ وَ مُتَسَرِّيهِمْ عَلٰى قَاعِدِهِمْ، لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَ لَا ذُوْعَهْدٍ فِيْ عَهْدِهٖ۔
أخرجه أبوداؤد و أحمد و اللفظ لأبى داؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۲۷۵۱، و مسند أحمد، رقم الحديث: ۶۷۹۷]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’سب مسلمانوں کے خون آپس میں برابر ہیں۔ (یعنی حدود کے نفاذ میں سب کا خون ایک ہی قیمت رکھتا ہے۔) ان میں سے ادنیٰ فرد کا بھی کافر کو امان دینا (سب کے نزدیک) معتبر ہوگا۔ اور ان میں دور والا بھی امان دے سکتا ہے (جیسے کہ قریب والا دے سکتا ہے)۔ تمام مسلمان کفار کے مقابلے میں ایک ہاتھ کی مانند ہیں، ان میں سے مضبوط اور طاقتور کمزور کو اپنے ساتھ ملائے (غنیمت میں بھی اور سفر میں بھی) اور چھوٹے دستے میں جانے والا (بڑے لشکر میں) بیٹھنے والوں کو برابر کا شریک سمجھے۔ کسی مؤمن کو کافر کے بدلے میں یا کسی عہد والے کو جب تک کہ اس کا عہد باقی ہو قتل کرنا درست نہیں۔‘‘

﴿۳۹۲﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُجِيْرُ عَلٰى أُمَّتِيْ اَدْنَاهُمْ۔
أخرجه أحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ۸۷۸۰]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مسلمانوں میں سے کمزور ترین حیثیت والا انسان بھی مسلمانوں کی طرف سے (کسی کو) امان دے سکتا ہے۔“

﴿٣٩٣﴾

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اَجَارَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَجُلًا وَ عَلَى الْجَيْشِ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ وَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: لَا تُجِيْرُوْهُ فَقَالَ أَبُوْعُبَيْدَةَ: نُجِيْرُهُ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: يُجِيْرُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ اَحَدُهُمْ۔

أخرجه أحمد و أبويعلى الموصلي و اللفظ لأحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ١٦٩٥، و مسند أبي يعلى الموصلي، رقم الحديث: ٨٧٦، و قال الهيثمي: و فيه الحجاج بن أرطاة، و هو مدلس. ٥: ٣٢٩، و بقية رجاله ثقات]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ایک مسلمان نے کسی شخص کو امان دے دی، اس وقت امیر لشکر حضرت سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ اسے امان نہ دی جائے۔ لیکن حضرت سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اسے امان دیں گے، کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

”کوئی بھی مسلمان کسی بھی شخص کو مسلمانوں کی طرف سے امان دے سکتا ہے۔“

﴿٣٩٤﴾

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: يُجِيْرُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ۔

أخرجه أحمد و الطبراني و اللفظ لأحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ٢٢١٥٥، و المعجم الكبير: ٨: ٢٣٢]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

”ایک مسلمان دوسرے مسلمانوں کی طرف سے (کسی کو بھی) پناہ دے سکتا ہے۔“

فائدہ: سب مسلمان ایک جماعت ہیں...... ایک ہاتھ ہیں...... ایک دوسرے کے مددگار...... ایک دوسرے کے محافظ...... اُن سب کا خون برابر قیمت کا ہے...... کسی معزز مالدار کے خون کی قیمت کسی ادنیٰ غریب مسلمان کے خون سے بڑھ کر نہیں...... مسلمانوں میں سے کسی ایک کا...... یا کسی ادنیٰ ترین کا...... کسی کافر کو امان اور پناہ دینا یہ سب مسلمانوں کی طرف سے ہوگا...... اور اس امان کا لحاظ رکھا جائے گا...... جنگ میں طاقتور مجاہدین جو مال غنیمت حاصل کریں گے وہ طاقتور اور غیر طاقتور...... لڑنے والوں اور میدان میں موجود نہ لڑنے والوں میں برابر تقسیم ہوگا...... بڑے لشکر میں سے جو چھوٹے دستے اِدھر اُدھر جا کر حملے کریں گے ان کا حاصل کیا گیا مال غنیمت بھی پورے لشکر میں برابر تقسیم ہوگا۔

✽...✽...✽

باب: تأمِين النِّسَاء

عورتوں کے امان دینے کا بیان

﴿٣٩٥﴾

عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، تَقُوْلُ: ذَهَبْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ، فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ، وَ فَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ، قَالَتْ: فَسَلَّمْتُ، فَقَالَ: مَنْ هٰذِهٖ؟ قُلْتُ: أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِيْ طَالِبٍ، قَالَ: مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ، قَامَ فَصَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! زَعَمَ ابْنُ أُمِّيْ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ اَنَّهٗ قَاتِلٌ رَجُلًا اَجَرْتُهٗ، فُلَانُ ابْنُ هُبَيْرَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ! قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ: وَ ذٰلِكَ ضُحًى-

أخرجه البخاري و مسلم و أبوداؤد و الترمذي و اللفظ لمسلم-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٦١٥٨، و صحيح مسلم، رقم الحديث: قبل ٧٢٠، و سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٧٦٣، و سنن الترمذي، رقم الحديث: ١٥٧٩]

ترجمہ: حضرت سیدہ ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”میں فتح مکہ والے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل فرما رہے تھے، جبکہ آپ کی صاحبزادی سیدۃ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نے آپ کے آگے کپڑے سے پردہ کیا ہوا تھا۔ میں نے سلام عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

”یہ کون ہے؟۔“

میں نے کہا: ”ام ہانی بنت ابی طالب ہوں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”ام ہانی کو خوش آمدید۔“

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہوئے اور ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے آٹھ رکعتیں اداء

فرمائیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے تو میں نے عرض کیا: ’’یا رسول اللہ! میرے ماں شریک بھائی علی بن ابی طالب چاہتے ہیں کہ ایک ایسے آدمی کو قتل کر دیں جسے میں پناہ دے چکی ہوں، یعنی ہبیرہ کا فلاں بیٹا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’اُم ہانی! جس کو تم نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی۔‘‘

حضرت سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ’’یہ چاشت کا وقت تھا۔‘‘

﴿٣٩٦﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الْمَرْأَةَ لَتَأْخُذُ لِلْقَوْمِ. يَعْنِيْ: تُجِيْرُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ۔

أخرجه الترمذي۔

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ١٥٧٩]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’ایک مسلمان عورت بھی کسی کو پناہ دے سکتی ہے۔‘‘

﴿٣٩٧﴾

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ، فَإِنْ اَجَارَتْ عَلَيْهِمْ جَارِيَةٌ فَلَا تُخْفِرُوْهَا، فَإِنَّ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءً يُعْرَبُ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

أخرجه أبو يعلى الموصلي۔

[مسند أبي يعلى الموصلي، رقم الحديث: ٤٣٩٢، وقال الهيثمي: رواه أبو يعلى، وفيه محمد بن أسعد، وثقه ابن حبان، و ضعفه أبوزرعة، وبقية رجاله رجال الصحيح. ٥: ٣٢٩]

ترجمہ: حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’تمام مسلمانوں کا ذمہ اور عہد ایک طرح کا ہے (یعنی ہر ایک کا ذمہ قبول کیا جائے گا)، اگر کوئی مسلمان باندی کسی کو ذمہ اور امان دے دے تو اس امان کو مت توڑنا، کیوں کہ ہر عہد توڑنے والے پر ایک جھنڈا ہوگا، جس کے ذریعہ سے قیامت کے دن اسے پہچانا جائے گا۔‘‘

﴿٣٩٨﴾

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهَاجِرًا اسْتَأْذَنَتْ أَبَاالْعَاصِ بْنَ رَبِيْعٍ زَوْجَهَا اَنْ تَذْهَبَ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَذِنَ لَهَا فَقَدِمَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ إِنَّ أَبَاالْعَاصِ لَحِقَ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَرْسَلَ إِلَيْهَا: اَنْ خُذِيْ لِيْ اَمَانًا مِنْ أَبِيْكِ، فَخَرَجَتْ فَاطَّلَعَتْ بِرَأْسِهَا مِنْ بَابِ حُجْرَتِهَا، وَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصُّبْحِ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ، فَقَالَتْ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ! اَنَا زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَ إِنِّيْ قَدْ اَجَرْتُ أَبَاالْعَاصِ، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّلٰوةِ قَالَ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّيْ لَمْ اَعْلَمْ بِهٰذَا حَتّٰى سَمِعْتُمُوْهُ اَلَا وَ إِنَّهُ يُجِيْرُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ اَدْنَاهُمْ۔

أخرجه الطبراني في الكبير و الأوسط و هذا لفظ الأوسط۔

[المعجم الكبير، ٢٢: ٤٢٥، و المعجم الأوسط رقم الحديث: ٤٨٢٢. و قال الهيثمي: رواه الطبراني، و فيه ابن لهيعة، و فيه ضعف، و بقية رجاله ثقات. مجمع الزوائد، ج: ٩، ص: ٢١٣]

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب (مکہ مکرمہ سے) ہجرت فرما گئے تو حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا (بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے شوہر ابو العاص بن ربیع سے (اپنے والد) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جانے کی اجازت طلب فرمائی، انہوں نے اجازت دیدی، اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ گئیں۔ پھر (ایک عرصہ بعد) ابو العاص کو مدینہ منورہ جانا ہوا، انہوں نے اپنی اہلیہ کو پیغام بھجوایا کہ اپنے والد سے میرے لیے امان حاصل کرلیں، آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے حجرے سے سر نکالا، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز پڑھا رہے تھے، اور (بلند آواز سے) فرمایا:

”اے لوگو! میں زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں، اور میں نے ابو العاص کو امان دے دی ہے۔“

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

”اے لوگو! مجھے تمہارے سننے سے پہلے اس کا علم نہیں تھا۔ اب خوب سمجھ لو کہ مسلمانوں کی طرف سے اُن کا ادنیٰ شخص بھی پناہ دے سکتا ہے۔“

باب: أمان الرسل

قاصدوں کی امان کا بیان

﴿۳۹۹﴾

عَنْ نُعَيْمِ بْنِ مَسْعُوْدٍ الْاَشْجَعِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَهُمَا حِيْنَ قَرَاَ كِتَابَ مُسَيْلِمَةَ: مَا تَقُوْلَانِ اَنْتُمَا؟ قَالَا: نَقُوْلُ كَمَا قَالَ. قَالَ: اَمَا وَ اللهِ لَوْلَا اَنَّ الرُّسُلَ لَاتُقْتَلُ لَضَرَبْتُ اَعْنَاقَكُمَا-

أخرجه أبوداؤد و أحمد و اللفظ لأبى داؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٧٦١، مسند أحمد، رقم الحديث: ١٥٩٨٩، و سكت عنه المنذري، مختصر سنن أبى داؤد، رقم الحديث:۲۷۶۱]

ترجمہ: حضرت سیدنا نعیم بن مسعود اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسیلمہ کذاب کا خط پڑھ کر اس کے دو سفیروں سے پوچھ رہے تھے:

”تم دونوں (اس کے بارے میں) کیا کہتے ہو؟“

انہوں نے کہا: ”ہم وہی کہتے ہیں جو اس نے کہا ہے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر قاصدوں کا قتل ممنوع نہ ہوتا تو میں تم دونوں کی گردنیں اڑا دیتا۔“

﴿۴۰۰﴾

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ، اَنَّهٗ اَتٰى عَبْدَاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: مَا بَيْنِيْ وَ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنَ الْعَرَبِ حِنَةٌ، وَ إِنِّيْ مَرَرْتُ بِمَسْجِدٍ لِبَنِيْ حَنِيْفَةَ، فَإِذَا هُمْ يُؤْمِنُوْنَ بِمُسَيْلِمَةَ، فَاَرْسَلَ إِلَيْهِمْ عَبْدُاللهِ، فَجِيْءَ بِهِمْ، فَاسْتَتَابَهُمْ غَيْرَ ابْنِ النَّوَّاحَةِ،

قَالَ لَہٗ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَوْلَا اَنَّكَ رَسُوْلٌ لَضَرَبْتُ عُنُقَكَ، فَاَنْتَ الْيَوْمَ لَسْتَ بِرَسُوْلٍ. فَاَمَرَ قَرَظَةَ بْنَ كَعْبٍ فَضَرَبَ عُنُقَهٗ فِي السُّوْقِ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّنْظُرَ إِلَى ابْنِ النَّوَّاحَةِ قَتِيْلًا بِالسُّوْقِ-
أخرجه أبوداؤد و أحمد و اللفظ لأبى داؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۲۷۶۲، و مسند أحمد، رقم الحديث: ۳۶۴۲]

ترجمہ: حضرت حارثہ بن مضرب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے (جبکہ وہ کوفہ میں والی تھے) اور عرض کیا: ”مجھے کسی عرب سے کوئی عداوت نہیں، میں قبیلہ بنو حنیفہ کی مسجد سے گزرا تو میں نے انہیں مسیلمہ پر ایمان رکھنے والا پایا۔ (یہ سن کر) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں بلوا لیا۔ جب انہیں پیش کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ابن نواحہ کے علاوہ دیگر سب لوگوں سے توبہ کروائی، اور ابن النواحہ سے کہا: ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (تجھ سے) فرما رہے تھے:

”اگر تو قاصد نہ ہوتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔“

اور آج تو قاصد نہیں ہے۔

پھر انہوں نے قرظہ بن کعب رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا تو انہوں نے اس کو بازار میں (سر عام) قتل کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”جو ابن نواحہ کو مقتول دیکھنا چاہتا ہے وہ اسے بازار میں دیکھ لے۔“

فائدہ: یہ اُن قاصدوں میں سے ایک تھا جن کا تذکرہ پچھلی روایت میں ہے...... حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ”مُراد“ کو دل میں محفوظ رکھا...... یہاں تک کہ اُسے بالآخر پورا فرما دیا...... یہ ہے سچی محبت اور سچا عشق۔

۴۰۱

عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: بَعَثَتْنِيْ قُرَيْشٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُلْقِيَ فِيْ قَلْبِي الْإِسْلَامُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنِّيْ وَ اللهِ لَا اَرْجِعُ إِلَيْهِمْ اَبَدًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّيْ لَا اَخِيْسُ

بِالْعَهْدِ وَ لَاَاَحْبِسُ الْبُرُدَ، وَ لٰكِنِ ارْجِعْ، فَإِنْ كَانَ فِيْ نَفْسِكَ الَّذِيْ فِيْ نَفْسِكَ الْآنَ فَارْجِعْ. قَالَ: فَذَهَبْتُ، ثُمَّ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-

قال أبوداؤد: هذا كان في ذلك الزمان فأما اليوم فلايصلح-

أخرجه أبوداؤد و النسائي في السنن الكبرى و اللفظ لأبى داؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٧٥٨، و السنن الكبرىٰ للنسائي، رقم الحديث: ٨٦٢١. و سكت عنه المنذري مختصر سنن أبي داؤد، ٢: ٢٢٧]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”(صلح حدیبیہ کے موقع پر) قریشیوں نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف (قاصد بنا کر) بھیجا۔ جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہوگئی۔ میں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اب کبھی بھی ان کی طرف نہیں جاؤں گا۔“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”میں عہد نہیں توڑتا اور نہ قاصدوں کو روکتا ہوں، تمہیں چاہیے کہ ابھی واپس چلے جاؤ، اگر تمہارے دل میں وہ بات باقی رہے جو اب ہے تو دوبارہ واپس آجانا۔“

(فرماتے ہیں) چنانچہ میں واپس لوٹ گیا، پھر (بعد میں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا (اور اسلام قبول کرلیا)۔“

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ اس زمانے میں تھا (کہ قاصد مسلمان ہونا چاہ رہا تھا تو اسے واپس کر دیا) آج واپس کرنا درست نہیں ہے۔

فائدہ: حدیبیہ کے موقع پر یہ معاہدہ ہو چکا تھا اس لیے اُن کو واپس فرمایا...... ویسے اگر کوئی قاصد اپنی مرضی سے اسلام قبول کرے...... اور دار الاسلام میں رکنا چاہے تو اس میں کوئی ممانعت نہیں...... کیونکہ اُسے روکا نہیں جا رہا بلکہ وہ خود اپنی مرضی سے رک رہا ہے...... اگر اُسے زبردستی واپس کریں گے تو خطرہ ہے کہ وہ ایمان سے محروم نہ ہو جائے...... محدث کبیر حضرت امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ یہی مسئلہ حدیث شریف کے آخر میں ارشاد فرما رہے ہیں۔

✽...✽...✽

باب: الامان و الصلح و شروطهما

امان، صلح اور ان کی شرطوں کا بیان

﴿۴۰۲﴾

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ، إِلَّا صُلْحًا حَرَّمَ حَلَالًا اَوْ اَحَلَّ حَرَامًا، وَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى شُرُوْطِهِمْ إِلَّا شَرْطًا حَرَّمَ حَلَالًا اَوْ اَحَلَّ حَرَامًا۔
أخرجه الترمذي و أبوداؤد عن أبي هريرة و اللفظ للترمذي۔

[سنن الترمذي، رقم الحديث:١٣٥٢، و سنن أبي داوٗد، رقم الحديث: ٣٥٩٤، و قال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح]

ترجمہ: حضرت سیدنا عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’ہر صلح مسلمانوں کے درمیان نافذ ہوگی سوائے ایسی صلح کے جو کسی حلال کو حرام یا کسی حرام کو حلال کر دے، اور مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں سوائے ایسی شرط کے جو کسی حلال کو حرام یا کسی حرام کو حلال کر دے۔‘‘

فائدہ: صلح بہت اچھی چیز ہے...... ’’وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ‘‘ لیکن صلح کی شرائط شریعت کے مطابق ہونا ضروری ہیں...... ایسی شرطیں جن کے ذریعہ کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال کیا گیا ہو تو یہ جائز نہیں۔

﴿۴۰۳﴾

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا بِالْمِرْبَدِ، فَجَاءَ رَجُلٌ اَشْعَثُ الرَّأْسِ، بِيَدِهٖ قِطْعَةُ اَدِيْمٍ اَحْمَرَ، فَقُلْنَا: كَاَنَّكَ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ؟ فَقَالَ: اَجَلْ، قُلْنَا: نَاوِلْنَا هٰذِهِ الْقِطْعَةَ الْاَدِيْمَ الَّتِيْ فِيْ يَدِكَ، فَنَاوَلَنَاهَا، فَقَرَأْنَاهَا، فَإِذَا فِيْهَا: مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللهِ إِلٰى بَنِيْ زُهَيْرِ بْنِ اُقَيْشٍ: إِنَّكُمْ إِنْ شَهِدْتُمْ اَنْ

لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ وَ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ آتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَ اَدَّيْتُمُ الْخُمُسَ مِنَ الْمَغْنَمِ وَ سَهْمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفِيَّ اَنْتُمْ آمِنُوْنَ بِاَمَانِ اللهِ وَ رَسُوْلِهٖ۔ فَقُلْنَا: مَنْ كَتَبَ لَكَ هٰذَا الْكِتَابَ، قَالَ: رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

أخرجه أحمد و أبوداؤد و النسائي و اللفظ لأبي داؤد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ٢٠٧٣٧، و سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٩٩٩، و سنن النسائي، رقم الحديث:٤١٤٦]

ترجمہ: حضرت یزید بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

”ہم (بصرہ کے محلہ) ”مربد“ میں تھے کہ بکھرے بالوں والا ایک شخص اپنے ہاتھ میں سرخ چمڑے کا ایک ٹکڑا لیے ہوئے آیا۔ ہم نے کہا: ”تم دیہات کے رہنے والے لگتے ہو؟“ اس نے کہا: ”جی ہاں۔“ ہم نے کہا: ”یہ تمہارے ہاتھ میں چمڑے کا ٹکڑا کیسا ہے، ذرا ہمیں دکھائیں؟“ اس نے وہ ہمیں دے دیا۔ ہم نے اسے پڑھا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا:

”محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے بنی زہیر بن اقیش کے لیے۔ تم لوگ اگر ”لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ“ کی شہادت دو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، غنیمت میں سے پانچواں حصہ اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا خاص حصہ ”صفی“ ادا کرو، تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے تمہارے لیے ’امان‘ ہے۔“

ہم نے پوچھا: ”تمہیں یہ تحریر کس نے لکھ کر دی؟“ اس نے کہا: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔“

﴿۴۰۴﴾

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ، اِنَّ وَفْدَ ثَقِيْفٍ لَمَّا قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْزَلَهُمُ الْمَسْجِدَ لِيَكُوْنَ اَرَقَّ لِقُلُوْبِهِمْ، فَاشْتَرَطُوْا عَلَيْهِ اَلَّا يُحْشَرُوْا وَ لَا يُعْشَرُوْا وَ لَا يُجَبُّوْا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَكُمْ اَلَّا تُحْشَرُوْا وَ لَا تُعْشَرُوْا وَ لَا خَيْرَ فِيْ دِيْنٍ لَيْسَ فِيْهِ رُكُوْعٌ۔

أخرجه أبوداؤد و أحمد و اللفظ لأبى داؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٣٠٢٦، و مسند أحمد، رقم الحديث: ١٧٩١٣]

ترجمہ: حضرت سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”قبیلہ ثقیف کا وفد جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے انہیں مسجد (مسجد نبوی) میں ٹھہرایا، تاکہ اس سے ان کے دل نرم ہو جائیں۔ ان لوگوں نے یہ شرط رکھی کہ انہیں جہاد کے لیے نہیں بلایا جائے گا، نہ ان سے صدقات لیے جائیں گے اور نہ وہ نماز پڑھیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو ہو سکتا ہے کہ تمہیں جہاد کے لیے نہ بلایا جائے اور تم سے صدقات نہ لیے جائیں، مگر اس دین میں کوئی خیر نہیں جس میں رکوع (نماز) نہ ہو۔“

فائدہ: آپ ﷺ اپنے عظیم علم اور حکمت سے جانتے تھے کہ...... نماز کی برکت سے یہ لوگ زکوٰۃ اور جہاد پر بھی آجائیں گے۔

﴿۴۰۵﴾

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَ كَانَ اَحَدَ الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ تِيْبَ عَلَيْهِمْ، وَ كَانَ كَعْبُ بْنُ الْاَشْرَفِ يَهْجُو النَّبِيَّ ﷺ وَ يُحَرِّضُ عَلَيْهِ كُفَّارَ قُرَيْشٍ، وَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ حِيْنَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ، وَ اَهْلُهَا اَخْلَاطٌ، مِنْهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَ الْمُشْرِكُوْنَ يَعْبُدُوْنَ الْاَوْثَانَ وَ الْيَهُوْدُ وَ كَانُوْا يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ ﷺ وَ اَصْحَابَهُ، فَاَمَرَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ نَبِيَّهُ بِالصَّبْرِ وَ الْعَفْوِ، فَفِيْهِمْ اَنْزَلَ اللهُ: ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ [آل عمران: ١٨٦] الْآيَةَ، فَلَمَّا اَبٰى كَعْبُ بْنُ الْأَشْرَفِ اَنْ يَنْزِعَ عَنْ اَذَى النَّبِيِّ ﷺ اَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ اَنْ يَّبْعَثَ رَهْطًا يَقْتُلُوْنَهُ، فَبَعَثَ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ، وَ ذَكَرَ قِصَّةَ قَتْلِهٖ، فَلَمَّا قَتَلُوْهُ فَزِعَتِ الْيَهُوْدُ وَ الْمُشْرِكُوْنَ، فَغَدَوْا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا: طُرِقَ صَاحِبُنَا فَقُتِلَ، فَذَكَرَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ الَّذِيْ كَانَ يَقُوْلُ، وَ دَعَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ إِلٰى اَنْ يَّكْتُبَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهُمْ كِتَابًا يَنْتَهُوْنَ إِلٰى مَا فِيْهِ، فَكَتَبَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةً صَحِيْفَةً۔

أخرجه أبوداؤد و قد أخرج البخاري قصة قتل كعب الأشرف مفصلا و

اللفظ لأبی داؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٣٠٠٠. صحيح البخاري، رقم الحديث: ٤٠٣٧]

ترجمہ: حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اور یہ ان تین افراد میں سے ہیں، جن کی (غزوۂ تبوک والے واقعہ میں) توبہ قبول کی گئی تھی (فرماتے ہیں):

’’کعب بن اشرف (یہودیوں کا سردار) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت بدگوئی کیا کرتا تھا اور کفار قریش کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ آور ہونے کی ترغیب بھی دیتا رہتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ میں تین طرح کے لوگ بستے تھے، یعنی مسلمان، بت پرست مشرک اور یہود۔ اور یہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو بہت ستایا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر اور درگزر کا حکم فرمایا اور انہی کے سلسلے میں یہ آیت اتاری:

﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ الْآيَةَ [آل عمران:۱۸۶]

جب کعب بن اشرف (یہودی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ستانے سے باز نہ آیا تو (اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اجازت عطاء فرمادی تب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (قبیلہ اوس کے سردار) حضرت سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ’’کوئی جماعت بھیجو جو اس کا کام تمام کردے۔‘‘ چنانچہ انہوں نے حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ (اور ان کے ساتھیوں) کو بھیج دیا۔ (اور پھر راوی نے اس کے قتل کا قصہ بیان کیا) جب انہوں نے اُسے قتل کردیا تو یہودی اور مشرک گھبرا گئے اور صبح کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: ’’ہمارے ساتھی کو رات کے اندھیرے میں قتل کردیا گیا ہے۔‘‘ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں وہ سب بتایا جو وہ کہا کرتا تھا، اور انہیں دعوت دی کہ آؤ ہمارے اور تمہارے درمیان ایک تحریری معاہدہ ہو جائے، جس پر سب کا اتفاق ہو۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اور یہودیوں اور تمام مسلمانوں کے مابین ایک تحریر لکھ لی (یعنی معاہدہ ہوگیا)۔

﴿۴۰۶﴾

عَنْ صَخْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا ثَقِيْفًا، فَلَمَّا اَنْ سَمِعَ ذٰلِكَ صَخْرٌ رَكِبَ فِيْ خَيْلٍ يُمِدُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَجَدَ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ انْصَرَفَ وَ لَمْ يَفْتَحْ، فَجَعَلَ صَخْرٌ يَوْمَئِذٍ عَهْدَ اللهِ وَ

ذِمَّتَهُ اَنْ لَّايُفَارِقَ هٰذَا الْقَصْرَ حَتّٰى يَنْزِلُوْا عَلٰى حُكْمِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَلَمْ يُفَارِقْهُمْ حَتّٰى نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ صَخْرٌ: اَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ ثَقِيْفًا قَدْ نَزَلَتْ عَلٰى حُكْمِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! وَ اَنَا مُقْبِلٌ إِلَيْهِمْ وَ هُمْ فِيْ خَيْلٍ، فَامَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِالصَّلٰوةِ جَامِعَةً، فَدَعَا لِاَحْمَسَ عَشْرَ دَعَوَاتٍ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاَحْمَسَ فِيْ خَيْلِهَا وَ رِجَالِهَا، وَ اَتَاهُ الْقَوْمُ فَتَكَلَّمَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ! إِنَّ صَخْرًا اَخَذَ عَمَّتِيْ وَ دَخَلَتْ فِيْمَا دَخَلَ فِيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ، فَدَعَاهُ، فَقَالَ: يَاصَخْرُ! إِنَّ الْقَوْمَ إِذَا اَسْلَمُوْا اَحْرَزُوْا دِمَاءَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ فَادْفَعْ إِلَى الْمُغِيْرَةِ عَمَّتَهُ، فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ، وَ سَاَلَ نَبِيَّ اللهِ ﷺ مَاءً لِبَنِيْ سُلَيْمٍ قَدْ هَرَبُوْا عَنِ الْإِسْلَامِ، وَ تَرَكُوْا ذٰلِكَ الْمَاءَ؟ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ! اَنْزِلْنِيْهِ اَنَا وَ قَوْمِيْ، قَالَ: نَعَمْ، فَاَنْزَلَهُ وَ اَسْلَمَ - يَعْنِي السُّلَمِيِّيْنَ - فَاَتَوْا صَخْرًا فَسَاَلُوْهُ اَنْ يَّدْفَعَ إِلَيْهِمُ الْمَاءَ فَاَبٰى، فَاَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللهِ؟ اَسْلَمْنَا وَ اَتَيْنَا صَخْرًا لِيَدْفَعَ إِلَيْنَا مَاءَنَا فَاَبٰى عَلَيْنَا، فَاَتَاهُ، فَقَالَ: يَا صَخْرُ! إِنَّ الْقَوْمَ إِذَا اَسْلَمُوْا اَحْرَزُوْا اَمْوَالَهُمْ وَ دِمَاءَهُمْ، فَادْفَعْ إِلَى الْقَوْمِ مَاءَهُمْ، قَالَ: نَعَمْ! يَا نَبِيَّ اللهِ! فَرَاَيْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَتَغَيَّرُ عِنْدَ ذٰلِكَ حُمْرَةً حَيَاءً مِنْ اَخْذِهِ الْجَارِيَةَ وَ اَخْذِهِ الْمَاءَ-

أخرجه أبوداؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٣٠٦٧، و قال المنذري: و في إسناده: أبان بن عبدالله بن أبي حازم، و قد وثقه يحيى بن معين، و قال الإمام أحمد: صدوق صالح الحديث، قال ابن عدي: و أرجو أنه لا بأس به، و قال أبوحاتم بن حبان البستي: و كان ممن فحش خطؤه، و انفرد بمناكير. ٢: ٣٥٢]

ترجمہ: حضرت سیدنا صخر ؓ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ نے بنو ثقیف سے جہاد فرمایا (یعنی قلعہ طائف پر حملہ آور ہوئے)، جب انہوں نے یہ خبر سنی تو وہ چند سوار لے کر نبی اکرم ﷺ کی مدد کے لیے نکلے، (جب وہاں پہنچے تو پتہ چلا کہ) نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس ہو چکے ہیں اور قلعہ فتح نہیں ہوا۔ انہوں نے اس وقت اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ وہ اس وقت تک قلعہ کو چھوڑ کر نہ جائیں گے جب تک کہ وہ مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے آگے جھک نہ جائیں اور قلعہ خالی نہ کر دیں۔ (پھر ایسا ہی ہوا) انہوں نے قلعہ کا محاصرہ اس وقت تک ختم نہیں کیا جب تک کہ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے آگے جھک نہ گئے۔ حضرت صخر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لکھا:

''امّا بعد! یا رسول اللہ! بنو ثقیف آپ کا حکم مان گئے ہیں اور وہ اپنے گھڑ سواروں کے ساتھ ہیں، میں ان کی طرف جا رہا ہوں (تاکہ آگے کی بات چیت کروں)۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب یہ اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باجماعت نماز قائم کرنے کا حکم فرمایا اور ''احمس'' کے لیے دس دعائیں مانگیں، (ان دعاؤں میں ایک دعاء یہ بھی تھی):

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِاَحْمَسَ فِيْ خَیْلِھَا وَ رِجَالِھَا۔

''یا اللہ! احمس کے سواروں اور پیادوں میں برکت فرمائیے۔''

پھر وہ سب لوگ (یعنی حضرت صخر رضی اللہ عنہ، ان کے ساتھی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ تب حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: ''اے اللہ کے نبی! صخر نے میری پھوپھی کو گرفتار کر لیا ہے، جبکہ وہ اس دین میں داخل ہو چکی ہیں جس میں تمام مسلمان داخل ہوئے ہیں۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صخر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا:

''اے صخر! جب کوئی قوم اسلام قبول کر لیتی ہے تو وہ اپنی جان اور مال کو محفوظ کر لیتی ہے، اس لیے مغیرہ کی پھوپھی انہیں لوٹا دو۔''

انہوں نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو ان کی پھوپھی واپس کر دی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بنو سلیم کے پانی کا چشمہ مانگا، جسے وہ لوگ اسلام کے خوف سے چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ چنانچہ عرض کیا: ''اے اللہ کے نبی! آپ مجھے اور میری قوم کو اس پانی کے چشمے والی جگہ پر اتار دیں (یعنی ہمیں وہاں رہنے اور اس میں تصرف کا اختیار دے دیجیے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جی ہاں! (لے لیں)۔''

چنانچہ وہ لوگ وہاں رہنے لگے۔ (کچھ دنوں بعد) بنو سلیم مسلمان ہو گئے اور وہ حضرت صخر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے درخواست کی کہ وہ انہیں پانی کا چشمہ واپس کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ (اور آپ کی

قوم نے) دینے سے انکار کر دیا (اس خیال سے کہ رسول اللہ ﷺ وہ چشمہ انہیں اور ان کی قوم کے نام کر چکے ہیں)۔ وہ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے عرض کیا:

”اے اللہ کے نبی! ہم مسلمان ہو چکے ہیں، ہم صخر (ؓ) کے پاس گئے اور ان سے درخواست کی کہ ہمارا پانی کا چشمہ واپس دے دیں تو انہوں نے ہمیں لوٹانے سے انکار کر دیا ہے۔“ رسول اللہ ﷺ حضرت صخر ؓ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا:

”صخر! جب کوئی قوم اسلام قبول کر لیتی ہے تو وہ اپنی جان اور مال کو محفوظ کر لیتی ہے، لہٰذا تم انہیں ان کا چشمہ دے دو۔“

انہوں نے عرض کیا: ”جی حاضر اے اللہ کے نبی!“ (چنانچہ انہوں نے واپس کر دیا)۔

حضرت صخر ؓ فرماتے ہیں:

”میں نے اس وقت رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کو دیکھا کہ وہ حیاء سے سرخ ہو گیا تھا باندی اور چشمہ واپس لینے کی وجہ سے (یہ سوچ کر کہ میں نے اس سے باندی بھی لے لی اور پانی کا چشمہ بھی)۔“

فائدہ: آپ ﷺ کا جنگی حالات میں بھی شرعی انصاف قائم فرمانا...... اور اس کی خاطر طبیعت کا بوجھ برداشت کرنا...... اور حضرات صحابہ کرام ؓ کا ہر حال میں آپ ﷺ کی فرمانبرداری کرنا...... اور اس کی خاطر ہر چیز کی قربانی دینا...... یہ اس روایت کا سبق آموز پہلو ہے۔

......*

باب: اخذ الجزية

جزیہ لینے کا بیان

﴿٤٠٧﴾

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَجْلَى الْيَهُوْدَ وَ النَّصَارٰى مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ، وَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلٰى خَيْبَرَ اَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا، وَ كَانَتِ الْاَرْضُ حِيْنَ ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلّٰهِ وَ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ لِلْمُسْلِمِيْنَ، وَ اَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا، فَسَاَلَتِ الْيَهُوْدُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُقِرَّهُمْ بِهَا اَنْ يَّكْفُوْا عَمَلَهَا وَ لَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلٰى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا، فَقَرُّوْا بِهَا حَتّٰى اَجْلَاهُمْ عُمَرُ إِلٰى تَيْمَاءَ وَ اَرِيْحَاءَ۔

متفق عليه و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٢٣٣٨، و صحيح مسلم، رقم الحديث:١٥٥١]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہودیوں اور عیسائیوں کو سرزمین حجاز سے نکال دیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب خیبر پر فتح پائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں کو وہاں سے نکالنا چاہا، کیونکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہاں فتح حاصل ہوگئی، تو اس کی زمین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کی ہوگئی۔ (اس لیے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ یہودیوں کو وہاں سے باہر کرنے کا تھا، لیکن یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ ہمیں یہیں رہنے دیں، ہم (خیبر کی زمینوں کا) سارا کام خود کریں گے اور اس کی پیداوار کا نصف حصہ ہم لیں گے (اور نصف حصہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوگا)۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”اچھا جب تک ہم چاہیں گے تمہیں اس شرط پر یہاں رہنے دیں گے۔“

چنانچہ وہ لوگ وہیں رہتے رہے، اور پھر حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں تیماء اور اریحاء (شام کے علاقہ) کی طرف جلاوطن فرمادیا۔“

﴿۴۰۸﴾

وَ فِيْ رِوايَةٍ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَفَعَ إِلٰى يَهُوْدِ خَيْبَرَ نَخْلَ خَيْبَرَ وَ اَرْضَهَا عَلٰى اَنْ يَّعْتَمِلُوْهَا مِنْ اَمْوَالِهِمْ، وَ اَنَّ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَطْرَ ثَمَرَتِهَا۔

أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٣٤٠٩]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک اور روایت میں ہے:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کی کھجوریں اور وہاں کی زمینیں اہل خیبر کو اس شرط پر دے دی تھیں کہ وہ ان میں اپنے خرچ پر محنت کریں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کا آدھا پھل ملے گا۔“

﴿۴۰۹﴾

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ -وَ هُوَ حَلِيْفٌ لِبَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، وَ كَانَ شَهِدَ بَدْرًا- اَخْبَرَهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اَبَاعُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا، وَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ اَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَ اَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ، فَقَدِمَ اَبُوْعُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُوْمِ أَبِيْ عُبَيْدَةَ، فَوَافَتْ صَلٰوةَ الصُّبْحِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا صَلّٰى بِهِمُ الْفَجْرَ انْصَرَفَ فَتَعَرَّضُوْا لَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَآهُمْ وَ قَالَ: اَظُنُّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ اَنَّ اَبَاعُبَيْدَةَ قَدْ جَاءَ بِشَيْءٍ. قَالُوْا: اَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: فَاَبْشِرُوْا وَ اَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ، فَوَاللهِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ، وَ لٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوهَا كَمَا

تَنَافَسُوْهَا، وَ تُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ۔
متفق عليه و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث:٣١٥٨، و صحيح مسلم، رقم الحديث: ٢٩٦١]

ترجمہ: حضرت سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ (جو بنی عامر بن لؤی کے حلیف تھے اور جنگ بدر میں شریک رہے) فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو جزیہ وصول کرنے کے لیے بحرین بھیجا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بحرین کے لوگوں سے صلح فرمائی تھی اور ان پر حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو حاکم بنایا تھا۔ جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین کا مال لے کر آئے تو انصار کو معلوم ہو گیا کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ آ گئے ہیں۔ چنانچہ فجر کی نماز سب لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھا کر پھرے تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا:

”میرے خیال میں تم نے سن لیا ہے کہ ابو عبیدہ کچھ لے کر آئے ہیں؟“

انصار رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”جی ہاں، یا رسول اللہ!“ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”تمہیں خوش خبری ہو اور تم اس چیز کے لیے پر امید رہو جس سے تمہیں خوشی ہو گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قسم! میں تمہارے بارے میں محتاجی اور فقر سے نہیں ڈرتا۔ مجھے خوف اس بات کا ہے کہ دنیا کے دروازے تم پر اس طرح کھول دیئے جائیں گے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کھول دیئے گئے تھے، پھر تم بھی (مال و دولت میں) ایک دوسرے کا ویسے مقابلہ کرنے لگو جیسے انہوں نے کیا، اور پھر وہ دنیا تمہیں اسی طرح تباہ و برباد کر دے جیسا کہ پہلے لوگوں کو کیا تھا۔“

﴿٤١٠﴾

عَنْ بَجَالَةَ قَالَ: كُنْتُ كَاتِبًا لِجَزْءِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَمِّ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذْ جَاءَنَا كِتَابُ عُمَرَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ: اُقْتُلُوْا كُلَّ سَاحِرٍ وَ فَرِّقُوْا بَيْنَ كُلِّ ذِيْ مَحْرَمٍ مِنَ الْمَجُوْسِ وَ انْهَوْهُمْ عَنِ الزَّمْزَمَةِ، فَقَتَلْنَا فِيْ يَوْمٍ ثَلَاثَةَ سَوَاحِرَ، وَ فَرَّقْنَا بَيْنَ كُلِّ رَجُلٍ مِّنَ الْمَجُوْسِ وَ حَرِيْمِهٖ فِيْ كِتَابِ اللهِ، وَ

صَنَعَ طَعَامًا كَثِيْرًا فَدَعَاهُمْ فَعَرَضَ السَّيْفَ عَلٰى فَخِذِهٖ، فَاَكَلُوْا وَ لَمْ يُزَمْزِمُوْا، وَ اَلْقَوْا وِقْرَ بَغْلٍ اَوْ بَغْلَيْنِ مِنَ الْوَرِقِ، وَ لَمْ يَكُنْ عُمَرُ اَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوْسِ حَتّٰى شَهِدَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَهَا مِنْ مَّجُوْسِ هَجَرَ۔

أخرجه البخاري و أبوداؤد و الترمذى و هذا اللفظ لأبي داؤد۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث:۳۱۵۶- ۵۷، و سنن أبي داؤد، رقم الحديث:۳۰۴۳، و سنن الترمذي، رقم الحديث: ۱۵۸۶]

ترجمہ: حضرت بجالۃ بن عبد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”میں حضرت جزء بن معاویہ کا کاتب تھا (جو حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کے چچا تھے)۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ایک سال پہلے ہمارے پاس ان کا ایک خط آیا، (جس میں یہ حکم نامہ تھا:)

”ہر جادوگر کو قتل کر دو اور مجوسیوں میں سے جس کسی نے اپنی محرم عورت سے نکاح کیا ہو ان میں تفریق کرا دو اور انہیں (کھانے کے وقت) گنگنانے سے منع کر دو۔“ چنانچہ ہم نے ایک دن تین جادوگرنیوں کو قتل کیا اور جس کسی نے اپنی محرم عورت سے نکاح کر رکھا تھا کتاب اللہ کے حکم کے مطابق ان میں جدائی کرا دی۔ اور (حضرت جزء بن معاویہ نے) بہت سا کھانا تیار کروایا اور پھر انہیں دعوت دی اور تلوار اپنی ران پر رکھ لی۔ چنانچہ ان لوگوں نے کھانا کھایا مگر گنگنائے نہیں۔ اور ان لوگوں نے ایک خچر یا دو خچروں کے بوجھ برابر چاندی ان (جزء بن معاویہ) کے سامنے ڈال دی۔ اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ابتداءً مجوسیوں سے جزیہ لینے کے قائل نہیں تھے، یہاں تک کہ حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ”ہجر“ کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا (تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجوسیوں سے جزیہ لینا شروع فرمایا)۔

﴿۴۱۱﴾

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ، فَاَمَرَنِيْ اَنْ آخُذَ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِيْنَ بَقَرَةً تَبِيْعًا اَوْ تَبِيْعَةً، وَ مِنْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ مُسِنَّةً، وَ مِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِيْنَارًا اَوْ عِدْلَهٗ مَعَافِرَ۔

أخرجه أحمد و أبوداؤد و الترمذي و النسائي و ابن حبان و الحاكم و

اللفظ للترمذي-

[مسند أحمد، رقم الحديث:٢٢٠١٣، و سنن أبي داؤد، رقم الحديث:٣٠٣٨، و سنن الترمذي، رقم الحديث:٦٢٣، و سنن النسائي، رقم الحديث: ٢٤٥٠، المستدرك للحاكم، رقم الحديث:١٤٤٩]

ترجمہ: حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا اور حکم دیا کہ میں ہر تیس گائے پر ایک سال کا بچھڑا (گائے کا نر بچہ) یا بچھیا (گائے کا مادہ بچہ) وصول کروں اور ہر چالیس گائے پر دو سال کی بچھیا لوں، اور ہر (ذمّی) بالغ سے ایک دینار یا اس کے برابر معافری کپڑے بطور جزیہ لوں۔

﴿۴۱۲﴾

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ إِلٰى أُكَيْدِرِ دُوْمَةَ فَاُخِذَ فَاَتَوْهُ بِهٖ، فَحَقَنَ لَهٗ دَمَهٗ وَ صَالَحَهٗ عَلَى الْجِزْيَةِ-

أخرجه أبوداؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٣٠٣٧]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ’’دومہ‘‘ کے بادشاہ ’’اکیدر‘‘ کی طرف روانہ فرمایا۔ انہوں نے اسے پکڑ لیا اور (اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس) لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا خون معاف کر دیا اور جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی۔‘‘

﴿۴۱۳﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: صَالَحَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلَ نَجْرَانَ عَلٰى اَلْفَيْ حُلَّةٍ، النِّصْفُ فِيْ صَفَرٍ وَ الْبَقِيَّةُ فِيْ رَجَبٍ، يُؤَدُّوْنَهَا إِلَى الْمُسْلِمِيْنَ، وَ عَارِيَةً ثَلَاثِيْنَ دِرْعًا وَ ثَلَاثِيْنَ فَرَسًا وَ ثَلَاثِيْنَ بَعِيْرًا وَ ثَلَاثِيْنَ مِنْ كُلِّ صِنْفٍ مِّنْ اَصْنَافِ السِّلَاحِ، يَغْزُوْنَ بِهَا وَ الْمُسْلِمُوْنَ ضَامِنُوْنَ لَهَا حَتّٰى يَرُدُّوْهَا عَلَيْهِمْ إِنْ كَانَ بِالْيَمَنِ كَيْدٌ اَوْ غَدْرَةٌ، عَلٰى اَنْ لَّا تُهْدَمَ لَهُمْ بَيْعَةٌ وَ لَا يُخْرَجَ لَهُمْ قَسٌّ وَ لَا يُفْتَنُوْا عَنْ دِيْنِهِمْ مَا لَمْ يُحْدِثُوْا حَدَثًا اَوْ يَاْكُلُوْا

الرِّبَا- قَالَ إِسْمَاعِيْلُ: فَقَدْ اَكَلُوْا الرِّبَا-

أخرجه أبو داؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٣٠٤١، و قال المنذري: في سماع السدي من عبدالله بن عباس نظر، و إنما قيل: إنه رآه، و رأى ابن عمر، و سمع من أنس بن مالك -رضي الله عنه- ٢: ٣٤٣]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل نجران سے یہ معاہدہ فرمایا تھا کہ وہ دو ہزار (کپڑوں کے) جوڑے مسلمانوں کو ادا کیا کریں گے۔ آدھے ماہ صفر میں اور آدھے رجب میں۔ علاوہ ازیں تیس زرہیں، تیس گھوڑے، تیس اونٹ اور ہر قسم کا اسلحہ جو جنگ میں استعمال ہوتا ہے تیس تیس کی تعداد میں عاریتاً دیا کریں گے اور مسلمان ان چیزوں کے واپس کرنے تک ان کے ضامن ہوں گے۔ (یہ عاریت اس وقت لی جائے گی) جب یمن میں کوئی فساد یا غدر ہو (اور ان کی ضرورت پڑ جائے)، اور (ان کے ساتھ عہد تھا کہ) ان کا کوئی معبد نہیں گرایا جائے گا کسی پادری کو نہیں نکالا جائے گا اور ان کے دین میں کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی جب تک کہ وہ دین میں کوئی نئی بات نہ نکالیں اور سود نہ کھائیں۔“

(راویٔ حدیث) اسماعیل (بن عبدالرحمٰن قرشی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے سود کھالیا (یعنی معاہدہ توڑ دیا)۔

﴿٤١٤﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَصْلُحُ قِبْلَتَانِ فِيْ اَرْضٍ وَاحِدَةٍ وَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ جِزْيَةٌ-

أخرجه أبو داؤد و الترمذي و اللفظ للترمذي-

[سنن أبی داؤد، رقم الحديث: ٣٠٥٤، و سنن الترمذی، رقم الحديث: ٦٣٣]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ایک سرزمین پر دو قبلے نہیں ہو سکتے اور نہ ہی مسلمانوں پر جزیہ درست ہے۔“

فائدہ: ایک سرزمین پر دو دین نہیں ہو سکتے اس طرح کہ دونوں غالب اور نافذ ہوں...... مسلمانوں کے ساتھ کفار کو رہنا ہے تو ذمی بن کر اور جزیہ دے کر رہ سکتے ہیں...... ذمی اگر مسلمان ہو جائے تو اس پر جزیہ نہیں ہے...... کیونکہ مسلمانوں سے جزیہ لینا جائز نہیں۔

﴿٤١٥﴾

عَنْ حَرْبِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا الْعُشُوْرُ عَلَى الْيَهُوْدِ وَ النَّصَارٰى وَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ عُشُوْرٌ۔ وَ فِيْ رِوَايَةٍ (الْخَرَاجُ) مَكَانَ (الْعُشُوْرِ)۔

أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٣٠٤٦]

ترجمہ: حضرت سیدنا حرب بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”دسواں حصہ یہودیوں اور عیسائیوں پر ہے اور مسلمان پر کوئی دسواں نہیں ہے۔“

دوسری روایت میں ”عشور“ کی جگہ ”خراج“ کا لفظ ہے۔ (وہی صحیح ہے)

فائدہ: جہاد میں جو یہود و نصاریٰ ذمّی بنائے جاتے ہیں اُن سے ان کی تجارت وغیرہ پر دسواں حصہ بطور خراج لیا جاسکتا ہے۔ یہ زمین کی پیداوار والا ”عشر“ نہیں ہے۔

﴿٤١٦﴾

عَنْ رَجُلٍ مِّنْ جُهَيْنَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَعَلَّكُمْ تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا فَتَظْهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ، فَيَتَّقُوْنَكُمْ بِاَمْوَالِهِمْ دُوْنَ اَنْفُسِهِمْ وَ اَبْنَائِهِمْ، فَيُصَالِحُوْنَكُمْ عَلٰى صُلْحٍ، فَلَا تُصِيْبُوْا مِنْهُمْ شَيْئًا فَوْقَ ذٰلِكَ فَإِنَّهٗ لَا يَصْلُحُ لَكُمْ۔

أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٣٠٥١. و قال المنذري: في إسناده رجل مجهول.٢: ٣٤٦]

ترجمہ: قبیلہ جہینہ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”(مستقبل میں) ممکن ہے تم ایک قوم سے قتال کرو اور ان پر غالب آجاؤ، تب وہ اپنی جانیں اور اپنی اولادیں بچانے کے لیے اپنے مال پیش کریں گے، پھر وہ تم سے مصالحت کرلیں گے۔ لہٰذا تم اس (طے شدہ) سے زیادہ لینے کوشش نہ کرنا، کیونکہ وہ تمہارے لیے جائز نہ ہوگا۔“

باب: تحريم قتل المُعاهِد

معاہد اور ذمی کے قتل کی حرمت کا بیان

﴿۴۱۷﴾

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَ إِنَّ رِيْحَهَا تُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ اَرْبَعِيْنَ عَامًا۔

أخرجه البخاري و النسائي و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٣١٦٦، و سنن النسائي، رقم الحديث: ٤٧٤٩]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’جس نے کسی ذمی کو (ناحق) قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پاسکے گا۔ حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے۔“

﴿۴۱۸﴾

عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا فِيْ غَيْرِ كُنْهِهِ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ۔

أخرجه أبوداؤد و النسائي و اللفظ لأبي داؤد۔

[سنن أبي داوٗد، رقم الحديث: ٢٧٦٠، و سكت عنه المنذري، مختصر سنن أبي داوٗد، ٢: ٢٢٨، وسنن النسائي، رقم الحديث: ٤٧٤٧]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے کسی عہد یافتہ (ذمی) کو بغیر کسی وجہ کے قتل کیا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام فرمادیں گے۔“

فائدہ: اس میں ذمی بھی شامل ہیں اور وہ کفار بھی جن سے امن کا معاہدہ ہو۔

﴿۴۱۹﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلَا مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهِدًا لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَ ذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ فَقَدْ اَخْفَرَ بِذِمَّةِ اللّٰهِ، فَلَا يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَ إِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا-

أخرجه الترمذي و ابن ماجة و اللفظ للترمذي-

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ١٤٠٣، و سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ٢٦٨٧، و قال الترمذي: حديث أبي هريرة حديث حسن صحيح]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”خبردار! جس نے کسی ایسے ذمی کو قتل کیا جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ حاصل تھی تو اس نے اللہ تعالیٰ کے عہد کو توڑ دیا، لہٰذا وہ جنت کی خوشبو نہیں پا سکے گا، حالانکہ اس کی خوشبو ستر سال کی مسافت (دوری) سے آئے گی۔“

فائدہ: جنت کی خوشبو کتنی مسافت سے آتی ہے اس میں کئی روایات ہیں، چالیس سال، ستر سال، پانچ سو سال، ایک ہزار سال وغیرہ...... یہ اختلاف سونگھنے والوں کے حالات، اعمال اور درجات کے اعتبار سے ہے...... زیادہ ایمانی قوت والے ہزار سال کی مسافت سے بھی اسے پا لیں گے...... اور اُن سے کم والے پانچ سو سال یا اُس سے کم...... اپنا اپنا ایمان...... اپنی اپنی قسمت و صلاحیت...... یا ان تمام روایات سے مقصود یہ ہے کہ جنت کی خوشبو بہت دور دور سے محسوس کی جا سکے گی۔

﴿۴۲۰﴾

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قال: فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اِئْذَنْ لِيْ فَاَقْتُلَهٗ (يعني ابن الصياد) يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ يَّكُنْ هُوَ فَلَسْتَ صَاحِبَهٗ، إِنَّمَا صَاحِبُهٗ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، وَ إِنْ لَّا يَكُنْ هُوَ فَلَيْسَ لَكَ اَنْ تَقْتُلَ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْعَهْدِ-

أخرجه أحمد و هو جزء حديث طويل-

[مسند أحمد، رقم الحديث: ١٤٩٥٥]

ترجمہ: حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما (ابن صیاد کے بارے میں ایک تفصیلی روایت میں) فرماتے ہیں:

”چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

”یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجیے میں اسے (یعنی ابن صیاد کو) قتل کردوں۔“ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”اگر یہ واقعی دجال ہے تو اس کو قتل کرنے والے آپ نہیں ہیں، بلکہ اس کو قتل کرنے والے عیسیٰ ابن مریم (علیہما الصلوٰۃ والسلام) ہیں، اور اگر یہ دجال نہیں تمہارے لیے جائز نہیں کہ کسی معاہدہ والے کو قتل کریں۔“

﴿۴۲۱﴾

عن عَمْرِو بْنِ الْحَمِقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ اٰمَنَ رَجُلًا عَلٰى نَفْسِهٖ فَقَتَلَهٗ أُعْطِيَ لِوَاءَ الْغَدْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

أخرجه ابن ماجة و أحمد و اللفظ لأحمد۔

[سنن ابن ماجة، رقم الحديث:۲۶۸۸. و مسند أحمد، رقم الحديث:۲۱۹۴۶]

ترجمہ: حضرت سیدنا عمرو بن حَمِق خزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

”جس شخص نے کسی کو اس کی جان کی امان دی، پھر اس کو قتل کردیا تو قیامت کے دن اس (قاتل) کو عہد شکنی کا جھنڈا دیا جائے گا۔“

✽…✽…✽

باب: ما يحل به قتل أهل الذمة

ان چیزوں کا بیان جن سے ذمی کا قتل درست ہو جاتا ہے

﴿۴۲۲﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، اَنَّ اَعْمٰى كَانَتْ لَهٗ اُمُّ وَلَدٍ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ تَقَعُ فِيهِ، فَيَنْهَاهَا فَلَاتَنْتَهِيْ، وَ يَزْجُرُهَا فَلَاتَنْزَجِرُ. قَالَ : فَلَمَّا كَانَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ جَعَلَتْ تَقَعُ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ تَشْتُمُهٗ، فَاَخَذَ الْمِغْوَلَ فَوَضَعَهٗ فِيْ بَطْنِهَا وَ اتَّكَأَ عَلَيْهَا فَقَتَلَهَا، فَوَقَعَ بَيْنَ رِجْلَيْهَا طِفْلٌ فَلَطَّخَتْ مَا هُنَاكَ بِالدَّمِ، فَلَمَّا اَصْبَحَ ذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَمَعَ النَّاسَ فَقَالَ: اَنْشُدُ اللهَ رَجُلًا فَعَلَ مَا فَعَلَ لِيْ عَلَيْهِ حَقٌّ إِلَّا قَامَ. فَقَامَ الْاَعْمٰى يَتَخَطَّى النَّاسَ وَ هُوَ يَتَزَلْزَلُ حَتّٰى قَعَدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! اَنَا صَاحِبُهَا كَانَتْ تَشْتُمُكَ وَ تَقَعُ فِيْكَ، فَاَنْهَاهَا فَلَاتَنْتَهِيْ، وَ اَزْجُرُهَا فَلَاتَنْزَجِرُ، وَ لِي مِنْهَا ابْنَانِ مِثْلُ اللُّؤْلُؤَتَيْنِ، وَ كَانَتْ بِيْ رَفِيْقَةً، فَلَمَّا كَانَ الْبَارِحَةَ جَعَلَتْ تَشْتُمُكَ وَ تَقَعُ فِيْكَ، فَاَخَذْتُ الْمِغْوَلَ فَوَضَعْتُهٗ فِيْ بَطْنِهَا وَ اتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتّٰى قَتَلْتُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلَا اشْهَدُوْا اَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ -

أخرجه أبوداؤد و النسائي و اللفظ لأبى داؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث:۴۳۶۱، و سنن النسائي، رقم الحديث: ۴۰۷۰]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

”ایک نابینا صحابی تھے، اُن کی ایک ام ولد (ایسی لونڈی جس سے اولاد ہو) تھی اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں بکتی اور برا بھلا کہتی تھی۔ وہ اسے منع کرتے تھے مگر وہ مانتی نہ تھی، وہ اسے ڈانٹتے تھے مگر وہ باز نہ آتی۔ ایک رات وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدگوئی کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دینے لگی تو اُن نابینا (صحابی) نے

ایک برچھی لی اور اسے اس لونڈی کے پیٹ پر رکھ کر اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا اور اس طرح اسے قتل کر ڈالا۔ اس لونڈی کے پاؤں میں ایک چھوٹا بچہ آ گیا اور اس نے اس جگہ کو خون سے لت پت کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ سے اس قتل کا ذکر کیا گیا اور لوگ اکٹھے ہو گئے، آپ ﷺ نے فرمایا:

”میں اس آدمی کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں جس نے یہ کارروائی کی ہے کہ میرا اس پر حق ہے کہ کھڑا ہو جائے۔“

(یہ سن کر) وہ نابینا (صحابی) کھڑے ہو گئے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آئے، اُن کے قدم لرز رہے تھے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے آ بیٹھے اور بولے: ”یا رسول اللہ! میں اس کا قاتل ہوں۔ وہ آپ کو گالیاں بکتی تھی اور برا بھلا کہتی تھی۔ میں اس کو منع کرتا تھا مگر وہ باز نہ آتی تھی۔ میں اسے ڈانٹتا تھا مگر وہ نہیں رکتی تھی۔ میرے اس سے موتیوں جیسے دو بچے بھی ہیں، اور وہ میرا بڑا اچھا ساتھ دینے والی تھی۔ گزشتہ رات جب وہ آپ کو گالیاں دینے لگی اور برا بھلا کہنے لگی تو میں نے برچھی لی، اسے اس کے پیٹ پر رکھا اور اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا، یہاں تک کہ اس کو قتل کر ڈالا۔“ (یہ سن کر) نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”سن لو اور گواہ ہو جاؤ اس لونڈی کا خون بے قیمت ہے۔“

فائدہ: یعنی اس کے قتل پر کوئی حد، دیت یا سزا نہیں ہوگی...... بلکہ قتل کرنے والے نے خود کو اجر عظیم اور شکریہ کا مستحق بنا لیا ہے۔

﴿۴۲۳﴾

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ يَهُوْدِيَّةً كَانَتْ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ تَقَعُ فِيْهِ، فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتّٰى مَاتَتْ، فَاَبْطَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَمَهَا-
أخرجه أبوداؤد-

[سنن أبي داوٗد، رقم الحديث: ۴۳۶۲]

ترجمہ: حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”ایک یہودی عورت نبی کریم ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی اور آپ ﷺ کے بارے میں نازیبا الفاظ بکتی تھی۔ ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ کر اسے مار دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون ضائع (یعنی بے قیمت) قرار دیا۔“

❁...❁...❁

باب: الوعيد لمن عذب الذمی

ذمی اور معاہد کو اذیت دینے پر وعید کا بیان

﴿۴۲۴﴾

عَنْ هِشَامِ بْنِ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ ٱللَّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَرَّ بِالشَّامِ عَلٰى أُنَاسٍ وَ قَدْ أُقِيْمُوْا فِي الشَّمْسِ وَ صُبَّ عَلٰى رُءُوْسِهِمُ الزَّيْتُ، فَقَالَ : مَا هٰذَا ؟ قِيْلَ: يُعَذَّبُوْنَ فِي الْخَرَاجِ، فَقَالَ: اَمَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ اللهَ يُعَذِّبُ الَّذِيْنَ يُعَذِّبُوْنَ فِي الدُّنْيَا۔

أخرجه مسلم و أبوداؤد و أحمد و اللفظ لمسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث :٢٦١٣، سنن أبي داؤد، رقم الحديث :٣٠٤٥ ، و مسند أحمد، رقم الحديث: ١٥٣٣٠]

ترجمہ: حضرت سیدنا ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”شام میں ان کا گزر کچھ لوگوں پر ہوا، جنہیں دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا اور ان کے سروں پر تیل ڈالا جا رہا تھا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ بتایا گیا کہ جزیہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے یہ سزا دی جا رہی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

”جو لوگ دنیا میں دوسروں کو عذاب دیتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں عذاب دے گا۔“

فائدہ: ناحق تکلیف دینے ...... یا ضرورت سے زیادہ تکلیف دینے پر یہ وعید ہے...... شریعت سے ثابت سزاؤں والی تکلیف اس میں شامل نہیں۔

﴿۴۲۵﴾

عَنْ عِدَّةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلَا مَنْ ظَلَمَ

مُعَاهِدًا اَوِ انْتَقَصَه، اَوْ كَلَّفَه فَوْقَ طَاقَتِهٖ، اَوْ اَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ، فَاَنَا حَجِيْجُه يَوْمَ الْقِيَامَةِ-

أخرجه أبوداؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٣٠٥٢]

ترجمہ: متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”خبردار! جس کسی نے کسی عہدوالے (ذمی) پر ظلم کیا، یا اس کے حق میں کمی کی، یا اس کی طاقت سے بڑھ کے اسے کسی بات کا مکلف بنایا، یا اس کی دلی رضامندی کے بغیر اس سے کوئی چیز لی تو قیامت کے روز اس کی طرف سے میں جھگڑا کروں گا۔“

✽…✽…✽

باب: الوفاء بالعهد و الذمّة

معاہدہ اور ذمہ کی پاسداری کا بیان

﴿۴۲٦﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَيْفَ اَنْتُمْ إِذَا لَمْ تَجْتَبُوْا دِيْنَارًا وَ لَا دِرْهَمًا؟ فَقِيْلَ لَهٗ: وَ كَيْفَ تَرٰى ذٰلِكَ كَائِنًا يَا اَبَاهُرَيْرَةَ؟ قَالَ: إِيْ وَ الَّذِيْ نَفْسُ أَبِيْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ! عَنْ قَوْلِ الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ، قَالُوْا: عَمَّ ذَاكَ؟ قَالَ: تُنْتَهَكُ ذِمَّةُ اللهِ وَ ذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَشُدُّ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ قُلُوْبَ اَهْلِ الذِّمَّةِ فَيَمْنَعُوْنَ مَا فِيْ اَيْدِيْهِمْ۔

أخرجه البخاري۔

[صحيح البخارى، رقم الحديث: ٣١٨٠]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے (ایک مرتبہ) فرمایا:

"(لوگو!) اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب (جزیہ اور خراج میں سے) نہ تمہیں درہم ملے گا اور نہ دینار؟ اس پر کسی نے کہا: "اے ابو ہریرہ! تم کیسے سمجھتے ہو کہ ایسا ہوگا؟" حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے، یہ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔" لوگوں نے پوچھا: "یہ کیسے ہو جائے گا؟" آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"جب (غیر مسلموں سے ان کے جان و مال کی حفاظت کے بارے میں) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عہد توڑا جانے لگے گا، تو اللہ تعالیٰ بھی ذمیوں کے دلوں کو سخت کر دے گا۔ اور وہ جزیہ دینا بند کر دیں گے، (بلکہ لڑنے کو تیار ہو جائیں گے)۔"

فائدہ: حدیث مبارکہ بظاہر موقوف ہے، لیکن مرفوع کے حکم میں ہے، صحیح مسلم میں یہی روایت دوسرے پس منظر میں مرفوعاً مروی ہے۔

﴿۴۲۷﴾

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا مَنَعَنِي اَنْ اَشْهَدَ بَدْرًا إِلَّا اَنِّي خَرَجْتُ اَنَا وَ أَبِي حُسَيْلٌ، قَالَ: فَاَخَذَنَا كُفَّارُ قُرَيْشٍ، قَالُوْا: إِنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ مُحَمَّدًا، فَقُلْنَا: مَا نُرِيْدُهُ، مَا نُرِيْدُ إِلَّا الْمَدِيْنَةَ، فَاَخَذُوْا مِنَّا عَهْدَ اللهِ وَ مِيْثَاقَهُ لَنَنْصَرِفَنَّ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، وَ لَانُقَاتِلُ مَعَهُ، فَاَتَيْنَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَخْبَرْنَاهُ الْخَبَرَ، فَقَالَ: انْصَرِفَا، نَفِي لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَ نَسْتَعِيْنُ اللهَ عَلَيْهِمْ۔

أخرجه مسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٧٨٧]

ترجمہ: حضرت سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جنگ بدر میں میرے شامل نہ ہونے کی وجہ صرف یہ تھی کہ میں اور میرے والد حسیل رضی اللہ عنہ (جو یمان کے لقب سے معروف تھے) دونوں (ہجرت کے لیے) نکلے تو ہمیں کفار قریش نے پکڑ لیا اور کہا:

”تم محمد کے پاس (بدر) جانا چاہتے ہو؟“ ہم نے کہ: ”ہم ان کے پاس نہیں جانا چاہتے، ہم تو صرف مدینہ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔“ چنانچہ انہوں نے ہم سے اللہ تعالیٰ کے نام پر یہ عہد اور میثاق لیا کہ ہم مدینہ جائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل کر (بدر میں) قتال نہیں کریں گے۔“

ہم (ہجرت کر کے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو سارے معاملے کی خبر دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”تم دونوں (مدینہ) چلے جاؤ، ہم ان سے کیا ہوا عہد پورا کریں گے اور ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں گے۔“

فائدہ: وعدہ کی پاسداری کی اہمیت دلوں میں بٹھانے کے لیے ایسا کیا گیا، ورنہ فقہاء نے لکھا ہے کہ ایسے موقع پر ایفائے عہد واجب نہیں۔

﴿۴۲۸﴾

عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ، يَقُوْلُ: كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَ بَيْنَ اَهْلِ الرُّوْمِ عَهْدٌ، وَ

كَانَ يَسِيْرُ فِيْ بِلَادِهِمْ، حَتّٰى إِذَا انْقَضَى الْعَهْدُ اَغَارَ عَلَيْهِمْ، فَإِذَا رَجُلٌ عَلٰى دَابَّةٍ اَوْ عَلٰى فَرَسٍ، وَ هُوَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، وَفَاءٌ لَا غَدْرٌ، وَ إِذَا هُوَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ، فَسَأَلَهٗ مُعَاوِيَةُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ كَانَ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَايَحُلَّنَّ عَهْدًا وَ لَايَشُدَّنَّهٗ حَتّٰى يَمْضِيَ اَمَدُهٗ اَوْ يَنْبِذَ إِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ- قَالَ: فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ بِالنَّاسِ-
أخرجه أبوداؤد و الترمذي و اللفظ للترمذي-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۲۷۵۹، و سنن الترمذي، رقم الحديث: ۱۵۷۴، و قال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح]

ترجمہ: حضرت سیدنا سلیم بن عامر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان معاہدہ تھا، اور (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ معاہدہ کے ایام میں) ان کے علاقوں کی طرف کوچ فرمارہے تھے، تاکہ جیسے ہی معاہدے کی مدت ختم ہو فوراً ان پر چڑھائی کر دیں۔ اتنے میں گھوڑے پر سوار ایک شخص تشریف لائے اور پکار کر کہنے لگے: ”اللہ اکبر! عہد پورا کیا جائے، عہد کو نہ توڑا جائے۔“ لوگوں نے دیکھا تو وہ صحابئ رسول حضرت سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں ان سے پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا، ارشاد فرمارہے تھے:

”جس کا کسی قوم سے کوئی معاہدہ ہو تو وہ ہرگز اس معاہدے کی گرہ نہ کھولے نہ باندھے، یہاں تک کہ اس کی مدت گذر جائے، یا پھر ان کی طرف معاہدہ برابری کی سطح پر پھینک دے۔“

روای کہتے ہیں: (یہ سن کر) حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ واپس لوٹ آئے۔

﴿۴۲۹﴾

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: نَزَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ وَ مَعَهٗ مَنْ مَّعَهٗ مِنْ اَصْحَابِهٖ، وَ كَانَ صَاحِبُ خَيْبَرَ رَجُلًا مَارِدًا مُنْكَرًا، فَاَقْبَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اَلَكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا حُمُرَنَا وَ تَأْكُلُوْا ثَمَرَنَا وَ تَضْرِبُوْا نِسَاءَنَا؟ فَغَضِبَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَ

قَالَ: يَا ابْنَ عَوْفٍ! ارْكَبْ فَرَسَكَ ثُمَّ نَادِ: اَلَا إِنَّ الْجَنَّةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِمُؤْمِنٍ، وَ اَنِ اجْتَمِعُوْا لِلصَّلٰوةِ، قَالَ: فَاجْتَمَعُوْا، ثُمَّ صَلّٰى بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَامَ، فَقَالَ: اَيَحْسَبُ اَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ، قَدْ يَظُنُّ اَنَّ اللهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا إِلَّا مَا فِيْ هٰذَا الْقُرْآنِ، اَلَا! وَ إِنِّيْ وَ اللهِ قَدْ وَعَظْتُ وَ اَمَرْتُ وَ نَهَيْتُ عَنْ اَشْيَاءَ إِنَّهَا لَمِثْلُ الْقُرْآنِ اَوْ اَكْثَرُ، وَ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَمْ يُحِلَّ لَكُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوتَ اَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا بِإِذْنٍ وَ لَا ضَرْبَ نِسَائِهِمْ وَ لَا اَكْلَ ثِمَارِهِمْ إِذَا اَعْطَوْكُمُ الَّذِيْ عَلَيْهِمْ۔

أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٣٠٥٠، و قال المنذري: في إسناده: أشعث بن شعبة المصيصي، و فيه مقال. مختصر سنن أبي داؤد، ٢: ٣٤٦]

ترجمہ: حضرت سیدنا عرباض بن ساریہ سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ خیبر میں اترے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ دیگر صحابہ بھی تھے۔ خیبر کا رئیس ایک سرکش (اور) ناپسندیدہ شخص تھا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: ”اے محمد! کیا تمہارے لیے جائز ہے کہ ہمارے گدھوں کو ذبح کر ڈالو، ہمارے پھل کھا جاؤ اور ہماری عورتوں کو مارو؟“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (یہ سن کر) غصے ہوئے اور فرمایا:

”اے ابن عوف! اپنے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ اور اعلان کر دو کہ خبردار! جنت صرف صاحب ایمان کے لیے ہے اور یہ کہ نماز کے لیے اکٹھے ہو جاؤ۔“

صحابہ رضی اللہ عنہم اکٹھے ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں نماز پڑھائی، پھر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا:

”کیا تم میں سے کوئی اپنے تخت پر تکیہ لگائے یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف وہی کچھ حرام ٹھہرایا ہے جو اس قرآن میں ہے۔ خبردار! بیشک اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے خوب وعظ و نصیحت کی ہے، کئی باتوں کا حکم دیا ہے اور کئی چیزوں سے منع کیا ہے، میری یہ باتیں بلاشبہ قرآن ہی کی مثل ہیں یا اس سے بڑھ کر (مفصل) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال نہیں کیا کہ بلا اجازت اہل کتاب کے گھروں میں داخل ہو جاؤ، یا ان کی عورتوں کو مارو، یا ان کے پھل کھا جاؤ، جبکہ وہ تمہیں اپنے ذمے کا واجب ادا کر رہے ہوں۔“

بَاب: اَلْغَدْرُ عَنِ الْعَهْدِ

معاہدے کی خلاف ورزی کی حرمت کا بیان

﴿۴۳۰﴾

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَرْبَعُ خِلَالٍ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا: مَنْ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَ إِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ، وَ إِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَ إِذَا خَاصَمَ فَجَرَ، وَ مَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا۔

أخرجه البخاري و مسلم و أبوداؤد و الترمذى و النسائي و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۳۱۷۸، صحيح مسلم، رقم الحديث:۵۸، و سنن أبي داوٗد، رقم الحديث: ٤٦٨٨، و سنن الترمذي، رقم الحديث: ٢٦٣٢، و سنن النسائي، رقم الحديث: ٥٠٢٠]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”چار عادتیں ایسی ہیں کہ اگر یہ چاروں کسی ایک شخص میں جمع ہو جائیں تو وہ پکا منافق ہے:

﴿۱﴾ وہ شخص کہ جو جب بھی بات کرے تو جھوٹ بولے۔

﴿۲﴾ اور جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔

﴿۳﴾ اور جب معاہدہ کرے تو اسے پورا نہ کرے۔

﴿۴﴾ اور جب کسی سے لڑے تو گالم گلوچ پر اتر آئے۔

اور جس شخص میں ان چار عادتوں میں سے ایک عادت ہو تو اس کے اندر نفاق کی ایک عادت ہے جب تک کہ وہ اسے چھوڑ نہ دے۔“

﴿۴۳۱﴾

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا جَمَعَ اللهُ الْأَوَّلِيْنَ وَ الْآخِرِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرْفَعُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ، فَقِيْلَ: هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ۔

أخرجه البخاري و مسلم و أبوداؤد و الترمذي و اللفظ لمسلم۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٦١٧٧، و صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٧٣٥، و سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٧٥٦، و سنن الترمذي، رقم الحديث: ١٥٨١]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جب اولین و آخرین کو جمع فرمائیں گے تو بدعہدی کرنے والے ہر شخص کے لیے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا اور کہا جائے گا: یہ فلاں بن فلاں کی بدعہدی (کا نشان) ہے۔“

﴿۴۳۲﴾

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهٖ۔

أخرجه البخاري و مسلم و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٦٩٦٦، و صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٧٣٧]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ہر عہد شکن کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا جس سے وہ پہچانا جائے گا۔“

﴿۴۳۳﴾

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ عِنْدَ اسْتِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

أخرجه مسلم و أحمد و اللفظ لمسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٧٣٨، و مسند أحمد، رقم الحديث: ١١٣٠٢]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نقل فرماتے ہیں کہ:

”بدعہدی کرنے والے ہر شخص کے لیے قیامت کے دن اس کی سرین کے پاس ایک جھنڈا (نصب) ہوگا۔“

﴿۴۳۴﴾

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُرْفَعُ لَهٗ بِقَدْرِ غَدْرِهٖ، اَلَا وَ لَا غَادِرَ اَعْظَمُ غَدْرًا مِّنْ اَمِيْرِ عَامَّةٍ۔ أخرجه مسلم و أحمد و اللفظ لمسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٧٣٨، و مسند أحمد، رقم الحديث: ٦٠٩٣]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”عہد شکنی کرنے والے ہر شخص کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا جو اس کی بدعہدی کے بقدر بلند کیا جائے گا۔ سنو! امیر عام (یعنی مسلمانوں کے خلیفہ یا اُس وقت کے بڑے حاکم) سے غداری کرنے سے بڑھ کر کوئی عہد شکنی نہیں۔“

❁…❁…❁

کتاب بشارات القتال والفتوح فی المستقبل

مستقبل کے قتال اور فتوحات کی بشارتیں

باب: غزوۃ الہند

غزوۂ ہند کا بیان

﴿۴۳۵﴾

عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِيْ اَحْرَزَهُمَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ: عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَ عِصَابَةٌ تَكُوْنُ مَعَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ و السَّلَامُ۔

أخرجه النسائي و أحمد و اللفظ للنسائی۔

[سنن النسائي، رقم الحديث :۳۱۷۲، مسند احمد، رقم الحديث :۲۲۳۹۶]

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”میری امت کی دو جماعتوں کو اللہ تعالیٰ نے (جہنم کی) آگ سے آزاد فرمادیا ہے۔ ① ایک وہ جماعت جو ہندوستان پر حملہ کرے گی، ② اور دوسری وہ جماعت جو عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے ساتھ (جہاد میں شریک) ہوگی۔“

﴿۴۳۶﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وَعَدَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ الْهِنْدِ، فَإِنْ اَدْرَكْتُهَا أُنْفِقْ فِيْهَا نَفْسِيْ وَ مَالِيْ، فَإِنْ أُقْتَلْ كُنْتُ مِنْ اَفْضَلِ الشُّهَدَاءِ، وَ إِنْ اَرْجِعْ فَاَنَا أَبُوْهُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ۔

أخرجه النسائي و أحمد و اللفظ للنسائي۔

[سنن النسائی، رقم الحديث :۳۱۷۱، و مسند أحمد، رقم الحديث :۳۱۲۸]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے غزوۂ ہند کا وعدہ فرمایا ہے۔ اگر میں نے اس غزوہ کو پالیا تو میں اس میں اپنی جان اور اپنا مال صرف کر دوں گا، پھر اگر میں اس میں شہید کر دیا گیا تو میں افضل شہداء میں شمار ہوں گا اور اگر زندہ واپس آ گیا تو پھر میں (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت کے مطابق آگ سے) آزاد کردہ ابو ہریرہ ہوں گا۔“

﴿۴۳۷﴾

وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ خَلِيْلِي الصَّادِقُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهٗ قَالَ: يَكُوْنُ فِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْثٌ إِلَى السِّنْدِ وَ الْهِنْدِ، فَإِنْ اَنَا اَدْرَكْتُهٗ فَاسْتُشْهِدْتُّ فَذَاكَ، وَ إِنْ اَنَا- فَذَكَرَ كَلِمَةً- رَجَعْتُ وَ اَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ قَدْ اَعْتَقَنِيْ مِنَ النَّارِ-

أخرجه أحمد-

[مسند أحمد، رقم الحديث: ۸۸۲۳]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت میں ہے، فرماتے ہیں:

”میرے سچے دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

”اس امت میں سندھ اور ہند کی طرف لشکر کشی ہوگی۔“

(حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) اگر میں نے اس لشکر کو پالیا اور شہید کر دیا گیا تو وہی بہتر ہے، اور اگر میں لوٹ آیا (درمیان ایک اور جملہ بھی فرمایا تھا) تو میں (جہنم کی آگ سے) آزاد کردہ ابو ہریرہ ہوں گا، یقیناً اللہ تعالیٰ مجھے آگ سے آزاد فرما دیں گے۔“

﴿۴۳۸﴾

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَغْزُوْ قَوْمٌ مِّنْ اُمَّتِي الْهِنْدَ، فَيَفْتَحُ اللهُ عَلَيْهِمْ حَتّٰى يَأْتُوْا بِمُلُوْكِ الْهِنْدِ مَغْلُوْلِيْنَ فِي السَّلَاسِلِ، يَغْفِرُ اللهُ لَهُمْ ذُنُوْبَهُمْ، فَيَنْصَرِفُوْنَ إِلَى الشَّامِ فَيَجِدُوْنَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ بِالشَّامِ-

أخرجه نعيم بن حماد-

[كتاب الفتن لنعيم بن حماد، رقم الحديث:١٢٠٢، وإسناده ضعيف]

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

”میری امت میں سے ایک قوم (جماعت) ہند میں قتال کرے گی، اللہ تعالیٰ ان پر انہیں فتح دیں گے، یہاں تک کہ وہ ہندوستانی بادشاہوں کو بیڑیوں میں جکڑ کر لائیں گے، اللہ تعالیٰ ان (مجاہدین) کے گناہ معاف فرما دیں گے، پھر وہ شام کی طرف جائیں گے تو عیسیٰ ابن مریم (علیہما الصلوٰۃ والسلام) کو وہاں پائیں گے۔“

فائدہ (۱): اس باب کی پہلی روایت بالکل صحیح سند سے ثابت ہے، بقیہ روایات میں کچھ ضعف ہے، تاہم پہلی روایت ان سب کی تائید وتوثیق کرتی ہے۔ واللہ اعلم

فائدہ (۲): احادیث مبارکہ میں مستقبل کے جہاد کے حوالہ سے...... جن علاقوں اور خطّوں کا تذکرہ ہے...... مثلاً شام، قسطنطنیہ اور ہند وغیرہ...... تو وہاں اس بات کی بشارت ہے کہ اسلام ان خطوں میں داخل ہوگا، غالب ہوگا...... ان خطوں پر اسلام کے غلبے کے لیے جہاد ہوگا...... چنانچہ جب بھی کوئی اسلامی لشکر ان علاقوں میں...... خالص اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کرے گا وہ ان مبارک احادیث اور بشارتوں کا مصداق ہوگا...... یہ کہنا کہ بس ایک بار وہاں جہاد ہوگیا اور پہلا حملہ کرنے والوں نے یہ بشارت حاصل کرلی...... یہ بالکل غلط اور ناقابل فہم بات ہے...... اور ان بشارات کے اصل مقصد کے خلاف ہے...... اس کا تو یہ مطلب بنے گا کہ بس ایک بار وہاں جہاد کرلو اور پھر وہ علاقہ کفار ومشرکین کے لیے کھلا چھوڑ دو کہ وہ وہاں راج کرتے رہیں...... ایسا ہرگز نہیں...... بلکہ احادیث میں ان خطوں کا نام آنا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں سے یہ چاہتے ہیں کہ...... اُن کے جہاد کی بدولت...... ان علاقوں میں اسلام غالب ہو اور غالب رہے...... چنانچہ جب بھی یہ غلبہ ٹوٹے...... پھر جہاد کرو تو اس جہاد پر بھی پہلے جیسے جہاد کا اجر ملے گا، ان شاء اللہ...... ”غزوۃ الہند“ والی تمام روایات کو جوڑ کر پڑھیں تو یہی نکتہ واضح ہوتا ہے...... اللہ تعالیٰ اُن دانشوروں کو ہدایت عطاء فرمائے...... جو یہ کہتے ہیں کہ...... ”غزوۃ الہند“ ہو چکا ہے...... اور فضیلت حاصل کرنے والے یہ فضیلت حاصل کر چکے ہیں...... اور اب ہمارے لیے یہی حکم ہے کہ...... مشرکین کی غلامی کو خوشی خوشی قبول کریں...... اور جہاد کا نام تک نہ لیں...... انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فائدہ (۳): بالکل آخری زمانے کے قتال کی جو روایات آئی ہیں...... ان میں بھی قسطنطنیہ اور ہند کی فتح کا تذکرہ ہے...... معلوم ہوا کہ حالات بدلتے رہتے ہیں...... اس وقت ”قسطنطنیہ“ پر مسلمانوں کی...... اور ”ہند“

پر مشرکین کی حکومت ہے...... آگے چل کر کیا ہوگا کچھ معلوم نہیں...... مگر قرب قیامت میں ان دونوں علاقوں پر...... مسلمان آسانی سے فتح حاصل کریں گے اور یہاں اسلام کی حکومت چلے گی، ان شاء اللہ...... اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ...... ان دونوں علاقوں پر جہاد کی فضیلت مسلّم ہے...... اور مسلمانوں کو اس سے غافل نہیں رہنا چاہیے...... جغرافیائی لحاظ سے یہ دونوں علاقے پوری دنیا میں ایک خاص حیثیت رکھتے ہیں...... اور اسلام دنیا میں غالب ہونے کے لیے آیا ہے۔

❁...❁...❁

باب: قتال الترک

ترکوں سے قتال کا بیان

﴿۴۳۹﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ، وَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ، وَ فِيْ رِوَايَةٍ: صِغَارَ الْاَعْيُنِ، ذُلْفَ الْاُنُوفِ، كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ۔

أخرجه البخاري و مسلم و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري رقم الحديث: ۲۹۲۹، وصحيح مسلم، رقم الحديث:۲۹۱۲]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تم ایک ایسی قوم سے قتال نہ کرلو جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے، اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تم ایک ایسی قوم سے جنگ نہ کرلو، جن کے چہرے تہ بہ تہ ڈھال کی مانند ہوں گے۔“

ایک اور روایت میں (الفاظ یوں) ہیں:

”ان کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی، ناک موٹی، چہرے ایسے ہوں گے جیسے تہ بہ تہ چمڑہ لگی ڈھال ہوتی ہے۔“

﴿۴۴۰﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ، وَ حَتّٰى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ صِغَارَ الْاَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ، ذُلْفَ الْاُنُوْفِ، كَاَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ۔

أخرجه البخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۳۵۸۷]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم ایسی قوم سے قتال نہ کرلو جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے، اور جب تک کہ تم ترک قوم سے قتال نہ کرلو، جو چھوٹی آنکھوں، سرخ چہرے اور چپٹی ناک والے ہوں گے، گویا ان کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھال ہیں۔‘‘

فائدہ: ترک قومیں بہت زیادہ ہیں...... دنیا کی کم از کم ستّر بڑی اقوام اصل میں ’’ترک‘‘ ہیں...... بہت سے ترکوں سے جہاد ہو چکا...... اور بہت سے ترکوں سے جہاد باقی ہے...... بہت سے ترک اسلام میں داخل ہو چکے...... بہت سوں نے ابھی داخل ہونا ہے...... بہت سے ترک خود مسلمان فاتحین بن گئے...... اور بہت سے ترک یہودی دجال کے ساتھ ہوں گے...... اس لیے احادیث مبارکہ اور حالاتِ زمانہ میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

﴿۴۴۱﴾

عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: اَتَيْنَا أَبَاهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ: صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ سِنِيْنَ لَمْ اَكُنْ فِيْ سِنِيَّ اَحْرَصَ عَلٰى اَنْ اَعِيَ الْحَدِيْثَ مِنِّيْ فِيْهِنَّ، سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: وَ قَالَ هٰكَذَا بِيَدِهٖ: بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ، وَ هُوَ هٰذَا الْبَارِزُ. وَ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً وَ هُمْ اَهْلُ الْبَازِرِ۔ أخرجه البخاري۔

[صحيح البخارى، رقم الحديث: ۳۵۹۱]

ترجمہ: حضرت قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’ہم حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں تین سال رہا ہوں، اپنی پوری عمر میں مجھے حدیث یاد کرنے کا اتنا شوق کبھی نہیں ہوا جتنا ان تین سالوں میں تھا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کر کے ارشاد فرمایا:

’’قیامت کے قریب تم لوگ (مسلمان) ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بالوں کے

ہوں گے۔" اور وہ ظاہری (یعنی بلند جگہ) پر رہنے والے ہیں۔"

محدث کبیر حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ پر "وَهُوَ هٰذَا الْبَارِزُ" کے بجائے "هُمْ أَهْلُ الْبَارِزِ" الفاظ نقل فرمائے ہیں۔ (یعنی بلند زمین پر رہنے والے مراد ہیں جیسے کرد، دیلم اور کرمان وغیرہ کے علاقے ہیں)

﴿۴۴۲﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا خُوْزًا وَ كَرْمَانَ مِنَ الْاَعَاجِمِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ، فُطْسَ الْاُنُوْفِ، صِغَارَ الْاَعْيُنِ وُجُوْهُهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ، نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ-

أخرجه البخاري-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٣٥٩٠]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم خوز اور کرمان والوں سے جنگ نہ کرلو گے، ان کے چہرے سرخ ہوں گے، ناک چپٹی ہوگی، آنکھیں چھوٹی ہوں گی اور چہرے ایسے ہوں گے جیسے تہ بہ تہ ڈھال ہوتی ہے اور ان کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔"

﴿۴۴۳﴾

عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ تُقَاتِلُوْا قَوْمًا يَنْتَعِلُوْنَ نِعَالَ الشَّعَرِ، وَ إِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ تُقَاتِلُوْا قَوْمًا عِرَاضَ الْوُجُوْهِ، كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ-

رواه البخاري و ابن ماجة و اللفظ للبخاري-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ٢٩٢٧، وسنن ابن ماجة، رقم الحديث: ٤٠٩٨]

ترجمہ: حضرت سیدنا عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تم ایسی قوم سے جنگ کرو گے جو بالوں کے جوتے بناتے

ہیں (یا ان کے بال بہت لمبے ہوں گے)، اور قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ تم ایسے لوگوں سے لڑو گے جن کے منہ چوڑے ہوں گے، گویا وہ تہ بہ تہ ڈھالیں ہوں (یعنی بہت موٹے منہ والے ہوں گے)۔"

﴿۴۴۴﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُوْنَ التُّرْكَ، قَوْمًا وُجُوْهُهُمْ كَالْمَجَانِّ الْمُطْرَقَةِ يَلْبَسُوْنَ الشَّعَرَ، وَ يَمْشُوْنَ فِي الشَّعَرِ۔

رواه مسلم و أبوداؤد و النسائي و اللفظ لمسلم۔

[صحيح مسلم رقم الحديث: ٢٩١٢ ، وأبوداؤد رقم الحديث: ٤٣٠٣، و النسائي، رقم الحديث: ٣١٧٧]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ مسلمان ترکوں سے جنگ کرلیں، جو ایسی قوم ہے جن کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی مانند ہوں گے۔ وہ لوگ بالوں کا لباس پہنتے ہوں گے اور بالوں (کے جوتوں) میں چلتے ہوں گے۔"

فائدہ: ترکوں کا اصل حلیہ یہی ہے اور اب بھی اس حلیے والے اصل ترک موجود ہیں...... گول موٹے ضخیم چہروں والے، سرخ و سفید ابھرے ہوئے رخسار، چھوٹی ناک...... اس وقت موجودہ "ترکیہ" نامی جو ملک ہے، اس میں اب کئی مخلوط نسلیں ہیں...... اصل ترک خراسان اور ماوراء النہر کے علاقوں میں تھے...... احادیث مبارکہ کی پیشین گوئی کے مطابق اُن سے جہاد ہوا...... اور بار بار ہوا...... اور پھر وہ اسلام میں داخل ہوئے...... اور خدمت اسلام میں بہت سی قوموں پر سبقت لے گئے۔

﴿۴۴۵﴾

عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ: دَعُوا الْحَبَشَةَ مَا وَدَعُوكُمْ، وَ اتْرُكُوا التُّرْكَ مَا تَرَكُوْكُمْ۔

أخرجه أبوداؤد و النسائي و اللفظ لأبى داؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٤٣٠٢، وسنن النسائي، رقم الحديث: ٣١٧٦]

ترجمہ: ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’حبشیوں سے تعرض نہ کرو جب تک کہ وہ تمہارے درپے نہ ہوں، اور ترکوں کو بھی اپنے حال پر چھوڑ دو جب تک کہ وہ تمہیں چھوڑے رکھیں۔‘‘

﴿۴۴۶﴾

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَنْزِلُ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِي بِغَائِطٍ يُسَمُّوْنَهُ الْبَصْرَةَ، عِنْدَ نَهْرٍ يُقَالُ لَهٗ: دِجْلَةُ، يَكُوْنُ عَلَيْهِ جِسْرٌ، يَكْثُرُ اَهْلُهَا، وَ تَكُوْنُ مِنْ اَمْصَارِ الْمُهَاجِرِينَ- قَالَ ابْنُ يَحْيٰي: قَالَ أَبُوْمَعْمَرٍ: وَ تَكُوْنُ مِنْ اَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ- فَإِذَا كَانَ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ جَاءَ بَنُوْقَنْطُوْرَاءَ عِرَاضُ الْوُجُوْهِ، صِغَارُ الْاَعْيُنِ، حَتّٰى يَنْزِلُوْا عَلٰى شَطِّ النَّهْرِ، فَيَتَفَرَّقُ اَهْلُهَا ثَلَاثَ فِرَقٍ: فِرْقَةٌ يَأْخُذُوْنَ اَذْنَابَ الْبَقَرِ وَ الْبَرِّيَّةِ وَ هَلَكُوْا، وَ فِرْقَةٌ يَأْخُذُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ وَ كَفَرُوا، وَ فِرْقَةٌ يَجْعَلُوْنَ ذَرَارِيَّهُمْ خَلْفَ ظُهُوْرِهِمْ، وَ يُقَاتِلُوْنَهُمْ وَ هُمُ الشُّهَدَاءُ-

أخرجه أبوداؤد و أحمد و ابن حبان و اللفظ لأبى داؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث:۴۳۰۶، ومسند أحمد ، رقم الحديث:۲۰۴۵۱، وصحيح ابن حبان، رقم الحديث: ۶۷۴۸]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’میری امت کے کچھ لوگ پست علاقے کی زمین میں اتریں گے جسے لوگ ’’بصرہ‘‘ کہتے ہوں گے، جو دریائے دجلہ کے کنارے آباد ہوگا اور (ان دنوں) اس دریا پر ایک پل ہوگا۔ اس (شہر) کی آبادی بہت زیادہ ہوگی اور وہ مہاجرین کا شہر ہوگا۔‘‘

(ابن یحییٰ نے بیان کیا کہ ابو معمر نے یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں کہ) ’’مسلمانوں کا شہر ہوگا۔‘‘

پس جب آخری زمانہ ہوگا تو بنوقنطوراء (یہ ترکوں کے جد اعلیٰ کا نام ہے) آئیں گے، ان کے چہرے چوڑے اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوں گی، یہاں تک کہ وہ اس دریا کے کنارے اتریں گے تو اس شہر کے لوگ تین جماعتوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک جماعت بیلوں کی دمیں پکڑ لے گی (یعنی زراعت

میں مشغول ہو جائے گی اور) جنگلوں میں نکل جائے گی اور ہلاک ہوگی۔ دوسری جماعت اپنے لیے امان طلب کرے گی اور وہ کافر ہو جائے گی۔ اور تیسری جماعت وہ ہوگی جو اپنی اولاد اپنے پیچھے چھوڑ کر ان کے ساتھ قتال کرے گی اور یہی لوگ عظیم شہداء ہوں گے۔“

﴿۴۴۷﴾

عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُقَاتِلُكُمْ قَوْمٌ صِغَارُ الْاَعْيُنِ. يَعْنِي التُّرْكَ. قَالَ: تَسُوْقُوْنَهُمْ ثَلَاثَ مِرَارٍ حَتّٰى تُلْحِقُوْهُمْ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، فَاَمَّا فِي السِّيَاقَةِ الْاُوْلٰى فَيَنْجُوْ مَنْ هَرَبَ مِنْهُمْ، وَ اَمَّا فِي الثَّانِيَةِ فَيَنْجُوْ بَعْضٌ وَ يَهْلِكُ بَعْضٌ، وَ اَمَّا فِي الثَّالِثَةِ فَيُصْطَلَمُوْنَ، اَوْ كَمَا قَالَ- أخرجه أبوداؤد و أحمد و اللفظ لأبي داؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث:۴۳۰۵، ومسند أحمد، رقم الحديث: ۲۲۹۵۱]

ترجمہ: حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”چھوٹی آنکھوں والی ایک (ترک) قوم تم سے جنگ کرے گی۔“

اور ارشاد فرمایا:

”تم انہیں تین بار پسپا کرو گے حتیٰ کہ انہیں جزیرۂ عرب کے کنارے پر پہنچا دو گے۔ پہلی دفعہ کی شکست میں ان میں سے جو بھاگ جائیں گے وہ نجات پا جائیں گے، دوسری دفعہ میں کچھ بچ جائیں گے اور کچھ ہلاک ہوں گے۔ لیکن تیسری بار میں ان کا صفایا کر دیا جائے گا۔“ (یا جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا)

فائدہ: احادیث مبارکہ میں جو پیشین گوئیاں فرمائی گئی ہیں...... ان میں سے کچھ پوری ہو چکی ہیں...... کچھ نے پورا ہونا ہے...... اور کچھ بار بار پوری ہوں گی...... جب مسلمانوں کی اپنی اسلامی حکومت اور خلافت ہوتی ہے تو ان احادیث کا مصداق بھی آسانی سے سمجھا اور پورا کیا جاتا ہے...... ہر مسلمان خود کو جہاد کے لیے تیار کرے، تاکہ وہ سنہرا دور لوٹ آئے تو پھر یہ سب کچھ دوبارہ واضح ہو جائے گا، ان شاء اللہ

﴿۴۴۸﴾

(مسند احمد کی روایت میں ہے کہ ترک قوم تین مرتبہ مسلمانوں کو شکست دے گی، بعض محدثین اسی روایت کو ترجیح

دیتے ہیں۔ وہ روایت درج ذیل ہے:)

عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ أُمَّتِيْ يَسُوْقُهَا قَوْمٌ عِرَاضُ الْوُجُوْهِ، صِغَارُ الْأَعْيُنِ، كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْحَجَفُ ثَلَاثَ مِرَارٍ، حَتّٰى يُلْحِقُوْهُمْ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، اَمَّا السَّابِقَةُ الْأُوْلٰى فَيَنْجُوْ مَنْ هَرَبَ مِنْهُمْ، وَ اَمَّا الثَّانِيَةُ فَيَهْلِكُ بَعْضٌ وَ يَنْجُوْ بَعْضٌ، وَ اَمَّا الثَّالِثَةُ فَيُصْطَلَمُوْنَ كُلُّهُمْ مَنْ بَقِيَ مِنْهُمْ. قَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللهِ! مَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمُ التُّرْكُ، قَالَ: اَمَا وَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ! لَيَرْبِطُنَّ خُيُوْلَهُمْ إِلٰى سَوَارِيْ مَسَاجِدِ الْمُسْلِمِيْنَ. قَالَ: وَ كَانَ بُرَيْدَةُ لَايُفَارِقُهٗ بَعِيْرَانِ اَوْ ثَلَاثَةٌ وَ مَتَاعُ السَّفَرِ وَ الْأَسْقِيَةُ يُعِدُّ ذٰلِكَ لِلْهَرَبِ، مِمَّا سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَلَاءِ مِنْ اَمْرِ التُّرْكِ۔

أخرجه أحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ۲۲۹۵۱]

ترجمہ: حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں موجود تھا، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

”میری امت کو چوڑے چہروں اور چھوٹی آنکھوں والی ایک قوم تین مرتبہ ہانکے گی، جس کے چہرے ڈھال کی مانند ہوں گے، یہاں تک وہ انہیں جزیرۂ عرب میں پہنچا دے گی۔ پہلی مرتبہ میں جو لوگ بھاگ جائیں گے وہ بچ جائیں گے، دوسری مرتبہ میں کچھ لوگ ہلاک ہو جائیں گے، اور کچھ بچ جائیں گے، اور تیسرے مقابلے میں بچ جانے والے تمام افراد کا صفایا کر دیا جائے گا۔“

لوگوں نے پوچھا: ”اے اللہ کے نبی! وہ کون لوگ ہوں گے؟“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”ترک ہوں گے۔“

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ اپنے گھوڑوں کو مسلمانوں کی مسجدوں کے ستونوں سے ضرور باندھیں گے۔“

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ (یہ حدیث سننے کے بعد) ہمیشہ اپنے ساتھ دو تین اونٹ، سامان سفر اور مشکیزے تیار

رکھتے تھے، تاکہ (ترک فتنے کے وقت) فوری طور پر وہاں سے روانہ ہوسکیں۔

﴿۴۴۹﴾

عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَجِيْءُ قَوْمٌ صِغَارُ الْعُيُوْنِ عِرَاضُ الْوُجُوْهِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ فَيلْحَقُوْنَ اَهْلَ الْإِسْلامِ بِمَنَابِتِ الشِّيْحِ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ إِلَيْهِمْ قَدْ رَبَطُوْا خُيُوْلَهُمْ بِسَوَارِي الْمَسْجِدِ- قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! مَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمُ التُّرْكُ-

أخرجه البزار-

[مسند البزار، رقم الحديث: ۴۳۹۹]

ترجمہ: حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”چھوٹی آنکھوں اور چوڑے چہرے والی ایک قوم آئے گی، جن کے چہرے گویا کوٹی ہوئی ڈھال کی مانند ہوں گے، وہ اہل اسلام کو ”منابت الشیح“ (پودے اگنے کی جگہ) تک دھکیل دیں گے، گویا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے اپنے گھوڑے مسجد کے ستونوں سے باندھے ہوئے ہیں۔“

دریافت کیا گیا: ”یارسول اللہ! وہ کون ہوں گے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”وہ ترک ہوں گے۔“

﴿۴۵۰﴾

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَلَفَ وَ اجْتَهَدَ فِي الْيَمِيْنِ قَالَ: لَا وَ الَّذِيْ نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهٖ، لَيَخْرُجَنَّ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِيْ تُحْقِرُوْنَ اَعْمَالَكُمْ مَعَ اَعْمَالِهِمْ، يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ. قَالُوْا: فَهَلْ مِنْ عَلَامَةٍ يُعْرَفُوْنَ بِهَا؟ قَالَ: فِيْهِمْ رَجُلٌ ذُوْ يُدَيَّةٍ -اَوْ ثُدَيَّةٍ- مُحَلِّقِي رُءُوْسِهِمْ. قَالَ أَبُوْسَعِيْدٍ: فَحَدَّثَنِي عِشْرُوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَّ عِشْرُوْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَلِيَ قَتْلَهُمْ، قَالَ: فَرَاَيْتُ اَبَاسَعِيْدٍ بَعْدَ مَا

كِبَرَ وَ يَدَيْهِ تَرْتَعِشُ يَقُوْلُ: قِتَالُهُمْ اَحَلُّ عِنْدِيْ مِنْ قِتَالِ عِدَّتِهِمْ مِنَ التُّرْكِ۔ أخرجه أحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ۱۱۲۸۵]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی بات پر بڑی پختہ قسم کھاتے تو یوں کہتے:

’لَا وَالَّذِیْ نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهٖ“ (قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں ابوالقاسم کی جان ہے!) (ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی قسم کھا کر فرمایا):

”میری امت میں ایک ایسی قوم ضرور ظاہر ہوگی جن کے اعمال کے سامنے تم اپنے اعمال کو حقیر سمجھو گے، وہ لوگ قرآن تو پڑھتے ہوں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ لوگ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”(یارسول اللہ!) ان کی کوئی علامت بھی ہے جس سے انہیں پہچانا جاسکے؟“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”جس کا ایک بازو عورت کی چھاتی کی مانند ہوگا اور ان لوگوں کے سر منڈے ہوئے ہوں گے۔“

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”مجھے بیس یا بیس سے زائد صحابہ رضی اللہ عنہم نے بتایا ہے کہ ان لوگوں کو حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تہ تیغ کیا تھا۔“ راوی کہتے ہیں کہ میں نے بڑھاپے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو اس وقت دیکھا تھا جب ان کے ہاتھوں پر بھی رعشہ طاری تھا، وہ فرما رہے تھے کہ میرے نزدیک ان لوگوں (یعنی خوارج سے) قتال کرنا (کافر) ترکوں سے کئی جنگیں لڑنے سے زیادہ بہتر ہے۔“

فائدہ: یہ خوارج کا فتنہ تھا جو بڑی قوت سے ظاہر ہوا...... چوتھے خلیفۂ راشد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کا خاتمہ فرمایا...... یہ فتنہ جس سوچ اور شیطانی گمراہی پر کھڑا تھا وہ...... بعد میں بھی کئی افراد اور گروہوں میں ظاہر ہوتی رہتی ہے۔

﴿۴۵۱﴾

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اُتْرُكُوا التُّرْكَ مَا

تُرِكْتُمْ، فَإِنَّ مَنْ يَسْلُبُ أُمَّتِيْ مَا خَوَّلَهُمُ اللّٰهُ بَنُوْقَنْطُوْرَاءَ- أخرجه الطبرانی-

[المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث: ۵۶۳۴]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ترکوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو جب تک وہ تم سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ میری امت کو دیا ہے، وہ بنو قنطوراء (ترک) ہی چھین سکتے ہیں۔“

فائدہ: ترکوں کی قومیں بھی بہت ہیں اور اُن کے افراد بھی بے شمار ہیں...... تاتاری بھی ان میں شامل ہیں اور چین میں بسنے والی کئی قومیں بھی...... ترکوں کی کئی قومیں مسلمان ہوگئیں اور کئی کفر پر قائم ہیں...... تاتاریوں کی طرف سے مسلمانوں کو بہت نقصانات پہنچائے گئے...... چونکہ یہ قومیں شدید جنگجو تھیں تو ان کے خلاف جہاد کی حکمت عملی اس حدیث شریف میں سکھائی گئی کہ...... اُن پر خود حملہ نہ کرو...... بلکہ جب وہ حملہ آور ہوں تو انہیں بھرپور جواب دو...... اس حکمت عملی کے تحت مسلمانوں نے تاتاریوں کو بھی کئی جنگوں میں شکست فاش دی...... اور حبشیوں یعنی اہل افریقہ کے ساتھ بھی یہی حکمت عملی رہی تو مسلمانوں نے افریقہ کا اکثر علاقہ بہت جلد فتح کر لیا اور حبشی قومیں بہت تیزی اور کثرت سے مسلمان ہوگئیں...... واللہ اعلم بالصواب

❀...❀...❀

باب: قتال الروم و فتح القسطنطينيه

رومیوں سے جہاد اور قسطنطنیہ کی فتح کا بیان

﴿۴۵۲﴾

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ، وَ هُوَ فِيْ قُبَّةٍ مِّنْ اَدَمٍ، فَقَالَ: اُعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ: مَوْتِي، ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، ثُمَّ مُوْتَانٌ يَأْخُذُ فِيْكُمْ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ، ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتّٰى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا، ثُمَّ فِتْنَةٌ لَا يَبْقٰى بَيْتٌ مِّنَ الْعَرَبِ إِلَّا دَخَلَتْهُ، ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُوْنُ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ بَنِي الْاَصْفَرِ، فَيَغْدِرُوْنَ فَيَأْتُوْنَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِيْنَ غَايَةً ، تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ اَلْفًا۔
أخرجه البخاري و ابن ماجة و أخرجه أحمد مفصلا و هذا اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخارى، رقم الحديث :۳۱۷۶، و سنن ابن ماجة، رقم الحديث : ۴۰۴۲، ومسند أحمد، رقم الحديث: ۲۳۹۸۵]

ترجمہ: حضرت سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں غزوہ تبوک کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت چمڑے کے ایک خیمے میں تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”قیامت سے پہلے کی چھ نشانیاں شمار کرلو۔ میرا وصال، پھر بیت المقدس کی فتح، پھر ایک مہلک وبا جو تم میں شدت سے پھیلے گی جیسے بکریوں میں موت کی وبا پھیلتی ہے، پھر مال کی کثرت (اور لالچ) اس درجہ میں ہو جائے گی کہ ایک شخص کو (سونے کے) سو دینار دیئے جائیں گے لیکن وہ اس پر بھی ناراض رہے گا (راضی نہیں ہوگا)، پھر ایک ایسا فتنہ کہ جس سے عرب کا کوئی گھر باقی نہ رہ پائے گا، پھر صلح جو تمہارے اور

بنی الاصفر (رومی عیسائیوں) کے درمیان ہوگی لیکن وہ دھوکہ دیں گے (اور صلح توڑ دیں گے) اور ایک عظیم لشکر کے ساتھ تم پر چڑھائی کریں گے۔ وہ اسی جھنڈوں کے تحت آئیں گے، جن میں سے ہر جھنڈے کے تحت بارہ ہزار فوج ہوگی (یعنی نولاکھ ساٹھ ہزار فوج سے وہ تم پر حملہ آور ہوں گے)۔“

فائدہ: حضور اقدس ﷺ کی ان سچی خبروں میں سے پہلی چار تو واقع ہوچکیں...... پانچویں کی بھی کئی علامات ظاہر ہو رہی ہیں...... مگر مکمل نہیں (موبائل کے پیٹ میں بیٹھ کر کئی فتنے اکثر گھروں میں داخل ہوچکے ہیں)...... جبکہ چھٹی اور آخری ابھی باقی ہے...... اور اس میں بھی فتح مسلمانوں کی ہوگی۔

﴿۴۵۳﴾

عَنْ أُمِّ حَرَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اِنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ، يَقُوْلُ: اَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ اُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ اَوْجَبُوْا، قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنَا فِيْهِمْ؟ قَالَ: اَنْتِ فِيْهِمْ- ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ اُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَهُمْ-

أخرجه البخاري-

[صحيح البخاري، رقم الحديث:۲۹۲۴]

ترجمہ: حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

”میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو سمندری جہاد کے لیے جائے گا، اس نے (اپنے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت) واجب کر لی۔“

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جی ہاں، آپ بھی ان کے ساتھ ہوں گی۔“

پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو قیصر (رومیوں کے بادشاہ) کے شہر (قسطنطنیہ) پر چڑھائی کرے گا ان کی مغفرت کر دی جائے گی۔“

﴿۴۵۴﴾

عَنْ يُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: هَاجَتْ رِيْحٌ حَمْرَاءُ بِالْكُوْفَةِ، فَجَاءَ رَجُلٌ لَيْسَ لَهٗ هِجِّيْرٰى إِلَّا: ”يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ! جَاءَتِ السَّاعَةُ۔“ قَالَ: فَقَعَدَ وَ كَانَ مُتَّكِئًا، فَقَالَ: إِنَّ السَّاعَةَ لَاتَقُوْمُ حَتّٰى لَايُقْسَمَ مِيْرَاثٌ وَ لَايُفْرَحَ بِغَنِيْمَةٍ. ثُمَّ قَالَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا، وَ نَحَّاهَا نَحْوَ الشَّامِ، فَقَالَ: عَدُوٌّ يَجْمَعُوْنَ لِاَهْلِ الْإِسْلَامِ، وَ يَجْمَعُ لَهُمْ اَهْلُ الْإِسْلَامِ. قُلْتُ: الرُّوْمَ تَعْنِيْ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَ تَكُوْنُ عِنْدَ ذَاكُمُ الْقِتَالِ رَدَّةٌ شَدِيْدَةٌ، فَيَشْتَرِطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَاتَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً، فَيَقْتَتِلُوْنَ حَتّٰى يَحْجُزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ فَيَفِيْءُ هٰؤُلَاءِ وَ هٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ، وَ تَفْنَى الشُّرْطَةُ، ثُمَّ يَشْتَرِطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَاتَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً، فَيَقْتَتِلُوْنَ حَتّٰى يَحْجُزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ فَيَفِيْءُ هٰؤُلَاءِ وَ هٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ، وَ تَفْنَى الشُّرْطَةُ، ثُمَّ يَشْتَرِطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَاتَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً، فَيَقْتَتِلُوْنَ حَتّٰى يُمْسُوْا فَيَفِيْءُ هٰؤُلَاءِ وَ هٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ، وَ تَفْنَى الشُّرْطَةُ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الرَّابِعِ نَهَدَ إِلَيْهِمْ بَقِيَّةُ اَهْلِ الْإِسْلَامِ، فَيَجْعَلُ اللّٰهُ الدَّبْرَةَ عَلَيْهِمْ، فَيَقْتُلُوْنَ مَقْتَلَةً - إِمَّا قَالَ: لَايُرٰى مِثْلُهَا، وَ إِمَّا قَالَ: لَمْ يُرَ مِثْلُهَا - حَتّٰى إِنَّ الطَّائِرَ لَيَمُرُّ بِجَنَبَاتِهِمْ فَمَا يُخَلِّفُهُمْ حَتّٰى يَخِرَّ مَيْتًا، فَيَتَعَادُّ بَنُو الْاَبِ كَانُوْا مِائَةً فَلَايَجِدُوْنَهٗ بَقِيَ مِنْهُمْ إِلَّا الرَّجُلُ الْوَاحِدُ، فَبِاَيِّ غَنِيْمَةٍ يُفْرَحُ اَوْ اَيُّ مِيْرَاثٍ يُقَاسَمُ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ سَمِعُوْا بِبَأْسٍ هُوَ اَكْبَرُ مِنْ ذٰلِكَ، فَجَاءَهُمُ الصَّرِيْخُ: إِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَلَفَهُمْ فِيْ ذَرَارِيِّهِمْ. فَيَرْفُضُوْنَ مَا فِيْ اَيْدِيْهِمْ وَ يُقْبِلُوْنَ، فَيَبْعَثُوْنَ عَشَرَةَ فَوَارِسَ طَلِيْعَةً، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّيْ لَاَعْرِفُ اَسْمَاءَهُمْ وَ اَسْمَاءَ آبَائِهِمْ وَ اَلْوَانَ خُيُوْلِهِمْ، هُمْ خَيْرُ فَوَارِسَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ يَوْمَئِذٍ، اَوْ مِنْ خَيْرِ فَوَارِسَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ يَوْمَئِذٍ۔

أخرجه مسلم و أحمد و اللفظ لمسلم-

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ٢٨٩٩، ومسند أحمد، رقم الحديث: ٣٦٤٣]

ترجمہ: حضرت سیدنا یُسَیر بن جابر ؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ کوفہ میں سرخ آندھی چلی تو ایک شخص آیا (اور اس نے کہا: ”اے عبداللہ بن مسعود! قیامت آگئی ہے۔“) اس شخص کا تکیہ کلام ہی یہ تھا کہ ”اے عبداللہ بن مسعود! قیامت آگئی ہے؟“ وہ (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ) ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ (یہ بات سنتے ہی) اٹھ کر بیٹھ گئے، اور فرمایا:

”قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ (وہ وقت آجائے جب) میراث تقسیم نہ کی جاسکے گی اور غنیمت حاصل ہونے پر خوشی نہ ہوگی۔“ پھر انہوں نے اس طرح ہاتھ سے اشارہ کیا اور اس کا رخ شام کی طرف کیا اور فرمایا: ”دشمن (غیر مسلم) اہل اسلام کے خلاف اکٹھے ہو جائیں گے اور اہل اسلام ان کے (مقابلے کے) لیے اکٹھے ہو جائیں گے۔“

میں نے کہا: ”آپ کی مراد رومی عیسائی ہیں؟“ انہوں نے فرمایا:

”جی ہاں۔“ پھر فرمایا: ”اس جنگ کے زمانے میں بہت زیادہ پلٹ پلٹ کر حملے ہوں گے۔ مسلمان اپنے ایک فدائی دستے کو آگے کریں گے کہ وہ غالب ہوئے بغیر واپس نہیں لوٹے گا پھر وہ سب جنگ کریں گے، یہاں تک کہ رات درمیان میں حائل ہو جائے گی، یہ لوگ بھی واپس ہو جائیں گے اور وہ بھی۔ دونوں (میں سے کسی) کو غلبہ حاصل نہیں ہوگا، اور فدائی دستہ ختم ہو جائے گا۔ پھر مسلمان اپنے (ایک اور) فدائی دستے کو آگے کریں گے کہ وہ غالب ہوئے بغیر واپس نہیں لوٹے گا، پھر (دونوں فریق) جنگ کریں گے، یہاں تک کہ ان کے درمیان رات حائل ہو جائے گی، یہ بھی واپس ہو جائیں گے اور دشمن بھی، اور کوئی غالب نہیں ہوگا اور فدائی دستہ ختم ہو جائے گا۔ پھر مسلمان موت یا غلبے تک لڑنے کا عہد کرنے والے ایک تیسرے فدائی دستے کو نکالیں گے، اور شام تک جنگ کریں گے، (شام کو) مسلمان بھی واپس جائیں گے اور دشمن بھی، کوئی غالب نہیں ہوگا اور فدائی دستہ ختم ہو جائے گا۔ جب چوتھا دن ہوگا تو باقی تمام اہل اسلام دشمن کے خلاف اٹھیں گے، اللہ تعالیٰ (جنگ کے) چکر کو ان (کافروں) کے خلاف کر دے گا۔ وہ مسلمان دشمنوں کو اتنا زیادہ قتل کریں گے کہ اس کی کوئی مثال نہیں دیکھی گئی ہوگی۔ یہاں تک کہ کوئی پرندہ ان مقتولین کے پہلوؤں سے گزرے گا تو (اُن کی کثرت اور تعفن کی وجہ

سے) انہیں پار کرنے سے پہلے ہی مرجائے گا۔ ایک باپ کی اولاد کی گنتی کی جائے گی جو سو تھے، (لیکن اس جنگ کی وجہ سے) ان میں سے ایک کے سوا کوئی نہیں زندہ بچا ہوگا۔ (اب) وہ کس غنیمت پر خوش ہوں، اور کیسے میراث تقسیم کریں؟ وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ ایک (نئی) مصیبت کے بارے میں سنیں گے، جو اس موجودہ مصیبت سے بھی بڑی ہوگی۔ ایک شخص چیختا ہوا ان کے پاس آئے گا اور انہیں بتائے گا کہ دجال ان کے پیچھے ان کے بچوں تک پہنچ گیا ہے۔ مسلمانوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہوگا وہ سب پھینک دیں گے اور تیزی سے پلٹیں گے، اور دس شہسوار حالات دیکھنے کے لیے آگے بھیجیں گے۔

رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

”میں ان شہسواروں کے اور ان کے آباء کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ تک کو پہچانتا ہوں۔ وہ اس وقت روئے زمین پر بہترین شہسوار ہوں گے۔“

یا (فرمایا:)

”وہ روئے زمین کے بہترین شہسواروں میں سے ہوں گے۔“

﴿۴۵۵﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ الرُّوْمُ بِالْاَعْمَاقِ اَوْ بِدَابِقٍ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِنَ الْمَدِيْنَةِ مِنْ خِيَارِ اَهْلِ الْاَرْضِ يَوْمَئِذٍ، فَإِذَا تَصَافُّوْا، قَالَتِ الرُّوْمُ: خَلُّوْا بَيْنَنَا وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ، فَيَقُوْلُ الْمُسْلِمُوْنَ: لَا، وَ اللّٰهِ لَانُخَلِّيْ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ إِخْوَانِنَا، فَيُقَاتِلُوْنَهُمْ، فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَايَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ اَبَدًا، وَ يُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ اَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ، وَ يَفْتَتِحُ الثُّلُثُ، لَايُفْتَنُوْنَ اَبَدًا فَيَفْتَتِحُوْنَ قُسْطَنْطِيْنِيَّةَ، فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُوْنَ الْغَنَائِمَ قَدْ عَلَّقُوْا سُيُوْفَهُمْ بِالزَّيْتُوْنِ، إِذْ صَاحَ فِيْهِمُ الشَّيْطَانُ: إِنَّ الْمَسِيْحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِيْ اَهْلِيْكُمْ، فَيَخْرُجُوْنَ وَ ذٰلِكَ بَاطِلٌ، فَإِذَا جَاءُوا الشَّامَ خَرَجَ، فَبَيْنَمَا هُمْ يُعِدُّوْنَ لِلْقِتَالِ يُسَوُّوْنَ الصُّفُوْفَ، إِذْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ، فَيَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ و السَّلَامُ فَأَمَّهُمْ، فَإِذَا رَآهُ عَدُوُّ اللهِ ذَابَ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ، فَلَوْ تَرَكَهُ لَانْذَابَ حَتّٰى يَهْلِكَ، وَ لٰكِنْ يَقْتُلُهُ اللهُ بِيَدِهٖ، فَيُرِيهِمْ دَمَهٗ فِي حَرْبَتِهٖ-

أخرجه مسلم-

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ۲۸۹۷]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قیامت قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ رومی (عیسائی) اعماق (شام میں حلب اور انطاکیہ کے درمیان ایک پر فضا علاقہ جو دابق شہر سے متصل واقع ہے) یا دابق میں اتریں گے۔ ان کے ساتھ مقابلے کے لیے (دمشق) شہر سے (یا مدینہ سے) اس وقت روئے زمین کے بہترین لوگوں کا ایک لشکر روانہ ہوگا، جب وہ (دشمن کے سامنے) صف آراء ہوں گے تو رومی (عیسائی) کہیں گے: "تم ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ جنہوں نے ہمارے لوگوں کو قیدی بنایا ہوا ہے، ہم ان سے لڑیں گے۔" مسلمان کہیں گے: "اللہ تعالیٰ کی قسم! نہیں! ہم تمہارے اور اپنے بھائیوں کے درمیان سے نہیں ہٹیں گے۔" چنانچہ وہ ان (عیسائیوں) سے جنگ کریں گے۔ اس جنگ میں (مسلمانوں) میں سے ایک تہائی شکست تسلیم کر لیں گے، اللہ تعالیٰ ان کی توبہ کبھی قبول نہیں فرمائیں گے، اور ایک تہائی قتل کر دیے جائیں گے، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل ترین شہداء ہوں گے، اور ایک تہائی فتح حاصل کریں گے، وہ کبھی فتنے میں مبتلاء نہیں ہوں گے، (ہمیشہ ثابت قدم رہیں گے) اور قسطنطینیہ کو فتح کریں گے، (پھر) جب وہ غنیمتیں تقسیم کر رہے ہوں گے اور اپنے ہتھیار انہوں نے زیتون کے درختوں سے لٹکائے ہوئے ہوں گے تو شیطان ان کے درمیان چیخ کر اعلان کرے گا: "مسیح (دجال) تمہارے پیچھے تمہارے گھر والوں تک پہنچ چکا ہے۔" (یہ اعلان سن کر) وہ مسلمان نکل پڑیں گے مگر یہ خبر جھوٹی نکلے گی۔ پھر جب وہ (واپس) شام پہنچیں گے تو دجال نمودار ہو چکا گا۔ اسی دوران جب وہ جنگ کے لیے تیاری کر رہے ہوں گے اور صفیں سیدھی کر رہے ہوں گے تو نماز کے لیے اقامت کہی جائے گی، اس وقت حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام اتریں گے اور ان کی امامت فرمائیں گے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کا دشمن (دجال) ان کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلنے لگے گا جس طرح نمک پانی میں پگھلتا ہے، اگر وہ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اسے (اس حال پر) چھوڑ بھی دیں تو وہ پگھل کر ہلاک ہو جائے گا، لیکن اللہ تعالیٰ اسے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ سے قتل کرائیں گے، اور وہ لوگوں کو اپنے نیزے پر اس کا خون دکھائیں گے۔“

فائدہ (۱): احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ...... قسطنطنیہ کی فتح دو بار ہوگی...... ایک بار الحمدللہ ہو چکی ہے اور وہ آج کل ”استنبول“ کے نام سے مسلمانوں کے پاس ہے...... آخری زمانے میں پھر شاید کفار اس پر قبضہ کر لیں تو مسلمان اسے دوبارہ فتح کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

فائدہ (۲): اس روایت سے درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں:

- دجال کے خروج سے قبل شام میں مسلمانوں کی رومیوں (عیسائیوں) سے سخت جنگ ہوگی۔
- اس معرکہ کا ایک بنیادی سبب رومی قیدیوں کی رہائی اور قیدی بنانے والے مسلمانوں سے بدلا ہوگا۔ (معلوم ہوا کہ اس وقت کئی رومی قیدی مسلمانوں کے قبضے میں ہوں گے، جبکہ رومی اپنی طاقت کے نشے میں مست ہو کر اپنے قیدیوں کی رہائی اور انہیں قیدی بنانے والے مسلمانوں سے جنگ کے لئے جمع ہوں گے...... اُدھر مدینہ منورہ سے مسلمانوں کا لشکر بھی پہنچ جائے گا)۔
- اسلامی لشکر میں شامی مجاہدین یا عرب مجاہدین کی کثرت ہوگی۔
- اس جنگ میں مسلمانوں کی تین جماعتیں بن جائیں گی:

① پہلی جماعت بزدلی کا اظہار کرے گی اور پسپائی اختیار کرے گی۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ دشمنانِ دین کے اسلام مخالف مذاکرات مان لے گی، جس کی وجہ سے انہیں اتنی آسائشیں ملیں گی کہ وہ اس گناہ سے توبہ کرنا ہی بھول جائیں گے۔

② لشکر کا ایک تہائی حصہ شہید ہو جائے گا۔ یہ شہداء اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس وقت کے افضل ترین شہداء ہوں گے۔

③ تیسری جماعت ان پر فتح حاصل کرے گی۔ بعد ازاں وہ کبھی پسپا نہیں ہوں گے اور ہمیشہ فتح یاب رہیں گے۔

چنانچہ یہی تیسری جماعت قسطنطنیہ فتح کرے گی، جس سے انہیں ڈھیر سارا مال غنیمت ملے گا۔

- شیطان اپنے ذرائع سے خروجِ دجال کی جھوٹی خبریں پھیلائے گا، تاکہ مسلمان اس فتح کی خوشی نہ منا سکیں۔
- لشکر جب واپس اپنے مرکز کی طرف لوٹ جائیں گے تب دجال کا حقیقی خروج ہوگا۔

﴿۴۵۶﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَمِعْتُمْ بِمَدِيْنَةٍ جَانِبٌ مِنْهَا فِي الْبَرِّ وَ جَانِبٌ مِنْهَا فِي الْبَحْرِ؟ قَالُوا: نَعَمْ، يَارَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَغْزُوَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنْ بَنِيْ إِسْحَاقَ، فَإِذَا جَاءُوْهَا نَزَلُوْا، فَلَمْ يُقَاتِلُوْا بِسِلَاحٍ وَلَمْ يَرْمُوْا بِسَهْمٍ، قَالُوْا: لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ اللهُ اَكْبَرُ، فَيَسْقُطُ اَحَدُ جَانِبَيْهَا - قَالَ ثَوْرٌ: لَااَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ - الَّذِيْ فِي الْبَحْرِ، ثُمَّ يَقُوْلُوا الثَّانِيَةَ: لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ اللهُ اَكْبَرُ، فَيَسْقُطُ جَانِبُهَا الْآخَرُ، ثُمَّ يَقُوْلُوا الثَّالِثَةَ: لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ اللهُ اَكْبَرُ، فَيُفَرَّجُ لَهُمْ، فَيَدْخُلُوْهَا فَيَغْنَمُوْا، فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُوْنَ الْمَغَانِمَ إِذْ جَاءَهُمُ الصَّرِيْخُ، فَقَالَ: إِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَرَجَ، فَيَتْرُكُوْنَ كُلَّ شَيْءٍ وَ يَرْجِعُوْنَ۔

أخرجه مسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ۲۹۲۰]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تم نے ایسے شہر کے بارے میں سنا ہے جس کی ایک جانب خشکی میں ہے اور دوسری جانب سمندر میں ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''جی ہاں، یارسول اللہ!'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ اس شہر پر بنو اسحاق میں سے ستر ہزار لوگ جہادی یلغار کریں گے، جب وہ وہاں پہنچیں گے تو (شہر کے سامنے) پڑاؤ کریں گے۔ وہ ہتھیاروں سے جنگ نہیں کریں گے اور نہ ہی تیر اندازی کریں گے، (بلکہ) وہ (ایک بار) کہیں گے: ''لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ اللهُ اَكْبَرُ'' تو اس (شہر) کی ایک جانب گر جائے گی۔'' (امام ثور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے خیال میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہی (کنارہ) فرمایا، جس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: ''جو سمندر میں ہے'')، پھر وہ دوسری بار: ''لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ اللهُ اَكْبَرُ'' کہیں گے تو اس (شہر) کا دوسرا کنارا بھی گر جائے گا، پھر وہ تیسری بار: ''لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ اللهُ اَكْبَرُ'' کہیں گے تو ان کے لیے راستہ کھل جائے گا۔ وہ اس (شہر)

میں داخل ہو جائیں گے اور غنائم حاصل کریں گے۔ جب وہ مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے تو ایک چیختی ہوئی آواز آئے گی جو کہہ رہی ہوگی: ''دجال نمودار ہو گیا۔'' چنانچہ وہ (مسلمان) ہر چیز چھوڑ دیں گے اور واپس پلٹ پڑیں گے۔''

فائدہ (۱): یہ حدیث مبارکہ بھی قسطنطنیہ کے بارے میں ہے...... اور اس میں اُس کی دوسری ''فتح'' کا تذکرہ ہے، جو آخری زمانے میں ہوگی۔

فائدہ (۲): اس روایت میں قسطنطنیہ کے فتح کی صورت بیان کی گئی ہے کہ یہاں پر مجاہدین کو لڑنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی، بلکہ ان کا رعب و دبدبہ دشمنوں کے دلوں میں ایسا پیوست ہو چکا ہوگا کہ وہ ان کی للکار ہی سے گھبرا کر علاقہ خالی کر دیں گے۔ ان مجاہدین کی ایمانی مضبوطی، شجاعت و بہادری اور اللہ تعالیٰ پر یقین اس قدر ہوگا کہ ان کی تکبیر سے اس شہر کی مضبوط اور بلند و بالا دیواریں بھی گر جائیں گی اور اللہ تعالیٰ اس وقت ایسا خوف دشمنوں کے سینوں میں ڈال دیں گے جیسا غزوۂ خندق میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خوف مشرکین کی صفوں میں پھیل گیا تھا اور انہیں بغیر جنگ ہی کے وہاں سے پسپا ہونا پڑا تھا۔

ان مجاہدین کو یہ شان گزشتہ جنگ میں ثابت قدمی سے ملے گی، یقیناً ثابت قدمی ایسا ہتھیار ہے کہ اس کی بدولت اللہ تعالیٰ خود مسلمانوں کی طرف سے کافروں کے لیے کافی ہو جاتے ہیں، غزوۂ احزاب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ثابت قدمی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:

﴿وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ﴾ [سورۃ الاحزاب: ۲۵]

''اللہ تعالیٰ خود مؤمنین کے لیے قتال سے کافی ہو گئے۔''

یعنی مؤمنین کو لڑنے کی ضرورت نہ رہی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود دشمنوں سے قتال کر کے انہیں پسپا کر دیا۔ چنانچہ غزوۂ احزاب میں مشرکین اپنے اکھڑے ہوئے خیموں اور اوندھی ہانڈیوں کے ساتھ پسپا ہوئے، بالکل اسی طرح آخر زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ اس اسلامی لشکر کے لیے کافی ہو جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

اس روایت کی دو اور اہم باتیں بھی قابل ذکر ہیں:

۱ روایت میں ''بنی اسحاق'' کا تذکرہ ہے، صحیح مسلم کے اکثر نسخوں میں یہی لفظ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسلامی لشکر نومسلم عیسائیوں اور یہودیوں کا ہوگا، جو مکمل اسلام میں داخل ہو کر میدان جہاد میں دادِ شجاعت دیں گے اور

انہی کے ہاتھوں قسطنطنیہ فتح ہوگا۔ (گویا آخر زمانے میں دعوتِ اسلام بھی کافی پھیل جائے گی)۔ جبکہ بعض نسخوں میں ”بنی اسماعیل“ کا تذکرہ ہے، اور اہل عرب ہونے سے بھی اس کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

۲ قسطنطنیہ ترکی کا قدیم ترین شہر ہے، جس کا موجودہ نام اسطنبول یا استنبول ہے، یہ اسلامبول سے نکلا ہے، جس کا ترکی زبان میں مطلب ”مَدِیْنَۃُ الْاِسْلَامِ“ یعنی اسلام کا شہر ہے۔ اس کا شمار دنیا کے مشہور ترین اور بڑے شہروں میں ہوتا ہے۔ یہ شہر تاریخی، تعلیمی، تجارتی، سیاحتی، تہذیبی اور ثقافتی خوبیوں سے مالا مال ہے۔ جس کی وجہ سے صدیوں تک مختلف سلطنتوں اور حکومتوں کا دارالحکومت رہا ہے۔ محدثین کرام، شارحین حدیث اور مؤرخین نے روایت میں بیان کردہ شہر سے مراد ”قسطنطنیہ“ ہی لیا ہے اور دیگر روایات کی روشنی سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ آخری زمانے میں یہ شہر پھر کفار کے قبضے میں آجائے گا......تب اس حدیث شریف میں مذکور لشکر اسے فتح کرے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

﴿۴۵۷﴾

عَنْ نَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ، قَالَ : كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ، قَالَ: فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمٌ مِّنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ، عَلَيْهِمْ ثِيَابُ الصُّوْفِ، فَوَافَقُوْهُ عِنْدَ اَكَمَةٍ ، فَإِنَّهُمْ لَقِيَامٌ وَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ، قَالَ: فَقَالَتْ لِيْ نَفْسِيْ: اِئْتِهِمْ، فَقُمْ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَهُ، لَايَغْتَالُوْنَهُ. قَالَ: ثُمَّ قُلْتُ: لَعَلَّهُ نَجِيٌّ مَعَهُمْ، فَاَتَيْتُهُمْ، فَقُمْتُ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَهُ، قَالَ: فَحَفِظْتُ مِنْهُ اَرْبَعَ كَلِمَاتٍ اَعُدُّهُنَّ فِيْ يَدِيْ، قَالَ: تَغْزُوْنَ جَزِيْرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللهُ، ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللهُ، ثُمَّ تَغْزُوْنَ الرُّوْمَ فَيَفْتَحُهَا اللهُ، ثُمَّ تَغْزُوْنَ الدَّجَّالَ فَيَفْتَحُهُ اللهُ. قَالَ: فَقَالَ نَافِعٌ: يَا جَابِرُ! لَانَرَى الدَّجَّالَ يَخْرُجُ حَتّٰى تُفْتَحَ الرُّوْمُ۔

أخرجه مسلم و ابن ماجة و أحمد و اللفظ لمسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ۲۹۰۰، وسنن ابن ماجة، رقم الحديث: ۴۰۹۱، ومسند أحمد، رقم الحديث: ۱۵۴۰]

ترجمہ: حضرت سیدنا نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ کے پاس مغرب کے رہنے والے کچھ لوگ آئے جو اون کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کو ایک ٹیلے کے پاس ملے۔ وہ لوگ کھڑے تھے اور آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ میرے دل نے کہا کہ تو چل اور ان لوگوں اور آپ ﷺ کے درمیان میں جا کر کھڑا ہو جا، ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ دھوکے سے آپ ﷺ کو تکلیف پہنچا دیں۔ پھر خیال آیا کہ شاید آپ ﷺ ان سے راز کی گفتگو فرمانا چاہتے ہوں۔ (لیکن احتیاطی طور پر) پھر بھی میں چلا گیا اور ان کے اور آپ ﷺ کے درمیان میں جا کھڑا ہوا۔ پس میں نے اس وقت آپ ﷺ سے چار باتیں یاد کیں، جن کو میں اپنے ہاتھ پر شمار کر کے (بتاتا) ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”تم جزیرۃ العرب میں (کافروں سے) جہاد کرو گے، اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطاء فرمائیں گے۔ پھر تم فارس سے جہاد کرو گے، اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس پر بھی فتح دیں گے، پھر رومیوں (نصاریٰ) سے لڑو گے، اللہ تعالیٰ تمہیں روم کی بھی فتح عطاء فرمائیں گے۔ پھر تم دجال سے لڑو گے اور اللہ تعالیٰ اس پر بھی تمہیں فتح عطاء کریں گے۔“

حضرت سیدنا نافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اے جابر! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ دجال روم فتح ہونے کے بعد ہی نکلے گا۔“

﴿۴۵۸﴾

قَالَ الْمُسْتَوْرِدُ الْقُرَشِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عِنْدَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: تَقُوْمُ السَّاعَةُ وَ الرُّوْمُ اَكْثَرُ النَّاسِ. فَقَالَ لَهٗ عَمْرُو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَبْصِرْ مَا تَقُوْلُ قَالَ: اَقُوْلُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: لَئِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ، إِنَّ فِيْهِمْ لَخِصَالًا اَرْبَعًا: إِنَّهُمْ لَاَحْلَمُ النَّاسِ عِنْدَ فِتْنَةٍ، وَ اَسْرَعُهُمْ إِفَاقَةً بَعْدَ مُصِيْبَةٍ وَ اَوْشَكُهُمْ كَرَّةً بَعْدَ فَرَّةٍ، وَ خَيْرُهُمْ لِمِسْكِيْنٍ وَ يَتِيْمٍ وَ ضَعِيْفٍ، وَ خَامِسَةٌ حَسَنَةٌ جَمِيْلَةٌ: وَ اَمْنَعُهُمْ مِنْ ظُلْمِ الْمُلُوْكِ۔

أخرجه مسلم و أحمد و اللفظ لمسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث :٢٨٩٨، ومسند أحمد،رقم الحديث :١٨٠٢٢]

ترجمہ: حضرت سیدنا مستورد قرشی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ہاں یہ روایت بیان فرمائی

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

”جب قیامت آئے گی تو رومی (عیسائی) لوگوں میں سب سے زیادہ تعداد والے ہوں گے۔“

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: ”دیکھ لو تم کیا کہہ رہے ہو۔“

انہوں نے فرمایا: ”میں وہی کہہ رہا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔“ (حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے) فرمایا:

”اگر آپ یہ بات بیان کر رہے ہیں تو (پھر جان لیں کہ) ان (رومیوں) میں چار خصلتیں ہیں:

① وہ آزمائش کے وقت سب سے زیادہ بردبار ہیں۔ ② مصیبت کے بعد سب سے پہلے سنبھلنے والے ہیں۔ ③ پیچھے ہٹنے کے بعد دوبارہ پلٹ کر حملہ کرنے والے ہیں ④ اور مسکینوں، یتیموں اور کمزوروں کے لیے سب سے بہتر ہیں۔ اور پانچویں خصلت بہت اچھی اور خوبصورت ہے۔ وہ یہ کہ وہ سب لوگوں سے بڑھ کر بادشاہوں کے ظلم کو روکنے والے ہیں۔

﴿۴۵۹﴾

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عُمْرَانُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ خَرَابُ يَثْرِبَ، وَ خَرَابُ يَثْرِبَ خُرُوْجُ الْمَلْحَمَةِ، وَ خُرُوْجُ الْمَلْحَمَةِ فَتْحُ قُسْطَنْطِيْنِيَّةَ، وَ فَتْحُ الْقُسْطَنْطِيْنِيَّةِ خُرُوْجُ الدَّجَّالِ. ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلٰى فَخِذِ الَّذِيْ حَدَّثَهٗ اَوْ مَنْكِبِهٖ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ هٰذَا لَحَقٌّ كَمَا اَنَّكَ هَاهُنَا. اَوْ: كَمَا اَنَّكَ قَاعِدٌ. يَعْنِيْ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ۔

أخرجه أبوداؤد و أحمد و اللفظ لأبى داؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٤٢٩٤، ومسند أحمد، رقم الحديث: ٢٢٠٢٣]

ترجمہ: حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”بیت المقدس کی آبادی یثرب (مدینہ منورہ) کی ویرانی کا پیش خیمہ ہوگی۔ اور یثرب کی ویرانی کے نتیجے میں بڑی جنگ ہوگی، اور اس جنگ کے ظہور سے قسطنطینیہ کی فتح ہوگی، اور قسطنطنیہ کی فتح کے بعد دجال آئے گا۔“

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس شخص (یعنی سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ) کی ران یا کندھے پر مارا، جسے یہ مضمون ارشاد

فرمایا تھا اور فرمایا:

’’بلا شبہ یہ بات اسی طرح حق ہے جیسے کہ (یہ بات حق ہے کہ) تم یہاں موجود ہو یا بیٹھے ہوئے ہو۔‘‘

مراد سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تھے۔

﴿۴۶۰﴾

عَنْ ذِيْ مِخْبَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: سَتُصَالِحُوْنَ الرُّوْمَ صُلْحًا آمِنًا فَتَغْزُوْنَ اَنْتُمْ وَ هُمْ عَدُوًّا مِنْ وَّرَائِكُمْ فَتُنْصَرُوْنَ وَ تَغْنَمُوْنَ وَ تَسْلَمُوْنَ ثُمَّ تَرْجِعُوْنَ حَتّٰى تَنْزِلُوْا بِمَرْجٍ ذِيْ تُلُوْلٍ فَيَرْفَعُ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ النَّصْرَانِيَّةِ الصَّلِيْبَ فَيَقُوْلُ: غَلَبَ الصَّلِيْبُ، فَيَغْضَبُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَدُقُّهُ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَغْدِرُ الرُّوْمُ وَ تَجْمَعُ لِلْمَلْحَمَةِ وَ يَثُوْرُ الْمُسْلِمُوْنَ إِلٰى اَسْلِحَتِهِمْ فَيَقْتَتِلُوْنَ فَيُكْرِمُ اللّٰهُ تِلْكَ الْعِصَابَةَ بِالشَّهَادَةِ-

أخرجه أبوداؤد-

[سنن أبی داؤد، رقم الحديث: ۴۲۹۲ و ۴۲۹۳ و إسناده صحيح]

ترجمہ: حضرت سیدنا ذی مخبر رضی اللہ عنہ (جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں) فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

’’تم لوگ رومیوں سے ایک پر امن مصالحت کرو گے اور پھر ان کے ساتھ مل کر اپنے علاوہ ایک دشمن سے جنگ کرو گے، تم اس دشمن پر غالب رہو گے، غنیمت پاؤ گے اور صحیح سلامت رہو گے۔ پھر وہاں سے واپس لوٹو گے۔ اور ایک ایسے میدان میں پڑاؤ کرو گے جس میں ٹیلے ہوں گے۔ اسی دوران عیسائیوں میں سے ایک آدمی صلیب بلند کرے گا اور کہے گا صلیب غالب آ گئی۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی کو غصہ آئے گا اور وہ اسے قتل کر ڈالے گا۔ اس موقع پر رومی دھوکا کریں گے اور جنگ کے لیے جمع ہو جائیں گے۔ مسلمان بھی اپنے اسلحہ کی طرف لپکیں گے اور قتال کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس لشکر کو شہادت سے نوازیں گے۔‘‘

﴿۴۶۱﴾

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ بِالْغُوْطَةِ، إِلٰى جَانِبِ مَدِيْنَةٍ يُقَالُ لَهَا: دِمَشْقُ، مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ-

أخرجه أبوداؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۴۲۹۸]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”(رومیوں سے) جنگ کے موقع پر مسلمانوں کا خیمہ (مرکز) دمشق نامی شہر کی جانب میں واقع مقام غوطہ ہوگا اور دمشق شام کے بہترین شہروں میں سے ایک ہے۔“

﴿۴۶۲﴾

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَ الْمَلْحَمَةِ وَ فَتْحِ الْمَدِيْنَةِ سِتُّ سِنِيْنَ، وَ يَخْرُجُ الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ فِي السَّابِعَةِ-

أخرجه أبوداؤد و ابن ماجة و اللفظ لأبی داؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۴۲۹۶، سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ۴۰۹۳]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”بڑی جنگ اور شہر (قسطنطنیہ) کی فتح کے درمیان چھ سال کا فاصلہ ہوگا اور مسیح دجال کا نکلنا ساتویں سال میں ہوگا۔“

﴿۴۶۳﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا وَقَعَتِ الْمَلَاحِمِ بَعَثَ اللهُ بَعْثًا مِّنَ الْمَوَالِيْ، هُمْ اَكْرَمُ الْعَرَبِ فَرَسًا، وَ اَجْوَدُهُ سِلَاحًا يُّؤَيِّدُ اللهُ بِهِمِ الدِّيْنَ-

أخرجه ابن ماجة-

[سنن ابن ماجة، رقم الحديث : ۴۰۹۰]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جب جنگیں ہوں گی تو اللہ تعالیٰ موالی (یعنی نومسلموں) کا ایک لشکر کھڑا کریں گے۔ ان کے گھوڑے عرب کے بہترین گھوڑے ہوں گے اور ان کا اسلحہ سب سے عمدہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے دین کی مدد فرمائیں گے۔“

﴿۴۶۴﴾

عَنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمُ الشَّامُ، فَإِذَا خُيِّرْتُمُ الْمَنَازِلَ فِيْهَا فَعَلَيْكُمْ بِمَدِيْنَةٍ يُقَالُ لَهَا: دِمَشْقُ، فَإِنَّهَا مَعْقِلُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الْمَلَاحِمِ، وَ فُسْطَاطُهَا مِنْهَا بِاَرْضٍ يُقَالُ لَهَا: الْغُوْطَةُ۔

أخرجه أحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث : ١٧٤٧٠]

ترجمہ: متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”عنقریب تم شام فتح کرو گے، جب تمہیں اس میں کسی جگہ ٹھہرنے کا اختیار دیا جائے تو تم ”دمشق“ نامی شہر کو لازم پکڑ لینا، کیوں کہ وہ جنگوں کے زمانے میں مسلمانوں کی پناہ گاہ ہوگی اور اس کا خیمہ (یعنی مرکز) غوطہ نامی مقام ہوگا۔“

﴿۴۶۵﴾

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ حَوْلَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَكْتُبُ، إِذْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَيُّ الْمَدِيْنَتَيْنِ تُفْتَحُ اَوَّلًا قُسْطَنْطِيْنِيَّةُ اَوْ رُوْمِيَّةُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا، بَلْ مَدِيْنَةُ هِرَقْلَ اَوَّلًا۔

أخرجه الدارمى و أحمد و اللفظ للدارمى۔

[سنن الدارمى، رقم الحديث :٥٠٣، ومسند أحمد، رقم الحديث :٦٦٤٥]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”ہم ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھ کر لکھ رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا:
”قسطنطنیہ اور رومیہ میں سے پہلے کون سا شہر فتح ہوگا؟“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
”ہرقل کا شہر (یعنی قسطنطنیہ) پہلے فتح ہوگا۔“

﴿۴٦٦﴾

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ يَتَوَضَّأُ وُضُوْءًا مَكِيْثًا، فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَنَظَرَ إِلَيَّ، فَقَالَ: سِتٌّ فِيْكُمْ اَيَّتُهَا الْأُمَّةُ: مَوْتُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَكَاَنَّمَا انْتَزَعَ قَلْبِيْ مِنْ مَكَانِهٖ. قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاحِدَةٌ، قَالَ: وَ يَفِيْضُ الْمَالُ فِيْكُمْ، حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ لَيُعْطٰى عَشَرَةَ آلَافٍ فَيَظَلُّ يَتَسَخَّطُهَا، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثِنْتَيْنِ، قَالَ: وَ فِتْنَةٌ تَدْخُلُ بَيْتَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْكُمْ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثٌ، قَالَ: وَ مَوْتٌ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَرْبَعٌ، قَالَ: وَ هُدْنَةٌ تَكُوْنُ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ بَنِي الْاَصْفَرِ، يَجْمَعُوْنَ لَكُمْ تِسْعَةَ اَشْهُرٍ كَقَدْرِ حَمْلِ الْمَرْاَةِ، ثُمَّ يَكُوْنُوْنَ اَوْلٰى بِالْغَدْرِ مِنْكُمْ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَمْسٌ، قَالَ: وَ فَتْحُ مَدِيْنَةٍ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سِتٌّ. قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! اَيُّ مَدِيْنَةٍ؟ قَالَ: قُسْطَنْطِيْنِيَّةُ۔

أخرجه أحمد۔

[مسند احمد، رقم الحديث: ٦٦٢٣]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے اطمینان سے وضو فرما رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر اٹھا کر مجھے دیکھا اور فرمایا:

اے میری امت! تم میں چھ چیزوں کا ظہور ہوگا:

”تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا وصال ...... اس وقت مجھے ایسے لگا جیسے کسی نے میرا دل کھینچ لیا ہو...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”یہ ایک چیز ہوئی۔“ پھر فرمایا: ”تمہارے پاس اتنا مال (اور لالچ) آجائے گا کہ اگر کسی کو دس ہزار بھی

دیئے جائیں گے تو وہ ناراض ہی رہے گا۔" یہ دوسری چیز ہوئی۔" اور وہ فتنہ جو گھر گھر میں داخل ہو جائے گا۔" یہ تیسری چیز ہوئی۔"" اور بکریوں کی گردن توڑ بیماری کی طرح لوگوں کی اموات ہوں گی۔" یہ چوتھی چیز ہوئی۔"" تمہارے اور رومیوں کے درمیان صلح ہوگی، وہ عورت کے زمانۂ حمل کے بقدر نو مہینے تک تمہارے ساتھ اکٹھے رہیں گے، پھر وہی عہد شکنی میں پہل کریں گے۔" یہ پانچویں چیز ہوئی۔""' اور ایک شہر کی فتح ہوگی۔" یہ چھٹی چیز ہوئی۔"

میں نے عرض کیا: "یارسول اللہ! کون سا شہر؟" فرمایا:

"قسطنطنیہ۔"

﴿۴٦۷﴾

عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا اَنَا عِنْدَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ لَهُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَشَدُّ النَّاسِ عَلَيْكُمُ الرُّوْمُ، وَ إِنَّمَا هَلَكَتُهُمْ مَعَ السَّاعَةِ۔

أخرجه أحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ١٨٢٣]

ترجمہ: حضرت سیدنا مستورد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، (دوران گفتگو) میں نے انہیں بتایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

"تم پر سب سے زیادہ سخت لوگ رومی ثابت ہوں گے، ان کی ہلاکت قرب قیامت میں ہی مکمل ہوگی۔"

فائدہ: روم سے مُراد مغرب کی عیسائی قومیں ہیں......صرف روم یا اٹلی نامی ملک مُراد نہیں ہے۔

﴿۴٦۸﴾

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: يَظْهَرُ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، وَ يَظْهَرُ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى فَارِسَ، وَ يَظْهَرُ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَى الرُّوْمِ، وَ يَظْهَرُ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَى الْاَعْوَرِ الدَّجَّالِ۔

أخرجه الحاكم۔

[المستدرك على الصحيحين، رقم الحديث: ۵۶۹۰]

ترجمہ: حضرت سیدنا ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

”مسلمان جزیرۃ العرب پر غالب آئیں گے، فارس پر غلبہ پائیں گے، روم پر فتح حاصل کریں گے اور کانے دجال پر غلبہ حاصل کریں گے۔“

﴿۴۶۹﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُفْتَحَ مَدِيْنَةُ قَيْصَرَ اَوْ هِرَقْلَ، وَ يُؤَذِّنُ فِيْهَا الْمُؤَذِّنُوْنَ، وَ يَقْتَسِمُوْنَ الْاَمْوَالَ فِيْهَا وَ الْاَتْرِسَةَ، فَيُقْبِلُوْنَ بِاَكْثَرَ مَالٍ عَلَى الْاَرْضِ، فَيَتَلَقَّاهُمُ الصَّرِيْخُ: إِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِيْ اَهْلِيْكُمْ فَيُلْقُوْنَ مَا مَعَهُمْ فَيَجِيْئُوْنَ فَيُقَاتِلُوْنَهٗ۔

أخرجه نعيم بن حماد۔

[كتاب الفتن، رقم الحديث: ۱۴۸۸]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ قیصر یا ہرقل کا شہر (قسطنطنیہ) فتح ہو جائے، اس میں مؤذن اذانیں دیں گے، اور اموال اور ڈھالیں (یعنی مالِ غنیمت) تقسیم کریں گے اور روئے زمین کا سب سے زیادہ مال حاصل کریں گے، کہ اچانک انہیں ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دے گی: ”دجال تمہارے گھر والوں تک پہنچ چکا ہے۔“ تب جو کچھ ان کے پاس ہوگا وہ سب پھینک دیں گے، وہاں سے آئیں گے، اور دجال سے قتال کریں گے۔“

فائدہ: یہ روایت موقوف ہے، لیکن مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ غیر مدرک بالقیاس ہے۔

﴿۴۷۰﴾

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَنَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: وَ

الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِہٖ! لَيَأْرِزَنَّ الْإِيْمَانُ إِلٰى مَا بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلٰى حُجْرِهَا، وَ لَيُجَاوِزُ الْإِيْمَانُ الْمَدِيْنَةَ كَمَا يَجُوْزُ السَّيْلُ الدِّمَنَ، فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ اسْتَغَاثَتِ الْعَرَبُ بِاَعْرَابِهَا فِيْ مَجْلَبَةٍ لَهُمْ، كَصَالِحِ مَنْ مَضٰى وَ خَيْرِ مَنْ بَقِيَ، فَاقْتَتَلُوْا هُمْ وَ الرُّوْمُ، فَتَتَقَلَّبُ بِهِمُ الْحُرُوْبُ حَتّٰى يَرِدُوْا عَمْقَ اَنْطَاكِيَةَ فَيَقْتَتِلُوْنَ بِهَا ثَلَاثَ لَيَالٍ، فَيَرْفَعُ اللّٰهُ النَّصْرَ عَنْ كُلِّ الْفَرِيْقَيْنِ حَتّٰى تَخُوْضَ الْخَيْلُ فِي الدَّمِ إِلٰى ثُنَنِهَا، وَ تَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ: اَيْ رَبِّ! اَلَاتَنْصُرُ عِبَادَكَ؟ فَيَقُوْلُ: حَتّٰى يَكْثُرَ شُهَدَاؤُهُمْ، فَيُسْتَشْهَدُ ثُلُثٌ، وَ يَصْبِرُ ثُلُثٌ، وَ يَرْجِعُ ثُلُثٌ شَاكًّا فَيُخْسَفُ بِهِمْ، قَالَ: فَتَقُوْلُ الرُّوْمُ: لَنْ نَدَعُكُمْ إِلَّا اَنْ تُخْرِجُوْا إِلَيْنَا كُلَّ مَنْ كَانَ اَصْلُهٗ مِنَّا، فَيَقُوْلُ الْعَرَبُ لِلْعَجَمِ: الْحَقُوْا بِالرُّوْمِ، فَتَقُوْلُ الْعَجَمُ: اَنَكْفُرُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ؟ فَيَغْضَبُوْنَ عِنْدَ ذٰلِكَ فَيَحْمِلُوْنَ عَلَى الرُّوْمِ فَيَقْتَتِلُوْنَ، فَيَغْضَبُ اللّٰهُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَيَضْرِبُ بِسَيْفِهٖ وَ يَطْعَنُ بِرُمْحِهٖ- قِيْلَ: يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو! مَا سَيْفُ اللّٰهِ وَ رُمْحُهٗ؟ قَالَ: سَيْفُ الْمُؤْمِنِ وَ رُمْحُهٗ، حَتّٰى يُهْلِكُوا الرُّوْمَ جَمِيْعًا، فَمَا يَفْلِتُ إِلَّا مُخْبِرٌ، ثُمَّ يَنْطَلِقُوْنَ إِلٰى اَرْضِ الرُّوْمِ فَيَفْتَتِحُوْنَ حُصُوْنَهَا وَ مَدَائِنَهَا بِالتَّكْبِيْرِ، حَتّٰى يَأْتُوْا مَدِيْنَةَ هِرَقْلَ فَيَجِدُوْنَ خَلِيْجَهَا بَطْحَاءَ، ثُمَّ يَفْتَتِحُوْنَهَا بِالتَّكْبِيْرِ، يُكَبِّرُوْنَ تَكْبِيْرَةً فَيَسْقُطُ اَحَدُ جُدُرِهَا، ثُمَّ يُكَبِّرُوْنَ اُخْرٰى فَيَسْقُطُ جِدَارٌ آخَرُ، وَ يَبْقٰى جِدَارُهَا الْبَحْرِيُّ لَايَسْقُطُ، ثُمَّ يَسْتَجِيْرُوْنَ إِلٰى رُوْمِيَّةَ فَيَفْتَتِحُوْنَهَا بِالتَّكْبِيْرِ، وَ يَتَكَايَلُوْنَ يَوْمَئِذٍ غَنَائِمَهُمْ كَيْلًا بِالْغَرَائِرِ-

أخرجه نعيم-

[كتاب الفتن، رقم الحديث: ١٣٧٩]

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن سنہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

”قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! ایمان ان مسجدوں (یعنی مسجد حرام اور مسجد نبوی) کے درمیانی علاقے میں سمٹ جائے گا جیسے سانپ اپنے سوراخ میں سمٹ جاتا ہے، اور ایمان مدینہ

منورہ کے پاس رہ جائے گا جیسے سیلاب کا پانی سبزے کے پاس رہ جاتا ہے۔ لوگ اسی حالت میں رہیں گے کہ عرب اپنے ایک معرکہ میں اپنے دیہاتیوں سے مدد طلب کریں گے۔ یہ لوگ ماضی کے صالح لوگوں کی طرح ہوں گے اور باقی رہنے والوں میں سب سے افضل ہوں گے۔ چنانچہ ان میں اور اہل روم میں جنگ ہوگی۔ جنگ انہیں پلٹتی رہے گی، یہاں تک کہ یہ لوگ انطاکیہ کے مضافات میں آجائیں گے جہاں تین رات جنگ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ دونوں فریق سے اپنی نصرت اٹھالیں گے، یہاں تک کہ گھوڑے پیٹ کے نچلے حصے تک خون میں ڈوب جائیں گے۔ اس وقت فرشتے عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! کیا آپ اپنے بندوں کی نصرت نہیں فرمائیں گے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ”نہیں، تاکہ شہداء کی تعداد بڑھ جائے۔“ چنانچہ اس جنگ میں ایک تہائی مسلمان شہید ہوجائیں گے، ایک تہائی لوگ جنگ میں ثابت قدم رہیں گے اور ایک تہائی شک کی وجہ سے بھاگ جائیں گے، جنہیں اللہ تعالیٰ زمین میں دھنسا دیں گے۔ اس وقت رومی مسلمانوں کو خطاب کرکے کہیں گے: ”ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ تم ہر اس شخص کو اپنے میں سے نکال کر ہمارے حوالے کردو جو اصلاً ہم میں سے ہے۔“ لہٰذا عرب ان عجمیوں سے کہیں گے کہ آپ لوگ اہل روم کے ساتھ شامل ہوجائیے، مگر عجمی کہیں گے: ”کیا ہم ایمان لانے کے بعد پھر کفر اختیار کریں؟“ انہیں سخت غصہ آجائے گا اور وہ رومیوں پر حملہ کردیں گے اور ان دونوں میں جنگ ہوگی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کو غصہ آئے گا اور اللہ تعالیٰ اپنی تلوار اور اپنا نیزہ چلائیں گے۔“

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ ”اللہ تعالیٰ کی تلوار اور نیزہ کیا ہوگا؟“ فرمایا:

”اہل ایمان کی تلوار اور نیزہ۔“...... یہاں تک کہ مسلمان رومی لشکر کو ختم کردیں گے اور ان میں سے صرف خبر دینے والا ایک شخص بچے گا۔ اس کے بعد مسلمان سرزمین روم کی طرف چل پڑیں گے اور اس کے قلعوں اور شہروں کو نعرۂ تکبیر سے فتح کرلیں گے۔ یہاں تک کہ ہرقل کے شہر پہنچ جائیں گے تو دیکھیں گے کہ اس شہر کا خلیج سوکھا ہوا ہے، پھر اسے بھی تکبیر کی برکت سے فتح کرلیں گے۔ ایک مرتبہ تکبیر کہیں گے تو شہر کی ایک دیوار گرجائے گی، جب دوبارہ تکبیر کہیں گے تو دوسری دیوار گرجائے گی، جب کہ سمندر کی طرف کی دیوار کھڑی رہے گی، وہ نہیں گرے گی۔ اس کے بعد مسلمان خلیج پار کرکے رومیہ پہنچیں گے اور اسے بھی نعرۂ تکبیر سے فتح کرلیں گے۔ اس روز مسلمان مال کو تھیلے بھر بھر کر تقسیم کریں گے۔

* * *

باب: قتال الیہود

یہودیوں سے جہاد کا بیان

﴿۴۷۱﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُوْنَ الْيَهُوْدَ، فَيَقْتُلُهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ حَتّٰى يَخْتَبِئَ الْيَهُوْدِيُّ مِنْ وَّرَاءِ الْحَجَرِ وَ الشَّجَرِ، فَيَقُوْلُ الْحَجَرُ اَوِ الشَّجَرُ : يَا مُسْلِمُ! يَا عَبْدَاللهِ! هٰذَا يَهُوْدِيٌّ خَلْفِيْ فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ إِلَّا الْغَرْقَدَ، فَإِنَّهٗ مِنْ شَجَرِ الْيَهُوْدِ۔

أخرجه البخاري و مسلم و اللفظ لمسلم۔

[صحيح البخارى، رقم الحديث:۲۹۲۵ ، وصحيح مسلم، رقم الحديث :۲۹۲۲]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ مسلمان یہودیوں سے قتال کریں گے۔ چنانچہ مسلمان انہیں خوب قتل کریں گے یہاں تک کہ کوئی یہودی درخت اور پتھر کے پیچھے چھپے گا تو پتھر یا درخت کہے گا: ”اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! میرے پیچھے یہ ایک یہودی ہے آگے بڑھ اور اس کو قتل کردے۔“ سوائے غرقد درخت کے (وہ یہ نہیں کہے گا) کیونکہ وہ یہود کا درخت ہے۔“

﴿۴۷۲﴾

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُوْدُ فَتُسَلَّطُوْنَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ يَقُوْلُ الْحَجَرُ: يَا مُسْلِمُ! هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَرَائِيْ فَاقْتُلْهُ۔

أخرجه البخارى۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث :۳۵۹۳]

ترجمۂ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

”یہودی تم سے جنگ کریں گے (لیکن) تم ان پر غالب آجاؤ گے، (اس وقت یہ کیفیت ہوگی کہ اگر کوئی یہودی جان بچانے کے لیے کسی پتھر کے پیچھے بھی چھپے گا تو) پتھر بولے گا: ”اے مسلمان! یہ یہودی میری آڑ میں چھپا ہوا ہے، اسے قتل کر دے۔“

فائدۂ: یہ وہ یہودی ہوں گے جو دجّال کے ساتھی اور اُس کے لشکر کا حصہ ہوں گے۔

﴿۴۷۳﴾

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتُقَاتِلُنَّ الْیَھُوْدَ فَلَتَقْتُلُنَّھُمْ حَتّٰی یَقُوْلَ الْحَجَرُ یَا مُسْلِمُ! ھٰذَا یَھُوْدِيٌّ فَتَعَالَ فَاقْتُلْہُ۔

أخرجه مسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ٢٩٢١]

ترجمۂ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تم ضرور یہود سے قتال کرو گے اور انہیں خوب قتل کرو گے یہاں تک کہ پتھر کہے گا: ”اے مسلمان! یہ یہودی ہے، آگے بڑھ اور اس کو قتل کر۔“

فائدۂ: یہودیوں کے مظالم اور گناہوں سے روئے زمین کی ہر چیز کو نقصان پہنچتا ہے...... اس لیے پتھر بھی اُن کے دشمن بن جائیں گے۔

❀...❀...❀

باب: الدّجّال وخروجه ومقتله

دجّال، اس کے ظہور اور اس کی قتل گاہ کا بیان

﴿۴۷۴﴾

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا حَدِيْثًا طَوِيْلًا عَنِ الدَّجَّالِ، فَكَانَ فِيْمَا حَدَّثَنَا، قَالَ: يَأْتِيْ وَ هُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ اَنْ يَّدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِيْنَةِ، فَيَنْتَهِيْ إِلٰى بَعْضِ السِّبَاخِ الَّتِيْ تَلِي الْمَدِيْنَةَ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ خَيْرُ النَّاسِ -اَوْ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ- فَيَقُوْلُ لَه: اَشْهَدُ اَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِيْ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَهُ، فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ: اَرَاَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ اَحْيَيْتُهُ، اَتَشُكُّوْنَ فِي الْاَمْرِ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا، قَالَ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيْهِ، فَيَقُوْلُ حِيْنَ يُحْيِيْهِ: وَ اللهِ مَا كُنْتُ فِيْكَ قَطُّ اَشَدَّ بَصِيْرَةً مِّنِّي الْآنَ - قَالَ: فَيُرِيْدُ الدَّجَّالُ- اَنْ يَّقْتُلَهُ فَلَايُسَلَّطُ عَلَيْهِ-

أخرجه البخاري و مسلم و اللفظ لمسلم-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۱۸۸۲، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ۲۹۳۸]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے ساتھ دجال کے بارے میں طویل گفتگو فرمائی۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے سامنے جو کچھ بیان فرمایا اس میں یہ بھی تھا:

”دجال آئے گا جبکہ اس پر مدینہ کے راستے حرام کر دیئے گئے ہوں گے۔ وہ مدینہ سے متصل ایک نرم شوریلی زمین تک پہنچے گا، تب اس کے پاس ایک آدمی آئے گا، جو لوگوں میں سے بہترین (یا بہترین لوگوں میں سے ایک) ہوگا، اور اس سے کہے گا: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جس کے بارے میں رسول

اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا تھا۔" دجال اپنے ہمراہ موجود لوگوں سے کہے گا: "تم لوگوں کا کیا خیال ہے کہ اگر میں اس شخص کو قتل کردوں اور پھر اسے زندہ کردوں تو کیا (میری خدائی کے) معاملے میں تمہیں کوئی شک باقی رہے گا؟" وہ کہیں گے نہیں۔ پھر وہ اس شخص کو قتل کرے گا اور دوبارہ زندہ کردے گا۔ جب وہ اس شخص کو زندہ کرے گا تو وہ شخص اس سے کہے گا: "اللہ تعالیٰ کی قسم! تمہارے بارے میں مجھے اب سے پہلے اس سے زیادہ بصیرت کبھی حاصل نہیں تھی جتنی اب ہے۔ (یعنی اب یقین مزید پختہ ہوگیا کہ تو ہی دجال ہے)۔"

(اس کے بعد حضور ﷺ نے) فرمایا:

"دجال اسے دوبارہ قتل کرنا چاہے گا لیکن اسے اس شخص پر تسلط حاصل نہیں ہو سکے گا۔"

فائدہ: اس روایت سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

① اس زمانے کے پختہ مؤمنین دجال کو دیکھتے ہی پہچان لیں گے کہ یہی وہ دجال ہے جس کے متعلق حضور ﷺ نے امت کو خبر دی تھی اور اس کے مکمل اوصاف بیان فرمائے تھے۔

② دجال ایک شخص پر صرف ایک مرتبہ اپنی طاقت آزما سکتا ہے، اس کے بعد جو مؤمن ایمان پر قائم رہا تو اس پر اس کی کسی طاقت وقدرت کا اثر نہیں ہو سکے گا۔ جبکہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف ایک شخص پر ہی یہ حربہ استعمال کر سکے گا۔

﴿۴۷۵﴾

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ إِلَّا مَكَّةَ وَ الْمَدِيْنَةَ، وَ لَيْسَ نَقْبٌ مِّنْ اَنْقَابِهَا إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّيْنَ تَحْرُسُهَا، فَيَنْزِلُ بِالسَّبْخَةِ، فَتَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، يَخْرُجُ إِلَيْهِ مِنْهَا كُلُّ كَافِرٍ وَ مُنَافِقٍ-

أخرجه البخاري و مسلم و اللفظ لمسلم-

[صحيح البخاری، رقم الحديث:۱۸۸۱، وصحيح مسلم، رقم الحديث:۲۹۴۳]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علاوہ کوئی شہر ایسا نہیں ہوگا جسے دجال نہ روندے، مکہ اور مدینہ کے ہر

راستے پر فرشتے صف بستہ کھڑے ہو کر پہرہ دے رہے ہوں گے، چنانچہ دجال "سَبْخَةُ الْجُرُف" پر ٹھہرے گا، اور مدینہ منورہ تین مرتبہ زلزلہ کی لپیٹ میں آئے گا، تب ہر کافر اور منافق مدینہ سے نکل کر دجال کی طرف لپکے گا۔"

فائدہ: اس حدیث مبارک سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ دجالی ایام میں مدینہ منورہ ہر کافر و منافق سے پاک ہو جائے گا، وہیں یہ بھی ثابت ہوا کہ دجال کی آمد سے پہلے مدینہ منورہ میں بہت سے کافر اور کئی منافقین اپنے ڈیرے ڈالے ہوئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو محفوظ فرمائیں۔

سَبْخَةُ الْجُرُف:

سبخة: اس زمین کو کہا جاتا ہے جس میں نمکیات زیادہ ہوں، جس کی وجہ سے درخت اور سبزہ زیادہ نہیں اُگتا۔

[النهاية في غريب الحديث والأثر لابن الأثير الجزري، ٣: ٧٤٧، المكتبة المعروفية]

اَلْجُرُف:

یہ مدینہ منورہ کے شمال مغربی جانب ایک جگہ کا نام ہے، جو اب مدینہ منورہ کا ایک محلہ ہے۔ عہدِ رسالت اور عہدِ خلفاء میں شام کی طرف جب جہادی قافلے روانہ ہوتے، تو انہیں یہیں سے روانہ کیا جاتا تھا۔ مسجد نبوی سے سات کلو میٹر کی دوری پر ہے اور احد پہاڑ کے پیچھے واقع ہے۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ کے باہر یہی وہ مقام ہے جہاں دجال ٹھہرے گا اور اس سے آگے ایک قدم نہیں بڑھ سکے گا۔ چونکہ یہ جگہ حرم مدینہ کی حدود میں نہیں آتی، اس لیے دجال کا یہاں آنا ممنوع نہیں ہوگا۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں دجال کے دخول کی ممانعت ان کے حدودِ حرم کے اعتبار سے ہے، نہ کہ شہری آبادی اور اس کی وسعت کے لحاظ سے۔ اسی طرح روایات میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے جن دروازوں پر فرشتوں کے کھڑے ہونے کا تذکرہ ہے، ان سے مراد بھی حدودِ حرم کے دروازے ہیں۔

﴿۴۷۶﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا زِلْتُ أُحِبُّ بَنِيْ تَمِيْمٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ، سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْهِمْ، سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: هُمْ اَشَدُّ أُمَّتِيْ عَلَى الدَّجَّالِ۔ قَالَ: وَ جَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هٰذِهٖ

صَدَقَاتُ قَوْمِنَا، وَ كَانَتْ سَبِيَّةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ، فَقَالَ: اَعْتِقِيْهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ-

أخرجه البخاري و مسلم واللفظ للبخاري-

[صحيح البخاري، رقم الحديث:۲۵۴۳، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ۲۵۲۵]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں ”بنو تمیم“ سے ان تین باتوں کی وجہ سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کے متعلق سنیں:

① رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا:

”یہ لوگ دجال کے مقابلے میں میری امت میں سب سے زیادہ سخت ثابت ہوں گے۔“

② اور فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) بنو تمیم کے ہاں سے زکوٰۃ (وصول ہو کر) آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”یہ ”ہماری قوم“ کی زکوٰۃ ہے۔“

③ بنو تمیم کی ایک عورت قید ہو کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

”اسے آزاد کر دو، کیونکہ یہ حضرت اسماعیل (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اولاد میں سے ہے۔“

فائدہ: ”بنو تمیم“ عرب کا مشہور قبیلہ ہے، یہ لوگ انتہائی بہادر اور سخت جنگجو تھے۔ ان کا سلسلۂ نسب ”الیاس بن مضر“ کے پاس جا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل جاتا ہے۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنی قوم اور حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسل سے بتایا ہے۔ دجال کے خلاف جہاد کرنے میں یہ قبیلہ سب سے آگے ہوگا۔“

﴿۴۷۷﴾

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بُعِثَ نَبِيٌّ إِلَّا اَنْذَرَ اُمَّتَهُ الْاَعْوَرَ الْكَذَّابَ، اَلَا إِنَّهُ اَعْوَرُ، وَ إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ، وَ إِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوْبٌ كَافِرٌ-

أخرجه البخاري-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۷۱۳۱]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”کوئی نبی ایسے نہیں تھے جنہوں نے اپنی امت کو ”بڑے جھوٹے اور کانے“ (یعنی دجال) سے نہ ڈرایا ہو۔ خوب جان لو! کہ وہ کانا ہے، اور تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ اور اس کی آنکھوں کے درمیان والے حصہ پر ”کافر“ لکھا ہوا ہوگا۔“

فائدہ: دجال کے فتنے کی شدّت کا اندازہ اسی سے لگایا جائے کہ سارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوموں کو اس سے خبردار کیا...... احادیث مبارکہ سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دجال سے حفاظت کے لیے جذبۂ جہاد اور شوق شہادت بہت کام آئے گا...... وہ مسلمان جو ایمان کی خاطر جان قربان کرنے کے لیے تیار ہوں...... وہی دجال کی آگ اور جہنم میں بے خطر کود جائیں گے اور حقیقت میں جنت پالیں گے...... لیکن جن کو جان عزیز ہوگی اور وہ شہادت سے ڈرتے ہوں گے تو وہ اس عظیم فتنے کا مقابلہ کیسے کریں گے؟...... اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ایمان کی قدر، جذبۂ جہاد اور شوق شہادت نصیب فرمائیں۔

﴿۴۷۸﴾

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَاَنَا اَعْلَمُ بِمَا مَعَ الدَّجَّالِ مِنْهُ، مَعَهٗ نَهْرَانِ يَجْرِيَانِ، اَحَدُهُمَا رَأْيَ الْعَيْنِ مَاءٌ اَبْيَضُ، وَ الْآخَرُ رَأْيَ الْعَيْنِ نَارٌ تَاَجَّجُ، فَإِمَّا اَدْرَكَنَّ اَحَدٌ فَلْيَأْتِ النَّهْرَ الَّذِيْ يَرَاهُ نَارًا وَ لْيُغَمِّضْ ثُمَّ لْيُطَأْطِئْ رَأْسَهٗ فَيَشْرَبَ مِنْهُ، فَإِنَّهٗ مَاءٌ بَارِدٌ، وَ إِنَّ الدَّجَّالَ مَمْسُوْحُ الْعَيْنِ، عَلَيْهَا ظَفَرَةٌ غَلِيْظَةٌ، مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ، يَقْرَؤُهٗ كُلُّ مُؤْمِنٍ كَاتِبٍ وَ غَيْرِ كَاتِبٍ۔

أخرجه مسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ۲۹۳۴]

ترجمہ: حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”دجال کے پاس جو کچھ ہوگا، اسے میں خود اس کی بنسبت زیادہ جانتا ہوں۔ اس کے ساتھ دو بہتی نہریں ہوں گی۔ دونوں میں سے ایک بظاہر نظر آنے میں سفید پانی کی ہوگی اور دوسری نظر آنے میں بھڑکتی آگ

کی مانند ہوگی۔ اگر کوئی شخص اس کو پالے تو اس نہر کی طرف آئے جسے وہ آگ (کی طرح) دیکھ رہا ہے اور اپنی آنکھ بند کرے، پھر اپنا سر جھکائے اور اس میں سے پانی پیے تو وہ ٹھنڈا پانی ہوگا۔ اور دجال کی ایک آنکھ مسخ شدہ ہوگی، اس کے اوپر موٹا گوشت کا ٹکڑا ہوگا۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیانی حصہ میں لکھا ہوگا: ''کافر'' جسے ہر مؤمن پڑھ سکے گا، خواہ وہ لکھنا پڑھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔''

فائدہ: دجال کس آنکھ سے کانا ہوگا؟ اور کون سی آنکھ انگور کے دانے کی مانند ابھری ہوئی ہوگی؟ اس کے متعلق روایات مختلف ہیں، ایک روایت میں ہے کہ دجال دائیں آنکھ سے کانا ہوگا، جبکہ دوسری روایت میں ہے کہ بائیں آنکھ سے کانا ہوگا، دونوں روایات سند کے اعتبار سے بالکل صحیح ہیں اور دونوں روایات امام مسلم (۲۶۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ صحیح مسلم میں لائے ہیں۔ قاضی عیاض مالکی (۵۴۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں روایات میں شاندار توجیہ بیان فرمائی ہے، جسے امام نووی (۶۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر محدث نے بھی سراہا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ درحقیقت دجال کی دونوں آنکھیں ''اعور'' ہوں گی، اسی لیے روایات میں دونوں آنکھوں کو ''اعور'' کہا گیا ہے، لیکن ''اعور'' سے مراد صرف کانا ہونا نہیں ہے، بلکہ عیب دار ہونا مراد ہے۔ تاہم دونوں آنکھوں کے عیب دار ہونے کی کیفیت میں فرق ہے۔ ایک آنکھ کا عیب دار ہونا یہ ہے کہ وہ بالکل مسخ شدہ ہوگی، جبکہ دوسری آنکھ کا عیب یہ ہے کہ بدنما طریقے سے ابھری ہوئی ہوگی اور مسخ شدہ آنکھ دائیں والی ہوگی، جبکہ ابھری ہوئی آنکھ بائیں والی ہوگی، جس سے وہ دیکھ پائے گا۔

[إكمال المعلم شرح صحيح مسلم، ١: ٣٤٠]

﴿۴۷۹﴾

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ لِحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ: حَدِّثْنِيْ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدَّجَّالِ قَالَ: إِنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ، وَ إِنَّ مَعَهُ مَاءً وَ نَارًا، فَاَمَّا الَّذِيْ يَرَاهُ النَّاسُ مَاءً فَنَارٌ تُحْرِقُ، وَ اَمَّا الَّذِيْ يَرَاهُ النَّاسُ نَارًا فَمَاءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ، فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِيْ يَرَاهُ نَارًا، فَإِنَّهُ مَاءٌ عَذْبٌ طَيِّبٌ۔

أخرجه مسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ٢٩٣٥]

ترجمہ: حضرت سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے کہا:

”آپ نے دجال کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جو حدیث سنی ہے وہ مجھے بیان فرمائیے۔ انہوں نے فرمایا: ”یقیناً دجال کا خروج ہوگا، اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی۔ لوگوں کو جو پانی نظر آرہا ہوگا وہ (دراصل) آگ ہوگی۔ اور لوگوں کو جو آگ نظر آرہی ہوگی وہ (حقیقت میں) ٹھنڈا میٹھا پانی ہوگا۔ تم میں سے جو شخص اس کو پائے تو وہ اس میں کود جائے جو آگ کی مانند ہو۔ بلاشبہ وہ میٹھا پاکیزہ پانی ہوگا۔“

فائدہ: ہر گمراہ دجالی فتنہ...... بُری چیزوں کو اچھا اور اچھی چیزوں کو بُرا بنا کر پیش کرتا ہے...... کفر اور گمراہی والی چیزیں لوگوں کے لیے پُرکشش اور ایمان اور نیکی والی چیزیں بہت خوفناک بنا کر دکھائی جاتی ہیں...... ”دجّال اکبر“ اس دجّالی فن میں اپنے عروج پر ہوگا...... نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ مَسِيْحِ الدَّجَّالِ۔

﴿۴۸۰﴾

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ نِدَاءَ الْمُنَادِيْ، مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُنَادِيْ: اَلصَّلٰوةَ جَامِعَةً، فَخَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَصَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكُنْتُ فِيْ صَفِّ النِّسَاءِ الَّتِيْ تَلِيْ ظُهُوْرَ الْقَوْمِ۔ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوتَهٗ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَ هُوَ يَضْحَكُ، فَقَالَ: لِيَلْزَمْ كُلُّ إِنْسَانٍ مُصَلَّاهُ، ثُمَّ قَالَ: اَتَدْرُوْنَ لِمَ جَمَعْتُكُمْ؟ قَالُوْا: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، قَالَ: إِنِّيْ وَ اللّٰهِ مَا جَمَعْتُكُمْ لِرَغْبَةٍ وَّ لَا لِرَهْبَةٍ، وَ لٰكِنْ جَمَعْتُكُمْ، لِاَنَّ تَمِيْمًا الدَّارِيَّ كَانَ رَجُلًا نَصْرَانِيًّا، فَجَاءَ فَبَايَعَ وَ اَسْلَمَ، وَ حَدَّثَنِيْ حَدِيْثًا وَافَقَ الَّذِيْ كُنْتُ اُحَدِّثُكُمْ عَنْ مَّسِيْحِ الدَّجَّالِ، حَدَّثَنِيْ اَنَّهٗ رَكِبَ فِيْ سَفِيْنَةٍ بَحْرِيَّةٍ مَعَ ثَلَاثِيْنَ رَجُلًا مِّنْ لَخْمٍ وَّ جُذَامَ، فَلَعِبَ بِهِمُ الْمَوْجُ شَهْرًا فِي الْبَحْرِ، ثُمَّ اَرْفَئُوْا إِلٰى جَزِيْرَةٍ فِي الْبَحْرِ حَتّٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ، فَجَلَسُوْا فِيْ اَقْرُبِ السَّفِيْنَةِ فَدَخَلُوا الْجَزِيْرَةَ فَلَقِيَتْهُمْ دَابَّةٌ اَهْلَبُ كَثِيْرُ الشَّعَرِ، لَايَدْرُوْنَ مَا قُبُلُهٗ مِنْ دُبُرِهٖ مِنْ كَثْرَةِ الشَّعَرِ، فَقَالُوْا: وَيْلَكِ مَا اَنْتِ؟ فَقَالَتْ: اَنَا الْجَسَّاسَةُ۔ قَالُوْا: وَ مَا الْجَسَّاسَةُ؟ قَالَتْ: اَيُّهَا الْقَوْمُ! انْطَلِقُوا إِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ، فَإِنَّهٗ إِلٰى خَبَرِكُمْ بِالْاَشْوَاقِ، قَالَ:

لَمَّا سَمَّتْ لَنَا رَجُلًا فَرِقْنَا مِنْهَا اَنْ تَكُوْنَ شَيْطَانَةً، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا، حَتّٰى دَخَلْنَا الدَّيْرَ، فَإِذَا فِيْهِ اَعْظَمُ إِنْسَانٍ رَاَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا، وَ اَشَدُّهٗ وِثَاقًا، مَجْمُوعَةٌ يَدَاهُ إِلٰى عُنُقِهِ مَا بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى كَعْبَيْهِ بِالْحَدِيدِ، قُلْنَا: وَيْلَكَ مَا اَنْتَ؟ قَالَ: قَدْ قَدَرْتُمْ عَلٰى خَبَرِيْ، فَاَخْبِرُوْنِيْ مَا اَنْتُمْ؟ قَالُوْا: نَحْنُ اُنَاسٌ مِّنَ الْعَرَبِ رَكِبْنَا فِيْ سَفِيْنَةٍ بَحْرِيَّةٍ، فَصَادَفْنَا الْبَحْرَ حِيْنَ اغْتَلَمَ فَلَعِبَ بِنَا الْمَوْجُ شَهْرًا، ثُمَّ اَرْفَأْنَا إِلٰى جَزِيْرَتِكَ هٰذِهٖ، فَجَلَسْنَا فِيْ اَقْرُبِهَا، فَدَخَلْنَا الْجَزِيْرَةَ، فَلَقِيَتْنَا دَابَّةٌ اَهْلَبُ كَثِيْرُ الشَّعَرِ، لَايُدْرٰى مَا قُبُلُهٗ مِنْ دُبُرِهٖ مِنْ كَثْرَةِ الشَّعَرِ، فَقُلْنَا: وَيْلَكِ مَا اَنْتِ؟ فَقَالَتْ: اَنَا الْجَسَّاسَةُ، قُلْنَا: وَ مَا الْجَسَّاسَةُ؟ قَالَتْ: اعْمِدُوْا إِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ، فَإِنَّهٗ إِلٰى خَبَرِكُمْ بِالْاَشْوَاقِ، فَاَقْبَلْنَا إِلَيْكَ سِرَاعًا، وَ فَزِعْنَا مِنْهَا، وَ لَمْ نَأْمَنْ اَنْ تَكُوْنَ شَيْطَانَةً، فَقَالَ: اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ، قُلْنَا: عَنْ اَيِّ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ؟ قَالَ: اَسْاَلُكُمْ عَنْ نَخْلِهَا هَلْ يُثْمِرُ؟ قُلْنَا لَهٗ: نَعَمْ، قَالَ: اَمَا إِنَّهٗ يُوْشِكُ اَنْ لَّاتُثْمِرَ، قَالَ: اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ بُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ، قُلْنَا: عَنْ اَيِّ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ؟ قَالَ: هَلْ فِيْهَا مَاءٌ؟ قَالُوْا: هِيَ كَثِيْرَةُ الْمَاءِ، قَالَ: اَمَا إِنَّ مَاءَهَا يُوْشِكُ اَنْ يَّذْهَبَ، قَالَ: اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ عَيْنِ زُغَرَ، قَالُوْا: عَنْ اَيِّ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ؟ قَالَ: هَلْ فِي الْعَيْنِ مَاءٌ؟ وَ هَلْ يَزْرَعُ اَهْلُهَا بِمَاءِ الْعَيْنِ؟ قُلْنَا لَهٗ: نَعَمْ، هِيَ كَثِيْرَةُ الْمَاءِ، وَ اَهْلُهَا يَزْرَعُوْنَ مِنْ مَائِهَا، قَالَ: اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ نَبِيِّ الْاُمِّيِّيْنَ مَا فَعَلَ؟ قَالُوْا: قَدْ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ وَ نَزَلَ يَثْرِبَ، قَالَ: اَقَاتَلَهُ الْعَرَبُ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: كَيْفَ صَنَعَ بِهِمْ؟ فَاَخْبَرْنَاهُ اَنَّهٗ قَدْ ظَهَرَ عَلٰى مَنْ يَلِيْهِ مِنَ الْعَرَبِ وَ اَطَاعُوْهُ، قَالَ لَهُمْ: قَدْ كَانَ ذٰلِكَ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: اَمَا إِنَّ ذَاكَ خَيْرٌ لَهُمْ اَنْ يُّطِيْعُوْهُ، وَ إِنِّيْ مُخْبِرُكُمْ عَنِّيْ، إِنِّيْ اَنَا الْمَسِيْحُ، وَ إِنِّيْ اُوْشِكُ اَنْ يُّؤْذَنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ، فَاَخْرُجَ فَاَسِيْرَ فِي الْاَرْضِ فَلَاَادَعَ قَرْيَةً إِلَّا هَبَطْتُّهَا فِيْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَ طَيْبَةَ، فَهُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كِلْتَاهُمَا، كُلَّمَا اَرَدْتُّ اَنْ اَدْخُلَ وَاحِدَةً

-اَوْ وَاحِدًا- مِنْهُمَا اسْتَقْبَلَنِيْ مَلَكٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صَلْتًا، يَصُدُّنِيْ عَنْهَا، وَ إِنَّ عَلٰى كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلَائِكَةً يَحْرُسُوْنَهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ، وَ طَعَنَ بِمِخْصَرَتِهٖ فِي الْمِنْبَرِ: هٰذِهٖ طَيْبَةُ، هٰذِهٖ طَيْبَةُ، هٰذِهٖ طَيْبَةُ-يَعْنِي الْمَدِيْنَةَ- اَلَا هَلْ كُنْتُ حَدَّثْتُكُمْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ النَّاسُ: نَعَمْ، فَإِنَّهٗ اَعْجَبَنِيْ حَدِيْثُ تَمِيْمٍ، اَنَّهٗ وَافَقَ الَّذِيْ كُنْتُ اُحَدِّثُكُمْ عَنْهُ وَ عَنِ الْمَدِيْنَةِ وَ مَكَّةَ، اَلَا إِنَّهٗ فِيْ بَحْرِ الشَّامِ، اَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ، لَا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ، مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ، مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ، وَ اَوْمَاَ بِيَدِهٖ إِلَى الْمَشْرِقِ- قَالَتْ: فَحَفِظْتُ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ-

أخرجه مسلم-

[صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۹۴۲]

ترجمہ: حضرت سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منادی کی آواز سنی کہ وہ پکار رہا تھا: نماز جمع ہونے کو ہے۔ چنانچہ (وہ آواز سن کر) میں مسجد کی طرف گئی، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی۔ جبکہ میں مردوں کے بعد والی عورتوں کی پہلی صف میں تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہنستے مسکراتے منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا:

”ہر آدمی اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھا رہے۔“

پھر فرمایا:

”کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے تمہیں کسی عمل کی ترغیب یا کسی چیز سے ڈرانے کے لیے جمع نہیں کیا، بلکہ اس لیے جمع کیا ہے کہ تمیم داری ایک نصرانی شخص تھے، وہ آئے، انہوں نے بیعت کی اور مسلمان ہو گئے اور انہوں نے مجھے ایک واقعہ سنایا، جو اس حدیث کے بالکل موافق ہے، جو میں تمہیں دجال کے بارے

میں بیان کرتا چلا آرہا ہوں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ سمندری جہاز میں قبیلہ لخم اور جذام کے تیس آدمیوں کے ہمراہ سوار ہوئے، اور سمندر کی لہریں ایک مہینہ تک ان سے کھیلتی رہیں۔ پھر وہ لوگ سمندر میں ڈوبتے سورج کی جانب میں ایک جزیرے کے کنارے جا پہنچے۔ اور جہاز سے پلوار (یعنی چھوٹی کشتی) میں بیٹھ کر جزیرے میں داخل ہو گئے، وہاں ان کو ایک جانور ملا جو کہ بہت بالوں والا تھا۔ اس کا اگلا پچھلا حصہ بالوں کی کثرت سے معلوم نہ ہوتا تھا۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ اے کمبخت تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: ’’میں جساسہ (جاسوسی کرنے والی) ہوں۔‘‘ لوگوں نے کہا: ’’جساسہ کیا ہے؟‘‘ اس نے کہا: ’’اس شخص کے پاس چلو جو ’’دیر‘‘ میں ہے، وہ تمہاری خبر کا بہت مشتاق ہے۔‘‘ تمیم داری نے بتایا کہ جب اس نے ’’مرد‘‘ کا نام لیا تو ہم اس جانور سے ڈرے کہ کہیں یہ شیطان نہ ہو۔ تمیم داری نے کہا: ’’پھر ہم دوڑتے ہوئے ’’دیر‘‘ میں داخل ہوئے۔‘‘ دیکھا تو وہاں ایک بہت بڑی جسامت کا آدمی ہے، ہم نے اتنا بڑا آدمی اور ایسا سخت جکڑا ہوا شخص کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ گردن کے ساتھ بندھے ہوئے تھے اور وہ دونوں زانوں سے ٹخنوں تک لوہے سے جکڑا ہوا تھا۔ ہم نے کہا: ’’اے کمبخت! تو کیا چیز ہے؟‘‘ اس نے کہا:

’’تم میری خبر پر قابو پا گئے ہو۔ (یعنی میرا حال تو تم کو اب معلوم ہو جائے گا پہلے) تم اپنا حال بتاؤ کہ تم کون ہو؟‘‘

لوگوں نے کہا: ’’ہم عرب کے لوگ ہیں، سمندری جہاز میں سوار ہوئے تھے، لیکن جب ہم سوار ہوئے تو سمندر کو جوش میں پایا، پھر ایک مہینے کی مدت تک لہریں ہم سے کھیلتی رہیں، پھر ہم اس جزیرے میں آ پہنچے، تو چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر (اس) جزیرے میں داخل ہوئے۔ ہمیں ایک بہت بالوں والا جانور ملا، ہم اس کے بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کا اگلا پچھلا حصہ نہ پہچانتے تھے۔ ہم نے اس سے کہا: ’’اے کمبخت! تو کیا چیز ہے؟‘‘ اس نے کہا: میں جساسہ ہوں۔ ہم نے کہا:

’’جساسہ کیا ہے؟‘‘ اس نے کہا:

’’اس شخص کے پاس چلو جو ’’دیر‘‘ میں ہے اور وہ تمہاری خبر کا بہت مشتاق ہے۔ پس ہم دوڑتے ہوئے تیری طرف آئے اور ہم اس سے ڈرے کہ کہیں وہ بھوت نہ ہو۔‘‘ اس شخص نے کہا:

’’مجھے بیسان کے نخلستان کی خبر دو۔‘‘

ہم نے کہا: ’’تم اس کا کون سا حال پوچھنا چاہتے ہو؟‘‘ اس نے کہا:

’’میں اس کے نخلستان کے بارے میں پوچھتا ہوں کہ وہ پھل دیتا ہے؟‘‘

ہم نے کہا: ’’جی ہاں! وہ پھل دیتا ہے۔‘‘ اس نے کہا:

’’خبردار رہو! عنقریب وہ پھل دینا بند کر دے گا۔‘‘

اس نے کہا:

’’مجھے طبرستان کے دریا کے بارے میں بتلاؤ۔‘‘

ہم نے کہا: ’’تم اس دریا کا کون سا حال پوچھنا چاہتے ہو؟‘‘ وہ بولا:

’’اس میں پانی ہے کہ نہیں؟‘‘

لوگوں نے کہا: ’’اس میں بہت پانی ہے۔‘‘ اس نے کہا:

’’اس کا پانی عنقریب ختم ہو جائے گا۔‘‘

پھر اس نے کہا:

’’مجھے زغر کے چشمے کے بارے میں خبر دو۔‘‘

لوگوں نے کہا: ’’اس کا کیا حال پوچھنا چاہتے ہو؟‘‘ اس نے کہا:

’’کیا اس چشمے میں پانی ہے اور وہاں کے لوگ اس پانی سے کاشتکاری کرتے ہیں؟‘‘

ہم نے کہا: ’’جی ہاں! اس میں بہت پانی ہے اور وہاں کے لوگ اس کے پانی سے کاشتکاری کرتے ہیں۔‘‘ اس نے کہا:

’’مجھے امیّین کے پیغمبر کے بارے میں خبر دو کہ وہ کیا کر رہے ہیں؟‘‘

لوگوں نے کہا: ’’وہ مکہ سے نکل کر مدینہ کی طرف ہجرت کر چکے ہیں۔‘‘ اس نے کہا:

’’کیا عرب کے لوگ ان سے لڑے؟‘‘

ہم نے کہا: ’’جی ہاں!‘‘ اس نے کہا:

’’انہوں نے عربوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟‘‘

ہم نے کہا: ’’وہ اپنے گرد و پیش کے عربوں پر غالب ہوئے اور عربوں نے ان کی اطاعت کی۔‘‘

اس نے کہا:

’’یہ بات ہو چکی؟‘‘

ہم نے کہا: ’’ہاں!‘‘ اس نے کہا:

”خبردار رہو! یہ بات ان کے حق میں بہتر ہے کہ وہ پیغمبر کے تابعدار بنیں۔ اور اب میں تم سے اپنا حال کہتا ہوں کہ میں مسیح (دجال) ہوں۔ وہ زمانہ قریب ہے جب مجھے نکلنے کی اجازت ہوگی۔ پس میں نکلوں گا اور سیر کروں گا اور دنیا کی کوئی بستی ایسی نہیں ہوگی جہاں میں چالیس راتوں کے اندر اندر نہ جاؤں، سوائے مکہ اور طیبہ کے، کیوں کہ وہاں جانا مجھ پر حرام ہے (یعنی منع ہے)۔ جب میں ان دونوں بستیوں میں سے کسی کے اندر جانا چاہوں گا تو میرے آگے ایک فرشتہ آجائے گا اور اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار ہوگی، وہ مجھے وہاں جانے سے روک دے گا اور اس کے ہر ایک ناکہ پر فرشتے ہوں گے جو اس کی چوکیداری کریں گے۔“

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

(یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چھڑی مبارک منبر پر مار کر فرمایا:

”طیبہ یہی ہے، طیبہ یہی ہے، طیبہ یہی ہے۔ (یعنی طیبہ سے مراد مدینہ منورہ ہے۔) خبردار! کیا میں تم کو اس بات کی خبر نہیں دے چکا ہوں؟“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”بالکل دے چکے ہیں۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”مجھے تمیم کی بات بھلی معلوم ہوئی، کیوں کہ وہ اس چیز کے موافق تھی جو میں تمہیں دجال اور مدینہ و مکہ کے متعلق بتلا چکا تھا۔ یاد رکھو! وہ (یعنی دجال) شام یا یمن کے سمندر میں ہے؟ نہیں! بلکہ وہ مشرق کی طرف ہے، وہ مشرق کی طرف ہے، وہ مشرق کی طرف ہے۔“

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

یہ حدیث میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خود سن کر محفوظ کی ہے۔

فائدہ: دجال کی حقیقت، اس کے خروج کی علامات، خروج کے بعد زمین پر اس کے تصرفات اور اس وقت دنیا کے نقشہ کو سمجھنے کے لیے یہی ایک روایت ہی کافی ہے۔

﴿۴۸۱﴾

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَتَوَجَّهُ قِبَلَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَتَلْقَاهُ الْمَسَالِحُ -مَسَالِحُ الدَّجَّالِ-

فَيَقُوْلُوْنَ لَهٗ: اَيْنَ تَعْمِدُ؟ فَيَقُوْلُ: اَعْمِدُ إِلٰى هٰذَا الَّذِيْ خَرَجَ، قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ لَهٗ: اَوَ مَا تُؤْمِنُ بِرَبِّنَا؟ فَيَقُوْلُ: مَا بِرَبِّنَا خَفَاءٌ، فَيَقُوْلُوْنَ: اقْتُلُوْهُ، فَيَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: اَلَيْسَ قَدْ نَهَاكُمْ رَبُّكُمْ اَنْ تَقْتُلُوْا اَحَدًا دُوْنَهٗ، قَالَ: فَيَنْطَلِقُوْنَ بِهٖ إِلَى الدَّجَّالِ، فَإِذَا رَآهُ الْمُؤْمِنُ قَالَ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ! هٰذَا الدَّجَّالُ الَّذِيْ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَيَأْمُرُ الدَّجَّالُ بِهٖ فَيُشَبَّحُ، فَيَقُوْلُ: خُذُوْهُ وَ شُجُّوْهُ، فَيُوْسَعُ ظَهْرُهٗ وَ بَطْنُهٗ ضَرْبًا، قَالَ: فَيَقُوْلُ: اَوَ مَا تُؤْمِنُ بِيْ؟ قَالَ: فَيَقُوْلُ: اَنْتَ الْمَسِيْحُ الْكَذَّابُ، قَالَ: فَيُؤْمَرُ بِهٖ فَيُؤْشَرُ بِالْمِئْشَارِ مِنْ مَفْرِقِهٖ حَتّٰى يُفَرَّقَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ، قَالَ: ثُمَّ يَمْشِي الدَّجَّالُ بَيْنَ الْقِطْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَقُوْلُ لَهٗ: قُمْ، فَيَسْتَوِيْ قَائِمًا، قَالَ: ثُمَّ يَقُوْلُ لَهٗ: اَتُؤْمِنُ بِيْ؟ فَيَقُوْلُ: مَا ازْدَدْتُّ فِيْكَ إِلَّا بَصِيْرَةً، قَالَ: ثُمَّ يَقُوْلُ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهٗ لَايَفْعَلُ بَعْدِيْ بِاَحَدٍ مِنَ النَّاسِ، قَالَ: فَيَأْخُذُهُ الدَّجَّالُ لِيَذْبَحَهٗ، فَيُجْعَلَ مَا بَيْنَ رَقَبَتِهٖ إِلٰى تَرْقُوَتِهٖ نُحَاسًا، فَلَايَسْتَطِيْعُ إِلَيْهِ سَبِيْلًا، قَالَ: فَيَأْخُذُ بِيَدَيْهِ وَ رِجْلَيْهِ فَيَقْذِفُ بِهٖ، فَيَحْسِبُ النَّاسُ اَنَّمَا قَذَفَهٗ إِلَى النَّارِ، وَ إِنَّمَا اُلْقِيَ فِي الْجَنَّةِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هٰذَا اَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

أخرجه مسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ۲۹۳۸]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”دجال کا خروج ہوگا تو مؤمنین میں سے ایک شخص اس کا رخ کرے گا، اسے اسلحہ بردار محافظ (یعنی دجال کے اسلحہ بردار محافظ) ملیں گے اور اس سے پوچھیں گے۔ کہاں جانا چاہتے ہو؟ وہ کہے گا: ”میں اس شخص کی طرف جانا چاہتا ہوں جو اب نمودار ہوا ہے۔“ وہ اس سے کہیں گے: ”کیا تم ہمارے رب پر ایمان نہیں رکھتے؟“ وہ کہے گا: ”ہمارے رب (کی ربوبیت اور صفات) میں کوئی پوشیدگی نہیں ہے۔“ وہ کہیں گے: ”اس کو قتل کردو۔“ پھر وہ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ کیا ہمارے رب نے ہمیں منع نہیں کیا تھا کہ اس (کے سامنے پیش کرنے) سے پہلے کسی کو قتل نہ کرنا۔ چنانچہ وہ اسے دجال کے پاس لے جائیں گے۔ وہ

مؤمن جب دجال کو دیکھے گا تو کہے گا: ''لوگو! یہ وہی دجال ہے جس کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔'' دجال اس کے بارے میں حکم دے گا تو (اس کے اعضاء کو) کھینچ کر باندھ دیا جائے گا۔ پھر وہ کہے گا: ''اسے پکڑو اور اس کا سر اور منہ توڑ دو۔'' تو (مار مار کر) اس کا پیٹ اور اس کی کمر کھول دی جائے گی۔ پھر دجال کہے گا: ''کیا تم مجھ پر ایمان نہیں لاؤ گے؟'' وہ شخص کہے گا: ''تو جھوٹا دجال ہے۔'' پھر اس شخص کے بارے میں حکم دیا جائے گا، تو اس کو اس کے سر کی مانگ کے درمیان سے آری کے ساتھ چیرا جائے گا، یہاں تک کہ اس کے دونوں پاؤں کے درمیان سے ان کے الگ الگ دو ٹکڑے کر دیئے جائیں گے۔ پھر دجال ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا۔ اور اس سے کہے گا: ''کھڑے ہو جاؤ!'' چنانچہ وہ (زندہ ہو کر) سیدھا کھڑا ہو جائے گا۔ دجال پھر اس سے کہے گا: ''کیا مجھ پر ایمان لاتے ہو؟'' وہ کہے گا: ''اس (سب کچھ سے) تو تمہارے بارے میں میری بصیرت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔'' پھر وہ شخص (لوگوں کو مخاطب کر کے) کہے گا: ''لوگو! یہ (دجال) اب میرے بعد لوگوں میں کسی کے ساتھ ایسا نہیں کر سکے گا۔'' دجال اسے ذبح کرنے کے لیے پکڑے گا تو اس کی گردن سے اس کی ہنسلی کی ہڈیوں تک (کا حصہ) تانبے کا بنا دیا گیا ہو گا، چنانچہ وہ کسی طریقے سے (اسے ذبح) نہ کر سکے گا۔ تب وہ اس شخص کے دونوں پاؤں اور دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اسے پھینکے گا۔ لوگ سمجھیں گے کہ دجال نے اسے آگ میں پھینک دیا ہے، جبکہ (درحقیقت) وہ جنت میں ڈال دیا جائے گا۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''رب العالمین کے نزدیک یہ شخص شہادت کے مقام میں سب سے بلندی پر ہے۔''

﴿۴۸۲﴾

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَّهُوْدِ اَصْبَهَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ۔

أخرجه مسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ۲۹۴۴]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اصبہان کے ستر ہزار یہودی دجال کی پیروی کریں گے، ان (کے جسموں) پر (یہودی مذہبی) چادریں ہوں گی۔“

﴿۴۸۳﴾

عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلدَّجَّالُ يَخْرُجُ مِنْ اَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ يُقَالُ لَهَا: خُرَاسَانُ. يَتْبَعُهُ اَقْوَامٌ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ۔

أخرجه الترمذی و أحمد و اللفظ للترمذی۔

[سنن الترمذي، رقم الحديث :۲۲۳۷، ومسند أحمد، رقم الحديث :۱۲]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا:

”دجال مشرق میں ایک جگہ سے نکلے گا، جسے ”خراسان“ کہا جاتا ہے، اس کی اتباع کرنے والے ایسے لوگ ہوں گے جن کے چہرے تہ بہ تہ ڈھال کی مانند ہوں گے۔“

فائدہ: احادیث مبارکہ میں جس ”خراسان“ کا تذکرہ آتا ہے...... وہ علاقہ اس وقت تقریباً سات ممالک میں تقسیم ہو چکا ہے...... اس کا زیادہ تر حصہ افغانستان، ایران اور ترکمانستان میں ہے۔

﴿۴۸۴﴾

عَنْ مُجَمِّعِ ابْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: يَقْتُلُ ابْنُ مَرْيَمَ الدَّجَّالَ بِبَابِ لُدٍّ۔

أخرجه الترمذی۔

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ۲۲۴۴]

ترجمہ: حضرت سیدنا مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ابن مریم (یعنی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام) ”باب لد“ (نامی مقام) پر دجال کو قتل کریں گے۔“

* * *

باب: قتال عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جہاد کا بیان

﴿۴۸۵﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَ يَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ وَ يَضَعَ الْجِزْيَةَ وَ يَفِيْضَ الْمَالُ حَتّٰى لَايَقْبَلَهٗ اَحَدٌ، حَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا، ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْهُرَيْرَةَ: وَ اقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿وَإِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا﴾ [النساء: ۱۵۹]-

أخرجه البخاري و مسلم واللفظ للبخاري-

[صحيح البخاري، رقم الحديث:۳۴۴۸، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۵۵]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! وہ زمانہ قریب ہے جب عیسیٰ ابن مریم (علیہما الصلوٰۃ والسلام) تمہارے درمیان ایک عادل حاکم کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے (یعنی موجودہ عیسائیت کو ختم کر دیں گے)، خنزیر کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے (یعنی کسی غیر مسلم سے صلح کر کے جزیہ قبول نہیں کریں گے)۔ تب مال کی اس قدر کثرت ہو جائے گی کہ کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا۔ اور اس وقت کا ایک سجدہ دنیا و ما فیہا سے بڑھ کر (محبوب) ہوگا۔“

پھر حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اگر تمہارا جی چاہے تو (استدلال کے طور پر) یہ آیت پڑھ لو:

﴿وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا﴾

[النساء:۱۵۹]

”اور کوئی اہلِ کتاب ایسا نہیں ہوگا جو عیسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے، اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوں گے۔“

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ آسمانوں پر اٹھالیا تھا...... قُربِ قیامت میں اُن کو واپس زمین پر اتارا جائے گا...... وہ نبی ہوتے ہوئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین اور شریعت کی پیروی کریں گے...... اور وہ اس اُمت کے ایک منصف خلیفہ اور حکمران ہوں گے...... آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہودیوں کو مٹادیں گے اور عیسائیوں کے موجودہ مذہب کے باطل اور ختم ہونے کا اعلان کریں گے...... اور اس مذہب کی سب سے بڑی علامت یعنی صلیب کو توڑ دیں گے...... اور خنزیر اور بندروں کو قتل کر کے زمین کو پاک فرمائیں گے...... آپ کے زمانے میں خوب جہاد ہوگا...... مگر آپ جزیہ قبول کر کے کسی کو نہیں چھوڑیں گے...... اس وقت کافروں کے پاس بس دو راستے ہوں گے یا تو اسلام قبول کریں یا جنگ میں مارے جائیں...... اسلام میں یہود و نصاریٰ کو...... اہل کتاب ہونے کی وجہ سے جزیہ وغیرہ کی جو رعایت دی گئی ہے...... وہ اُن سے ختم فرمادیں گے...... کیونکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اُمت میں واپس تشریف لانے سے...... یہود و نصاریٰ کے ہر شبہے کا خود بخود جواب ہو جائے گا۔

فتوحات کی کثرت...... اور عدل و انصاف کی برکت سے مال کی بہت وسعت ہو جائے گی...... اس لیے صدقات خیرات لینے والا کوئی نہیں رہے گا...... تب نماز اور سجدے کی عبادت ہر مسلمان کے نزدیک زیادہ اہم اور قیمتی ہو جائے گی...... کیونکہ مالی عبادات نہیں ہوں گی...... نیز زبردست ایمانی ماحول کی بھی برکت ہوگی کہ ہر مسلمان نماز اور سجدے کو اپنے لیے بے حد قیمتی سمجھے گا...... یہود و نصاریٰ یا تو مارے جائیں یا مسلمان ہو جائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درست ایمان لے آئیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں...... حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زمین پر چالیس سال یا اُنیس سال یا سات سال رہیں گے، اور پھر وفات پا جائیں گے، اُن کا مبارک زمانہ اس اُمت کے آخری خوش نصیب افراد کو نصیب ہوگا۔

﴿۴۸۶﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ، وَ يَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ وَ يَضَعَ الْجِزْيَةَ وَ يَفِيْضَ الْمَالُ حَتّٰى لَايَقْبَلَهٗ اَحَدٌ۔

أخرجه البخاري-

[صحيح البخاري، رقم الحديث: ۲۴۷۶]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تم میں عیسیٰ ابن مریم (علیہما الصلوٰۃ والسلام) کا ایک عادل حکمران کی حیثیت سے نزول نہ ہو جائے۔ وہ (آ کر) صلیب کو توڑ دیں گے (یعنی موجودہ عیسائیت کو ختم کر دیں گے)، خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے (یعنی کسی غیر مسلم سے صلح کر کے جزیہ قبول نہیں کریں گے)۔ (اس دور میں) مال و دولت کی اتنی کثرت ہو جائے گی کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔“

۴۸۷

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قَالَ: فَيَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، فَيَقُوْلُ اَمِيْرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ لَنَا، فَيَقُولُ: لَا، إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ أُمَرَاءُ، تَكْرِمَةَ اللهِ هٰذِهِ الْأُمَّةَ-

أخرجه مسلم-

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۵۶]

ترجمہ: حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

”میری امت کی ایک جماعت حق پر (قائم رہتے ہوئے) مسلسل قتال کرتی رہے گی، وہ قیامت تک غالب رہے گی۔“

اور فرمایا:

”پھر عیسیٰ ابن مریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا نزول ہوگا تو اس جماعت کے امیر (یعنی حضرت سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ) گزارش کریں گے کہ آئیں ہمیں نماز پڑھائیں۔ عیسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کہیں گے: ”نہیں! اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کو بخشی گئی عزت و شرف کی بناء پر تم ہی ایک دوسرے پر امیر ہو۔“

﴿۴۸۸﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّهٗ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَ اللهِ! لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا، فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيْبَ وَ لَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيْرَ وَ لَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ وَ لَتُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَايُسْعٰى عَلَيْهَا وَ لَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَ التَّبَاغُضُ وَ التَّحَاسُدُ وَ لَيَدْعُوَنَّ إِلَى الْمَالِ فَلَايَقْبَلُهٗ اَحَدٌ۔
أخرجه مسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث:۱۵۵]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کی قسم! یقیناً عیسیٰ بن مریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) عادل حکمران بن کر اتریں گے، صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے (یعنی کسی غیر مسلم سے صلح کر کے جزیہ قبول نہیں کریں گے)، جوان اونٹنیوں کو چھوڑ دیا جائے گا اور ان کو (پالنے اور بڑھانے کی) محنت نہیں کی جائے گی (یعنی وسائل کی بہتات کی وجہ سے اس کی ضرورت نہیں رہے گی)، لوگوں کے دلوں سے عداوت اور باہمی بغض و حسد ختم ہو جائے گا، (اور مال و دولت کی اتنی فراوانی ہو جائے گی کہ) لوگ مال (لے جانے) کے لیے بلائے جائیں گے لیکن کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔“

﴿۴۸۹﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهٗ نَبِيٌّ -يَعْنِيْ عِيْسٰى- وَ إِنَّهٗ نَازِلٌ، فَإِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاعْرِفُوْهُ: رَجُلٌ مَرْبُوْعٌ، إِلَى الْحُمْرَةِ وَ الْبَيَاضِ، بَيْنَ مُمَصَّرَتَيْنِ، كَاَنَّ رَأْسَهٗ يَقْطُرُ وَ إِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ، فَيُقَاتِلُ النَّاسَ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَيَدُقُّ الصَّلِيْبَ وَ يَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَ يَضَعُ الْجِزْيَةَ وَ يُهْلِكُ اللهُ فِيْ زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِسْلَامَ، وَ يُهْلِكُ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً، ثُمَّ يُتَوَفّٰى فَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ۔

أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۴۳۲۴]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”میرے اور عیسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور بیشک وہ اترنے والے ہیں۔ جب تم انہیں دیکھو تو (ان صفات سے) ان کو پہچان لینا کہ وہ درمیانی قامت والے ہیں اور رنگت میں سرخ و سفید ہوں گے، ہلکے زرد رنگ کی دو چادروں میں ہوں گے، ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپکتے محسوس ہوں گے، اگرچہ انہیں پانی کی تری بھی نہ پہنچی ہوگی (یعنی انتہائی نظیف اور چمکدار ہوں گے)۔ وہ لوگوں سے اسلام کے لیے قتال کریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے (یعنی موجودہ عیسائیت کو ختم کر دیں گے) اور خنزیر کو قتل کریں گے، اور جزیہ موقوف کر دیں گے (یعنی کسی غیر مسلم سے صلح کر کے جزیہ قبول نہیں کریں گے)۔ اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں اسلام کے علاوہ دیگر تمام ملتوں کو ختم کر دیں گے۔ اور وہ مسیح دجال کو ہلاک کریں گے، اور چالیس سال زمین میں رہیں گے، پھر ان کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔“

﴿۴۹۰﴾

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا كَانَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَقِيَ إِبْرَاهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى فَتَذَاكَرُوا السَّاعَةَ، فَبَدَءُوْا بِإِبْرَاهِيْمَ فَسَأَلُوْهُ عَنْهَا، فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ مِنْهَا عِلْمٌ، ثُمَّ سَأَلُوْا مُوْسٰى فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ مِنْهَا عِلْمٌ، فَرُدَّ الْحَدِيْثُ إِلٰى عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ، فَقَالَ: قَدْ عُهِدَ إِلَيَّ فِيْمَا دُوْنَ وَجْبَتِهَا، فَأَمَّا وَجْبَتُهَا فَلَايَعْلَمُهَا إِلَّا اللهُ، فَذَكَرَ خُرُوْجَ الدَّجَّالِ، قَالَ: فَأَنْزِلُ، فَأَقْتُلُهٗ فَيَرْجِعُ النَّاسُ إِلٰى بِلَادِهِمْ...الخ

أخرجه ابن ماجة و أحمد واللفظ لإبن ماجة۔

[سنن ابن ماجة، رقم الحديث:۴۰۸۱، ومسند أحمد، رقم الحديث: ۳۵۵۶]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج ہوئی، (تو وہاں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات حضرت سیدنا ابراہیم،

حضرت سیدنا موسیٰ اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بھی ہوئی۔ یہ سب حضرات آپس میں قیامت کے بارے میں گفتگو فرما رہے تھے۔ سب سے پہلے انہوں نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا، لیکن ان کے پاس اس کے بارے میں معلومات نہیں تھیں۔ پھر انہوں نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا، انہیں بھی اس کا علم نہ تھا۔ پھر حضرت سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کو گفتگو کرنے کا موقع دیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

”مجھے قیامت قائم ہونے سے پہلے کی باتیں بتائی گئی ہیں، باقی رہا اس کے قائم ہونے کا وقت تو وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ پھر انہوں نے دجال کے ظہور کا ذکر کیا اور فرمایا: ”میرا نزول ہوگا اور میں ہی اسے قتل کروں گا، تب لوگ اپنے اپنے شہروں کی طرف لوٹ جائیں گے۔“

﴿۴۹۱﴾

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْاَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ، اُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَ دِيْنُهُمْ وَاحِدٌ، وَ إِنِّيْ اَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ، لِاَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهٗ نَبِيٌّ، وَ إِنَّهٗ نَازِلٌ، فَإِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاعْرِفُوْهُ: رَجُلٌ مَرْبُوْعٌ، إِلَى الْحُمْرَةِ وَ الْبَيَاضِ، عَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَصَّرَانِ، كَاَنَّ رَأْسَهٗ يَقْطُرُ وَ إِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ، فَيَدُقُّ الصَّلِيْبَ وَ يَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَ يَضَعُ الْجِزْيَةَ وَ يَدْعُو النَّاسَ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَيُهْلِكُ اللّٰهُ فِيْ زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِسْلَامَ، وَ يُهْلِكُ اللّٰهُ فِيْ زَمَانِهِ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ، ثُمَّ تَقَعُ الْاَمَنَةُ عَلَى الْاَرْضِ حَتّٰى تَرْتَعَ الْاُسُوْدُ مَعَ الْإِبِلِ وَ النِّمَارُ مَعَ الْبَقَرِ وَ الذِّئَابُ مَعَ الْغَنَمِ وَ يَلْعَبَ الصِّبْيَانُ بِالْحَيَّاتِ، لَاتَضُرُّهُمْ، فَيَمْكُثُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً، ثُمَّ يُتَوَفّٰى، وَ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ۔

أخرجه أحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ۹۲۷۰]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تمام انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) علاتی بھائیوں (یعنی جن کے والد ایک ہوں اور مائیں مختلف ہوں) کی مانند ہیں، ان سب کی مائیں مختلف اور دین ایک ہے۔ اور میں ان تمام لوگوں میں عیسیٰ ابن مریم (علیہما الصلوٰۃ والسلام) کے زیادہ قریب ہوں، کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور بے شک وہ عنقریب زمین پر نزول فرمائیں گے۔ جب تم انہیں دیکھو تو انہیں (ان علامات سے) پہچان لینا:

”وہ درمیانے قد والے، سرخ وسفید رنگ کے ہوں گے۔ ان کے جسم پر ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑے ہوں گے۔ ان کے سر میں سے (پاکیزگی، خوبصورتی اور نظافت کی وجہ سے) پانی کے قطرے ٹپکتے محسوس ہوں گے، اگرچہ انہیں پانی کی تری بھی نہ پہنچی ہو۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ موقوف کر دیں گے (یعنی کسی غیر مسلم سے صلح کرکے جزیہ قبول نہیں کریں گے) اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے۔ ان کے زمانے میں اللہ تعالیٰ اسلام کے علاوہ تمام ادیان کو مٹا دیں گے، اور ان ہی کے زمانے میں اللہ تعالیٰ (اُن کے ہاتھوں) مسیح دجال کو ہلاک کریں گے۔ پھر زمین پر امن وامان قائم ہو جائے گا یہاں تک کہ شیر اونٹ کے ساتھ، چیتے گائے کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چریں گے، اور بچے سانپوں سے کھیلیں گے، اور وہ انہیں نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ عیسیٰ ابن مریم (علیہما الصلوٰۃ والسلام) چالیس سال زمین پر رہیں گے، پھر ان کا وصال ہوگا اور مسلمان ان کی نماز جنازہ اداء کریں گے۔“

﴿۴۹۲﴾

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَنَا اَبْكِيْ، فَقَالَ لِيْ: مَا يُبْكِيْكِ؟ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! ذَكَرْتُ الدَّجَّالَ فَبَكَيْتُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ يَخْرُجِ الدَّجَّالُ وَ اَنَا حَيٌّ كَفَيْتُكُمُوْهُ، وَ إِنْ يَخْرُجْ بَعْدِيْ فَإِنَّ رَبَّكُمْ عَزَّ وَ جَلَّ لَيْسَ بِاَعْوَرَ، وَ إِنَّهٗ يَخْرُجُ فِيْ يَهُوْدِيَّةِ اَصْبَهَانَ، حَتّٰى يَأْتِيَ الْمَدِيْنَةَ فَيَنْزِلَ نَاحِيَتَهَا، وَ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ، عَلٰى كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلَكَانِ، فَيَخْرُجَ إِلَيْهِ شِرَارُ اَهْلِهَا، حَتّٰى يَأْتِيَ فِلَسْطِيْنَ بَابَ لُدٍّ، فَيَنْزِلَ عِيْسٰى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَيَقْتُلَهٗ، ثُمَّ يَمْكُثُ عِيْسٰى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِي الْاَرْضِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً إِمَامًا عَدْلًا، وَ حَكَمًا مُقْسِطًا۔

أخرجه أحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ۲۴۴۶۷]

ترجمہ: حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا:

”تم کیوں رو رہی ہو؟“

میں نے عرض کیا: ”یارسول اللہ! میں نے دجال کو یاد کیا تو مجھے رونا آ گیا۔“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”اگر دجال کا خروج میری زندگی میں ہو گیا تو میں تمہارے لیے اس سے کافی ہو جاؤں گا، اور اگر اس کا خروج میرے بعد ہوا تو یاد رکھو! تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ وہ اصفہان کی ”یہودیہ“ نامی بستی سے نکلے گا، یہاں تک کہ مدینہ منورہ تک پہنچ جائے گا، اور اس کی ایک جانب پڑاؤ کرے گا۔ اس زمانے میں مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے، اور اُس کے ہر راستے پر دو فرشتے مقرر ہوں گے (جو اسے مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے)۔ تب مدینہ منورہ کے برے لوگ مدینہ منورہ سے نکل کر اس کے پاس چلے جائیں گے۔ پھر وہ فلسطین میں ”بابِ لُد“ کے مقام پر پہنچے گا تو عیسیٰ ابن مریم (علیہما الصلوٰۃ والسلام) کا نزول ہو جائے گا، وہ اسے قتل کر دیں گے۔ پھر وہ چالیس سال تک زمین میں عادل حکمران اور انصاف قائم کرنے والے حاکم بن کر مقیم رہیں گے۔“

❁…❁…❁

کِتَابُ الۡاِمَامِ الۡمَہۡدِی رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ وَجِہَادِہٖ وَزَمَانِہٖ

حضرت سیّدنا ”امام المہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ“.... ان کے جہاد اور ان کے زمانہ کا بیان

آخری زمانے میں ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ کی بہار

امیر المؤمنین، قائد المجاہدین، فاتحِ عالم، اِمام عادل، خلیفہ راشد

صاحبِ خُلق نبوی، بحرِ جودوسخا، مظہر اعلاءِ دین، قرۃ اعین المؤمنین، سلالۃ اہل بیتِ اطہار

حضرت سیدنا ومولانا مُحمّد بن عَبد اللہ المہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی آمد، بشارت، علامات، فتوحات، صفات اور احوال پر مشتمل

”چالیس“ مَرفوع احَادِیثِ مُبارکہ

دِیباچہ

حضرت امام محمدّ بن عبداللہ المہدی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں ''حق'' کی اتباع نصیب فرمائیں...... اور ہر گمراہی اور فتنے سے ہماری حفاظت فرمائیں۔

حضرت امام محمد بن عبداللہ المہدی...... رضی اللہ عنہ...... کی شاندار اسلامی عالمی خلافت...... ضرور قائم ہوگی...... اس میں کوئی شک ہے نہ شبہ...... یہ معاملہ ہماری شریعت میں بالکل واضح ہے...... مگر اس عنوان سے طرح طرح کے فتنے ہر دور میں جنم لیتے رہتے ہیں...... اس لیے چند باتیں ذہن نشین فرما لیں:

- دین اسلام...... جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا...... وہ اس روئے زمین اور دنیا کا ''آخری دین'' ہے...... حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا شبہ آخری ''نبی'' اور ''رسول'' ہیں...... اور ''مسلمان'' آخری امت ہیں...... اسلام اور مسلمانوں کے بعد نہ کوئی دین ہے، نہ کوئی امت...... بلکہ ''قیامت'' ہے...... اور ''دنیا'' کا خاتمہ ہے۔
- دین اسلام...... حضرت سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مکمل ہو چکا ہے...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نہ اس دین میں کوئی اضافہ ہو سکتا ہے...... اور نہ کوئی کمی...... خلفاء، ائمہ، مجتہدین اور مجددین آتے رہیں گے...... اور اُسی دین کی خدمت کرتے رہیں گے جو دین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے کر گئے ہیں...... یہ دین کسی ایسے شخص، فرد یا زمانے کا منتظر نہیں ہے جو آ کر...... اس دین میں کوئی بنیادی اضافہ یا تبدیلی کرے گا...... یا کوئی ایسی چیز لائے گا جو پہلوں کے پاس نہیں ہے...... اسلام میں نہ ایسا کوئی ''انتظار'' ہے نہ ایسا کوئی ''انتظام''...... جو مسلمان جس زمانے میں ہو...... اس پر اپنی دینی ذمہ داریاں ہیں جو اس نے خود ادا کرنی ہیں...... اور اس نے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لیے کسی کے انتظار میں نہیں بیٹھے رہنا۔
- ''اسلام'' اس قدر کامل اور مکمل دین ہے کہ...... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ مَا حَلَّ لَهٗ إِلَّا اَنْ يَتَّبِعَنِي۔

''اگر اس وقت موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کرنی پڑتی۔''

[مسند احمد۔ حدیث رقم: ۱۴۶۳۱]

- آخری زمانے میں اللہ تعالیٰ کے محبوب اور صاحب عزیمت نبی...... حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام...... زمین پر واپس اتارے جائیں گے...... وہ ''نبی'' ہونے کے باوجود...... اس امت کے امام کے پیچھے نماز اداء فرمائیں گے...... اور زمین پر...... حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت نافذ فرمائیں گے...... اور اسی شریعت کے نفاذ کے لیے جہاد فرمائیں گے...... اور یہودیت اور عیسائیت کو مکمل طور پر ختم فرمادیں گے...... یعنی ان کے تشریف لانے سے بھی اس دین میں کوئی اضافہ یا کمی نہیں ہوگی...... جن بعض احکامات کو وہ منسوخ فرمائیں گے تو وہ اس وجہ سے کہ...... ان احکامات کی ضرورت باقی نہیں رہے گی...... مثال کے طور پر وضو میں دونوں پاؤں دھونا فرض ہیں...... لیکن اگر کسی کے دونوں پاؤں کٹ جائیں تو اس پر سے یہ فرض ساقط ہوجائے گا...... اس لیے نہیں کہ ''دین'' میں تبدیلی ہوگئی...... بلکہ اس لیے کہ...... اس فرض کا مقام موجود نہیں ہے...... حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ''جزیہ'' کا حکم ختم فرمادیں گے...... اس لیے کہ ''جزیہ'' کا حکم اہل کتاب کے لیے ایک رعایت کے طور پر تھا کہ...... شاید ان میں سے بہت سے افراد یہودیت اور نصرانیت کو واقعی برحق سمجھتے ہوں اور دین اسلام کے بارے شبہ میں ہوں...... حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی واپسی کے ساتھ ہی...... اہل کتاب کے دونوں فریقوں کا شبہ ختم ہوجائے گا...... اور انہیں اپنے ''عقائد'' کا باطل ہونا اپنی آنکھوں سے نظر آجائے گا...... تو ایسی حالت میں ان کو شبہ والی رعایت دینے کا مقام باقی نہیں رہا...... خیر یہ بات تو ویسے ضمناً آگئی...... ویسے بھی ''جزیہ'' ختم فرمانے کی اطلاع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دے دی ہے تو خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توثیق سے یہ شریعت ہی کا حکم بن گیا...... اور پھر یہ دنیا کا آخری دور ہوگا تو اس میں بس یہی اختیار دینا ہی درست ہوگا کہ یا تو ایمان لے آؤ...... یا تلوار کا سامنا کرو...... خلاصہ یہ کہ...... جب ایک صاحب عزیمت، صاحب شریعت اور صاحب کتاب نبی...... حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام...... اس دین میں کوئی تبدیلی نہیں فرمائیں گے تو پھر...... کسی اور کو اس کی کیسے اجازت ہوسکتی ہے؟...... مسلمانوں کو چاہیے کہ...... اپنے دین کامل کی قدر کریں...... اور ہر زمانے میں اس پر پورا عمل کرنے کی کوشش کریں...... اور کسی کی آمد کے انتظار میں کسی حکم میں کوئی کمزوری یا التوانہ کریں۔

- ''اسلام'' اللہ تعالیٰ کا محبوب دین ہے...... اللہ تعالیٰ نے اس دین کو جس طرح بہترین آغاز عطاء فرمایا

کہ...... ابتدائی تیس چالیس سال ہی میں ...... اس دین کو دنیا کے ایک بڑے خطے پر غلبہ عطاء فرمادیا...... تو اسی طرح ...... اس دین کا اس دنیا میں انجام اور اختتام بھی ...... بہت عالی شان رکھا ہے...... اور اسی ’’حسن ختام‘‘ کا نام ...... ’’خلافت مہدی‘‘ ہے...... حضرت سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک اولاد میں سے...... ایک خاص اور برگزیدہ فرد...... اس امت کی قیادت سنبھالیں گے...... اور اس دین کی خاطر ایسا جہاد کریں گے کہ...... دنیا میں یہ دین ہر طرف غالب، نافذ اور قائم ہو جائے گا...... یہی دین، یہی شریعت، یہی کتاب اور یہی سنت...... نہ کوئی اضافہ نہ کوئی کمی...... نہ کوئی نئی چیز اور نہ کوئی نئی کتاب...... وہ اس دین کو بدلنے نہیں بلکہ نافذ کرنے آئیں گے...... وہ امت کو توڑنے نہیں بلکہ امت کو جوڑنے آئیں گے...... وہ امت کو ذلیل کرنے نہیں بلکہ دنیا بھر کا معزز حکمران بنانے آئیں گے...... وہ ایک ’’امام عادل‘‘ اور ’’فاتح عالم‘‘ خلیفہ، بادشاہ اور حکمران ہوں گے...... وہ کسی سے کچھ نہیں مانگیں گے...... بلکہ ہر کسی کو دیں گے...... وہ ہند اور قسطنطنیہ کو فتح فرمائیں گے...... اور انہی کے زمانہ میں ’’دجال‘‘ کا خروج ہوگا...... اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دوبارہ زمین پر بھیجے جائیں گے۔

- حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ’’معاملہ‘‘ دین اسلام میں بالکل واضح اور متعین ہے...... اور اس پر امت کا اتفاق اور اجماع چلا آرہا ہے...... مگر اس معاملہ میں کئی طرح کے فتنے ہر دور میں کھڑے ہوتے ہیں...... ان میں سے ’’چار‘‘ قسم کے فتنے قابل ذکر ہیں...... مسلمان ان سے دور اور محفوظ رہیں۔

۱ منکرین کا فتنہ

ہر زمانے میں کچھ لوگ اور کچھ طبقے ’’عقیدۂ ظہور مہدی‘‘ کا زور شور سے انکار کرتے ہیں...... جو پہلے منکرین تھے ان کے دلائل کچھ اور تھے...... اور اب جو ’’منکرین‘‘ ہیں ان کے دلائل کچھ اور ہیں...... پھر انکار کرنے والوں میں سے بعض تو کھلم کھلا انکار کرتے ہیں کہ...... کوئی ’’مہدی‘‘ آنے والے نہیں...... یہ سب کچھ ضعیف احادیث میں آیا ہے...... اور زمانے کی ترقی بھی اس کا انکار کرتی ہے وغیرہ...... جب کہ بعض کھلم کھلا انکار تو نہیں کرتے، مگر اپنے زمانے کی مرعوبیت کی وجہ سے وہ اس میں طرح طرح کی تاویلیں کرتے ہیں...... پاکستان میں شائع ہونے والے ’’دائرہ معارف اسلامی‘‘ (انسائیکلوپیڈیا) میں بھی...... اس اجماعی اور متواتر عقیدے کا انکار کیا گیا ہے...... ہم نے اس باب میں چالیس مرفوع احادیث مبارکہ پیش کر دی ہیں...... جن سے یہ عقیدہ روز روشن کی طرح واضح اور ثابت ہو

رہا ہے……"عقیدہ سفارینی" میں ہے:

> "خروج امام مہدی پر بہت سی احادیث دلالت کرتی ہیں……حتیٰ کہ وہ روایات تواتر (معنوی) کی حد تک پہنچ چکی ہیں……اس لیے خروج مہدی پر ایمان "واجب" ہے، جیسا کہ اہل علم کے نزدیک ثابت ہے اور عقائد کی کتابوں میں لکھا گیا ہے۔"

[شرح عقیدہ سفارینی ۔ ج:۲، ص:۸۰]

۲ مدّعین اِخفاء کا فتنہ

یہ بہت پرانا……اور خونریز فتنہ ہے……ان کا دعویٰ ہے کہ……حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ پیدا ہو چکے ہیں……اور حضرت امام سید حسن العسکری قدس سرہٗ کے صاحبزادے ہیں……جنہیں پیدائش کے بعد چھپا دیا گیا……اور وہ "قرب قیامت" میں نکلیں گے……اس عجیب و غریب دعوے نے امت میں طرح طرح کے فتنے جنم دیئے……اور اتنی خونریزی اس پر ہو چکی ہے کہ اسے شمار کرنا مشکل ہے……جب "امام" موجود ہیں تو پھر اسے ثابت کرنے کے لیے طرح طرح کے خواب، الہام اور انتظام بنائے گئے……کوئی ان امام صاحب کا "نائب" بن گیا……کوئی اُن کا "ناطق" بن گیا……کوئی ان کا "داعی"……کوئی "سربراہ داعی"……کوئی ان کا "مثل"……کوئی ان کا "ولی"……کوئی ان کا "نمائندہ"……اور پھر کوئی خود مہدی……اور پھر مہدی سے خدا بن بیٹھا۔

باطنی، قرامطی، فاطمی، صفوی، حشیشی……اور اب ولایت فقیہ کے علمبردار……علماء کا قتل عام……مسلمان فاتحین کا قتل……عوام کا قتل……اور آپس میں قتل و غارت……بہائی فرقہ جو بعد میں "خدائی" کا دعوے دار بنا اس کا آغاز بھی اسی سے ہوا……حالانکہ نہ ان کے پاس کوئی دلیل ہے……اور نہ کوئی منطق……امام موجود ہیں مگر تشریف نہیں لاتے تو لوگ بے چین ہوتے ہیں……بے قرار ہوتے ہیں تو پھر……ان کو کوئی عارضی انتظام دے دیا جاتا ہے کہ ابھی اس پر گزارا کرو……اس فتنے نے امت مسلمہ کو جتنا نقصان پہنچایا ہے……یقیناً حضرات اہل بیت اطہار ان اہل فتنہ سے بری اور بیزار ہیں……کیونکہ یہ فتنہ دین کو ابھی تک کامل نہیں سمجھتا……اور تکمیل دین کے انتظار میں ہے……جبکہ حضرات اہل بیت رضوان اللہ علیہم اسی دین کے خادم، سید اور متبع ہیں۔

۳ جھوٹے مدعین کا فتنہ

یہ بھی تقریباً پورے اسلامی دور کے……ہر زمانے میں رہا ہے……ابھی اس وقت بھی روئے زمین پر خود کو

”مہدی“ سمجھنے اور کہلوانے والے کئی بدنصیب اور شقی افراد موجود ہیں...... مرزا قادیانی ملعون بھی خود کو نعوذ باللہ ”مہدی“ کہتا تھا...... ابھی چند سال سے انڈیا میں ایک شخص ”شکیل بن حنیف“ نے ”مہدی“ ہونے کا دعویٰ کر رکھا ہے...... اور بہت سے افراد اس کے فتنہ کا شکار ہو چکے ہیں۔

”سوشل میڈیا“ پر بھی ”مہدی“ ہونے کے کئی دعویدار موجود ہیں...... مصر سے تعلق رکھنے والے ایک ”کذاب“ کا بندہ نے بھی مطالعہ کیا...... وہ لوگوں سے ”چندہ“ بھی جمع کرتا ہے...... معلوم نہیں لوگ کس طرح سے ایسے دعویداروں کو مان لیتے ہیں...... حالانکہ امام مہدی کا دور...... اسلام اور مسلمانوں کا شاندار ترین زمانہ ہوگا...... اس میں غیر معمولی فتوحات، غیر معمولی برکات اور غیر معمولی رحمتوں کا نزول ہوگا...... یہ کافروں کی غلامی میں رہنے والے...... یہ لوگوں کے چندوں پر گزارا کرنے والے...... یہ ذلت اور مسکنت کی زندگی گزارنے والے...... کس طرح سے ”امام مہدی“ ہو سکتے ہیں...... گزارش ہے کہ...... جو ”چالیس احادیث مرفوعہ“ اس مجموعہ میں آ رہی ہیں...... ان کو غور اور دھیان سے پڑھیں...... اکثر احادیث کے ساتھ مختصر تشریح بھی موجود ہے...... اگر آپ غور سے پڑھیں گے تو...... ان فتنوں سے ان شاء اللہ محفوظ رہیں گے۔

۴ متلاشی فتنے

کچھ لوگ ہر زمانے میں...... امام مہدی رضی اللہ عنہ کی تلاش میں لگے رہتے ہیں...... ان کو تو ڈھونڈ نہیں پاتے...... مگر ان کے نام پر اپنے اپنے حلقے بنا لیتے ہیں...... اور پھر ان حلقوں کو مطمئن کرنے کے لیے طرح طرح کے عجوبے اور نظریے چھوڑتے ہیں...... اچھی طرح یاد رکھیں کہ...... حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا تشریف لانا، خلیفہ بننا، دنیا کا حکمران بننا، اسلام کو ہر گھر تک پہنچانا یہ ”برحق“ ہے...... ہر مسلمان کے دل میں اس کا انتظار بھی رہتا ہے...... اور اس بات کی تمنا بھی کہ وہ...... حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے لشکر کا حصہ ہو...... مگر اس قلبی انتظار...... اور اس تمنا سے زائد کچھ کرنے کا کوئی مثبت نتیجہ نہیں نکل سکتا...... کیونکہ یہ معاملہ ”علامات قیامت“ میں سے ہے...... قیامت کی جو علامات قطعی اور متواتر ہیں...... ان کے ”قیام“ کو کوئی روک نہیں سکتا...... نہ ان کو وقت سے پہلے کوئی لا سکتا ہے...... اور نہ ان کا درست وقت کوئی بتا سکتا ہے...... اور نہ ان کی باریک تفصیلات کو وقت سے پہلے کوئی جان سکتا ہے...... اور نہ ان علامات کا مفصل قصہ کوئی جوڑ سکتا ہے...... پس جو کچھ ان کے بارے میں شریعت نے بتا دیا ہے...... اسی کو اتنا ہی تسلیم کرنا ضروری ہے...... وقت سے پہلے ان علامات کے بارے میں جھگڑے ڈالنے...... یا فرقے بنانے کی کیا ضرورت ہے؟......

دجال نے آنا ہے...... جب آئے گا ہر کسی کو علم ہو جائے گا کہ یہ دجال ہے...... اس کے انتظار کی اتنی جلدی کیا ہے کہ...... امریکہ، فرانس اور یورپ کو ’’دجال‘‘ قرار دے دیں؟...... آخر اس میں فائدہ یا مقصد کیا ہے؟...... صرف فتنہ، فتنہ اور فتنہ...... پھر اس میں مزید جھگڑے کہ وہ آئے گا کہاں سے؟...... آپ کو اس کی کیا ضرورت ہے؟...... احادیث مبارکہ میں جتنا بتا دیا گیا ہے...... بس اسی پر صبر کر لیں...... نہ آپ اس کو روک سکتے ہیں...... نہ پکڑ کر لا سکتے ہیں...... اور اگر وہ آ گیا تو پھر وہ اس وقت آپ کو ایسی تحقیقات کا موقع بھی فراہم نہیں کرے گا...... بڑا ہی سخت فتنہ ہوگا...... سارے انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس سے ڈرایا ہے...... آپ مومن ہو کر آزاد گھوم رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ’’دجال‘‘ آیا ہوا ہے...... آپ جھگڑے ڈال رہے ہیں کہ زمین کے اندر سے نکلے گا یا آسمان سے اترے گا...... حالانکہ اس سے ڈرانے کا صرف ایک ہی مقصد تھا کہ...... ہم ہمیشہ اس کے فتنے کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں...... اور اپنے ایمان کو ہمیشہ اس سطح پر رکھیں کہ...... اگر ہمیں دجال پر ایمان اور موت میں سے ایک کا انتخاب کرنا پڑے تو ہم...... ہنسی خوشی موت سے گلے لگ جائیں...... باقی آپ ’’دجال‘‘ کے بارے میں کچھ نہیں کر سکتے...... وہ تو اتنا بھیانک اور طاقتور فتنہ ہے کہ...... اسے ختم کرنے کے لیے...... اللہ تعالیٰ اپنے نبی حضرت سیدنا عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو بھیجیں گے...... کیونکہ اس وقت روئے زمین پر...... دجال کو ختم کرنے والا کوئی اور موجود نہیں ہوگا...... ٹی وی چینلوں پر بیٹھ کر...... اپنی فضول تحقیقات پیش کرنے والے...... اللہ تعالیٰ سے ڈریں...... اور ان باتوں کو لفظوں کا کھیل نہ بنائیں...... اور قوم کو صرف اتنی بات بتائیں جو...... ہمارے دین میں مسلّم اور ثابت ہے...... دجال کا ایڈریس معلوم کر کے...... امت کو بتانے کا کوئی فائدہ نہیں...... کوئی وہاں جا کر اس کو مار نہیں سکتا...... اور کوئی وہاں جا کر اس کی زنجیریں وقت سے پہلے کھول نہیں سکتا...... اور خود انگریزی طرز اپنا کر یورپ کو ’’دجال‘‘ کہنا بھی ’’دجالیت‘‘ ہے...... ہاں بے شک! آپ امریکہ، یورپ اور مغربی تہذیب کو...... دجالی فتنہ...... کہہ سکتے ہیں...... مگر ’’دجال‘‘ ایک شخص ہے...... جو قرب قیامت میں آئے گا...... اور یہی بات احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔

اسی طرح حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا تشریف لانا بھی یقینی اور لازمی ہے...... وہ جب آئیں گے تو ان کو کوئی روک نہیں سکے گا...... ان کے خلافت سنبھالنے کے بعد کوئی ان کو شکست نہیں دے سکے گا...... اور دنیا میں موجود کوئی کافر لشکر ان کے سامنے ٹھہر نہیں سکے گا...... ابتداء میں تو بعض جنگوں میں ان کے کافی رفقاء شہید ہوں گے...... مگر ان جنگوں میں بھی بالآخر فتح حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی ہوگی...... آپ وقت سے پہلے ان کو جتنا بھی تلاش کریں...... نہیں ڈھونڈ سکتے...... اور وقت آنے پر آپ جتنا بھی انکار کرنا چاہیں...... نہیں کر سکیں گے...... وہ اس طرح نکلیں گے......

جس طرح سورج نکلتا ہے...... مگر ہر زمانے میں کچھ لوگ یہ دعویٰ کر دیتے ہیں کہ...... دنیا کے حالات بہت خراب ہیں...... اب بس امام مہدی ؓ تشریف لانے والے ہیں...... جب کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ...... ہمیں امام مہدی کے بارے میں پہلے سے لوگوں کی ذہن سازی کرنی چاہیے۔

اللہ کے بندو! ذہن سازی تو حضور اقدس ﷺ نے اپنی احادیث مبارکہ میں فرمادی ہے...... بس وہی لوگوں کو سناؤ...... اس میں اپنی پخیں اور پیشین گوئیاں کیوں جوڑتے ہو؟...... مثلاً کچھ لوگوں نے یہ دعویٰ کر دیا ہے کہ...... امام مہدی کا زمانہ آچکا ہے...... اس میں جس بادشاہ کی موت کا تذکرہ ہے وہ سعودی شاہ عبداللہ ہے...... آسمان سے امام مہدی کے حق میں آواز آنے کا مطلب...... آن ائر ٹی وی چینل ہیں...... زلزلے سے مراد سونامی ہے...... وغیرہ وغیرہ...... پھر یہ کہ سات علماء ہوں گے...... ان میں سے ہر عالم کے تین سو تیرہ پیروکار ہوں گے...... یہ امام مہدی کو ڈھونڈیں گے...... تو فوراً سات علماء...... لوگوں سے بیعت شروع کر دیں...... حالانکہ جس ضعیف ترین روایت میں سات علماء والی بات آئی ہے...... اسے بعض محققین نے ''موضوع'' بھی قرار دیا ہے...... ہم آگے چل کر اس روایت پر کچھ بات کریں گے...... پھر یہ جو کہا جا رہا ہے کہ اس معاملے کی پہلے سے ذہن سازی کرو...... اور ذہن سازی بھی...... یمن کے مخصوص افراد کے بارے میں کرو...... اور ہر حدیث کو اسی موجودہ زمانے کے مطابق رنگ دو...... اس کا کیا فائدہ اور مقصد ہے؟...... امام مہدی ؓ کو اللہ تعالیٰ ایک رات میں...... عالمی خلافت اٹھانے کی صلاحیت عطاء فرمائیں گے...... مگر یہ صلاحیت ملنے کے باوجود بھی وہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ نہیں کریں گے...... نہ ہی مہدی ہونے کا دعویٰ کریں گے...... بلکہ ایک بار جب لوگ ان کو پالیں گے وہ ان سے چھپ کر مدینہ منورہ چلے جائیں گے...... تو کیا اُن اصلی امام مہدی کو یہ علم نہیں ہوگا کہ...... میں نے پہلے سے اپنے لیے زمین ہموار کرنی ہے...... میں نے پہلے سے لوگوں کا ذہن اپنے بارے میں بنانا ہے...... وہ تو چھپ رہے ہوں گے...... اور ان کے ''امام مہدی'' ہونے کا راز اُن کا ایک خادم خاص لوگوں پر ظاہر کرے گا...... اور پھر جب لوگ ان کو پالیں گے تب بھی حدیث شریف کے الفاظ کے مطابق...... ان سے زبردستی بیعت کی جائے گی...... وہ اس وقت بھی اس کے لیے راضی نہیں ہوں گے...... اس سے اندازہ لگائیں کہ...... جو لوگ خود ''مہدی'' ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں...... وہ بلاشبہ جھوٹے ہوتے ہیں...... اور جو لوگ اپنے بارے میں پہلے سے لوگوں کی ذہن سازی کرتے ہیں...... وہ بھی درست نہیں ہوتے...... یمن سے اٹھنے والی ''نصرتِ مہدی'' کی تحریک جو اب پاکستان سمیت کئی ممالک میں پھیل چکی ہے...... ان کے کئی دعوے اور تاویلات غلط ثابت ہو چکے ہیں...... انہوں نے احادیث مبارکہ میں موجود......

جن جن ناموں اور کرداروں کو...... موجودہ دور کے لوگوں میں تقسیم کیا...... ان میں سے کئی انتقال کر چکے ہیں...... اور کئی راستے بدل چکے ہیں...... اس لیے گزارش ہے کہ امت کو تشویش میں نہ ڈالیں...... اور ہر کسی کو اپنے زمانے میں دین کا کام کرنے کی تلقین کریں...... کوئی کسی کے انتظار میں نہ بیٹھے...... بلکہ ایمان و جہاد کی محنت میں بھرپور طریقے سے لگا رہے...... اس زمانے میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی نصرت کے یہ چند طریقے ہیں:

۱۔ ان کے تشریف لانے...... اور خلافت قائم فرمانے کا یقین رکھا جائے۔

۲۔ جھوٹے ”مدعیان مہدی“ سے نفرت اور بیزاری کا اظہار...... اور حتی الوسع ان کا قلع قمع۔

۳۔ ان کو موجود ہوتے ہوئے غائب نہ سمجھا جائے...... کیونکہ یہ ان کی توہین اور بے ادبی ہے اور غلط نظریہ ہے۔

۴۔ اپنے ایمان کو...... ایمانی تقاضے پورے کر کے مضبوط رکھا جائے...... اس لیے کہ ان کی اتباع صرف مضبوط ایمان والے مسلمان کر سکیں گے...... اور وہی ان کی تشریف آوری کے بعد ان کے ساتھ ہوں گے...... چونکہ بہت سخت دور ہوگا...... اور فتنوں کی یلغار ہوگی...... اس لیے کمزور اور ڈرپوک لوگ ان کے ساتھ شامل نہیں ہو سکیں گے۔

۵۔ ہر مسلمان جہاد کی بھرپور تیاری رکھے...... اور حتی الوسع شرعی جہاد میں مشغول رہے...... کیونکہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بہت سخت جہاد ہوگا...... اور بڑے بڑے لشکروں سے مسلمانوں کا مقابلہ ہوگا...... تو جو لوگ جہاد کی ذہنی اور جسمانی تیاری نہیں رکھتے وہ اس وقت ان کے لشکر میں کیسے شامل ہو سکیں گے؟...... مزید یہ کہ...... دعاء کرتے رہیں کہ...... اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے بارے میں صحیح عقیدہ، نظریہ اور سوچ عطاء فرمائیں...... اور اگر وہ ہمارے زمانے میں تشریف لے آئیں تو...... اللہ تعالیٰ ہمیں سب سے پہلے ان سے بیعت کرنے والا بنائیں...... اور اس مبارک اور مقدس نام کو غلط استعمال کر کے فتنے اٹھانے والوں کا اللہ تعالیٰ قلع قمع فرمائیں...... آمین یا ارحم الراحمین

اب اس موضوع پر چند باتیں بطور خلاصہ ملاحظہ فرمائیں۔

بہت جلدی یا بہت دور

ہمارے معاشرے میں ایسے افراد بھی موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ...... حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا زمانہ بہت قریب ہے...... اور ایسے افراد بھی موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ زمانہ بہت دور ہے...... اور ایسے بدنصیب بھی موجود

ہیں جو کہتے ہیں کہ امام مہدی آ چکے ہیں...... اور ایسے بھی موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ ایک مفروضہ ہے...... وہ کبھی نہیں آئیں گے...... اور ایسے افراد بھی موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ وہ موجود ہیں مگر چھپے ہوئے ہیں...... اپنے وقت پر باہر نکلیں گے...... اور ایسے بھی موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ ہماری ان سے ملاقات ہو چکی ہے...... ان میں سے پہلے دو کو چھوڑ کر...... باقی سب کا دعویٰ باطل اور بے بنیاد ہے...... اور احادیث مبارکہ میں ان سب کے دعاوی کا واضح بطلان موجود ہے...... اس لیے ہم صرف پہلے دو طبقوں پر بات کریں گے۔

پہلا طبقہ

یہ اکثر وہ لوگ ہیں جو زمانے کے موجودہ حالات سے سخت رنجیدہ، مایوس اور پریشان ہیں...... اور ان کے قلوب میں ”غلبۂ اسلام“ کا زمانہ دیکھنے کا شدید جذبہ ہے...... اور انہیں ”غلبۂ اسلام“ کے لیے حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کوئی تدبیر نہیں سوجھتی...... چنانچہ وہ سمجھتے ہیں کہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ وہ تشریف لے آئیں اور دنیا کو عدل و انصاف...... اور ایمان و اسلام سے بھر دیں...... ایسی سوچ رکھنا کچھ غلط نہیں...... مگر اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی متعین فرد کو مستقبل کا ”مہدی“ قرار نہ دیں...... اور نہ وقت سے پہلے ان کی نصرت کی بیعت لیں...... اور نہ ہی اس کے لیے کوئی الگ فرقے قائم کریں...... صحیح طریقہ یہ ہے کہ وہ خود کو ایمان اور جہاد میں مضبوط کریں...... اپنے رفقاء اور متبعین کو بھی ایمان و جہاد کی محنت میں لگائیں...... اور اپنے زمانے میں جو شرعی جہاد چل رہا ہو...... اس میں بھرپور شرکت کریں...... یا شرعی بنیادوں پر جہاد شروع کریں...... اپنی تمام دینی ذمہ داریاں اچھی طرح اداء کریں...... اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے انتظار میں...... اپنی کسی ذمہ داری سے غافل نہ ہوں...... اور اپنے اس نظریئے کو حتمی اور قطعی نہ سمجھیں کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا زمانہ بہت قریب ہے...... اور نہ ہی اس کی خاطر احادیث و روایات میں ایسی تطبیق کا تکلف کریں جو مضحکہ خیز یا گمراہ کن ہو...... اور اس بات کو دل میں بٹھا لیں کہ...... حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری ”علامات قیامت“ میں سے ہے...... اور بالکل آخری علامات میں سے ہے...... تو جس طرح ”قیامت“ کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں کہ کب آئے گی...... اسی طرح ان علامات کے وقت کا حقیقی علم بھی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے...... کسی کو اس بارے کسی قطعی دعویٰ کا کوئی حق نہیں ہے...... بندہ نے اس کتاب کی تیاری کے دوران ”انصار المہدی“ نام کی بعض تحریکوں کا مطالعہ کیا ہے...... اور ان حضرات کے مؤقف میں کوئی علمی، تحقیقی مضبوطی نہیں پائی...... وہ اپنا ذہن بنا چکے ہیں کہ انہوں نے کس کو ”مہدی“ ماننا ہے...... اور وہ اسی کے لیے سارا زور لگا رہے ہیں جو کہ شرعاً درست اور جائز نہیں ہے۔

دوسرا طبقہ

یہ حضرات زمانے کے موجودہ حالات سے کافی مطمئن ہیں...... اور جدید سائنس سے بھی بہت متأثر ہیں...... ان کے نزدیک ابھی قیامت آنے...... اور امام مہدی ؓ کا زمانہ شروع ہونے میں...... لاکھوں کروڑوں سال باقی ہیں...... ان حضرات نے بھی اپنے اس ”بے فائدہ“ مؤقف پر طرح طرح کے دلائل ایجاد کر لیے ہیں...... وہ اس مؤقف کے خلاف کچھ سننے پر بھی آمادہ نہیں ہوتے...... حالانکہ ان کو چاہیے تھا کہ وہ یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے علم اور مشیت پر چھوڑ دیتے...... زمانہ بدلنا...... یا زمانے کا رخ بدلنا اللہ تعالیٰ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے...... وہ جب چاہتے ہیں پتھر کے دور کو مشینی اور جب چاہتے ہیں مشینی دور کو پتھر کا بنا دیتے ہیں...... ماضی میں بڑے بڑے انقلاب آچکے ہیں...... بڑی بڑی تہذیبیں مٹ کر فنا ہو چکی ہیں...... یہ بعض لوگوں کا خام خیال ہے کہ...... ترقی اب آئی ہے...... حالانکہ انسان نے اسباب کے لحاظ سے کئی بار ترقی کی ہے...... اور کئی بار الٹا واپس لوٹا ہے...... اس لیے قیامت کو دور یا قریب ماننے کی بجائے...... یہی مانا جائے کہ قرآن مجید کے مطابق قیامت قریب ہے...... مگر یہ ”قرب“ چند سالوں کا ہے یا کروڑوں سالوں کا...... اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے...... اور اللہ تعالیٰ زمانے کے مالک ہیں...... وہ اسے سمیٹ بھی دیتے ہیں...... اور پھیلا بھی دیتے ہیں...... قیامت یا امام مہدی ؓ کو دور کہنے میں آخر مقصد یا فائدہ کیا ہے؟...... آپ اس بحث کو ہی چھوڑ دیں...... اور اپنی دینی ذمہ داریاں ادا کرتے رہیں۔

اہل کشف کی باتیں

حضور اقدس ﷺ کے بعد ”وحی“ کا دروازہ بند ہو چکا ہے...... مگر اللہ تعالیٰ کے اولیاء کرام کو...... ”الہام“ بھی ہوتا ہے اور ”کشف“ بھی...... اور اس کا ثبوت شریعت میں موجود ہے:

لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ۔

[صحیح البخاری۔ رقم الحدیث: ۶۹۹۰]

فرمایا گیا کہ...... نبوت کے بعد مبشرات کا سلسلہ باقی ہے...... اور یہ خوابوں کے ذریعے ہوتے ہیں...... مگر کشف و کرامات اور الہامات کوئی شرعی حجت نہیں ہیں...... نیز یہ معلوم کرنا بھی مشکل ہے کہ کون سا الہام سچا ہے...... اور کون سا بناوٹی...... اور پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ...... کشف و الہامات میں جو زبان اور لغت اور اشارات استعمال ہوتے ہیں...... ان کو بعض اوقات ”صاحب الہام“ بھی پوری طرح نہیں سمجھ سکتا...... خصوصاً کسی ”مدت“،

تاریخ یا ایام“ کے تعین میں کافی مسائل ہوتے ہیں...... بعض اوقات کسی کام کے لیے ”چند سال“ بتائے جاتے ہیں...... مگر وہ چند سال کسی اور اعتبار یا زمانے کے ہوتے ہیں...... حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ...... اہل علم کے نزدیک اپنے زمانے کے معتبر ترین ”ولی اللہ“ تھے...... ان کے کشف اور الہامات بڑی تعداد میں سچے ثابت ہوئے...... زمانے کے نامور اور معتمد محدثین کرام...... حضرت سید صاحب کو اس معاملے میں ثقہ اور حجت مانتے تھے...... مگر حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے زمانے کا اندازہ لگانے کے لیے ان کے اور ایک افغان بزرگ کے ”کشف“ میں اختلاف ہوا...... ایک چار سو سال بتا رہے تھے جب کہ دوسرے آٹھ سو سال...... معلوم ہوا کہ یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا ہی زیادہ اسلم، زیادہ احوط اور زیادہ بہتر ہے...... واللہ اعلم بالصواب

ایک خواب

بندہ کو ”خواب“ میں ایک بار ماضی بعید کے ”اسلاف“ میں سے...... ایک صاحب علم و کمال بزرگ کی زیارت نصیب ہوئی...... ان کے ساتھ ساری گفتگو ”عربی“ زبان میں ہوئی...... بندہ نے ان سے پوچھا...... حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کب تشریف لائیں گے...... انہوں نے ایک مدت بتا دی...... اور ساتھ ایک ذاتی بشارت بھی دی۔

بندہ چونکہ علم، عمل اور ولایت کے کسی کھاتے میں نہیں آتا تو...... کبھی اس مدت کا اعلان نہیں کیا...... اور تعبیر یہ سمجھی کہ...... بظاہر اتنی مدت میں ان کے آنے کے آثار تو نہیں ہیں...... یا تو یہ کسی اور قسم کے ”سال“ ہوں گے...... یا چونکہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا زمانہ فتوحات و برکات کا زمانہ ہوگا تو اس سے...... ہماری جہادی محنت کا اچھا اور زیادہ کامیاب دور مراد ہوگا...... واللہ اعلم بالصواب...... اتنا واضح خواب دیکھنے کے باوجود الحمد للہ...... مؤقف وہی رہا...... جو اس مضمون میں عرض کیا گیا ہے۔

دو طرح کی کتابیں

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور (یعنی تشریف لانے اور غلبہ پانے) کا عقیدہ...... چونکہ امت میں متوارث اور متواتر چلا آرہا ہے...... تو اس لیے اس موضوع پر ”تصانیف“ بھی بڑی تعداد میں ہوئیں...... خصوصاً جب مشہور مؤرخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے...... اس ”عقیدے“ کی نفی کر دی...... اور اپنے شہرہ آفاق ”مقدمہ“ میں اس پر رد کیا تو...... اہل علم محدثین اور فقہاء نے ان کی مدلل اور مفصل تردید کی...... اور علامہ صاحب کے دلائل کو توڑ کر رکھ دیا...... ہمارے قارئین کو اگر اس موضوع کا ذوق ہے تو وہ ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں جن کی فہرست اس مضمون

کے بعد پیش کی جائے گی...... ویسے اس ’’موضوع‘‘ پر مستند اہل علم کی کتابوں کے دو رنگ ہیں...... ایک تو وہ کتابیں ہیں جن میں ’’منکرین مہدی‘‘ پر ’’رد‘‘ ہے...... کسی نے ’’مقدمہ ابن خلدون‘‘ پڑھا اور خود محقق بن کر بیٹھ گیا...... اور اس ’’عقیدے‘‘ کا ہی انکار کر دیا...... اہل علم نے کتابیں لکھیں اور اس ’’انکار‘‘ کو توڑ دیا...... ان کتابوں کا رنگ الگ ہے...... اس میں سارا زور...... ’’عقیدہ ظہور مہدی‘‘ کے اثبات پر ہے...... دوسری وہ کتابیں جو کسی جھوٹے مدعی کے رد میں لکھی گئی ہیں...... کوئی گمراہ ملحد، ظالم اٹھا اور اس نے ’’مہدی‘‘ ہونے کا دعویٰ کر دیا...... اور مخلوق میں سے کئی افراد کو گمراہ کر دیا...... اہل علم نے اس کی تردید میں کتابیں لکھیں...... اور اس میں ’’عقیدہ ظہور مہدی‘‘ کی اس طرح وضاحت فرمائی کہ...... جھوٹے دعویداروں کا ناطقہ اور راستہ بند ہو جائے...... ایسی کتابوں کا رنگ الگ ہے...... اس لیے آپ جب اس ’’موضوع‘‘ پر مطالعہ کریں تو...... اس نکتے کو ملحوظ رکھیں...... تب آپ کسی الجھن میں مبتلاء نہیں ہوں گے، ان شاء اللہ۔

سات علماء کرام

حضرت امام نعیم بن حماد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۲۸ھ) نے اپنی ’’کتاب الفتن‘‘ میں...... حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک موقوف اثر بیان فرمایا ہے...... اس روایت کی سند کو دیکھیں تو بالکل واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ...... یہ روایت بہت ضعیف ہے...... بعض محققین نے اسے موضوع بھی قرار دیا ہے...... آج کل ’’انصار المہدی‘‘ کے نام سے کئی طبقے اس روایت کو زور شور سے چلا رہے ہیں...... حالانکہ روایت کا متن...... خود ان طبقوں کے طرز عمل کی مکمل تردید کرتا ہے...... ایک طرف ان نام نہاد ’’انصار‘‘ کا طرز عمل دیکھیں کہ وہ...... کسی ایک شخص کو یقین یا ظن غالب کے درجے میں ’’مہدی‘‘ قرار دے چکے ہیں...... وہ سوشل میڈیا کے ذریعے پوری دنیا میں...... اپنی تنظیم سازی بھی کر رہے ہیں...... اور کئی ملکوں اور شہروں میں بیعت بھی لے رہے ہیں...... ان سب کے آپس میں رابطے بھی ہیں...... اور ان کو ’’امام مہدی‘‘ کے علاقے وغیرہ کا بھی علم ہے...... ان تمام باتوں کو ذہن میں رکھ کر آپ اب اس روایت کا عربی متن اور ترجمہ ملاحظہ فرمائیں...... اور پھر انصاف سے بتائیں کہ اگر بالفرض اس روایت کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی اس کا ان کے موجودہ شور شرابوں سے کیا تعلق ہے:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِذَا انْقَطَعَتِ التِّجَارَاتُ وَ الطُّرُقُ وَ كَثُرَتِ الْفِتَنُ خَرَجَ سَبْعَةُ رِجَالٍ عُلَمَاءُ مِنْ اُفُقِ شَتّٰى، عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ، يُبَايِعُ

لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ ثَلَاثُمِائَةٍ وَّ بِضْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا، حَتّٰى يَجْتَمِعُوْا بِمَكَّةَ، فَيَلْتَقِي السَّبْعَةُ، فَيَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: مَا جَاءَ بِكُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: جِئْنَا فِيْ طَلَبِ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَنْبَغِيْ اَنْ تَهْدَاَ عَلٰى يَدَيْهِ هٰذِهِ الْفِتَنُ، وَ تُفْتَحُ لَهُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةُ، قَدْ عَرَفْنَاهُ بِاسْمِهٖ وَ اسْمِ أَبِيهِ وَ اُمِّهٖ وَ حُلْيَتِهٖ، فَيَتَّفِقُ السَّبْعَةُ عَلٰى ذٰلِكَ، فَيَطْلُبُوْنَهٗ فَيُصِيْبُوْنَهٗ بِمَكَّةَ، فَيَقُوْلُوْنَ لَهٗ: اَنْتَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ؟ فَيَقُوْلُ: لَا، بَلْ اَنَا رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ، حَتّٰى يَفْلِتَ مِنْهُمْ، فَيَصِفُوْنَهٗ لِاَهْلِ الْخِبْرَةِ وَ الْمَعْرِفَةِ بِهٖ، فَيُقَالُ: هُوَ صَاحِبُكُمُ الَّذِي تَطْلُبُونَهٗ، وَ قَدْ لَحِقَ بِالْمَدِينَةِ، فَيَطْلُبُونَهٗ بِالْمَدِينَةِ فَيُخَالِفُهُمْ إِلٰى مَكَّةَ، فَيَطْلُبُوْنَهٗ بِمَكَّةَ فَيُصِيْبُوْنَهٗ، فَيَقُولُونَ: اَنْتَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، وَ اُمُّكَ فُلَانَةُ بِنْتُ فُلَانٍ، وَ فِيْكَ آيَةُ كَذَا وَ كَذَا، وَ قَدْ اَفْلَتَّ مِنَّا مَرَّةً، فَمُدَّ يَدَكَ نُبَايِعْكَ؟ فَيَقُولُ: لَسْتُ بِصَاحِبِكُمْ، اَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ الْاَنْصَارِيُّ، مُرُّوا بِنَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى صَاحِبِكُمْ، حَتّٰى يَفْلِتَ مِنْهُمْ، فَيَطْلُبُوْنَهٗ بِالْمَدِيْنَةِ فَيُخَالِفُهُمْ إِلٰى مَكَّةَ، فَيُصِيْبُوْنَهٗ بِمَكَّةَ عِنْدَ الرُّكْنِ، فَيَقُولُونَ: إِثْمُنَا عَلَيْكَ، وَ دِمَاؤُنَا فِيْ عُنُقِكَ إِنْ لَّمْ تَمُدَّ يَدَكَ نُبَايِعُكَ، هٰذَا عَسْكَرُ السُّفْيَانِيِّ قَدْ تَوَجَّهَ فِيْ طَلَبِنَا، عَلَيْهِمْ رَجُلٌ مِّنْ جَرْمٍ، فَيَجْلِسُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَ الْمَقَامِ، فَيَمُدُّ يَدَهٗ فَيُبَايَعُ لَهٗ وَ يُلْقِي اللهُ مَحَبَّتَهٗ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ، فَيَسِيْرُ مَعَ قَوْمٍ اُسْدٌ بِالنَّهَارِ رُهْبَانٌ بِاللَّيْلِ-

[كتاب الفتن لنعيم بن حماد، رقم الحديث: ۱۰۰۰، ۱/ ۳۴۵، مكتبة التوحيد]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جب تجارتیں اور راستے بند ہو جائیں گے، اور فتنوں کی کثرت ہو جائے گی تو مختلف مقامات سے بغیر کسی منصوبے کے سات علماء نکلیں گے، جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ پر تین سو تیرہ کے لگ بھگ لوگ بیعت کریں گے، یہاں تک کہ وہ سب (علماء) مکہ مکرمہ میں جمع ہوں گے، ساتوں کی آپس میں ملاقات ہوگی، اور وہ ایک دوسرے سے پوچھیں گے کہ کون سی چیز آپ کو یہاں لائی ہے؟ تو وہ کہیں گے کہ ہم اس شخصیت کی تلاش میں آئے ہیں جن کے ہاتھوں یہ فتنے سرد ہوں گے، اور جن کے ہاتھوں

قسطنطنیہ فتح ہوگا، ہم ان کے نام، ان کے والدین اور ان کے حلیہ سے خوب واقف ہیں، ساتوں کا یہی مقصد ہوگا، چنانچہ وہ انہیں تلاش کریں گے اور انہیں مکہ مکرمہ میں پائیں گے، وہ ان سے کہیں گے کہ آپ فلاں بن فلاں ہیں؟ وہ کہیں گے کہ نہیں! میں تو انصار قبیلہ کا ایک شخص ہوں، اور ان سے بچ نکلیں گے، پھر وہ اس زمانے کے ماہرین اور اہل معرفت سے دریافت کریں گے تو وہ بتائیں گے یہی وہ مہدی ہیں جنہیں آپ تلاش کر رہے تھے، اب وہ مدینہ منورہ چلے گئے ہیں، وہ مدینہ منورہ جائیں گے، تو وہ پھر بچ کر مکہ مکرمہ میں آجائیں گے، وہ مکہ مکرمہ میں انہیں تلاش کریں گے تو وہاں انہیں مل جائیں گے، اور کہیں گے کہ آپ فلاں بن فلاں ہیں، آپ کی والدہ فلانی بنت فلاں تھیں، آپ میں فلاں فلاں علامات پائی جاتی ہیں، آپ ایک مرتبہ ہم سے بھاگ نکلے ہیں، لہٰذا آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں تاکہ ہم بیعت کریں، وہ فرمائیں گے! میں آپ کا مطلوبہ شخص نہیں ہوں، میں فلاں بن فلاں قبیلہ انصار کا شخص ہوں، ہمارے ساتھ آؤ! میں آپ کو آپ کا مطلوبہ شخص دکھاتا ہوں، یہ کہتے ہوئے وہ پھر ان کے ہاتھوں سے نکل جائیں گے، وہ (علماء) پھر انہیں مدینہ منورہ میں تلاش کریں گے، وہ ان سے بچتے ہوئے مکہ مکرمہ آجائیں گے، (وہ علماء دوبارہ مکہ آئیں گے) تو رکن حجر اسود کے پاس انہیں پالیں گے اور کہیں گے: اگر آپ نے بیعت کے لیے ہاتھ آگے نہ بڑھایا تو ہمارا گناہ اور ہمارا خون آپ کی گردن پر ہوگا، کیوں کہ یہ سفیانی لشکر ہے، جو ہماری تلاش میں آرہا ہے، ان کا ذمہ دار قبیلہ جرم کا ایک شخص ہے، چنانچہ (یہ سن کر) وہ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیٹھ جائیں گے، اور بیعت کے لیے اپنا ہاتھ بڑھائیں گے، اور اللہ تعالیٰ ان کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دیں گے اور وہ ایسی قوم کے ساتھ چلیں گے کہ جو دن کے شیر اور راتوں کے عبادت گزار ہوں گے۔"

آپ نے روایت پڑھ لی...... چند باتوں پر غور کریں:

[۱] اس وقت تجارتیں اور راستے بند ہو چکے ہوں گے اور فتنے بے شمار ہوں گے۔

[۲] سات علماء دنیا کے مختلف علاقوں سے...... علیٰ غیر میعاد...... بغیر کسی طے شدہ وقت اور ترتیب کے مکہ مکرمہ پہنچیں گے...... اگر پہلے سے کوئی تحریک چل رہی ہو تو پھر یہ بغیر کسی طے شدہ پروگرام کے اچانک کیسے پہنچ گئے اور جمع ہو گئے؟...... ان کی وہاں ملاقات ہوگی تو ان کو معلوم ہوگا کہ سارے اسی مقصد کے لیے آئے ہیں...... یعنی پہلے سے کوئی ترتیب یا رابطہ نہیں ہوگا...... اشارہ یہ ملتا ہے کہ...... جب امام مہدی رضی اللہ عنہ کی بیعت

کا وقت قریب ہوگا تو اللہ تعالیٰ دنیا کے مختلف خطوں کے مجاہد علماء کرام کے قلوب اس طرف متوجہ فرمادیں گے...... اور وہ احادیث مبارکہ میں بیان فرمودہ حالات کو بالکل واضح پا کر اپنے اپنے طور پر...... مکہ مکرمہ پہنچ جائیں گے...... اور پھر آپس میں اکٹھے ہو کر حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کو تلاش کریں گے۔

۳ ہر عالم کی بیعت میں تین سو تیرہ افراد ہوں گے...... لازمی بات ہے کہ یہ علماء مجاہدین ہوں گے اور ان کے رفقاء بھی مجاہدین...... ایسے سخت جہادی علماء کے وہاں پہنچنے اور جمع ہونے کے لیے ضروری ہے کہ سفری نظام موجودہ دور والا نہیں ہوگا۔

۴ وہ احادیث مبارکہ کی علامات کے ذریعے تلاش کریں گے...... یعنی پہلے سے کوئی متعین شخص ان کی نظر یا ذہن میں نہیں ہوگا...... جب کہ موجودہ انصاری تحریکوں میں ایسا نہیں ہے۔

۵ وہ ’’مہدی‘‘ ان سے چھپ کر مدینہ منورہ چلے جائیں گے...... جو شخص پہلے سے لوگوں کا ذہن بنا رہا ہو...... کتابیں لکھ رہا ہو...... خطبے دے رہا ہو...... اپنی علامتیں اور الہام دکھا رہا ہو...... وہ اس وقت ’’مہدی‘‘ ہونے سے انکار کر دے گا؟...... اور ایک بار نہیں...... بلکہ اس روایت کے مطابق دو بار وہاں سے چھپ کر کہیں اور چلا جائے گا؟

اللہ کے بندو! اپنی تحریکوں اور اپنی باتوں کو دیکھو! اور پھر اس روایت کو بار بار پڑھو...... اگر دل میں ایمان ہوگا تو پھر...... تمہیں ضرور شرم آئے گی...... اور تم توبہ کرو گے۔

امت کو اس وقت کئی محاذوں پر مجاہدین کی ضرورت ہے...... اس روایت کے مطابق اگر ’’دن کے شیر‘‘ اور ’’راتوں کے عبادت گزار‘‘ بننا چاہتے ہو تو...... جہاد فی سبیل اللہ کے مبارک عمل میں لگ جاؤ...... اگر تمہاری زندگی میں امام مہدی رضی اللہ عنہ آگئے تو تمہیں ان کی رفاقت ضرور نصیب ہو جائے گی...... اور اگر نہ آئے تو تمہاری زندگی جہاد میں گزرے گی اور تم فضول دعوؤں سے بھی بچے رہو گے...... زندگی کا جہاد میں گزر جانا کوئی معمولی سعادت نہیں ہے...... اگر تم مسلمانوں کو صرف حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے انتظار میں لگائے رکھو گے...... اور انہیں امام مہدی دے نہیں سکو گے...... تو وہ طرح طرح کی پریشانیوں اور گمراہیوں میں جا گریں گے...... اور خدانخواستہ تنگ آ کر کسی کو ’’مہدی‘‘ بنا کر بیٹھ جائیں گے۔

آخری بات

اگر کوئی مسلمان...... ایمان پر رہے...... جہاد پر رہے...... تو وہ مطمئن رہے...... اسے حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا

زمانہ نہ ملے تب بھی کامیاب...... اور مل جائے تو پھر بھی کامیابی ہی کامیابی...... ان شاء اللہ...... اگر کوئی مسلمان...... ایمان اور جہاد سے دور ہے تو...... اسے امام مہدی رضی اللہ عنہ کا زمانہ ملے یا نہ ملے...... اس کے کس کام کا؟...... وہ اب بھی خسارے میں جا رہا ہے...... اور اگر اس کی زندگی میں وہ تشریف لے آئیں...... تو کون سا جذبہ اور کون سی صلاحیت...... اس کو ان کے قابل بنائے گی؟...... اس لیے بہت درد دل کے ساتھ...... خود کو اور ہر مسلمان کو...... ایمان اور جہاد سے مضبوط تعلق بنانے کی دعوت ہے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا

محمد مسعود ازہر

لیلۃ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۴۶ھ

بمطابق

16 ستمبر 2024ء

* * *

محدثین کرام اور خروج مہدی

حضرت سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق ابواب قائم کرنے والے چند محدثین اور ان کی کتب کے نام

نمبر شمار	محدث	تالیف	کتاب	جلد/صفحہ	رقم الحدیث	کل روایات
۱	امام ابوداؤد (ت:۲۵۵ھ)	سنن أبي داؤد	كتاب المهدي	ج:۴،ص:۱۰۶	۴۲۷۹تا۴۲۹۰	۱۱
۲	امام ترمذی (ت:۲۷۹)	سنن الترمذی	باب ما جاء في المهدي	ج:۴،ص:۵۰۵	۲۲۳۰تا۲۲۳۲	۵
۳	امام ابن ماجہ (ت:۲۷۳)	سنن ابن ماجة	باب خروج المهدي	ج:۲،ص:۱۳۶۵	۴۰۸۲تا۴۰۸۸	۶
۴	امام عبدالرزاق بن ہمام (ت:۲۱۱)	مصنف عبدالرزاق	باب المهدی	ج:۱۰،ص:۳۸۸	۲۱۸۴۶تا۲۱۸۵۶	۱۱
۵	امام ابوعبداللہ الحاکم النیسابوری (ت:۴۰۵ھ)	المستدرک	مختلف مقامات			۱۰
۶	علامہ الہیثمی (ت:۸۰۷ھ)	مجمع الزوائد	باب ما جاء في المهدي	ج:۷،ص:۳۱۳	۱۲۳۹۳تا۱۲۴۱۴	۲۲
۷	محدث علامہ متقی الہندی (ت:۹۷۵)	كنز العمال	خروج المهدي	ج:۱۴،ص:۲۶۱	۳۸۶۵۱تا۳۸۷۰۹	۵۹

کُتُب عَلَی المہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لکھی گئی چند دستیاب عربی، اردو شائع شدہ کتابوں کے نام

عربی کتب

نمبر شمار	کتاب	مصنف	مکتبہ
①	البيان في أخبار صاحب الزمان	الحافظ محمد بن يوسف الكنجي الشافعي (٦٥٨ھ)	دار احياء تراث أهل البيت
②	عقد الدرر في أخبار المهدي المنتظر	يوسف بن يحي بن علي بن عبد العزيز المقدسي السلمي الشافعي	مكتبة المنار
③	القول المختصر في علامات المهدي المنتظر	العلامة ابن حجر الهيتمي (٩٠٩ھ)	مكتبة القرآن القاهرة
④	العرف الوردي في أخبار المهدي	جلال الدين السيوطي (٩١١ھ)	دار الكتب العلمية
⑤	البرهان في علامات مهدي آخر الزمان	العلامة المتقي الهندي (٩٧٥ھ)	مطبعة الخيام
⑥	المشرب الوردي في مذهب المهدي	العلامة ملا علي القاري (١٠١٤ھ)	دار اللباب
⑦	تحديق النظر في أخبار الإمام المهدي المنتظر	الشيخ محمد بن عبد العزيز مانع (١٣٨٥ھ)	دار الصميعي
⑧	الخليفة المهدي في الأحاديث الصحيحة	شيخ الاسلام حسين أحمد المدني	مكتبة الغانم
		اردو کتب	
⑨	عقیدہ ظہور مہدی احادیث کی روشنی میں	حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمۃ اللہ علیہ	مکتبہ شامزئی
⑩	حضرت خلیفہ مہدی احادیث صحیحہ کی روشنی میں	مفتی ابوبکر جابر القاسمی، مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی رحمۃ اللہ علیہ	دار الدعوۃ والارشاد، یوسف گوڑہ، حیدرآباد

باب: قتال السيد محمد المهدي رضي الله عنه

امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قتال

﴿٤٩٣﴾

① عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: كَيْفَ اَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَ إِمَامُكُمْ مِنْكُمْ۔
أخرجه البخاري و مسلم و اللفظ للبخاري۔

[صحيح البخاري، رقم الحديث:٣٤٤٩، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ١٥٥]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تمہاری اس وقت کیا کیفیت ہوگی (یعنی تمہارے لیے کیسی فضیلت، سعادت اور شان وشوکت کا وقت ہوگا)، جب تم میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا نزول ہوگا اور (اس کے باوجود) تمہارے امام تم ہی میں سے ہوں گے۔“

فائدہ: یعنی وہ امام امت محمدیہ میں سے ہوں گے...... بعض محدثین نے تواتر سے بیان کیا ہے کہ یہ شخص حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے...... اور اُن کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول سے پہلے ہو چکا ہوگا...... اور وہ اُس وقت مسلمانوں کے خلیفہ، امام اور حاکم ہوں گے...... اور بڑی عظیم الشان فتوحات کے بعد اپنی عادلانہ خلافت چلا رہے ہوں گے...... پھر دجال کا ظہور ہوگا...... اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئیں گے...... جو لوگ یہ اعتراض اٹھاتے ہیں کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں صحیح بخاری و مسلم میں کوئی روایت موجود نہیں، وہ اس باب کی پہلی سات احادیث مبارکہ دیکھ لیں...... ساتھ یہ بات بھی ملحوظ رکھیں کہ...... ان کا یہ اعتراض قابل توجہ نہیں ہے...... کیونکہ کسی نے آج تک یہ دعویٰ نہیں کیا کہ پورا دین ان دو صحیح کتابوں میں آگیا ہے...... خود حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہ دعویٰ نہیں ہے۔

﴿۴۹۴﴾

(۲) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: عَبِثَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي مَنَامِهِ، فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللهِ! صَنَعْتَ شَيْئًا فِي مَنَامِكَ لَمْ تَكُنْ تَفْعَلُهُ، فَقَالَ: اَلْعَجَبُ إِنَّ نَاسًا مِّنْ أُمَّتِيْ يَؤُمُّوْنَ بِالْبَيْتِ بِرَجُلٍ مِّنْ قُرَيْشٍ قَدْ لَجَأَ بِالْبَيْتِ، حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِالْبَيْدَاءِ خُسِفَ بِهِمْ، فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنَّ الطَّرِيْقَ قَدْ يَجْمَعُ النَّاسَ، قَالَ: نَعَمْ، فِيْهِمُ الْمُسْتَبْصِرُ وَ الْمَجْبُوْرُ وَ ابْنُ السَّبِيْلِ، يَهْلِكُوْنَ مَهْلَكًا وَاحِدًا، وَ يَصْدُرُوْنَ مَصَادِرَ شَتّٰى، يَبْعَثُهُمُ اللهُ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ- أخرجه مسلم-

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ٢٨٨٤]

ترجمہ: حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"(ایک بار) رسول اللہ ﷺ نے نیند کے دوران جھٹکا کھایا۔ ہم نے عرض کیا: "یارسول اللہ! آپ نے نیند میں کچھ ایسا کیا ہے جو پہلے آپ نہیں کیا کرتے تھے۔" آپ ﷺ نے فرمایا:

"تعجب ہے کہ (آخری زمانے میں) میری امت میں سے کچھ لوگ بیت اللہ کی پناہ لینے والے ایک قریشی شخص کے خلاف جنگ کرنے کے لیے بیت اللہ کا رخ کریں گے، یہاں تک کہ جب وہ بیداء نامی مقام پر پہنچیں گے تو انہیں دھنسا دیا جائے گا۔"

ہم نے عرض کیا: "یارسول اللہ! راستہ تو ہر طرح کے لوگوں کو جمع کر دیتا ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا:

"بالکل! ان میں سے کوئی اپنی مہم سے آگاہ ہوگا، کوئی مجبور ہوگا اور کوئی مسافر، (لیکن) وہ سب اکھٹے ہلاک ہوں گے اور (قیامت کے روز) مختلف راستوں پر نکلیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھائیں گے۔"

فائدہ: پناہ لینے والے شخص حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ہیں، اور حملہ کرنے والا ملک شام کا ایک لشکر ہوگا، جیسا کہ دیگر روایات میں اس کی صراحت ہے...... یہ لشکر مدینہ منورہ سے باہر زمین میں دھنسا کر ہلاک کر دیا جائے گا...... جب زمین اتنے وسیع پیمانے پر لرزے اور دھنسے گی تو کئی ایسے افراد بھی اس کی زد میں آجائیں گے...... جن کا اس

جرم سے تعلق نہیں ہوگا......ایسے افراد مجرمین کے ساتھ دھنسنے کے باوجود......قیامت کے دن اُن سے الگ اور بے گناہ اٹھائے جائیں گے۔

﴿۴۹۵﴾

(۳) عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: لَيَؤُمَّنَّ هٰذَا الْبَيْتَ جَيْشٌ يَغْزُوْنَه، حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ، يُخْسَفُ بِاَوْسَطِهِمْ وَ يُنَادِيْ اَوَّلُهُمْ آخِرَهُمْ، ثُمَّ يُخْسَفُ بِهِمْ، فَلَايَبْقٰى إِلَّا الشَّرِيْدُ الَّذِيْ يُخْبِرُ عَنْهُمْ۔
أخرجه مسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ۲۸۸۳]

ترجمہ: حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

”ایک لشکر (اللہ تعالیٰ کے) اس گھر کے خلاف جنگ کرنے کے لئے اس کا رخ کرے گا، یہاں تک کہ جب وہ بیداء نامی مقام پر ہوگا تو ان کے درمیان والے حصے کو (زمین میں) دھنسا دیا جائے گا۔ لشکر کے شروع والے آخر والوں کو پکاریں گے، پھر وہ سب دھنسا دیئے جائیں گے۔ ان میں سے علیحدہ رہ جانے والا صرف وہ ایک شخص بچے گا جو ان کے بارے میں خبر دے گا۔“

﴿۴۹۶﴾

(۴) عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: سَيَعُوْذُ بِهٰذَا الْبَيْتِ- يَعْنِي الْكَعْبَةَ- قَوْمٌ لَيْسَتْ لَهُمْ مَنَعَةٌ وَ لَا عَدَدٌ وَ لَا عُدَّةٌ، يُبْعَثُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ، حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ خُسِفَ بِهِمْ۔
أخرجه مسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ۲۸۸۳]

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت (حفصہ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ایک قوم اس گھر (یعنی کعبۃ اللہ) میں پناہ لے گی۔ ان کے پاس اپنے دفاع کا نہ کوئی ذریعہ ہوگا، نہ

افرادی قوت ہوگی اور نہ ہی سامانِ جنگ ہوگا، ان (کے خاتمے کے لیے ان) کی طرف ایک لشکر روانہ کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ لشکر بیداء نامی مقام پر ہوگا تو اسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔“

فائدہ: اس میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے آغاز کا تذکرہ ہے...... اُن سے کعبہ شریف کے پاس بیعت لی جائے گی...... ابتداء میں بیعت کرنے والوں کی تعداد...... تین سو تیرہ کے آس پاس ہوگی...... اور یہ سب ابھی مسلّح نہیں ہوئے ہوں گے...... چنانچہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ اور اُن کے رفقاء کی حفاظت...... اس غیبی نصرت سے ہوگی...... بعد میں وہ اپنا لشکر بنالیں گے اور بہت بڑی طاقت جمع فرمالیں گے...... اور مشرق و مغرب میں کامیاب جہاد کریں گے...... حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں شکست نام کی کوئی چیز نہیں ہے...... بعض جنگوں میں اُن کے بہت سے رفقاء شہید ضرور ہوں گے...... اپنے کچھ لوگ بے وفائی اور بزدلی بھی دکھائیں گے...... مگر ہر جنگ کا اختتام اُن کی فتح پر ہوگا...... اس علامت کو ذہن میں رکھا جائے تو بہت سے فتنوں سے حفاظت رہتی ہے...... کفر کی غلامی قبول کرنے والے کبھی ”مہدی“ نہیں ہو سکتے۔

﴿۴۹۷﴾

⑤ عَنْ أُمِّ شَرِيْكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اِنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: لَيَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ فِي الْجِبَالِ، قَالَتْ أُمُّ شَرِيْكٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَأَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: هُمْ قَلِيْلٌ۔

أخرجه مسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ۲۹۴۵]

ترجمہ: حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

”لوگ دجال سے فرار ہو کر پہاڑوں میں چلے جائیں گے۔“

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ”یارسول اللہ! اس وقت عرب کہاں ہوں گے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”وہ بہت کم ہوں گے۔“

فائدہ: اس روایت میں عرب سے مراد ”مجاہدین فی سبیل اللہ“ ہیں۔ یعنی اس وقت دجال کا مقابلہ کرنے والے، دین کا تحفظ کرنے والے مجاہدین کہاں ہوں گے؟ چنانچہ ”صاحب تحفۃ الاحوذی“ اس حدیث

مبارکہ کی شرح میں لکھتے ہیں:

قَالَ الطِّيْبِيُّ: اَلْفَاءُ فِيْهِ جَزَاءُ شَرْطٍ مَحْذُوْفٍ اَيْ إِذَا كَانَ هٰذَا حَالُ النَّاسِ فَاَيْنَ الْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ الذَّابُّوْنَ عَنْ حَرِيْمِ الْإِسْلَامِ الْمَانِعُوْنَ عَنْ اَهْلِهٖ صَوْلَةَ اَعْدَاءِ اللهِ فَكَنّٰي عَنْهُمْ بِهَا-

[تحفة الأحوذي۔ ج:١٠، ص:٢٩٨]

”علامہ طیبی (شارح مشکاۃ المصابیح) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس ”فَأَيْنَ“ میں جو فاء داخل ہے، وہ محذوف شرط کی جزاء ہے، اب جملہ کا مطلب یہ ہوا کہ جب لوگوں کا حال یہ ہوگا (کہ وہ پہاڑوں کی طرف دوڑ رہے ہوں گے) تو اس وقت اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے، اسلام کی حرمت کی حفاظت کرنے والے اور اہل اسلام سے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کا دفاع کرنے والے کہاں ہوں گے؟ انہی ”مجاہدین“ کو یہاں کنایۃ ”عرب“ بولا گیا ہے۔

ارشاد فرمایا:

”وہ تھوڑے ہوں گے۔“

- مجاہدین کا بڑا لشکر قسطنطنیہ کی فتح کے لیے گیا ہوا ہوگا...... اسی دوران پہلے دجال کی غلط خبر...... اور پھر درست خبر پھیل جائے گی...... اور وہ نکل آئے گا...... اس کا فتنہ اتنا تیز اور سخت ہوگا کہ اہل ایمان کو پہاڑوں میں پناہ لینی پڑے گی...... مگر جب دجال شام کی طرف پہنچے گا تو اُس کے مقابلے کے لیے بڑا لشکر جمع ہوگا...... اسی اثناء میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی تشریف لے آئیں گے اور دجال کا خاتمہ فرمائیں گے۔
- یہ بھی ممکن ہے کہ ابتداء میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی اتباع کرنے والوں میں ”عرب“ کم ہوں...... اور دیگر مسلمان قومیں زیادہ...... مگر بعد میں خوش نصیب ”عرب“ بھی شامل ہو جائیں گے۔ (واللہ اعلم)

﴿۴۹۸﴾

⑥ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُوْنُ فِيْ آخِرِ اُمَّتِيْ خَلِيْفَةٌ يَحْثِي الْمَالَ حَثْيًا، لَا يَعُدُّهٗ عَدَدًا-
أخرجه مسلم-

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ٢٩١٣]

ترجمہ: حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
”میری امت کے آخر میں ایک ایسے خلیفہ ہوں گے چلو بھر بھر کے (لوگوں کو) مال دیں گے، اسے شمار نہیں کریں گے۔“

﴿۴۹۹﴾

⑦ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنْ خُلَفَائِكُمْ خَلِيْفَةٌ يَحْثُو الْمَالَ حَثْيًا، لَا يَعُدُّهُ عَدَدًا۔

أخرجه مسلم۔

[صحيح مسلم، رقم الحديث: ٢٩١٤]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
”تمہارے خلفاء میں سے ایک خلیفہ ہوں گے، جو لوگوں میں مٹھیاں بھر بھر کر مال تقسیم کریں گے، (اور) اسے شمار نہیں کریں گے۔“

فائدہ: یہ ان کی بہت خاص علامت ہے...... اور یہ احادیث متواترہ (بالمعنیٰ) میں آئی ہے...... اور یہ علامت ”مہدی“ ہونے کے جھوٹے دعویداروں کو پہچاننے کا بڑا ذریعہ ہے...... لوگوں سے چندے مانگنے والے...... کافروں کو اور حکمرانوں کو ٹیکس دے کر جینے والے...... اپنے متبعین کے مال پر زندگی گذارنے والے...... اور قدم قدم پر ہر کسی کے محتاج افراد...... کس طرح وہ عظیم الشان، جلیل القدر ”مہدی“ ہو سکتے ہیں...... جو بادشاہوں کے بادشاہ ہوں گے...... دل اور ہاتھ کے غنی ہوں گے...... بے شمار خزانے اُن کے زیر حکم ہوں گے...... اور وہ شمار اور گنتی سے بے نیاز ہو کر لوگوں میں مال تقسیم فرمائیں گے۔

﴿۵۰۰﴾

⑧ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِيْ۔

أخرجه الترمذي۔

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ٢٢٣٠، و قال الترمذي: و هذا حديث حسن صحيح]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی، جب تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص عرب کے بادشاہ نہ بن جائیں، (اور) وہ میرے ہم نام ہوں گے۔“

فائدہ: یہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے تشریف لانے پر صریح اور صحیح روایت مبارکہ ہے۔ اس روایت مبارکہ پر حضرت اقدس مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ”عقیدہ ظہور مہدی احادیث کی روشنی میں“ میں عمدہ کلام فرمایا ہے...... اور اس کے ذریعے منکرین مہدی پر حجت قائم کی ہے...... قارئین اس کا مطالعہ فرمالیں۔

﴿۵۰۱﴾

⑨ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْهِ رَجُلًا مِّنِّيْ - اَوْ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ- يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِيْ، وَ اسْمُ أَبِيْهِ اسْمُ أَبِيْ، يَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّ عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّ جَوْرًا-

أخرجه أبوداؤد-

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۴۲۸۲، وأخرجه عن علي أيضًا۴۲۸۳]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اگر دنیا (کے فنا ہونے) میں صرف ایک دن بھی باقی ہوا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو طویل فرمادیں گے، تاکہ اللہ تعالیٰ اس دن میں ایک ایسے شخص کو بھیجیں، جو مجھ سے ہوں گے۔ (یا فرمایا:)“ ① میرے اہل بیت میں سے ہوں گے، ② ان کا نام میرے نام اور ان کے والد کا نام میرے والد کے نام سے موافقت رکھتا ہوگا، ③ وہ زمین کو عدل وانصاف سے ایسے بھر دیں گے ④ جیسے (وہ پہلے) ظلم و زیادتی سے بھری ہوئی ہوگی۔“

فائدہ: اس حدیث مبارکہ میں چار واضح علامات آگئیں...... ہم نے ترجمہ میں رقم شمار دے کر ان کی طرف اشارہ کردیا ہے۔

﴿۵۰۲﴾

⑩ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اَلْمَهْدِيُّ مِنِّيْ، اَجْلَى الْجَبْهَةِ، اَقْنَى الْاَنْفِ، يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَّ عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَّ ظُلْمًا، يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِيْنَ۔
أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۴۲۸۵]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”(حضرت امام محمد) مہدی (رضی اللہ عنہ) مجھ سے (یعنی میری نسل سے) ہوں گے، کشادہ پیشانی اور بلند ناک والے ہوں گے۔ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسے کہ (وہ پہلے) ظلم و زیادتی سے بھری ہوئی ہوگی۔ اور سات سال تک حکومت کریں گے۔“

فائدہ: اس میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک بیان فرمایا...... اور ان کی مدت خلافت بھی۔ مدت خلافت میں کئی روایات ہیں...... اور ان میں تطبیق کی آسان صورت یہ ہے کہ مسلمانوں کی بیعت کے بعد ان کی زندگی کے کئی مراحل ہوں گے...... ابتدائی جہادی دور...... خلافت کا دور...... حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرافقت کا دور...... بعض روایات میں سارے ادوار کی مجموعی مدت ہے...... اور بعض میں کچھ ادوار کی۔

﴿۵۰۳﴾

⑪ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:
اَلْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِيْ مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ۔
أخرجه أبوداؤد و ابن ماجة و اللفظ لأبى داؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٤٢٨٤، سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ٤٠٨٤]

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

”مہدی میرے نسب یعنی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی اولاد سے ہوں گے۔“

فائدہ: حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے...... حَسَنی بھی حُسینی بھی...... اور اُن کے نسب میں حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی رشتہ داری بھی شامل ہوگی۔

﴿۵۰۴﴾

⑫ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَ نَظَرَ إِلَى ابْنِهِ الْحَسَنِ، فَقَالَ: إِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ كَمَا سَمَّاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَ سَيَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهِ رَجُلٌ يُسَمّٰى بِاسْمِ نَبِيِّكُمْ، يُشْبِهُهٗ فِي الْخُلُقِ وَ لَا يُشْبِهُهٗ فِي الْخَلْقِ۔

أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٤٢٩٠]

ترجمہ: (ایک بار) حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور فرمایا:

”میرے یہ فرزند سید ہیں، جیسے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سید کا لقب دیا ہے۔ اور ان کی نسل سے ایک شخص ہوں گے جو تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم نام ہوں گے۔ وہ اخلاق میں انہی کے مشابہ ہوں گے مگر شکل وصورت میں مشابہ نہیں ہوں گے۔“

فائدہ: یہ حدیث موقوف ہے لیکن مرفوع کے حکم میں ہے۔

اس روایت سے اکثر اہل علم نے یہ استدلال کیا ہے کہ...... آپ والد کی طرف سے ”حَسَنی“ اور والدہ کی طرف سے ”حُسینی“ ہوں گے۔

﴿۵۰۵﴾

⑬ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ وَرَاءِ النَّهْرِ يُقَالُ لَهُ: الْحَارِثُ بْنُ حَرَّاثٍ، عَلٰى مُقَدِّمَتِهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: مَنْصُوْرٌ، يُوَطِّئُ - اَوْ يُمَكِّنُ - لِآلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا مَكَّنَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَجَبَ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ نَصْرُهٗ اَوْ قَالَ: إِجَابَتُهٗ۔

أخرجه أبوداؤد۔

[سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٤٢٩٠. قال المنذري و هذا منقطع]

ترجمہ: حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’ماوراء النہر سے ایک شخص نکلیں گے، جن کا نام حارث بن حرّاث ہوگا، ان کے لشکر کے سپہ سالار ایک شخص ہوں گے، جن کا نام منصور ہوگا، وہ آلِ محمد کی مدد و نصرت کریں گے (یعنی حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیں گے) جیسا کہ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی تھی، لہٰذا ان کی مدد کرنا۔ (یا فرمایا:) ’’ان کا حکم ماننا ہر مومن پر واجب ہے۔‘‘

فائدہ: اس حدیث میں اُس ’’خراسانی جہادی لشکر‘‘ کا تذکرہ ہے...... جو حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی نصرت کے لیے نکلے گا...... اور اُن کی ’’خلافت عامّہ شاملہ‘‘ کے لیے زمین ہموار کرے گا...... اس جماعت کے امیر کا نام ’’حارث بن حراث‘‘ ہوگا اور اُن کے لشکر کے سپہ سالار کا نام ’’منصور‘‘ ہوگا...... یہ لشکر حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد نکلے گا...... اس لیے اُن کے ’’ظہور‘‘ اور ’’بیعت‘‘ سے قبل کیے جانے والے ’’دعاوی‘‘ باطل ہوں گے۔

﴿۵۰۶﴾

(۱۴) عَنْ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَلِيَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِيْ، يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِيْ۔
أخرجه الترمذي و أحمد و اللفظ لأحمد۔

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ۲۲۳۱، مسند أحمد، رقم الحديث: ۳۵۷۱]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میرے بعد میرے نسب سے ایک شخص آئیں گے (یعنی خلافت قائم کریں گے) جو میرے ہم نام ہوں گے۔‘‘

﴿۵۰۷﴾

(۱۵) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَخْرُجُ مِنْ خُرَاسَانَ رَايَاتٌ سُوْدٌ لَايَرُدُّهَا شَيْءٌ حَتّٰى تُنْصَبَ بِإِيْلِيَاءَ۔
أخرجه الترمذي و أحمد و اللفظ للترمذی۔

[سنن الترمذي، رقم الحديث:۲۲۶۹، و مسند أحمد، رقم الحديث: ۸۷۷۵]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے، انہیں کوئی چیز (مقصد سے) پھیر نہیں سکے گی، یہاں تک کہ وہ (فلسطین کے شہر) ایلیاء میں نصب کیے جائیں گے۔“

فائدہ: خراسان سے آنے والے لشکر کے بارے میں روایات دو طرح کی ہیں...... ایک وہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لشکر اُن مجاہدین کا ہوگا جو امام مہدی رضی اللہ عنہ کی نصرت کے لیے نکلیں گے...... خود امام مہدی رضی اللہ عنہ اس لشکر میں نہیں ہوں گے...... جبکہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ...... حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ بھی اس لشکر میں شامل ہوں گے...... حقیقی علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے...... ظاہری تطبیق یہ ہو سکتی ہے کہ...... یہ دو لشکر ہوں...... پہلے ایک لشکر نصرت کے لیے نکلے گا...... دوسرا حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جہاد کے لیے اُن علاقوں میں جائے گا...... اور واپس فلسطین آئے گا تو اس میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ بھی ہوں گے...... واللہ اعلم بالصواب...... احادیث مبارکہ میں کسی بھی واقعہ کی تمام تفاصیل نہیں ہوتیں...... صرف کام آنے والی ضروری باتیں ارشاد فرمادی جاتی ہیں۔

﴿۵۰۸﴾

(١٦) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَشِيْنَا اَنْ يَّكُوْنَ بَعْدَ نَبِيِّنَا حَدَثٌ فَسَاَلْنَا نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ فِيْ أُمَّتِي الْمَهْدِيَّ يَخْرُجُ يَعِيْشُ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا اَوْ تِسْعًا۔ زَيْدٌ الشَّاكُّ ـ قَالَ: قُلْنَا: وَ مَا ذَاكَ؟ قَالَ: سِنِيْنَ قَالَ: فَيَجِيْءُ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَيَقُوْلُ: يَا مَهْدِيُّ! اَعْطِنِيْ اَعْطِنِيْ قَالَ: فَيَحْثِيْ لَهٗ فِيْ ثَوْبِهٖ مَا اسْتَطَاعَ اَنْ يَّحْمِلَهٗ۔

أخرجه الترمذي و قال هذا حديث حسن۔

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ٢٢٣٢]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ہمیں اس بات سے خوف ہوا کہ (کہیں) ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کچھ حادثات پیش نہ آجائیں، لہٰذا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (ان کے متعلق) دریافت کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”یقیناً میری امت میں ایک مہدی ظاہر ہوں گے اور پانچ، سات یا نو (سال) تک زندہ رہیں گے۔“

(اس تعداد میں راویٔ حدیث زید العمی کو شک ہوا ہے، ان سے نقل کرنے والے راوی فرماتے ہیں کہ ہم

نے ان سے عرض کیا: اس تعداد سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: سال)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”چنانچہ ان کے پاس ایک شخص آئے گا اور کہے گا: اے مہدی! مجھے مال دیجئے، مجھے مال دیجئے۔ وہ اس شخص کے کپڑے میں اتنے (دینار و درہم) بھر دیں گے کہ وہ اٹھا نہیں سکے گا۔“

﴿۵۰۹﴾

⑰ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلاَّ يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَلِيَ۔

أخرجه الترمذي۔

[سنن الترمذي، رقم الحديث: ۲۲۳۱. و قال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اگر دنیا کا ایک دن ہی باقی ہو تو اللہ تعالیٰ اس دن کو طویل کر دیں گے، یہاں تک کہ وہ (امام مہدی رضی اللہ عنہ) خلیفہ بن جائیں۔“

فائدہ: یہ حدیث موقوف فی حکم المرفوع ہے۔

﴿۵۱۰﴾

⑱ عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقْتَتِلُ عِنْدَ كَنْزِكُمْ ثَلَاثَةٌ، كُلُّهُمُ ابْنُ خَلِيْفَةٍ، ثُمَّ لَا يَصِيْرُ إِلٰى وَاحِدٍ مِّنْهُمْ، ثُمَّ تَطْلُعُ الرَّايَاتُ السُّوْدُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، فَيَقْتُلُوْنَكُمْ قَتْلًا لَمْ يُقْتَلْهُ قَوْمٌ -ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا لَا أَحْفَظُهُ فَقَالَ- فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَبَايِعُوْهُ وَ لَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ، فَإِنَّهُ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ۔

أخرجه ابن ماجة و أحمد و اللفظ لابن ماجة۔

[سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ۴۰۸۴. رجاله ثقات، مسند أحمد، رقم الحديث: ۲۲۳۷۸]

ترجمہ: حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تمہارے خزانے پر تین آدمی آپس میں جنگ کریں گے۔ ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی خلیفہ کا بیٹا ہوگا۔ (لیکن) وہ خزانہ ان میں سے کسی کو نہیں ملے گا۔ پھر مشرق کی طرف سے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے اور وہ تم لوگوں کو ایسے قتل کریں گے کہ اس کی پہلے کوئی نظیر نہیں گزری ہوگی۔“

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ اور ارشاد فرمایا: جو مجھے یاد نہیں رہ سکا (البتہ یہ یاد رہا کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ فرمایا:)

”جب تم انہیں دیکھنا تو ان کی بیعت کر لینا اگر چہ برف پر گھسٹ کر آنا پڑے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مہدی ہوں گے۔“

فائدہ: اس روایت میں کئی واقعات کی طرف اشارہ ہے...... مسلمانوں کے کسی حکمران کی موت...... اس کی جانشینی پر قتل و قتال...... کوئی بڑا خزانہ...... خراسانی لشکر...... حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ...... ان سے بیعت کی تاکید...... واقعات کی تفصیل و ترتیب کیا ہوگی؟...... نہ شریعت نے بتائی، نہ وقت سے پہلے جاننے اور اس پر لڑنے اور اختلاف و جدال کرنے کا کوئی فائدہ...... یہ حقائق ہیں اور اشارات...... یہ مستقبل کا کوئی تاریخی ناول نہیں...... وقت آنے پر ہر بات پوری ہوگی اور اس وقت ٹھیک سمجھ بھی آئے گی...... اب تک جو علامات قیامت پوری ہو چکی ہیں...... وہ بھی پورا ہونے کے بعد ٹھیک طرح سے سمجھی گئی ہیں...... پہلے والوں نے تو بس سنا، یقین کیا، اور مان لیا۔

﴿۵۱۱﴾

⑲ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ اَقْبَلَ فِتْيَةٌ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ، فَلَمَّا رَآهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ؛ وَ تَغَيَّرَ لَوْنُهُ، قَالَ، فَقُلْتُ: مَا نَزَالُ نَرٰى فِيْ وَجْهِكَ شَيْئًا نَكْرَهُهُ، فَقَالَ: إِنَّا اَهْلُ بَيْتٍ اخْتَارَ اللّٰهُ لَنَا الْآخِرَةَ عَلَى الدُّنْيَا وَ إِنَّ اَهْلَ بَيْتِيْ سَيَلْقَوْنَ بَعْدِيْ بَلَاءً وَّ تَشْرِيْدًا وَّ تَطْرِيْدًا، حَتّٰى يَأْتِيَ قَوْمٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَعَهُمْ رَايَاتٌ سُوْدٌ، فَيَسْاَلُوْنَ الْخَيْرَ فَلَا يُعْطَوْنَهُ فَيُقَاتِلُوْنَ فَيُنْصَرُوْنَ، فَيُعْطَوْنَ مَا سَاَلُوْا، فَلَا يَقْبَلُوْنَهُ حَتّٰى يَدْفَعُوْهَا إِلٰى رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِيْ فَيَمْلَؤُهَا قِسْطًا، كَمَا مَلَئُوْهَا جَوْرًا، فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَاْتِهِمْ وَ لَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ۔

أخرجه ابن ماجة-

[سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ۴۰۸۲، وإسناده ضعيف]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنو ہاشم کے کچھ جوان آئے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور (چہرہ مبارک کا) رنگ تبدیل ہوگیا۔ میں نے عرض کیا: ”ہمیں آپ کے چہرہ مبارک پر کچھ ایسے آثار نظر آرہے ہیں، جو ہمیں گوارہ نہیں۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”ہم ایسے گھرانے کے افراد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دنیا کی بجائے آخرت کو پسند فرمالیا ہے۔ میرے اہل بیت کو میرے بعد مصیبتوں، دربدری اور جلاء وطنی کا سامنا کرنا پڑے گا، یہاں تک کہ مشرق سے کچھ لوگ آئیں گے، جن کے ساتھ سیاہ جھنڈے ہوں گے۔ اور وہ اچھی چیز مانگیں گے تو انہیں نہیں دی جائے گی۔ پھر وہ جنگ کریں گے تو ان کی مدد کی جائے گی (اور فتح حاصل ہوگی۔) تب جو کچھ انہوں نے مانگا تھا انہیں پیش کیا جائے گا لیکن وہ قبول نہیں کریں گے، یہاں تک کہ وہ اس (حکومتی انتظام) کو میرے اہل بیت کے ایک شخص کو دیں گے، چنانچہ وہ زمین کو انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح لوگوں نے اسے ظلم سے بھر رکھا تھا۔ تم میں سے جو ان حالات کو پالے اسے چاہیے کہ ان (یعنی حضرت مہدی رضی اللہ عنہ) کے پاس آئے اگرچہ برف پر گھسٹ کر آنا پڑے۔“

فائدہ: اس میں بھی پچھلی روایات والے واقعات ہیں...... اور وہ خراسانی لشکر ہے جو حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی نصرت کے لیے آئے گا...... اور اس وقت مسلمانوں کے جو حکمران آپس میں لڑ رہے ہوں گے اور ظلم مچا رہے ہوں گے ان کو ختم کرے گا...... اور امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل ہو جائے گا...... برف کے تذکرہ سے یہ بات بھی ممکن ہے کہ یہ واقعہ سردی کے موسم میں ہو یا مراد یہ ہے کہ مشکل حالات سے ٹکرا کر بیعت کرنی پڑے تو کرلو۔

﴿۵۱۲﴾

(۲۰) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَهُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ، يَمْلِكُ جَبَلَ الدَّيْلَمِ وَ الْقُسْطَنْطِيْنِيَّةَ-

أخرجه ابن ماجة۔

[سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ۲۷۷۹]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اگر دنیا کا صرف ایک دن بھی باقی رہ جائے تب بھی اللہ تعالیٰ اس دن کو طویل کر دیں گے یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص (حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ) حاکم بنیں گے، جو دیلم کے پہاڑ اور قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔“

فائدہ: اس میں قسطنطنیہ کی آخری فتح مراد ہے...... جو حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ہو گی۔

﴿۵۱۳﴾

(۲۱) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِي الْمَهْدِيُّ إِنْ قُصِرَ فَسَبْعٌ، وَ إِلَّا فَتِسْعٌ، فَتَنْعَمُ فِيْهِ أُمَّتِي نِعْمَةً لَمْ يَنْعَمُوْا مِثْلَهَا قَطُّ، تُؤْتَى اُكُلَهَا وَ لَاتَدَّخِرُ مِنْهُمْ شَيْئًا، وَ الْمَالُ يَوْمَئِذٍ كُدُوْسٌ، فَيَقُوْمُ الرَّجُلُ، فَيَقُوْلُ: يَا مَهْدِيُّ! اَعْطِنِيْ، فَيَقُوْلُ خُذْ۔

أخرجه ابن ماجة۔

[سنن ابن ماجه، رقم الحديث: ٤٠٨٣]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”میری امت میں ایک مہدی ہوں گے۔ اگر (ان کی مدت خلافت) کم ہوئی تو سات سال ہوگی ورنہ نو سال۔ ان (کی خلافت) میں میری امت کو ایسی خوشیاں ملیں گی کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ملی ہوں گی۔ (زمین کو) اس کے میوے ملیں گے۔ اور وہ ان (میووں) میں سے کچھ بھی ذخیرہ نہیں کرے گی (یعنی پوری پیداوار دے گی۔) ان دنوں مال کے انبار ہوں گے۔ ایک شخص اٹھ کر کہے گا: ”اے مہدی! مجھے دیجیے۔“ وہ کہیں گے: (جتنا چاہو) لے لو۔“

﴿۵۱۴﴾

(۲۲) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْمَهْدِيُّ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ، يُصْلِحُهُ اللهُ فِيْ لَيْلَةٍ۔

أخرجه ابن ماجة۔

[سنن ابن ماجه، رقم الحديث: ٤٠٨٥]

ترجمہ: حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مہدی ہم یعنی اہل بیت میں سے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ایک رات میں (خلافت کی ذمہ داری کے لیے) تیار فرمادیں گے۔''

فائدہ:

- اس سے ایک اندازہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے چالیس سال ایسے گزاریں گے کہ انہیں خود بھی یقین نہیں ہوگا کہ وہی خلیفہ مہدی ہوں گے۔ اس سے جھوٹے داعیانِ مہدی کا مکمل طور پر رد ہوتا ہے۔
- اس طرح کی عظیم شخصیات میں اعلیٰ دینی واخلاقی صفات تو شروع سے ہی ہوتی ہیں جو یقیناً حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ میں بھی ہوں گی...... لیکن اتنی بڑی عالمی خلافت کے لیے جس خصوصی ترین صلاحیت کی ضرورت ہے وہ ان کو ایک رات میں عطاء فرمائی جائے گی...... مثلاً جس طرح وحی کے تحمل کے لیے ''شق صدر'' کا انتظام فرمایا گیا...... یہ بھی اسی طرح کا کوئی غیبی الہامی خصوصی انتظام ہوگا۔
- حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کو جب یہ صلاحیت عطاء فرمادی جائے گی...... تب بھی وہ مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں فرمائیں گے...... بلکہ بیعت کرنے والوں سے چھپتے پھریں گے...... اس سے ان لوگوں کے جھوٹا ہونے کو آسانی سے پہچانا جاسکتا ہے جو نہ صفت رکھتے ہیں نہ صلاحیت، پھر بھی خود اپنے بارے میں مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیتے ہیں...... حالانکہ جو بھی اس کا خود دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہوگا۔

﴿۵۱۵﴾

(۲۳) عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَخْرُجُ نَاسٌ مِّنَ الْمَشْرِقِ فَيُوَطِّئُوْنَ لِلْمَهْدِيِّ يَعْنِي سُلْطَانَهٗ۔

أخرجه ابن ماجة۔

[سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ۴۰۸۸]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مشرق سے کچھ لوگ ظاہر ہوں گے جو امام مہدی رضی اللہ عنہ کے لئے (یعنی ان کی خلافت وحکومت کے لئے) زمین ہموار کریں گے۔“

فائدہ: یہ خراسان کے مجاہدین کا لشکر ہوگا۔

﴿۵۱۶﴾

(۲۴) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: نَحْنُ وَلَدَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ سَادَةُ اَهْلِ الْجَنَّةِ، اَنَا وَ حَمْزَةُ وَ عَلِيٌّ وَ جَعْفَرٌ وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ وَ الْمَهْدِيُّ۔

أخرجه ابن ماجة۔

[سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ۴۰۸۷]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

”ہم عبدالمطلب کی اولاد اہل جنت کے سردار ہیں، یعنی میں، حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین اور مہدی۔“ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

فائدہ: حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا بلند مقام اس حدیث شریف کے الفاظ سے سمجھیں کہ کس فہرست میں وہ شامل فرمائے جارہے ہیں...... یقیناً امام مہدی کے منکرین بہت بڑی غلطی پر ہیں۔

﴿۵۱۷﴾

(۲۵) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَلْمَحْرُوْمُ مَنْ حُرِمَ غَنِيْمَةَ كَلْبٍ۔

أخرجه أحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ۸۶۶۹]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

”(اصل) محروم (اور بدنصیب) وہ شخص ہے جو قبیلہ کلب کی غنیمت سے محروم ہو گیا۔“

فائدہ: شارحین حدیث اس غنیمت سے امام مہدی رضی اللہ عنہ کے زمانے کی غنیمت مراد لیتے ہیں۔ (حاشیۃ السندی) اگلی حدیث مبارکہ سے بھی اسی کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے خلاف قریش میں سے ایک شخص کھڑا ہو گا جس کے ننھیال قبیلہ بنو کلب سے ہوں گے...... یہ لشکر سب سے پہلے امام مہدی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرے گا اور عبرت ناک شکست کھائے گا...... اسی جہاد سے حاصل ہونے والے مال غنیمت کو روایات میں ”غَنِيْمَةُ كَلْبٍ“ فرمایا گیا ہے۔

﴿۵۱۸﴾

(۲۶) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَكُوْنُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيْفَةٍ، فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ هَارِبًا إِلٰى مَكَّةَ، فَيَأْتِيْهِ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِ مَكَّةَ، فَيُخْرِجُوْنَهٗ وَ هُوَ كَارِهٌ، فَيُبَايِعُوْنَهٗ بَيْنَ الرُّكْنِ وَ الْمَقَامِ، فَيُبْعَثُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِّنَ الشَّامِ، فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ، فَإِذَا رَأَى النَّاسُ ذٰلِكَ اَتَتْهُ اَبْدَالُ الشَّامِ وَ عَصَائِبُ الْعِرَاقِ فَيُبَايِعُوْنَهٗ، ثُمَّ يَنْشَأُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اَخْوَالُهٗ كَلْبٌ، فَيَبْعَثُ إِلَيْهِ الْمَكِّيُّ بَعْثًا فَيَظْهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ، وَ ذٰلِكَ بَعْثُ كَلْبٍ وَ الْخَيْبَةُ لِمَنْ لَمْ يَشْهَدْ غَنِيْمَةَ كَلْبٍ، فَيَقْسِمُ الْمَالَ وَ يُعْمِلُ فِي النَّاسِ سُنَّةَ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَ يُلْقِي الْإِسْلَامُ بِجِرَانِهٖ إِلَى الْاَرْضِ، يَمْكُثُ تِسْعَ سِنِيْنَ، قَالَ حَرَمِيٌّ: اَوْ سَبْعَ۔

أخرجه أحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ۲۶۶۸۹]

ترجمہ: حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ایک خلیفہ کی موت کے وقت (لوگوں میں نئے خلیفہ کے متعلق) اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ اس وقت ایک شخص مدینہ منورہ سے بھاگ کر مکہ مکرمہ آجائیں گے۔ اہل مکہ میں سے کچھ لوگ ان کے پاس

آئیں گے اور انہیں ان کی خواہش کے برخلاف باہر نکال کر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت کر لیں گے، (اور مکہ مکرمہ میں ان کی حکومت قائم ہو جائے گی)۔ پھر ان سے لڑنے کے لئے شام سے ایک لشکر روانہ ہو گا جسے مقام بیداء میں دھنسا دیا جائے گا، جب لوگ یہ (نصرت اور کرامت) دیکھیں گے تو شام کے ابدال اور عراق کے عصائب (ابدال اور عصائب سے اولیاء کرام اور خواص مراد ہیں) آ کر ان سے بیعت کر لیں گے۔ پھر قبیلہ قریش کا ایک شخص (اُن کے مقابلے میں) نکل کر سامنے آئے گا، جس کے ننھیال بنو کلب ہوں گے، وہ مکی (حاکم یعنی امام مہدی رضی اللہ عنہ) اس قریشی کے مقابلے میں لشکر بھیجیں گے جو اس پر غالب آ جائے گا۔ یہ لشکر ”بعث کلب“ (یعنی قبیلہ کلب سے لڑنے کے لیے بھیجا جانے والا لشکر) کہلایا جائے گا۔ (اُس دن) وہ شخص محروم سمجھا جائے گا جو اس جہاد کے مال غنیمت کی تقسیم کے موقع پر موجود نہ ہو گا۔ وہ (یعنی امام مہدی رضی اللہ عنہ) مال و دولت تقسیم کریں گے۔ اور لوگوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت (یعنی شریعت) نافذ کریں گے۔ اور اسلام زمین پر قائم ہو جائے گا۔ اور وہ نو سال تک زمین میں رہیں گے۔“

﴿۵۱۹﴾

(۲۷) عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّايَاتِ السُّوْدَ قَدْ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ خُرَاسَانَ فَأْتُوْهَا، فَإِنَّ فِيْهَا خَلِيْفَةَ اللّٰهِ الْمَهْدِيَّ- أخرجه أحمد-

[مسند أحمد، رقم الحديث: ٢٢٣٨٧]

ترجمہ: حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جب تم خراسان کی طرف سے سیاہ جھنڈے آتے دیکھو تو ان کے ساتھ ہو جانا، کیونکہ ان میں (یعنی اس لشکر میں) اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مہدی ہوں گے۔“

فائدہ: یہ وہ لشکر ہو گا جو امام مہدی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ان علاقوں کو فتح کرنے کے لیے اور ان میں خلافت کے قیام کے لیے آئے گا...... یا مراد اس سے یہ ہے کہ خراسان سے آنے والے لشکر کا ساتھ دو یہ لشکر گویا کہ خود امام مہدی رضی اللہ عنہ کا لشکر ہے، کیونکہ یہ ان کی معاونت کے لیے نکلا ہے۔

﴿۵۲۰﴾

﴿۲۸﴾ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُوْنُ مِنْ أُمَّتِي الْمَهْدِيُّ، فَإِنْ طَالَ عُمْرُهُ، اَوْ قَصُرَ عُمْرُهُ، عَاشَ سَبْعَ سِنِيْنَ اَوْ ثَمَانَ سِنِيْنَ اَوْ تِسْعَ سِنِيْنَ، يَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّ عَدْلًا وَ تُخْرِجُ الْأَرْضُ نَبَاتَهَا، وَ تُمْطِرُ السَّمَاءُ قَطْرَهَا-

أخرجه أحمد-

[مسند أحمد، رقم الحديث: ۱۱۲۱۲]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”میری امت میں ایک مہدی ہوں گے، ان کی زندگی چاہے لمبی یا کم ہو، وہ سات یا آٹھ، یا نو سال (خلیفہ بننے کے بعد) زندہ رہیں گے، وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے، (تب) زمین اپنی نباتات اگائے گی، اور آسمان اپنے قطرے برسائے گا۔“

فائدہ: ان کے اسلام نافذ کرنے...... اور مکمل عدل وانصاف قائم کرنے کی برکات ظاہر ہوں گی...... زمین کی پیداوار اور بارشوں کا نظام غیر معمولی طور پر...... بے حد مفید، بابرکت اور نافع ہو جائے گا۔

﴿۵۲۱﴾

﴿۲۹﴾ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُبَشِّرُكُمْ بِالْمَهْدِيِّ يُبْعَثُ فِيْ أُمَّتِيْ عَلَى اخْتِلَافٍ مِنَ النَّاسِ وَ زَلَازِلَ، فَيَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَّ عَدْلًا، كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَّ ظُلْمًا، يَرْضَى عَنْهُ سَاكِنُ السَّمَاءِ وَ سَاكِنُ الْاَرْضِ، يَقْسِمُ الْمَالَ صِحَاحًا- فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: مَا صِحَاحًا؟ قَالَ: بِالسَّوِيَّةِ بَيْنَ النَّاسِ قَالَ: وَ يَمْلَأُ اللهُ قُلُوبَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِنًى وَ يَسَعُهُمْ عَدْلُهُ، حَتّٰى يَأْمُرَ مُنَادِيًا فَيُنَادِيْ فَيَقُوْلُ: مَنْ لَّهُ فِيْ مَالٍ حَاجَةٌ؟ فَمَا يَقُوْمُ مِنَ النَّاسِ إِلَّا رَجُلٌ فَيَقُوْلُ انا، فَيَقُوْلُ: ائْتِ السَّدَّانَ -يَعْنِي الْخَازِنَ- فَقُلْ لَهُ: إِنَّ الْمَهْدِيَّ يَأْمُرُكَ اَنْ تُعْطِيَنِيْ مَالًا،

فَيَقُوْلُ لَهُ: احْثُ حَتّٰى إِذَا جَعَلَهُ فِيْ حِجْرِهِ وَ اَبْرَزَهُ نَدِمَ، فَيَقُوْلُ: كُنْتُ اَجْشَعَ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ نَفْسًا، اَوَ عَجَزَ عَنِّيْ مَا وَسِعَهُمْ؟ قَالَ: فَيَرُدُّهُ فَلَايُقْبَلُ مِنْهُ، فَيُقَالُ لَهُ: إِنَّا لَانَأْخُذُ شَيْئًا اَعْطَيْنَاهُ، فَيَكُوْنُ كَذٰلِكَ سَبْعَ سِنِيْنَ -اَوْ ثَمَانِ سِنِيْنَ اَوْ تِسْعَ سِنِيْنَ- ثُمَّ لَا خَيْرَ فِي الْعَيْشِ بَعْدَهُ - أَوْ قَالَ: ثُمَّ لَا خَيْرَ فِي الْحَيَاةِ بَعْدَهُ۔

أخرجه أحمد۔

[مسند أحمد، رقم الحديث: ۱۱۳۲۶]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”میں تمہیں مہدی کی خوشخبری دیتا ہوں، جو میری امت میں لوگوں کے کثرتِ اختلاف اور زمین میں بکثرت زلزلے ہونے کے وقت رونما ہوں گے، وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے، جیسے کہ وہ پہلے ظلم و بربریت سے بھری ہوگی، آسمان و زمین کے باشندے ان سے خوش ہوں گے، وہ درست طریقے سے مال تقسیم فرمائیں گے۔“

ایک شخص نے عرض کیا: ”درست طریقہ کیا ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا:

”لوگوں میں برابری کے ساتھ (تقسیم کرنا)۔ تب اللہ تعالیٰ امت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دل استغناء سے بھر دیں گے، ان کا (یعنی حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا) عدل انہیں کافی ہو جائے گا، حتیٰ کہ وہ کسی اعلان کرنے والے کو حکم دیں گے، چنانچہ وہ اعلان کرے گا کہ کوئی ضرورت مند شخص ہے؟ لوگوں میں سے ایک شخص کے علاوہ کوئی کھڑا نہیں ہوگا۔ وہ عرض کرے گا کہ میں (ضرورت مند) ہوں۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ فرمائیں گے: ”خزانچی کے پاس جا کر کہو کہ (حضرت) مہدی (رضی اللہ عنہ) حکم دے رہے ہیں کہ مجھے مال دیجیے۔“ خزانچی کہے گا: ”اپنے ہاتھوں سے بھر بھر کر (جس قدر چاہو) اٹھالو۔“ جب وہ شخص اسے اپنی گود میں بھر کر کپڑے میں لپیٹ لے گا تو اسے شرم آجائے گی اور وہ (اپنے دل میں) کہے گا کہ میں تو امت محمدیہ میں سب سے زیادہ بھوکا نکلا، کیا میرے پاس اتنا نہیں تھا جو لوگوں کے پاس ہے؟ یہ سوچ کر وہ سارا مال واپس لوٹا دے گا لیکن وہ اس سے واپس نہیں لیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ ہم دے کر واپس نہیں لیتے۔ سات، یا آٹھ، یا نو سال تک یہی صورت حال رہے گی، اس کے بعد زندہ رہنے میں کوئی خیر نہیں ہوگی۔“

فائدہ: روئے زمین کا موجودہ نظام...... جسے لوگ ناقابل تبدیل سمجھتے ہیں...... اس وقت تیزی سے بدل رہا ہوگا...... لوگ آپس میں لڑ رہے ہوں گے...... زمین پر فتنوں اور زلزلوں کی بوچھاڑ ہوگی...... معلوم نہیں کیا کچھ تباہ ہو جائے گا...... اور کتنا کچھ بچے گا...... اور یہ بھی معلوم نہیں کہ زمین کے ان بڑے حادثات کی وجہ سے موجودہ مشینی دور قائم رہ سکے گا یا ختم ہو چکا ہوگا...... زمین پر زلزلے ہی زلزلے ہوں گے تو سمندر کہاں خاموش بیٹھے گا...... وہ بھی زمین کا حصہ ہے...... جو زلزلے اور طوفان وہاں سے اٹھیں گے، وہ معلوم نہیں کیسے ہوں گے۔

﴿۵۲۲﴾

㉚ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَخْرُجُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ: السُّفْيَانِيُّ فِيْ عُمْقِ دِمَشْقَ، وَ عَامَّةُ مَنْ يَتْبَعُهٗ مِنْ كَلْبٍ، فَيَقْتُلُ حَتّٰى يَبْقَرَ بُطُوْنَ النِّسَاءِ وَ يَقْتُلُ الصِّبْيَانَ فَتَجْمَعُ لَهُمْ قَيْسٌ فَيَقْتُلُهَا حَتّٰى لَايُمْنَعَ ذَنَبُ تَلْعَةٍ وَ يَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِيْ فِي الْحَرَّةِ فَيَبْلُغُ السُّفْيَانِيَّ، فَيَبْعَثُ إِلَيْهِ جُنْدًا مِّنْ جُنْدِهٖ فَيَهْزِمُهُمْ، فَيَسِيْرُ إِلَيْهِ السُّفْيَانِيُّ بِمَنْ مَّعَهٗ حَتّٰى إِذَا صَارَ بِبَيْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ خُسِفَ بِهِمْ، فَلَايَنْجُوْ مِنْهُمْ إِلَّا الْمُخْبِرُ عَنْهُمْ۔ أخرجه الحاكم۔

[المستدرك على الصحيحين، رقم الحديث: ٨٥٨٦، و قال: هذا حديث صحيح الإسناد على شرط الشيخين، و لم يخرجاه]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”دمشق کے داخل سے ایک شخص نکلے گا جسے ”سفیانی“ کہا جاتا ہوگا۔ اس کے پیروکار زیادہ تر کلب قبیلے کے لوگ ہوں گے۔ وہ اتنی خون ریزی کرے گا کہ عورتوں کے پیٹ تک چاک کر کے بچے قتل کر دے گا۔ قیس قبیلے کے لوگ جمع ہو کر اس کا مقابلہ کریں گے تو وہ اُن کو اتنا قتل کرے گا کہ کسی ٹیلے کی گھاٹی میں بھی انہیں پناہ نہیں ملے گی۔ پھر میرے نسب کے ایک شخص ”حرّہ“ پہنچیں گے، جب سفیانی کو پتہ چلے گا تو وہ اپنے لشکروں میں سے ایک لشکر بھیجے گا، جسے وہ (یعنی امام مہدی رضی اللہ عنہ) شکست دے دیں گے، پھر سفیانی اپنے پورے لشکر کے ساتھ ان سے مقابلے کے لیے آئے گا، جب وہ بیداء مقام پر پہنچے گا تو زمین انہیں نگل لے گی۔ ان کی خبر دینے والے شخص کے علاوہ کوئی زندہ نہیں بچ سکے گا۔“

فائدہ: یہ سفیانی کا لشکر ہے جو زمین میں دھنسا دیا جائے گا...... ممکن ہے مکہ مکرمہ والے قریشی اور اس سفیانی میں خاندانی اور نظریاتی اتفاق ہو...... یا وہ قریشی بھی اسی سفیانی کا تابع ہو...... یا سفیانی اور قریشی ایک ہی فرد ہو...... اس کا ایک لشکر امام مہدی رضی اللہ عنہ سے شکست کھائے گا مگر وہ خود اس لشکر میں نہیں ہوگا...... دوسرے لشکر میں وہ خود ساتھ آئے گا اور لشکر سمیت زمین میں دھنس جائے گا۔

﴿۵۲۳﴾

۳۱ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، تَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْمَهْدِيَّ، فَقَالَ: نَعَمْ، هُوَ حَقٌّ وَ هُوَ مِنْ بَنِيْ فَاطِمَةَ۔

أخرجه الحاكم۔

[المستدرك على الصحيحين، رقم الحديث: ٨٦٧١. سكت عنه الذهبي في التلخيص]

ترجمہ: حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”جی ہاں! مہدی برحق ہیں (یعنی ان کا آنا یقینی ہے) اور وہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی اولاد سے ہوں گے۔“

فائدہ: اہلسنت والجماعت کے عقائد میں سے ہے کہ...... آخری زمانے میں امام مہدی رضی اللہ عنہ تشریف لائیں گے...... اور اس عقیدے کو ماننا واجب ہے۔

﴿۵۲۴﴾

۳۲ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَخْرُجُ فِيْ آخِرِ أُمَّتِي الْمَهْدِيُّ يَسْقِيْهِ اللهُ الْغَيْثَ وَ تُخْرِجُ الْاَرْضُ نَبَاتَهَا وَ يُعْطِي الْمَالَ صِحَاحًا وَ تَكْثُرُ الْمَاشِيَةُ وَ تَعْظُمُ الْاُمَّةُ، يَعِيْشُ سَبْعًا اَوْ ثَمَانِيًا يَعْنِيْ حِجَجًا۔

أخرجه الحاكم۔

[المستدرك على الصحيحين، رقم الحديث: ٨٦٧٣]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”میری امت کے آخر زمانے میں ایک مہدی کا ظہور ہوگا، جنہیں اللہ تعالیٰ بادلوں سے سیراب کریں گے، زمین اپنا اناج خوب اگائے گی، وہ مال کی درست (برابر، برابر) تقسیم کریں گے، مویشیوں کی کثرت ہو جائے گی اور امت کو عظمت نصیب ہوگی، وہ سات یا آٹھ سال زندہ رہیں گے۔“

﴿۵۲۵﴾

(۳۳) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْمَهْدِيُّ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ اَشَمُّ الْاَنْفِ اَقْنٰى أَجْلٰى، يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَّ عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَّ ظُلْمًا، يَعِيْشُ هٰكَذَا وَ بَسَطَ يَسَارَهٗ وَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ يَمِيْنِهِ الْمُسَبِّحَةَ وَ الْإِبْهَامَ وَ عَقَدَ ثَلَاثَةً۔

أخرجه الحاكم۔

[المستدرك على الصحيحين، رقم الحديث: ٨٦٧٠، و قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم، و لم يخرجاه. و قال الذهبي: عمران ضعيف و لم يخرج له مسلم]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مہدی ہم اہل بیت میں سے ہوں گے۔ وہ خوبصورت بلند ناک اور روشن و منور پیشانی والے ہوں گے۔ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے، جس طرح کہ (اس سے پہلے وہ) ظلم و زیادتی سے بھر گئی ہوگی، اور انگلیوں پر شمار کر کے بتایا کہ (وہ خلافت کے بعد) سات سال تک زندہ رہیں گے۔“

﴿۵۲۶﴾

(۳۴) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُمْلَاَ الْاَرْضُ ظُلْمًا وَّ جَوْرًا وَّ عُدْوَانًا، ثُمَّ يَخْرُجُ مِنْ اَهْلِ بَيْتِي مَنْ يَّمْلَأُهَا قِسْطًا وَّ عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّ عُدْوَانًا۔

أخرجه الحاكم۔

[المستدرك على الصحيحين، رقم الحديث: ٨٦٦٩. صححه الحاكم و وافقه الذهبي]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمین ظلم و بربریت اور دشمنی سے بھر جائے گی۔ پھر میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کا ظہور ہوگا جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا، جیسے کہ وہ پہلے ظلم وعداوت سے بھری ہوئی ہوگی۔"

﴿۵۲۷﴾

(۳۵) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ الْمَهْدِيِّ، فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: هَيْهَاتَ، ثُمَّ عَقَدَ بِيَدِهِ سَبْعًا، فَقَالَ: ذَاكَ يَخْرُجُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ: اَللّٰهَ اَللّٰهَ قُتِلَ، فَيَجْمَعُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ قَوْمًا قَزَعًا كَقَزَعِ السَّحَابِ، يُؤَلِّفُ اللّٰهُ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَايَسْتَوْحِشُوْنَ إِلٰى اَحَدٍ وَ لَايَفْرَحُوْنَ بِاَحَدٍ، يَدْخُلُ فِيهِمْ عَلٰى عِدَّةِ اَصْحَابِ بَدْرٍ، لَمْ يَسْبِقْهُمُ الْاَوَّلُوْنَ وَ لَايُدْرِكُهُمُ الْآخِرُوْنَ وَ عَلٰى عَدَدِ اَصْحَابِ طَالُوْتَ الَّذِيْنَ جَاوَزُوْا مَعَهُ النَّهَرَ۔

أخرجه الحاكم۔

[المستدرك على الصحيحين، رقم الحديث: ٨٦٥٩. صححه الحاكم ووافقه الذهبي]

ترجمہ: حضرت سیدنا محمد ابن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ہم حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے کہ ایک شخص نے امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھ لیا:

آپ رضی اللہ عنہ فرمایا:

"وہ ابھی بہت دور ہیں! پھر اپنے ہاتھ سے سات کا عدد بنایا اور فرمایا:

"وہ آخر زمانے میں نکلیں گے۔ (وہ زمانہ ایسا ہوگا کہ) آدمی کو اللہ اللہ کہنے پر قتل کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے بادلوں کے ٹکڑوں کی مانند لوگ جمع کر دیں گے۔ ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ جوڑ دیں گے۔ وہ کسی سے نہیں ڈریں گے اور نہ ہی کسی پر خوش ہوں گے۔ ان میں بدری صحابہ کے بقدر لوگ جمع ہوجائیں گے۔ (ان سے) پہلے والے لوگ ان کے مقام ومرتبہ تک نہیں پہنچ پائیں گے، اور ان کے بعد آنے والے لوگ بھی ان کے مقام کو نہیں پاسکیں گے۔ ان کی تعداد طالوت علیہ السلام کے ان ساتھیوں

کے برابر ہوگی جنہوں نے ان کے ساتھ نہر پار کی تھی۔

فائدہ (۱): یہ حدیث مبارک موقوف ہے لیکن غیر مدرک بالقیاس ہونے کی وجہ سے مرفوع کے حکم میں ہے۔

فائدہ (۲): کَقَزَعِ السَّحَابِ جس طرح دور، دور بکھرے ہوئے بادل جمع ہو جاتے ہیں...... یعنی دور دراز متفرق علاقوں سے مسلمان ان کے ساتھ جمع ہوں گے...... حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی صحبت کی برکت سے ان کے دل آپس میں جڑ جائیں گے...... پھر وہ کسی اور کے ملنے نہ ملنے کی پروا نہیں کریں گے...... بس آپس میں متحد ہو کر اسلام کے غلبے کی فکر میں ہوں گے...... ان لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام بہت بلند ہوگا...... ابتداء میں یہ تین سو تیرہ ہوں گے...... اپنے سے پہلوں پر ان کی جس فضیلت کا ذکر ہے وہ ان کی عزیمت، قربانی اور ایثار کی وجہ سے...... ایک طرح کی جزوی فضیلت ہے...... مجموعی طور پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے امت میں کوئی افضل نہیں۔

﴿۵۲۸﴾

(۳۶) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، يَقُوْلُ: حَدَّثَنِيْ خَلِيْلِيْ أَبُوالْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ عَلَيْهِمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِيْ، فَيَضْرِبُهُمْ حَتّٰى يَرْجِعُوْا إِلَى الْحَقِّ. قَالَ: قُلْتُ: وَ كَمْ يَكُوْنُ؟ قَالَ: خَمْسٌ وَّ اثْنَانِ. قَالَ: قُلْتُ: مَا خَمْسٌ وَّ اثْنَانِ؟ قَالَ: لَاأَدْرِيْ-

أخرجه أبو يعلى الموصلي-

[مسند أبي يعلى الموصلي، رقم الحديث: ٦٦٦٥]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے محبوب ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص لوگوں پر حاکم بنیں گے، وہ انہیں ماریں گے یہاں تک کہ وہ حق کی طرف لوٹ آئیں۔“

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے دریافت کیا: ”وہ کتنا عرصہ تک رہیں گے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”پانچ اور دو۔“

میں نے عرض کیا: ”یہ پانچ اور دو کیا ہیں؟“ فرمایا:
”معلوم نہیں۔“

﴿۵۲۹﴾

۳۷ عَنْ مَاجِدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَيَكُوْنُ مِنْ بَعْدِيْ خُلَفَاءُ، وَ مِنْ بَعْدِ الْخُلَفَاءِ أُمَرَاءُ، وَ مِنْ بَعْدِ الْأُمَرَاءِ مُلُوْكٌ، وَ مِنْ بَعْدِ الْمُلُوْكِ جَبَابِرَةٌ، ثُمَّ يَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يَمْلَأُ الْاَرْضَ عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا، ثُمَّ يُؤَمَّرُ الْقَحْطَانِيُّ، فَوَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ مَا هُوَ دُوْنَهٗ۔ أخرجه الطبراني۔

[المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث: ۲۲: ۳۷٤]

ترجمہ: حضرت سیدنا ماجد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
”میرے بعد خلفاء ہوں گے۔ خلفاء کے بعد امراء ہوں گے۔ امراء کے بعد بادشاہوں کا دور ہوگا۔ بادشاہوں کے بعد ظالموں کی حکومت آئے گی۔ بعد ازاں میرے اہل بیت سے ایک شخص نکلیں گے جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جیسے وہ پہلے ظلم سے بھری ہوئی ہوگی۔ پھر ایک قحطانی شخص کو امیر بنایا جائے گا۔ قسم اس ذات جس کے قبضۂ قدرت میری جان ہے! وہ عدل میں ان سے کم نہیں ہوں گے۔“

فائدہ: یہ قحطانی خلیفہ...... امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بعد آئیں گے...... وہ بھی صاحب فضل ومقام ہوں گے...... قحطان عرب کے ایک قبیلے کا نام ہے۔

﴿۵۳۰﴾

۳۸ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: يَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ أُمَّتِيْ يَقُوْلُ بِسُنَّتِيْ، يُنْزِلُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ وَ تُخْرِجُ لَهُ الْاَرْضُ مِنْ بَرَكَتِهَا، تُمْلَأُ الْاَرْضُ مِنْهُ قِسْطًا وَّ عَدْلًا، كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَّ ظُلْمًا، يَعْمَلُ عَلٰى هٰذِهِ الْأُمَّةِ سَبْعَ سِنِيْنَ، وَ يَنْزِلُ

بَيْتَ الْمَقْدِسِ۔
أخرجه الطبراني في الأوسط۔

[المعجم الأوسط، رقم الحديث: ۱۰۷۵]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”میری امت سے ایک شخص رونما ہوں گے جو میری سنت کے مطابق فیصلے کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے آسمان سے بارش برسائیں گے۔ اور زمین ان کے لیے اپنی برکتیں نکالے گی۔ ان کی وجہ سے زمین عدل و انصاف سے ویسے ہی بھر جائے گی جیسے پہلے ظلم و بربریت سے بھری ہوئی تھی۔ وہ اس امت میں سات سال تک خلافت کریں گے۔ اور بیت المقدس میں (بھی) قیام فرمائیں گے۔“

فائدہ: بیت المقدس کو وہ اپنا دارالخلافہ بنائیں گے۔

﴿۵۳۱﴾

(۳۹) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُبَايِعُ لِرَجُلٍ بَيْنَ الرُّكْنِ وَ الْمَقَامِ عِدَّةُ اَهْلِ بَدْرٍ، فَيَأْتِيْهِ عَصَائِبُ اَهْلِ الْعِرَاقِ وَ اَبْدَالُ اَهْلِ الشَّامِ فَيَغْزُوْهُ جَيْشٌ مِّنْ اَهْلِ الشَّامِ حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِالْبَيْدَاءِ خُسِفَ بِهِمْ، فَيَغْزُوْهُمْ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اَخْوَالُهٗ مِنْ كَلْبٍ، فَيَلْتَقُوْنَ فَيَهْزِمُهُمُ اللّٰهُ. فَالْخَائِبُ مَنْ خَابَ مِنْ غَنِيْمَةِ كَلْبٍ۔
أخرجه الطبراني في الكبير و الأوسط و اللفظ للمعجم الكبير۔

[المعجم الكبير، ۲۳:۲۹۵، و المعجم الأوسط، رقم الحديث: ۹۴۵۹]

ترجمہ: حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”حجر اسود (یا رکن یمانی) اور مقام ابراہیم کے درمیان ایک شخص کی بیعت لی جائے گی، بیعت کرنے والے بدری تعداد (۳۱۳) کے برابر ہوں گے۔ عراقی عصائب (یعنی اولیاء) اور شامی ابدال (بھی بیعت کے لیے) ان کے پاس آئیں گے۔ اہل شام کا ایک لشکر ان سے لڑنے آئے گا۔ جب وہ بیداء نامی

مقام پر پہنچے گا تو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ (پھر) ایک قریشی شخص ان سے مقابلہ کے لیے نکلے گا جس کے ننھیال بنو کلب ہوں گے۔ ان سے مقابلہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے شکست دیں گے۔ (تب کہا جائے گا) حقیقی بدنصیب تو وہ ہے جو بنو کلب کی غنیمت سے محروم رہا۔''

﴿۵۳۲﴾

(۴۰) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ فِتْنَةٌ، يُحَصَّلُ النَّاسُ كَمَا يُحَصَّلُ الذَّهَبُ فِي الْمَعْدِنِ، فَلَاتَسُبُّوْا اَهْلَ الشَّامِ، وَ لٰكِنْ سُبُّوْا شِرَارَهُمْ، فَإِنَّ فِيْهِمُ الْاَبْدَالَ، يُوْشِكُ اَنْ يُّرْسَلَ عَلٰى اَهْلِ الشَّامِ سَبَبٌ مِّنَ السَّمَاءِ، فَيُفَرِّقَ جَمَاعَتَهُمْ، حَتّٰى لَوْ قَاتَلَهُمُ الثَّعَالِبُ غَلَبَتْهُمْ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَخْرُجُ خَارِجٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِيْ فِيْ ثَلَاثِ رَايَاتٍ، الْمُكْثِرُ يَقُوْلُ: هُمْ خَمْسَةَ عَشَرَ اَلْفًا، وَ الْمُقِلُّ يَقُوْلُ: هُمُ اثْنَا عَشَرَ اَلْفًا، اَمَارَتُهُمْ اَمِتْ اَمِتْ، يَلْقُوْنَ سَبْعَ رَايَاتٍ، تَحْتَ كُلِّ رَايَةٍ مِنْهَا رَجُلٌ يَطْلُبُ الْمُلْكَ، فَيَقْتُلُهُمُ اللهُ جَمِيْعًا، وَ يَرُدُّ اللهُ إِلَى الْمُسْلِمِيْنَ اُلْفَتَهُمْ وَ نِعْمَتَهُمْ وَ قَاصِيَهُمْ وَ دَانِيَهُمْ-

أخرجه الطبراني-

[المعجم الأوسط، رقم الحديث: ۳۹۰۵]

ترجمہ: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''آخر زمانہ میں فتنے ہوں گے، وہ فتنے لوگوں کو ایسے چھانٹ دیں گے جیسے سونا کان سے چھانٹا جاتا ہے۔ اہل شام کو (علی العموم) گالی مت دو، لیکن وہاں کے بدترین لوگوں کو برا (کہو)، کیونکہ ان (اہل شام) میں ابدال بھی ہیں۔ عنقریب اللہ تعالیٰ آسمان سے اہل شام پر کوئی آفت نازل فرمائیں گے، جو ان کو جدا جدا کر دے گی (جس کی وجہ سے وہ اتنے کمزور ہو جائیں گے کہ) اگر لومڑیاں بھی ان سے لڑیں گی تو غالب آجائیں گی، اس وقت میرے اہل بیت میں سے ایک شخص تین جھنڈے لے کر نکلیں گے، اُن کے لشکر کو بڑا سمجھنے والا کہے گا کہ یہ پندرہ ہزار ہیں اور کم سمجھنے والا کہے گا کہ یہ بارہ ہزار ہیں، ان کا نعرہ (یعنی

جنگی شعار) ''اَمِتْ اَمِتْ'' ہوگا، ان کا مقابلہ سات جھنڈے والوں سے ہوگا، ہر جھنڈے والا سلطنت کا طلب گار ہوگا، اللہ تعالیٰ ان سب کو ہلاک کر دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کی الفت و محبت، ان کی نعمتیں اور اُن کے دور قریب والے سب واپس لوٹا دیں گے۔''

فائدہ: اس میں شام میں ہونے والی ایک جنگ کا تذکرہ ہے...... امام مہدی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ...... اور پھر وہاں سے شام جائیں گے...... جہاں یہ مقابلہ ہوگا...... اور پورے ملک شام پر ان کی خلافت قائم ہو جائے گی...... یاد رہے ان احادیث مبارکہ کے زمانے والا ''ملک شام'' بہت بڑا تھا جواب تقریباً پانچ ممالک میں تقسیم ہے۔

﴿۵۳۳﴾

(۴۱) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: يَرْضٰى عَنْهُ سَاكِنُ السَّمَاءِ وَ سَاكِنُ الْاَرْضِ لَاتَدَعُ السَّمَاءُ مِنْ قَطْرِهَا شَيْئًا إِلَّا صَبَّتْهُ وَ لَا الْاَرْضُ مِنْ نَبَاتِهَا شَيْئًا إِلَّا اَخْرَجَتْهُ حَتّٰى يَتَمَنَّى الْاَحْيَاءُ الْاَمْوَاتَ۔ أخرجه نعيم۔

[كتاب الفتن لنعيم بن حماد، رقم الحديث: ۱۰۳۸]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''آسمان و زمین کی مخلوق ان (یعنی امام مہدی رضی اللہ عنہ) سے خوش ہوگی۔ آسمان اپنی بارش کے تمام قطرے بہا دے گا۔ زمین اپنے تمام نباتات نکال دے گی۔ یہاں تک کہ زندہ لوگ مردوں کے زندہ ہونے کی تمنا کریں گے۔ (کہ کاش وہ بھی خیر و برکت والا یہ زمانہ اُن کے ساتھ پالیں)۔''

فائدہ: عجیب خیر و برکت والا زمانہ ہوگا...... اور دنیا میں یہ تبدیلی اتنی تیزی اور مضبوطی سے آئے گی کہ ہر کوئی حیران رہ جائے گا...... اور یہ تمنا کرے گا کہ کاش! ہمارے بڑے بھی یہ خیر و برکت دیکھ لیتے۔

وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحبه أَجْمَعِيْنَ وَ بَارَكَ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

✽...✽...✽

فهرسة المصادر والمراجع

١ القرآن الكريم برواية حفص.

٢ إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة، لأبي العباس شهاب الدين أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل بن سليم بن قايماز بن عثمان البوصيري الكناني الشافعي (المتوفى: ٨٤٠هـ)، (ت: جماعة من المحققين بإشراف أبي تميم ياسر بن إبراهيم)، دار الوطن للنشر، الرياض، ط: الأولى، ١٤٢٠ هـ - ١٩٩٩ م

٣ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، لمحمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبي حاتم، الدارمي، البُستي (المتوفى: ٣٥٤هـ)، ترتيب: الأمير علاء الدين علي بن بلبان الفارسي (المتوفى: ٧٣٩ هـ)، (تحقيق: شعيب الأرنؤوط)، مؤسسة الرسالة، بيروت، ط: الأولى، ١٤٠٨ هـ - ١٩٨٨م)

٤ الأذكار للنووي، أبي زكريا محيي الدين يحيي بن شرف النووي (المتوفى: ٦٧٦هـ)، (ت:عبد القادر الأرنؤوط)، دارالفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت-، ١٤١٤هـ، ٤١٩٩م

٥ تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي لأبي العلا محمد عبد الرحمٰن بن عبد الرحيم المباركفوري (المتوفى:١٣٥٣هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت

٦ تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي، لعبد الرحمٰن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى: ٩١١هـ)، (ت: أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي)، دار طيبة.

٧ جامع الأصول في أحاديث الرسول لمجد الدين أبي السعادات المبارك بن

محمد بن محمد بن محمد ابن عبد الكريم الشيباني الجزري ابن الأثير (المتوفى:٦٠٦هـ)، (ت: عبد القادر الأرنؤوط - التتمة تحقيق بشير عيون)، مكتبة الحلواني - مطبعة الملاح - مكتبة دار البيان، ط : الأولىٰ

٨ الجامع الصحيح لأمير المومنين في الحديث،أبي عبدالله، محمد بن اسماعيل البخاري (٢٥٦هـ)، (ت: محمود محمد محمود حسن نصار)، دارالكتب العلمية، بيروت، ط:السادسة،١٤٣٠هـ

٩ جمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزَّوائِد، لمحمد بن محمد بن سليمان بن الفاسي بن طاهر السوسي الردواني المغربي المالكي (المتوفى: ١٠٩٤هـ)، (ت: أبو علي سليمان بن دريع) مكتبة ابن كثير، الكويت - دار ابن حزم، بيروت، ط: الأولى، ١٤١٨ هـ - ١٩٩٨م

١٠ الجهاد لابن المبارك، لأبي عبد الرحمن عبد الله بن المبارك بن واضح الحنظلي، التركي ثم المرْوزي (المتوفى: ١٨١هـ)، (ت: د. نزيه حماد)، الدار التونسية، تونس، تاريخ النشر: ١٩٧٢م

١١ حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، لأبي نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (المتوفى: ٤٣٠هـ)، دار الكتاب العربي ١٣٩٤هـ- ١٩٧٤م

١٢ الدعاء للطبراني، سليمان بن أحمد بن أيوب (المتوفى:٣٦٠هـ)، (ت: مصطفىٰ عبد القادر عطا)،دار الكتب العلمية، بيروت، ط : الأولى،١٤١٣

١٣ زوائد ابن خزيمة، وابن حبان، والمستدرك على الكتب التسعة لصالح أحمد الشامي، المتكب الإسلامي، ط: الأولى، ١٤٣٣هـ- ١٢٠٢م

١٤ سنن الدارقطني، لأبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي بن مسعود بن النعمان بن دينار البغدادي الدارقطني (المتوفى: ٣٨٥هـ)، (ت: جماعة من المحققين)، مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان، ط: الأولى، ١٤٢٤هـ- ٢٠٠٤م

١٥ السنن الكبرى لأبي عبد الرحمٰن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، النسائي (المتوفى:٣٠٣هـ)، (ت: حسن عبد المنعم شلبي)، مؤسسة الرسالة، بيروت، ط: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١ م

١٦ السنن الكبرى لأحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْوجِردي الخراساني، أبي بكر البيهقي (المتوفى: ٤٥٨هـ)، (ت: محمد عبد القادر عطا)، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان، ط: الثالثة،١٤٢٤ هـ- ٢٠٠٣م

١٧ سنن سعيد بن منصور، لأبي عثمان سعيد بن منصور بن شعبة الخراساني الجوزجاني (المتوفى: ٢٢٧هـ)، (ت: حبيب الرحمٰن الأعظمي)، الدار السلفية، الهند، ط: الأولى، ١٤٠٣هـ-١٩٨٢م

١٨ السنن لابن ماجة، أبي عبد الله، محمد بن يزيد القزويني (٢٧٣هـ)، (ت: أحمد شمس الدين)، دار الكتب العلمية، بيروت، ط: الثالثة، ٢٠٠٨م

١٩ السنن للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث (المتوفى:٢٧٥هـ)، (ت: محمد عبد العزيز الخالدي)، دار الكتب العلمية، بيروت، ط: الثالثة، ٢٠٠٧م.

٢٠ السنن للإمام أبي عيسىٰ، محمد بن عيسى الترمذي، (المتوفى:٢٧٩هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، ط: الثالثة، ٢٠٠٨م.

٢١ شرح معاني الآثارلأبي جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجري المصري المعروف بالطحاوي (المتوفى: ٣٢١هـ)، (ت: د يوسف عبد الرحمٰن المرعشلي)، عالم الكتب، ط: الأولى - ١٤١٤هـ، ١٩٩٤م

٢٢ شعب الإيمان للبيهقي، أحمد بن الحسين بن علي بن موسىٰ (المتوفى:٤٥٨هـ)، (ت:الدكتور عبدالعلي عبد الحميد حامد)، مكتبة الرشد، رياض، ط: الأولى،١٤٢٣هـ

٢٣ الصحيح المختصر لابن خزيمة محمد بن إسحاق بن خزيمة

(المتوفى:٣١١ه)، (ت:الدكتور محمد مصطفى الأعظمي)، المكتب الاسلامي، بيروت)، ط: الثالثة، ١٤٢٤ه

٢٤ الصحيح للإمام مسلم ابن الحجاج (المتوفى:٢٦١ه)، دارالكتب العلمية، بيروت، ط: الخامسة، ٢٠٠٨م

٢٥ عون المعبود شرح سنن أبي داؤد لمحمد أشرف بن أمير بن علي بن حيدر، أبي عبد الرحمن، شرف الحق، الصديقي، العظيم آبادي (المتوفى: ١٣٢٩ه)، دار الكتب العلمية بيروت، ط: الثانية، ١٤١٥ه

٢٦ فتح الباري شرح صحيح البخاري، لأحمد بن علي بن حجر أبي الفضل العسقلاني الشافعي، (ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩ه

٢٧ فتح الجواد في معارف آيات الجهاد، للمؤلف حفظه الله تعالى، مكتبة عرفان، لاهور.

٢٨ فضائل الرمي في سبيل الله، لأبي يعقوب إسحاق بن أبي إسحاق إبراهيم بن محمد ابن عبد الرحمٰن السرخسي الهروي، المعروف بـ القَرَّاب (المتوفى: ٤٢٩ه)، (ت: مشهور حسن محود سلمان)، مكتبة المنار، الأردن الزرقاء، ط: الأولى،١٤٠٩ ه- ١٩٨٩م

٢٩ كتاب الفتن، لأبي عبد الله نعيم بن حماد بن معاوية بن الحارث الخزاعي المروزي (المتوفى: ٢٢٨ه)، (ت: سمير أمين الزهيري)، مكتبة التوحيد القاهرة، ط: الأولى، ١٤١٢ه

٣٠ كشف الأستار عن زوائد البزار، لنور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي (المتوفى:٨٠٧ه)، (ت: حبيب الرحمٰن الأعظمي)، مؤسسة الرسالة، بيروت، ط: الأولى، ١٣٩٩ه- ١٩٧٩م

٣١ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للهيثمي، علي بن أبي بكر بن سليمان

(٨٠٧هـ)، (ت: محمد عبد القادر أحمد عطا)، دار الكتب العلمية، ط:الثانية، ٢٠٠٩هـ

(٣٢) مختصر سنن أبي داؤد، للحافظ عبد العظيم بن عبد القوي المنذري (المتوفى: ٦٥٦ هـ)، (ت: محمد صبحي بن حسن حلاق أبو مصعب)، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية، ط: الأولى، ١٤٣١هـ- ٢٠١٠م

(٣٣) المستدرک علی الصحيحين للحاكم، محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه المعروف بابن البيع (المتوفى:٤٠٥هـ)، (ت: محمد عبد القادر أحمد عطا)، دارالكتب العلمية، ط:دار الكتب العلمية، بيروت.

(٣٤) مسند ابن أبي شيبة لأبي بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان بن خواستي العبسي (المتوفى:٢٣٥هـ)، (ت: عادل بن يوسف العزازي و أحمد بن فريد المزيدي)، دار الوطن، الرياض، ط: الأولى، ١٩٩٧م

(٣٥) مسند أبي يعلى الموصلي، أحمد بن علي (٣١١هـ)، (ت: حسين سليم أسد)، دارالمأمون للتراث، دمشق، ط: الأولى، ١٤٠٤هـ

(٣٦) مسند البزار لأبي بكر أحمد بن عمروبن عبدالخالق، (المتوفى:٢٩٢هـ)، (ت: جماعة من المحققين)، مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة، ط:الأولى، ٢٠٠٩ء

(٣٧) مسند الدارمي المعروف بسنن الدارمي، لأبي محمد عبدالله بن عبدالرحمٰن بن الفضل بن بَهرام بن عبدالصمد الدارمي، التميمي السمرقندي (المتوفى:٢٥٥هـ)، (ت: نبيل هاشم الغمري)، دار البشائر (بيروت)، ط: الأولى، ١٤٣٤هـ- ٢٠١٣م

(٣٨) المسند للامام أبي داؤد الطيالسي، لأبي داؤد سليمان بن داؤد بن الجارود

الطيالسي البصرى (المتوفى: ٢٠٤هـ)، (ت: الدكتور محمد بن عبد المحسن التركي)، دار هجر مصر، ط: الأولى، ١٤١٩هـ - ١٩٩٩م.

٣٩ المسند للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، (المتوفى:٢٤١هـ)، (ت: شعيب الأرنؤوط عادل مرشد، وآخرون)، مؤسسة الرسالة، بيروت، ط:لأولى، ١٤٢١هـ

٤٠ مشكاة المصابيح لمحمد بن عبد الله الخطيب العمري، أبي عبد الله، ولي الدين، التبريزي (المتوفى:٧٤١هـ)، (ت: محمد ناصر الدين الألباني)، المكتب الإسلامي، بيروت، ط: الثالثة، ١٩٨٥م.

٤١ مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه، لأبي العباس شهاب الدين أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل بن سليم بن قايماز بن عثمان البوصيري الكناني الشافعي (المتوفى: ٨٤٠هـ)، (ت: محمد المنتقى الكشناوي)، دار العربية، بيروت، ط: الثانية، ١٤٠٣هـ

٤٢ المصنف لأبي بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم (٢٣٥هـ) (ت: كمال يوسف الحوت)، مكتبة الرشد، الرياض ط: الأولى،١٤٠٩هـ

٤٣ المصنف لأبي بكر عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميري اليماني الصنعاني (المتوفى: ٢١١هـ)، (ت:حبيب الرحمٰن الأعظمي)،المجلس العلمي، الهند، ط: الثانية، ١٤٠٣

٤٤ المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية، لأبي الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى:٨٥٢هـ)، (ت: جماعة من المحققين)، دار العاصمة، دار الغيث، السعودية، ط: الأولى، ١٤١٩هـ

٤٥ المعجم الأوسط للطبراني، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي (المتوفى:٣٦٠هـ)، (ت:طارق بن عوض الله بن محمد، وعبد المحسن بن إبراهيم الحسيني)، دار الحرمين، القاهرة

(٤٦) المعجم الصغير، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي (المتوفى: ٣٦٠هـ)، (ت:محمد شكور محمود الحاج أمرير)، المكتب الإسلامي، دارعمار، بيروت، ط: الأولى، ١٤٠٥هـ

(٤٧) المعجم الكبير للطبراني، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي (المتوفى:٣٦٠هـ)، دار الحرمين القاهرة.

(٤٨) المقصد العلي في زوائد أبي يعلى الموصلي لأبي الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي (المتوفى: ٨٠٧هـ)، (ت سيد كسروي حسن)، دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان

(٤٩) المنتخب من مسند عبد بن حميد، لأبي محمد عبد الحميد بن حميد بن نصر الكَسّي ويقال له: الكَشّي بالفتح والإعجام (المتوفى:٢٤٩هـ)، (ت: صبحي البدري السامرائي محمود محمد خليل الصعيدي)، مكتبة السنة، القاهرة، ط: الأولى، ١٤٠٨، ١٩٨٨م

(٥٠) المنتقى من السنن المسندة، لأبي محمد عبد الله بن علي بن الجارود النيسابوري المجاور بمكة (المتوفى:٣٠٧هـ)، (ت: عبد الله عمر البارودي)، مؤسسة الكتاب الثقافية، بيروت، ط: الأولى١٤٠٨- ١٩٨٨م

(٥١) المنهاج في شرح صحيح مسلم ابن الحجاج لأبي زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى: ٦٧٦هـ)، بيت الأفكار الدولية.

(٥٢) المؤطا للإمام مالك بن أنس (المتوفى:١٧٩هـ)، (ت:محمد فؤاد عبد الباقي)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان،١٤٠٦هـ

❁...❁...❁

فہرستِ کتاب

	عنوان	صفحہ نمبر
۱	تعارف	۷
۲	مُقدّمہ	۱۴

کتابُ فضائلِ الجہاد

جہاد کی فضیلت کا بیان

۳	باب: فضل الغدوۃ او الروحۃ فی سبیل اللّٰہ جہادِ فی سبیل اللہ میں ایک صبح یا ایک شام (کچھ وقت) گزارنے کی فضیلت کا بیان	۲۶
۴	باب: افضل العمل الجہاد فی سبیل اللّٰہ جہادِ فی سبیل اللہ کے افضل ترین عمل ہونے کا بیان	۳۲
۵	باب: افضل الناس المُجاھد فی سبیل اللّٰہ مجاہد فی سبیل اللہ کے افضل ترین انسان ہونے کا بیان	۴۷
۶	باب: تکفّل اللّٰہ تعالٰی للمُجاھد فی سبیل اللّٰہ مجاہد کیلیے اللہ تعالٰی کی کفالت وضمانت کا بیان	۵۵
۷	باب: مایعدل الجہاد فی سبیل اللّٰہ جہاد کے برابر کوئی عمل نہ ہونے کا بیان	۶۵
۸	باب: فضل الغبار فی سبیل اللّٰہ جہادِ فی سبیل اللہ کے غبار کی فضیلت کا بیان	۶۹
۹	باب: فضل تشییع المُجاھدین فی سبیل اللّٰہ جہادی قافلوں کو رخصت کرنے کی فضیلت کا بیان	۷۲
۱۰	باب: حُرمۃ نساۤء المُجاھدین مجاہدین کی عورتوں کی حرمت کا بیان	۷۳
۱۱	باب: طلب الولد للجہاد جہاد کیلیے اللہ تعالٰی سے اولاد مانگنا	۷۴

۱۲ **باب: الانفاق في سبيل الله**
جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرنے کی فضیلت کا بیان ۷۵

۱۳ **باب: في الفضائل المتفرقة**
جہاد کے متفرق فضائل کا بیان ۹۳

كتاب الشهادة والشهداء
شہادت اور شہداء کا بیان

۱۴ **باب: فضل الشهادة والشهداء**
شہادت اور شہداء کے فضائل کا بیان ۱۰۰

۱۵ **باب: في الرجل يموت بسلاحه**
اپنے ہی ہتھیار سے شہید ہونے والے کا بیان ۱۲۲

۱۶ **باب: تمني الشهادة**
شہادت کی تمنا کرنا ۱۲۴

۱۷ **باب: مراتب الشهداء**
شہداء کے مراتب کا بیان ۱۲۹

۱۸ **باب: ارواح الشهداء**
شہداء کی روحوں کا بیان ۱۳۳

۱۹ **باب: زوجة الشهيد**
شہید کی اہلیہ کا بیان ۱۳۶

۲۰ **باب: كفالة عيال الشهيد**
شہید کے اہل خانہ کی کفالت کا بیان ۱۳۸

۲۱ **باب: اقسام الشهداء**
شہداء کی قسموں کا بیان ۱۳۹

كتاب حكم الجهاد
حکم جہاد کا بیان

۲۲ **باب: وجوب الجهاد**
فرضیت جہاد کا بیان ۱۴۴

۲۳ باب: دوام الجهاد ۱۵۲
جہاد کے ہمیشہ جاری رہنے کا بیان

۲۴ باب: التّولی یوم الزّحف (القِتال) ۱۵۸
میدانِ جہاد سے پیٹھ پھیر کر بھاگنے کی مذمت کا بیان

۲۵ باب: الوعید فی ترکِ الجهاد ۱۶۳
جہاد چھوڑنے پر وعیدوں کا بیان

۲۶ باب: الجهاد باذن الابوین ۱۶۸
جہاد میں والدین کی اجازت کا بیان

۲۷ باب: الرُّخصة فی القُعود من العذر ۱۷۲
عذر کی بناء پر جہاد سے پیچھے رہنے کی اجازت کا بیان

کتاب جہادِ البحر

بحری جہاد کا بیان

۲۸ باب: فضل جهادُ البحرِ ۱۷۶
بحری جہاد کے فضائل

۲۹ باب: اکل میت البحرِ ۱۸۲
سمندری جانور کھانے کا بیان

۳۰ باب: فضل شُهداءِ البحرِ ۱۸۵
بحری شہداء کے خصوصی فضائل

کتاب آلاتِ الحرب

جنگی آلات کا بیان

۳۱ باب: وُجوب الرَّمی ۱۸۸
تیراندازی کی اہمیّت کا بیان

۳۲ باب: فضل الرَّمی ۱۹۳
تیراندازی کے فضائل کا بیان

۳۳ باب: السّيوف
تلواروں کا بیان ۲۰۱

۳۴ باب: الرّماح
نیزوں کا بیان ۲۰۷

۳۵ باب: الدرع و المغفر
زرہ اور خود کا بیان ۲۱۵

۳۶ باب: الرّايات و الألوية
جنگی جھنڈوں کا بیان ۲۱۸

۳۷ باب: اللباس في الحرب
جنگی لباس کا بیان ۲۲۵

۳۸ باب: العمامة في الحرب
جنگ میں عمامہ باندھنے کا بیان ۲۲۷

۳۹ باب: ما جاء في سلاح النبيّ صلّى الله عليه وسلّم و اثاثه
حضور ﷺ کے اسلحہ اور سامان کا بیان ۲۲۸

كتاب أحكام الجهاد

جہاد فی سبیل اللہ کے احکام کا بیان

۴۰ باب: صدق النّيّة و الإخلاص
جہاد میں صدق نیت اور اخلاص و للّٰہیت کا بیان ۲۳۴

۴۱ باب: الدّعوة قبل القتال
قتال سے پہلے دعوت اسلام کا بیان ۲۴۳

۴۲ باب: وقت القتال
قتال کا مستحب وقت ۲۵۵

۴۳ باب: الشّعار في الحرب
جہادی ناموں اور جہادی علامات (رموز کوڈز) کا بیان ۲۶۱

۴۴ باب: الصّفّ للقتال
جہاد میں "صف بندی" کا بیان ۲۶۴

۴۵	**باب: الصَّبر و الثَّبات و السَّکینۃ و الجماعۃ فِی القتال** جہاد میں صابر، ثابت قدم، پُرسکون اور مجتمع رہنے کا بیان	۲۶۵
۴۶	**باب: النَّہی عن قتل النِّساء و الصِّبیان و غیرہم** جنگ میں عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل کرنے کی ممانعت کا بیان	۲۶۹
۴۷	**باب: جواز قتل النِّساءِ و الصِّبیان فی البیات مِن غیرِ تعمد** شب خون میں عورتوں اور بچوں کے قتل کے جواز کا بیان	۲۷۷
۴۸	**باب: جواز قتل المرأۃ الشَّاتمۃِ** گستاخ عورت کو قتل کرنے کی اجازت کا بیان	۲۷۹
۴۹	**باب: النَّہی عن النُّہبیٰ و المثلۃِ و غیرہما فی القِتال** میدانِ جہاد میں مثلہ اور لوٹ مار وغیرہ کی ممانعت کا بیان	۲۸۰
۵۰	**باب: الرُّخصۃ فی المثلۃِ عند الحاجۃِ** ضرورت کے وقت مثلہ کرنے کی اجازت کا بیان	۲۸۲
۵۱	**باب: تحریم قتل الکافر بعد اَن قال ”لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ“** ”لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ“ کے اقرار کے بعد کافر کو قتل کرنے کی حرمت کا بیان	۲۸۴
۵۲	**باب: کیفیۃ القِتال** جنگ کے طریقے کا بیان	۲۸۸
۵۳	**باب: الاِستنصار بدعاءِ الضُّعفاء** کمزوروں کی برکت اور دعا سے نصرت حاصل ہونے کا بیان	۲۹۱
۵۴	**باب: احکام السَّفر فی الجہاد** جہادی سفر کے احکامات کا بیان	۲۹۳
۵۵	**باب: شرکۃ النِّساء فی الجہاد** جہاد میں عورتوں کے شریک ہونے کا بیان	۲۹۸
۵۶	**باب: تحریق النَّاس بِالنَّار** انسانوں کو آگ سے جلانے کی ممانعت کا بیان	۳۰۸

۵۷	**باب: جواز التّحریق فی أرض العدوّ** دُشمن کے مال واَسباب جلانے کی اجازت کا بیان	۳۱۰
۵۸	**باب: عدم الاِستعانة بالمُشرکین فی الجہاد** جہاد میں مُشرکین سے مدد نہ لینے کا بیان	۳۱۲
۵۹	**باب: الرُّخصة فی الاِستعانة بالمُشرکین** جنگ میں مُشرکین سے تعاون لینے کی اجازت کا بیان	۳۱۶
۶۰	**باب: المکر فی الحرب** جنگ میں چال اور تدبیر کرنے کا بیان	۳۲۰
۶۱	**باب: استحباب الدّعاء بالنّصر عند القِتال** میدانِ جہاد میں نصرت کی دعاؤں کا بیان	۳۲۱
۶۲	**باب: الدّعاء علی الأعداء الکفار** دُشمنانِ دِین کفار کیلیے بددعا کا بیان	۳۳۴
۶۳	**باب: ما یقال عند دخول قری الکفار والاِغارة علیہم** کفّار کی بستیوں میں داخل ہونے اور ان پر حملہ کرنے کے وقت کی دعا	۳۳۸
۶۴	**باب: الدّعاء للمُستضعفین والمظلومین** کمزور اور مظلوم مُسلمانوں کیلیے دعا کا بیان	۳۳۹
۶۵	**باب: فی أُحکام مُتفرّقة** جِہاد کے متفرق احکامات کا بیان	۳۴۰

الکتاب الأمان والصلح علی الجزیة

اَمان دینے اور جزیہ پر صلح کرنے کا بیان

۶۶	**باب: مَن لہ حق التّأمین** امان کون دے سکتا ہے؟	۳۴۷
۶۷	**باب: تأمِین النّساء** عورتوں کے امان دینے کا بیان	۳۵۱
۶۸	**باب: أُمان الرّسل** قاصدوں کی امان کا بیان	۳۵۴

۶۹	باب: الامان والصلح وشروطهما امان، صلح اور ان کی شرطوں کا بیان	۳۵۷
۷۰	باب: اخذ الجزية جزیہ لینے کا بیان	۳۶۴
۷۱	باب: تحريم قتل المعاهد معاہد اور ذمی کے قتل کی حرمت کا بیان	۳۷۱
۷۲	باب: ما يحل به قتل أهل الذمة ان چیزوں کا بیان جن سے ذمی کا قتل درست ہو جاتا ہے	۳۷۴
۷۳	باب: الوعيد لمن عذب الذمي ذمی اور معاہد کو اذیت دینے پر وعید کا بیان	۳۷۶
۷۴	باب: الوفاء بالعهد والذمة معاہدہ اور ذمہ کی پاسداری کا بیان	۳۷۸
۷۵	باب: الغدر عن العهد معاہدے کی خلاف ورزی کی حرمت کا بیان	۳۸۲

كتاب بشارات القتال والفتوح في المستقبل

مستقبل کے قتال اور فتوحات کی بشارتیں

۷۶	باب: غزوة الهند غزوۂ ہند کا بیان	۳۸۶
۷۷	باب: قتال الترك ترکوں سے قتال کا بیان	۳۹۰
۷۸	باب: قتال الروم وفتح القسطنطينية رومیوں سے جہاد اور قسطنطنیہ کی فتح کا بیان	۴۰۰
۷۹	باب: قتال اليهود یہودیوں سے جہاد کا بیان	۴۲۰

۸۰ باب: الدّجّال وخروجه ومقتله ۴۲۲
دجّال، اس کے ظہور اور اس کی قتل گاہ کا بیان

۸۱ باب: قتال عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ۴۳۷
حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جہاد کا بیان

کتاب الامام المہدی رضی اللہ عنہ
وجہادہ و زمانہ

حضرت سیّدنا "امام المہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ"..... ان کے جہاد اور ان کے زمانہ کا بیان

۸۲ دیباچہ ۴۴۶
حضرت امام محمّد بن عبد اللہ المہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸۳ محدثین کرام اور خروج مہدی ۴۶۲
حضرت سیّدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ابواب قائم کرنے والے چند محدثین اور ان کی کتب کے نام

۸۴ کتب علی المہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴۶۳
حضرت سیّدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لکھی گئی چند دستیاب عربی، اردو شائع شدہ کتابوں کے نام

۸۵ باب: قتال السیّد محمّد المہدی رضی اللہ عنہ ۴۶۴
امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قتال

۸۶ فہرسة المصادر والمراجع ۴۹۴